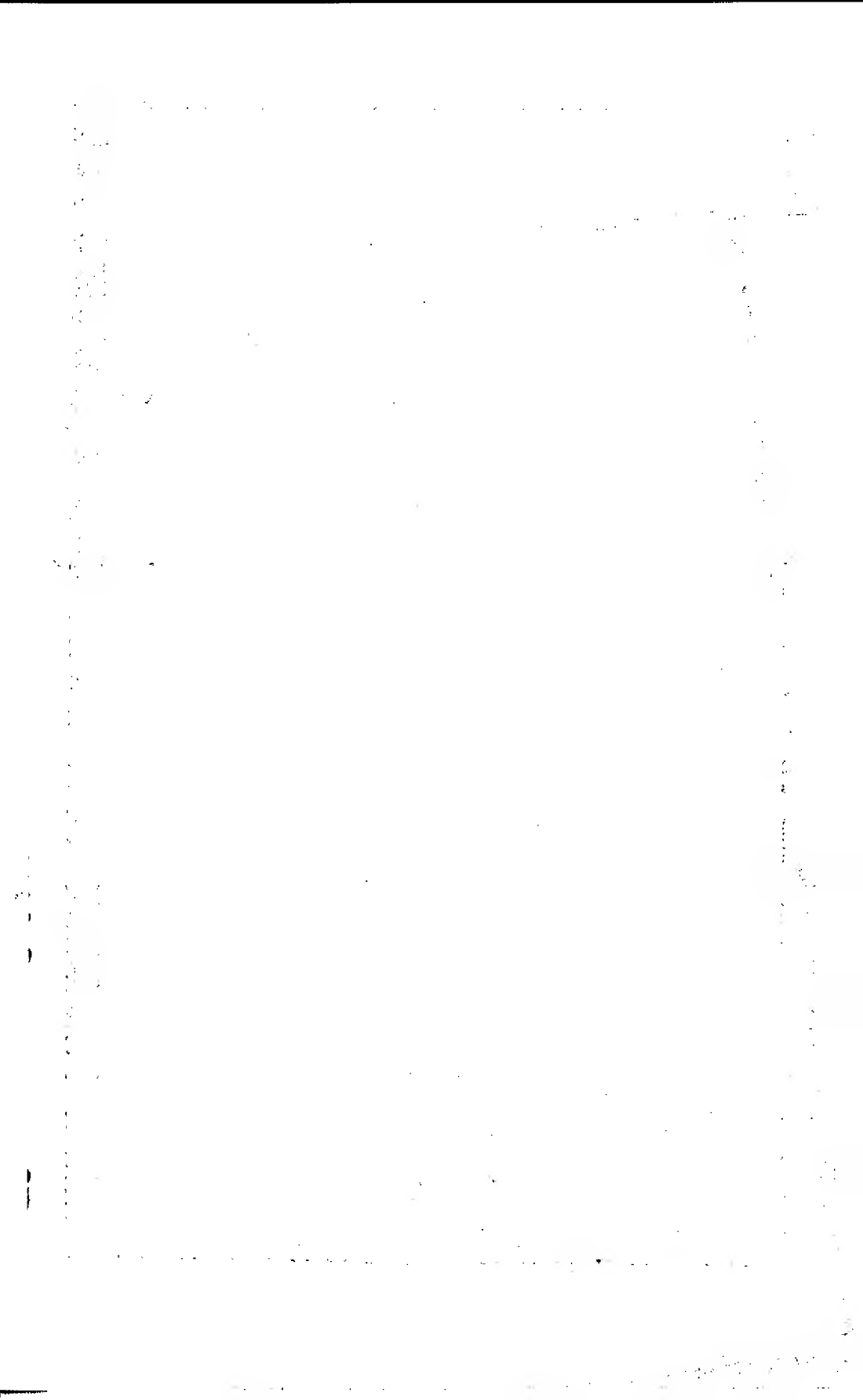


مجموعہ اشہارات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام
جلد دوم

از ۱۸۹۲ء تا ۱۸۹۷ء

النشء
الشكر لئلا سلامية ربوة



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ————— خُشَعًا وَكُمِينَ عَلَى رَسُولِ الْكَرِيمِ

وَعَلَى عِبَادِ الْمَسِيحِ الْمَوْفُودِ

پیش لفظ

الشركة الاسلامیہ گزشتہ سالوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جلاتصانیف اور ملفوظات کو سیٹ کی صورت میں شائع کر چکنے کے بعد احباب کی خدمت میں جلد کے شائع کردہ جلد اشتہارات ترتیب واریٹ کی صورت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہے۔

یہ مجموعہ تین جلدوں میں شائع کیا جائے گا۔ اس کی پہلی جلد ۴۸۸ صفحات کی جو ۱۱۴- اشتہارات پر مشتمل ہے۔ بارچ ۱۹۹۷ء کے مبارک موقعہ پر پیش کی جا چکی ہے۔

اس سال الشركة الاسلامیہ حلبہ سالانہ ۱۹۹۷ء کے مبارک ایام میں احباب کی خدمت میں اس کی دوسری جلد جو ۴۸۶ صفحات پر مشتمل ہے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہے۔ یہ دوسری جلد ۶۶- اہم اشتہارات کا مجموعہ ہے۔ جن میں مخالفین اسلام عیسائیوں اور آریوں کو ان کے اسلام و احمدیت پر اعتراضات کے مدلل اور مسکت جوابات دینے کے ساتھ ہزار ہا پریم کے انعامی چیلنج بھی دیئے گئے ہیں۔ اور دشمنان اسلام پر حجت تمام کی گئی ہے۔ ماسوا اس کے علاوہ مخالفین کے اعتراضوں کے جواب بھی مدلل طریق پر دے کر انہیں ساکت اور صامت کیا گیا ہے۔ ان اشتہارات میں لیکچرام کی موت کے متعلق پیشگوئی اور آتم کی پیشگوئی کے متعلق اعتراضات کے جواب بھی موجود ہیں۔ اور آریوں کو جو لیکچرام کے قتل کو سادش کا نتیجہ قرار دیتے تھے۔ دعوتِ مابہلہ کا اشتہار بھی درج ہے۔ جسے بظاہر لاگنگا بشن نے منظور کیا اور تین ٹریس پیش کیں۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان شرائط کو منظور کر لیا۔ تو لاگنگا بشن صاحب خائف ہو کر مابہلہ سے فرار کر گئے۔

اس مجموعہ میں جلد اعظم مذاہب عالم لاہور کے بارے میں وہ اشتہارات بھی شامل ہیں جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مضمون کے غالب رہنے کے متعلق خدا تعالیٰ کا الہام شائع فرمایا ہے۔ جو نہایت صفائی کے ساتھ پورا ہوا۔ اس میں بعض اشتہارات ایسے بھی ہیں۔ جن میں گورنمنٹ کو بعض ضروری امور کی طرف توجہ دلائی گئی تھی۔ اسی طرح بعض اور ضروری امور پر مشتمل اشتہارات بھی اس مجموعہ میں موجود ہیں۔ جن کی تفصیل قیمت معاین میں درج ہے۔

واضح رہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اشتہارات کے جاری کرنے کا سلسلہ اتمام محبت کی غرض سے حکم الہی جاری فرمایا تھا۔ جیسا کہ آپ کی کتاب فتح اسلام سے ظاہر ہے۔ یہ دوسری جلد بھی انشاء اللہ تعالیٰ احباب کی دینی معلومات اور ایمان میں اضافہ کا موجب ہوگی۔

تیسری جلد انشاء اللہ اگلے سال احباب کی خدمت میں پیش ہوگی۔ یہ مجموعہ اشتہارات پہلے حضرت میر قاسم علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تبلیغ رسالت کے نام سے دس جلدوں میں شائع فرمایا تھا۔ اب مزید اشتہارات کی تلاش کر کے مکرم مولوی عبداللطیف صاحب بہاولپور کی اس مجموعہ میں بیش قیمت اضافہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس محنت کو قبول فرمائے اور اس کی انہیں جو اسے غیر عطا فرمائے۔ آمین۔

والسلام

قاضی محمد زبیر

مینجنگ ڈائریکٹر اشرف الاسلامیہ رتبہ

فہرست مضامین مجموعہ اشتہار احسن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

(مرتبہ بہ مولوی عبد اللطیف صاحب لاہوری)

نمبر اشتہار اعلان	مضمون اشتہار	صفحہ	نمبر اشتہار اعلان	مضمون اشتہار	صفحہ
۱	اشتہار حیلار الانصار والاشراف بقایا	۶	۱	اشتہار حیلار الانصار والاشراف بقایا	۶
۲	اشتہار حیلار الانصار والاشراف بقایا	۶	۲	اشتہار حیلار الانصار والاشراف بقایا	۶
۳	اشتہار حیلار الانصار والاشراف بقایا	۶	۳	اشتہار حیلار الانصار والاشراف بقایا	۶
۴	اشتہار حیلار الانصار والاشراف بقایا	۶	۴	اشتہار حیلار الانصار والاشراف بقایا	۶
۵	اشتہار حیلار الانصار والاشراف بقایا	۶	۵	اشتہار حیلار الانصار والاشراف بقایا	۶
۶	اشتہار حیلار الانصار والاشراف بقایا	۶	۶	اشتہار حیلار الانصار والاشراف بقایا	۶
۷	اشتہار حیلار الانصار والاشراف بقایا	۶	۷	اشتہار حیلار الانصار والاشراف بقایا	۶
۸	اشتہار حیلار الانصار والاشراف بقایا	۶	۸	اشتہار حیلار الانصار والاشراف بقایا	۶
۹	اشتہار حیلار الانصار والاشراف بقایا	۶	۹	اشتہار حیلار الانصار والاشراف بقایا	۶
۱۰	اشتہار حیلار الانصار والاشراف بقایا	۶	۱۰	اشتہار حیلار الانصار والاشراف بقایا	۶
۱۱	اشتہار حیلار الانصار والاشراف بقایا	۶	۱۱	اشتہار حیلار الانصار والاشراف بقایا	۶
۱۲	اشتہار حیلار الانصار والاشراف بقایا	۶	۱۲	اشتہار حیلار الانصار والاشراف بقایا	۶
۱۳	اشتہار حیلار الانصار والاشراف بقایا	۶	۱۳	اشتہار حیلار الانصار والاشراف بقایا	۶
۱۴	اشتہار حیلار الانصار والاشراف بقایا	۶	۱۴	اشتہار حیلار الانصار والاشراف بقایا	۶
۱۵	اشتہار حیلار الانصار والاشراف بقایا	۶	۱۵	اشتہار حیلار الانصار والاشراف بقایا	۶
۱۶	اشتہار حیلار الانصار والاشراف بقایا	۶	۱۶	اشتہار حیلار الانصار والاشراف بقایا	۶
۱۷	اشتہار حیلار الانصار والاشراف بقایا	۶	۱۷	اشتہار حیلار الانصار والاشراف بقایا	۶
۱۸	اشتہار حیلار الانصار والاشراف بقایا	۶	۱۸	اشتہار حیلار الانصار والاشراف بقایا	۶
۱۹	اشتہار حیلار الانصار والاشراف بقایا	۶	۱۹	اشتہار حیلار الانصار والاشراف بقایا	۶
۲۰	اشتہار حیلار الانصار والاشراف بقایا	۶	۲۰	اشتہار حیلار الانصار والاشراف بقایا	۶

صفحہ	مضمون اشتہار	صفحہ	مضمون اشتہار	صفحہ
۱۵۰	پر بے اصل فقرہ کہ اس کا دل گھٹا ہے	۱۲۳	ہندو اور لغتیں گورنمنٹ ہاؤس میں	۱۲
	اور ایسی کتابوں کے حوالے نہیں کرے		حکام کے سامنے کے لئے	
	جو اس فرقہ کے نزدیک مسلم نہیں ٹاپے		اشتہار قابل توجہ گورنمنٹ اور عام اطلاع	۱۵
	اعتراف کرے جو وہ اس کے اپنے دین		میں	
	کی تعلیم پوچھی اور ہوتے ہیں	۱۳۲	ہندوؤں کے خلاف	
	تفصیل ان کتب مسلمہ مقبول کی جن پر		اشتہار کتاب مضمون	۱۶
۱۵۸	ہم عقیدہ رکھتے اور ان کو برتر سمجھتے ہیں	۱۳۴	عبدالحمید خاں کی کتاب	۱۷
	وہ خطوط جو مسلمانوں کی خدمت میں		کتاب	۱۸
۱۶۱	مستطاب کر لیں گے	۱۳۸	فردوسی	۱۹
	ہائے جانے کے متعلق درخواست جو	۱۴۰	مستطاب	۲۰
۱۶۶	پروہ منظور کی گورنمنٹ میں تبدیل		پیشکش	
	دستخطوں کے بھیجی جائیں گی		کے متعلق	
	مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے		کے لئے	
	اس وعدہ پر کہ اس خدمت کا بیڑا اٹھائے		دور رس	
	کے لئے ہم حاضر ہیں آپ اس کام سے		لاش	
۱۶۱	علیحدہ ہو جائیں۔ حضرت بھگت		مخلص	
	علیحدہ ہو جائیں مگر بعد ازاں مولوی کا		وہاں	
	کی اس بارہ میں طرح دہر خطاف		نہیں	
۱۸۷	مستطاب کتاب	۲۶	نہیں	

صفحہ	مضمون	نمبر اشعار	صفحہ	مضمون	نمبر اشعار
۳۹۳	سردار راج اندر سنگھ صاحب کے سالار کے جواب میں اشعار اور مبلغ پانچ سو روپے انعامی مبالغہ کا چیلنج۔	۶۲	۳۳۹	ہندوت لیگھرام کی نسبت پیشگوئی پر غور کر سید احمد خاں صاحب کے متعلق پیشگوئی جو بڑی ہجرت کے ساتھ ہوئی ہوئی۔	۵۷
۳۹۴	لالہ گنگا بشن کے اشعار کا جواب	۶۳	۳۴۰	لیگھرام کی موت کے متعلق آریوں کے خیالات اور انہم کی پیشگوئی کے متعلق اعتراض	۵۸
۳۹۵	اشعار و احباب لالہ انوار شیخ محمد حسین پٹاوی کے اشعار کا جواب۔	۶۴	۳۴۱	لامکت جواب	۵۹
۳۹۶	اشعار قطعی فیصلہ کیلئے۔ ان مخالف مولویوں کو چیلنج جو لوگوں کو ہمارے سلسلہ میں داخل ہونے سے روک رہے ہیں کہ وہ اور ہم خدا تعالیٰ کی جناب میں نشان نمائی کی دعا کریں۔	۶۵	۳۴۲	گورنمنٹ انگریزی کو خط میں لیگھرام پٹاوی کے قتل پر آریوں اور ہندوؤں میں مشورہ خوفناک ہوا اس کی اطلاع اور ان غلطوٹ کے مضمون سے گورنمنٹ کو انتباہ جو حضور کے خلاف سازشیں کی جا رہی تھیں۔	۶۰
۳۹۷	اگر ایک سال کے اندر ان کی تائید میں کوئی نشان ظاہر ہوا اور میری تائید میں کچھ ظاہر نہ ہوا تو میں جھوٹا ٹھیرنگا اور اگر میری تائید میں ایک سال کے عرصہ تک کھلا کھلا نشان ہو گیا اور ان کی تائید میں نہ ہوا تو میں بھی ٹھیرنگا حسین کامی سفیر سلطان روم کی حضور سے ملاقات۔ اور سلطان روم کے لئے ایک خاص دعا کرنے کی درخواست۔	۶۶	۳۴۳	لیگھرام کے قتل کے موقع پر حضور کے گھر کی تلاش ہونے سے راہن احمدیہ کی پیشگوئی کا پورا ہونا۔	۶۱
۳۹۸			۳۴۴	لالہ گنگا بشن صاحب کے مرنے کے لئے درخواست۔	

صفحہ	مضمون اشتہار	صفحہ	مضمون اشتہار	صفحہ
۴۵۳	ایک ضروری فرم کی تبلیغ راجھ پیکل کے اجراء کیلئے جہدہ کی اپیل۔	۴۵۸	سیر مذکور کے خط کی نقل۔	۶۷
۴۵۴	اشتہار واجب لاکھار جو گورنمنٹ قیصرہ ہند کی توجہ اور اپنے مریضوں کی ہنگامی و ہدایت کے لئے شائع کیا گیا ہے۔ مقدمہ الزام قتل جو حضور کے	۴۶۰	جلابہ جاب بقریب جشن یوم بزرگوار و شکرگزار کی منظر قیصرہ ہند	۶۸
۴۵۵	خلافت کھنان و مجلس فطی کشتہ کی عدالت میں دائر کیا گیا تھا خداتعالیٰ کے فضل و کرم سے خارج کیا گیا۔	۴۶۱	کیا دھندا کی طرف سے ہے لوگوں کی ہم کوئی اور سمت صلوات سے مناسبت	۶۹
۴۵۶	اخبار چودھوی صدی والے بزرگ کی قوم۔	۴۶۲	پنجاب اور ہندوستان کے مشائخ کو ایک علیحدہ درخواست۔	۷۰
		۴۶۳	مکانات طرہ مسجد مبارک کی تیاری کیلئے چندہ کی اپیل۔	۷۱

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُهُ الْكَرِيْمُ

مجموعہ اشتہارات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

(۱۱۵)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْعَالَمِينَ وَالسَّلَامُ عَلَى مُحَمَّدٍ خَيْرِ الرُّسُلِ وَآلِهِ
وَعَلَى كُلِّ مَنْ أُرْسِلَ إِلَى الْوَرَى وَاصْحَابِهِ الطَّيِّبِينَ وَاللَّهُ الْعَلَّامُ الْبَاطِنُ وَكَوْنُ تَبِيعَهُ وَالْحَقُّ

آنکہ ندیدست نظیرش سر و ش
آنکہ رش خیزن ہر عقل و ہوش
حیف بود گر بنشینم غموش
در دل من بغامت چون خشر خوش
چند کند صبر دل ز ہر فوش
کش نمود از پئے آن پاک جوش
تردہ ہمیں است گر آید بگوش
بار گراں است کشیدن بدوش

زمیر ماستد ما مصطفیٰ است
آنکہ خدا مثل رخس نافرید
و دشمن دین جملہ بردے کند
چوں سخن سفلہ بگو شتم رسید
چند توانم کہ شکیبے کنم
آں نہ مسلمان تر از کافرست
جاں شود اندر رہ پاکش فدا
مگر کہ نہ در پائے عزیزش رود

استہد معیار الاخیار والاشرار

مقابلہ یادری عماد الدین اور دوسرے یادری صاحبوں کے

بوعبد النعام یا چنہزار روپیہ

فاطمہ جو کہ یادری عماد الدین صاحب کا ہمیشہ سے یہ دعویٰ ہے کہ قرآن شریف
 بیخ فصح کلام نہیں ہے اور جو کچھ اس پاک کلام میں بیان کیا گیا ہے کہ وہ اعلیٰ درجہ کے
 فصاحت بلاغت وغیرہ لازم و دقیق حقائق کی رو سے معجزہ ہے، یہ بات نعوذ باللہ
 جھوٹ ہے۔ بلکہ وہ اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں کہ معجزہ کا تو کیا ذکر بلکہ قرآن ادنیٰ بلاغت
 فصاحت کے درجہ سے بھی گرا ہوا ہے۔ چنانچہ آپ ابھل کوئی تفسیر بھی لکھ رہے ہیں جس
 میں انہیں باتوں کا تذکرہ ہوگا اور وہ اس میں اپنی علمیت اور سمجھ کے بھر دسہ پر دوسرے
 حملے بھی کریں گے۔ یادری صاحب موصوف کی کتابوں کو دیکھنے والے اس بات کی گواہی
 دے سکتے ہیں کہ انہوں نے اپنی تحریرات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم
 کی کس قدر توہین کی ہے۔ کیا کوئی گالی ہے جو نہیں دی؟ کیا کوئی ٹھٹھا ہے جو نہیں کیا؟
 کیا کوئی دل آزار کلمہ ہے جو ان کے مُنہ سے نہیں نکلا۔ سب کچھ کیا۔ لیکن گورنمنٹ انگلینڈ
 کی وفادار ریاست اہل اسلام گورنمنٹ کے مُنہ کے لئے اور اس کے افسانوں کو یاد کر کے
 آج تک جبر ہی کرتی اور کریں گے اور اگر نہ کریں تو کیا کر سکتے ہیں۔ کیا کسی قانون میں ایسے
 لوگوں کی کوئی سزا بھی ہے جو اظہار رائے کی اورٹ میں ہریک قسم کی امانت اور بدگوئی
 اور دشنام دہی کر رہے ہیں اور پھر عدالتوں میں سرخورد رہیں۔ فمنا شکوا اِلَّا اِلی اللہ۔ اب
 یونینک نیٹی کی بنیاد پر اظہار رائے صرف اس حالت میں کہیں گے کہ جب بصیرت کی رو سے رائے
 ظاہر کی جائے۔ لیکن اگر بصیرت نہ ہو تو وہ اظہار رائے نہیں بلکہ مجرمانہ توہین ہے جو نینک نیٹی سے نہیں۔ منہ

ان دنوں میں پادری صاحب نے اپنی کتاب نصیحتہ المسلمین وغیرہ کی گالیوں پر بس نہ کر کے ایک اور کتاب نکالی ہے جس کا نام توزین الاقوال رکھا ہے۔ اس میں بھی وہ بدگوئی سے باز نہیں رہ سکے۔ قرآن شریف کی فصاحت پر ہٹھا کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس کا اتارنے والا رُوح القدس نہیں بلکہ ایک شیطان ہے۔ اور پھر اپنی مولویت جتاتی ہے کہ ہم بڑے فاضل اور عالم ہیں اور عنقریب قرآن کی تفسیر شائع کرنی چاہتے ہیں۔ ایک رسالہ انہوں نے ان دنوں میں امریکہ کے جلسہ نمائش مذہبی میں بھیجا ہے اور چھپوا کر شائع کر دیا ہے اس میں دعویٰ ہے کہ اسلام کے عمدہ عمدہ مولوی سب عیسائی مذہب میں داخل ہو گئے ہیں اور ہوتے جاتے ہیں اور پھر ایک لمبی چوڑی فہرست ان مولویوں اور فاضلوں کی بغرض ثبوت دعویٰ پیش کی ہے جنہوں نے عیسائی دین قبول کر لیا ہے اور ان جہدگوں کی بہت علمی تعریف کی ہے کہ وہ ایسے ہیں اور ایسے ہیں اور یہ سمجھانا چاہا ہے کہ تمام اعلیٰ درجہ کے مولوی تو عیسائی ہو چکے اور اب اسلام کے دین پر قائم رہنے والے صرف جاہل اور نادان اور بے تمیز لوگ باقی ہیں۔ مگر افسوس کہ یہ رسالہ مجھ کو وقت پر نہیں ملا اور نہ مولف نے میری طرف بھیجا۔ صرف چند روز سے میں نے اطلاع پائی ہے۔ سو میں نے سوچا کہ اس طوفان کا بہت جلد جواب دینا ضروری ہے۔ نیز اس حقیقت کو کھولنا واجبات سے ہے کہ گویا پادری عماد الدین صاحب نہایت اعلیٰ درجہ کے عالم دین محمدی تھے اور بڑے فاضل مولوی ہیں اور باعث تبصر علمی ان کو صحیح پہنچتا ہے کہ قرآن شریف کی بلاغت فصاحت پر بحثہ یعنی کریں اور اس کی اعلیٰ شان کے انکاری ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نکالیں بٹھٹھاکریں اور بڑے بڑے نادانی کے نام رکھیں اور اُستادین کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عربی دانی کے نقص نکالیں۔ اس لئے میں نے ان دنوں ایک رسالہ عربی میں لکھا ہے جس کا نام نور الحق رکھا ہے۔ اس رسالہ میں کچھ کچھ جو سائنس شیعہ۔ یہ رسالہ صرف چند روز میں بغیر کسی فکر اور سوچ کے لکھا گیا ہے کیونکہ وقت میں گنجائش نہ تھی تاہم پادری صاحبوں کی عربی دانی کے لئے اسی قدر کافی ہے۔ منہ

فضائل قرآن شریف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے اور بعض اعتراضات تو زین الاقوال کا رد ہے اور اس کے مین بسطور میں اردو ترجمہ ہے۔ یہ رسالہ محض پادری عماد الدین کی عربی دانی اور مولویت کے آزمائے کے لئے اور نیز ان کے دوسرے مولویوں کے پرکھنے کے لئے تالیف کیا ہے اور اس میں یہ بیان ہے کہ اگر پادری عماد الدین صاحب اہل ان کے دوسرے دوست جن کے نام ان کی فہرست میں اور نیز اس رسالہ میں بھی موجود ہیں حقیقت میں مولوی ہیں اور اسلام کے ان اعلیٰ درجہ کے فضلوں میں سے ہیں جو عیسائی ہو گئے تو ان کو چاہئے کہ خواہ بخدا جملہ اور خواہ اکٹھے ہو کہ اس رسالہ کا جواب اسی حجم اور ضخامت کے لحاظ سے ایسی ہی عربی بلیغ فصیح میں لکھیں جس طرح پر یہ رسالہ لکھا گیا ہے اور اسی قدر اس میں عربی اشعار بھی اپنی طبع اور درج کریں جیسا کہ ہمارے اس رسالہ میں لکھے گئے ہیں۔ اگر انہوں نے عرصہ دو ماہ تک ہمارے رسالہ کی اشاعت سے ایسا کر دکھایا اور خود گورنمنٹ کی منصفی سے یا اگر گورنمنٹ منظور نہ کرے تو برضا مندی طرفین منصف مقدر ہو کہ ثابت ہو گیا کہ ہمارے رسالہ کے مقابل پر ان کا رسالہ نظم و نثر میں و بلحاظ دیگر مراتب قدم بہ قدم و نعل بہ نعل رہے اور اس سے کم نہیں ہے تو پانچ ہزار روپیہ ان کو اسی وقت بلا توقف بطور انعام دیا جائے گا اور آئندہ اقرار کر دوں گا کہ ان کو قرآن شریف پر حملہ کرنے اور بلاغت فصاحت پر کھٹھا کرنے کا حق حاصل ہے یہ روپیہ کسی بینک گورنمنٹ میں یا دوسری جگہ میں اول جمع کر دیا جائے گا اور لکھ دیا جائے گا کہ اگر گورنمنٹ اپنے طور پر ثابت کر لے کہ رسالہ کے مقابلہ پر فی الحقیقت ہر ایک بات میں رسالہ لکھا گیا ہے تو ہماری طرف سے گورنمنٹ مختار ہوگی کہ بلا توقف وہ روپیہ پانچ ہشتاد روپیہ ہمارے رسالہ کے بالمقابل رسالہ اسی قدر اور انہیں لازم کے لحاظ سے لکھتا اور حقیقت چار روز سے کچھ زیادہ کام نہیں لیکن ہم نے انعام بخت کی غرض سے دو ماہ کی ہولت دی ہے۔ اب تک نہیں تالیف کے لئے اور ایک مہینہ چھاپنے اور شائع کرنے کیلئے اس لئے اس عرصہ میں چھاپک شائع کرنا ضروری ہے۔

پادری عماد الدین صاحب کے حوالہ کرے اور پادری صاحب موصوف جس طرح مناسب سمجھیں وہ روپیہ اپنے بھائیوں میں تقسیم کر لیں۔ اور اس وقت میں جبکہ ہم رسالہ شائع کر دیں اور پادری عماد الدین صاحب عربی میں برعایت شرائط مذکورہ جواب لکھنا چاہیں اور مستعد ہو کر ہمیں اطلاع دیں اور اپنی تسلی کے لئے روپیہ جمع کرانے کا مطالبہ کریں یا اگر ہم تین ہفتہ تک گورنمنٹ کے کسی بینک میں یا اور جگہ روپیہ جمع نہ کراویں تو ہمارے دروگو دور کا ذب ہونے کے لئے اسی قدر کافی ہو گا۔ تب بلاشبہ ہم آیت لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ کے مصداق ہوں گے اور نہ ایک لعنت بلکہ کروڑ لعنت کے مستحق ٹھہریں گے۔ لیکن اگر پادری عماد الدین صاحب اور ان کی تمام جماعت جو مولوی اور قاضی

بدر حاشیہ۔ اس رسالہ میں جیسا کہ ہم نے بصورت تحلف وعدہ کروڑ لعنت کا مصداق اپنے تئیں ٹھہرا لیا ہے، اسی طرح اس صورت میں جو حضرات پادری صاحبان نہ ہمارے عربی رسالہ نور الحق کا دو ماہ تک جواب شائع کریں اور نہ مولوی کہلانے اور قرآن شریف کی فصاحت پر حملہ کرنے سے باز آویں ہنسا اور لعنت صاحبان موصوفین کی خدمت میں ہماری طرف سے ہدایہ ہے یہ خیال رہے کہ یہ باتیں تہذیب کے رفعت نہیں۔ ہم سناٹے گئے ہمارے سید و مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دھڑکا لیاں دی گئیں کہ اگر ایک محلہ کے اونٹ سے معزز کو ایک ان میں سے دی جاتی تو بیشک گورنمنٹ اس کی نالاش پر توجہ کرتی اور ہم کسی پر لعنت نہیں بھیجتے مگر کاذب اور موذی پر اس قسم کا لعنت نامہ تو ریت میں بھی موجود ہے۔ ظالموں اور جھوٹوں اور نادانوں کو روکنے کے لئے یہ تدبیریں ہیں۔ اس سے زیادہ ہم کیا کریں کہ چاقا بالمقابل نصیح لکھنے پر پانچ ہنسا اور روپیہ فقہ انعام دیتے ہیں اور عمدہ پہنچتی کرنے کی حالت میں ہزار لعنت ہے مگر اس صورت میں کہ جب مولوی کہلانے اور قرآن کریم پر حملہ کرنے سے باز نہ آویں۔ یہ بھی یاد رہے کہ چار دفعہ مجھے منجانب اللہ رویا اور ابہام کے ذریعہ سے بشارت مل چکی ہے کہ عیسائی ہرگز اس رسالہ کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے اور ذلت کے ساتھ خاموش رہ جائیں گے۔ پس اگر اور نہیں تو اس پیشگوئی کو ہی جھوٹی کر کے دکھلا دیں۔ اگر انہوں نے بالمقابل رسالہ لکھ مارا اور وہ رسالہ فصاحت میں ہمارے رسالہ کا

کہلاتی ہے بحجاب نہ دے سکیں اور عاجز آجائیں تو نہ ہم ان سے کچھ مانگتے ہیں نہ گالیاں نکالتے ہیں نہ دکھ دیتے ہیں صرف اپنی مہربان گورنمنٹ کی خدمت میں فریاد کرتے ہیں اور ملتس بہتیمہ حاشیہ۔ ہم یہ ثابت ہو گیا تو بلاشبہ کاذب ٹھہروں گا۔ پس چاہیے کہ بہت نہ ماریں بلکہ اپنے اس مسیح سے مدد طلب کریں جس کو ہم محض عاجز انسان جانتے ہیں اور اس سے وہ روح القدس رو رو کر مانگیں جو یہ لیاں سکھاتا ہے مگر ساتھ اس کے یقیناً یاد رکھیں کہ پیشگوئی سچی نکلے گی اور عیسائیوں کی ولایت کا ایسا پردہ فاش ہو جائے گا کہ بچے بھی ان پر نہیں گئے اور ان کے خدا اور روح القدس کی کمزوری ایسی ثابت ہو جائے گی کہ سب خدائی اور مدد نمائی مرد پر چلے گئے اور صلیب ٹوٹ جائے گی۔ بعض دوست یہ اندیشہ نہ کریں کہ ممکن ہے کہ شیخ محمد حسین بیالوی جو عوام میں مولوی کے مشہور ہے اس وقت بھی ہمارے اس رسالہ کے شائع ہونے پر بالقابل عربی رسالہ بتانے میں عیسائیوں کی ایسی ہی مدد کرے جیسا کہ اس نے جون ۱۹۹۳ء میں ہمارے مباحثہ کے وقت پوشیدہ طور پر ان کی مدد کی تھی اور اپنے اساتذہ السنہ کا فتویٰ بھیج دیا تھا اور ان کی تائید میں ایک اشتہار بھی چھپوایا تھا جو بعض مسلمانوں کے لعن طعن کے باعث شائع ہونے سے روک گیا جس کی ایک کاپی ایک خاص ذریعہ سے ہم کو مل گئی تھی جسکے موجد ہے۔ یہ وہی مخفی تحریرات تھیں جن کی وجہ سے پادری محمد الدین نے شیخ مذکور کو اپنی کتاب توہین الاقوال میں قابل تحقیر لکھا ہے اور ہمارے نبی صلعم کو گالیاں نکالیں اور شیخ کی تعریف کی ہے۔ سو ایسا اندیشہ اس رسالہ کے نکلنے پر بالکل لافیاں لکھ بے بنیاد و ہم اور خیال باطل ہے کیونکہ شیخ مذکور تو آپ ہی علم اور ادب اور علوم عربیہ سے تہمت اور بے نصیب اور صرف ایک اردو نویس مفتی ہے۔ پھر پادریوں کی کیا مدد کرے گا۔ ان یہ سچ ہے کہ اگر اس وقت بھی بس جل سکے تو عیسائیوں کو مدد دینے میں کبھی فرق نہ کرے۔ مگر اندھا اندھے کو کیا راہ دکھائے گا۔ ان شاید اتنی مدد کرے بلکہ ضرور کرے گا کہ جل بھیں کر اپنے رسالہ اشاعت میں لکھ دے گا کہ یہ رسالہ کچھ عیسائیوں کے غلط ہے غلط ہے مگر شریعہ اور سنت اور ظالم آدمی کی صرف زبان کے بے دلیل کو اس کو کون سنتا ہے اور ایسی بیہودہ باتوں کا ہماری طرف سے تو دندان شکن ہی جواب ہے کہ اگر شیخ مذکور کی نظر میں یہ رسالہ سچا اور

ہیں کہ تیسرہ مولوی کے نام سے ان نادان دشمنوں کو روک دیا جائے اور قرآن شریف کی فصاحت بلاغت کی نکتہ چینی سے سخت ممانعت فرمائی جاوے۔ والسلام علی من اتبع الهدی۔

بقیتہ حاشیہ۔ غلط ہے اور وہ اپنے تئیں کچھ چیز سمجھتا ہے تو اس پر فرض ہے کہ وہ بھی اس رسالہ کی نظیر لکھے اور عیسائیوں کی طرح پانچ ہزار روپیہ انعام پاوے۔ ورنہ بجز اس کے ہم کیا کہیں کہ لعنة الله على الكاذبين۔ شیخ جی جو کچھ آپ کی ذلت ظاہر ہو رہی ہے اور آپ کے علم کی پردہ دری ہوتی جاتی ہے یہ اس الہام کی تکمیل کی شاخیں ہیں جو ہر دور کے ایک بڑے جلسہ میں آپ کو متایا گیا تھا کہ اِنِّیْ مَعِدِنٌ مِّنْ اِرَادِ اِهَانَتِكَ۔ آپ خدا تعالیٰ سے لڑیں۔ دیکھیں کب تک لڑیں گے۔ آپ نے کہا تھا کہ میں نے ہی اُدنچا کیا اور میں ہی گراؤں گا۔ اس قدر دوطرفہ جھوٹ سے شیطان کو بھی پیچھے ڈال دیا۔ جس کو خدا اُدنچا کرے کیا کوئی ہے کہ اس کو گرا سکے؟ آپ اور آپ کی جماعت کیا چیز اور آپ کی دشمنی کیا حقیقت۔ کیا خدا ایسے موزیوں کے تباہ کرنے کے لئے اپنے ہندہ کے ملے کا فی نہیں؟ ۱۱

لوگوں کے لفظوں اور کینوں کیا ہوتا ہے جس کا کوئی بھی نہیں اس کا خدا ہوتا ہے
بے خدا کوئی بھی ساتھی نہیں تکلیف کے وقت اپنا سایہ بھی اندھیرے میں جدا ہوتا ہے

الراقم المشہر میرزا غلام احمد قادیانی عفی اللہ عنہ

(مطبوعہ مصطفائی پریس لاہور) ۷ مارچ ۱۸۹۹ء

بجز الحاشیہ۔ اور نیز ہمارے الہام کو بھی بھونٹا کرے جس کی فکر میں وہ مر رہا ہے منہ۔

(یہ اشتہار ۲۰ × ۲۶ کے چار صفحوں پر ہے)

اشیاء الغائبہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِرَبِّكُمْ مِنْكُمْ عَزَّ وَجَلَّ فَسُبْحَانَ اللَّهِ يَتَّقُوا اللَّهَ يَتَّقُوا اللَّهَ يَتَّقُوا اللَّهَ

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على رسوله وخير خلقه وفضل رسوله محمد وآله واصحابه اجمعين۔ انا بعد واضح ہو کہ سنا گیا ہے کہ امرتسر کے بعض ایسے لوگ ہیں جو ماہہ بنگالی یا تہذیب غالب ہے ایک افغان محمد یوسف خان نام کے عیسائی ہو جانے سے جس نے اب نام یوسف خان رکھوایا ہے یہ وہم بصورت اعتراض پیش کرتے ہیں کہ یہ شخص یوسف خان اس عاجی کی جماعت میں داخل تھا۔ پھر وہ کیونکر عیسائی ہو گیا تو اس کا یہی جواب ہے کہ اپنی شقاوت سے اپنی کور باطنی سے اور نفسانی اغراض کے جوش سے، وہ اس شاخ کی طرح تھا جس کا پچھلے ہندو بہار سے ساتھ نہیں تھا اس لئے مالک حقیقی نے اس شاخ کو کاٹ دیا اور غنور میں پھینک دیا۔ اگر وہ شاخ پھل اور پھول لانے والی ہوتی تو ہرگز کافی نہ جاتی لیکن وہ ایک خشک شاخ تھی سو مالک نے اس کے ساتھ وہی کیا جو خشک شاخوں کے ساتھ ہمیشہ سے وہ کرتا ہے۔ وہ غنی بے نیاز ہے کسی کے مرتد ہو جانے سے اس کی ملکوت میں کچھ کمی نہیں آتی۔ اور ایسا سمجھنا سراسر ظلم اور غلطی ہے کہ گویا یہ شخص بہار کے خاص بیعت کنندوں میں سے تھا۔

اصل حال یہ ہے کہ اکثر لوگ اس جگہ آتے رہتے ہیں اور جو شخص آتا ہے بیعتِ توبہ کی درخواست کرتا ہے اور قبل اس کے جو اس کے حال کی گفتیش کی جائے محض اس نیت سے وہ سلسلہ بیعت میں داخل کیا جاتا ہے کہ توبہ کرنا بہر حال اچھا ہے۔ سو یہ شخص بھی ایسے ہی عام لوگوں میں سے تھا۔ جس جگہ خدا آدمی آویں اس میں ضروری ہوتا ہے کہ جیسے پاک نیت کے لوگ آتے ہیں ویسے خوابِ نیت اور ناپاک دل کے لوگ جائیں۔ اس کا اگر نمونہ دیکھنا ہو تو اول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں میں ہی دیکھو کہ یہود اسکو پہلی کیونکر اول سے اخیر تک صحبت میں رکھتے تھے۔ روپیہ کے لالچے سے مُرتد ہو گیا۔ پطرس نے بھی تین مرتبہ لعنت کی۔ باقی سب بھاگ گئے۔ شاید حواریوں کی بداعتقاد کی کامو جب وہی واقعات ہوں گے جو انجیل متی کے چھبیس باب میں تفصیل درج ہیں۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ تمام رات جاگتے رہے اور اپنی رائی کے لئے دُعا مانگی اور حواریوں کو بھی کہا کہ تم بھی دُعا مانگو مگر وہ قبول نہیں ہوئی۔ اور جس قدر تکلیف مقدس تھی پہنچ گئی۔ اس دُعا میں حضرت مسیح نے یہ بھی کہا تھا کہ میرا دل نہایت غمگین ہے بلکہ میری موت کی سہی حالت بنے مگر دُعا کے نہ قبول ہونے سے حواری بدظن ہو گئے۔ اور یہ امر قابلِ بحث ہے کہ حضرت عیسیٰ نے نبی ہو کر اپنی جان بچانے کے لئے اس قدم کیوں اضطراب کیا۔ حاصلِ کلام یہ کہ انجیل سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح کے حواری اکثر مُرتد ہوتے تھے۔

۱۔ حاشیہ حضرت عیسیٰ کی اس دُعا کا قبول نہ ہونا جو ایسی سخت بقراری کی حالت میں کی گئی جس کی نہایت وہ آپ کہتا ہے کہ میرا دل نہایت غمگین ہے بلکہ میری موت کی سہی حالت ہے ایک ایسا امر ہے جس سے یہ فیصلہ ہوتا ہے کہ وہ ہرگز خدا نہ تھا بلکہ ایک عاجز اور ضعیف انسان تھا جو دُعا کرتا کرتا مارے غم کے موت تک پہنچ گیا۔ مگر ضلئے غنی بے نیاز نے دُعا کو قبول نہ کیا۔ اگر کہو کہ وہ دُعا انسانی رُوح سے تھی نہ نہرانی رُوح سے اس واسطے منظور نہ ہو سکی۔ تو ہم کہتے ہیں کہ تمام پاک انبیاء انسان ہی تھے خدا کی کس کو دُعا تھا تاہم ان کی دُعا میں اضطراب کے وقت منظور ہوتی رہیں۔ اور کوئی ایک نبی بھی بطور نظیر پیش نہیں ہو سکتا جس نے ایسے وقت میں ایسے اضطراب کے ساتھ جو موت کی سہی حالت ہو دُعا کی ہو اور قبول نہ ہوئی ہو۔

رہے اور اس آخری واقعہ سے پہلے بھی ایک جماعت کثیر مُرد ہو گئی تھی۔ بلکہ ایک اور مقام میں حضرت عیسیٰ بیشکونئی کے طور پر فرماتے ہیں کہ بعض میرے پر ایمان لانے والے پھر مُرد ہو جائیں گے۔

اور خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حقیقی بھائی ہی ان سے راہِ راست پر نہ اس کے چنانچہ جان ڈالوں پیوٹ صاحب لکھتے ہیں کہ اُن کے بھائی اُن سے ہمیشہ رگڑے ہی رہے بلکہ ایک دفعہ انہوں نے قید کرانے کے لئے گورنمنٹ میں درخواست بھی کر دی تھی پھر جبکہ وہ لوگ جو اسی ماں کے پیوٹ سے نکلے تھے جس پیوٹ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نکلے تھے حضرت عیسیٰ سے درمست نہ ہو سکے تو پھر عوام کی سرسری بیعتوں کی بنا پر کیوں اعتراض کیا جائے حضرت عیسیٰ کے بھائی سمجھنے والوں کے لئے ایک نہایت عمدہ نمونہ ہے کہ ایک بھائی تو پیغمبر اور چار حقیقی بھائی بے دین

بقیہ حاشیہ۔ ہم سے سید مولیٰ خیر الرحمن رحمہ اللہ علیہ وسلم کو بھی تکتہ مسئلہ میں جب دشمنوں نے قتل کرنے کے لئے چاروں طرف سے آپ کے گھر کو گھیر لیا تھا ایسا ہی اضطراب پیش آیا تھا اور آپ نے دُعا بھی نہیں کی تھی بلکہ راضی و رضا مولیٰ ہو کر خدا تعالیٰ پر چھوڑ دیا تھا۔ پھر دیکھنا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے کیسا بچالیا۔ دشمنوں کے پیچ میں سے گزر گئے اور ان کے سر پر خاک ڈال گئے مگر ان کو نظر نہ آ سکے۔ پھر مخالف لوگ بدو ایک مُرغِ شمشاد کے اس غارت تک پہنچے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غنی تھے۔ مگر اس جگہ بھی خدا تعالیٰ نے دشمنوں کو اندھا کر دیا اور وہ دیکھ نہ سکے پھر ایک نے ان میں رہے وقت میں خبر کا کو تعاقب کیا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے راہ میں جا رہے تھے۔ مگر وہ اور اس کا گھوڑا ایسے طور سے زمین پر گرے کہ وہ سمجھ گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حق پر ہیں اور خدا ان کے ساتھ ہے۔ ایسا ہی خسر و پرویز نے جب آپ کو گرفتار کرنا چاہا تو ایک ہی رات میں گرفتار پنجرہ چل ہو گیا۔ اور ایسا ہی بلکہ کی لڑائی میں جبکہ مخالف پوری اٹھادی کر کے آئے تھے اور اس طوفِ سراسر بے سامانی تھی خدا تعالیٰ نے وہ نمونہ نایب دکھلایا جس نے دسے زمین پر اسلام کی بنیاد جمادی اب جبکہ یہ قاعدہ مسلم الثبوت ہے کہ سچے پیغمبروں کے سخت اضطراب کی ضرورت دُعا قبول ہو جاتی ہے تو بار بار یہی اعتراض پیش ہو گا کہ اگر مسیح مسیح تہا تو اس کی دُعا ایسے اضطراب کے وقت میں جس سے موت کی سی حالت

بلکہ دشمن دین اور وہ بھائی باوجود دن رات کے تعلقات کے ایسے سخت منکر رہے کہ اُن سے یہ بھی نہ ہو سکا کہ کسی نشان کے ہی قائل ہو جائیں تعجب کہ کسی انجیویہ کے بھی قائل نہ ہوئے اور نہ اس بات کے قائل کہ حضرت عیسیٰ کی نسبت پہلی کتابوں میں کوئی پیش گوئی ہے بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ وہی پرانا الزام تالاب معجزہ کا جواب تک حضرت عیسیٰ کے سر پر وارد ہونا چلا آیا ہے ان کے دلوں میں خوب راسخ تھا ورنہ یہ کیا غضب اُٹھایا کہ حقیقی بھائی ہو کر اس قدر بھی قائل نہ ہوں کہ یہ آدمی اچھا اور بھلا مانوس ہے ایسے حقیقی خوشیوں کو جو اندرونی سال اور دن رات کے واقعات معلوم ہوتے ہیں دوسروں کو ان سے

بقیہ حاشیہ۔ اس پر طاری تھی کیوں قبول نہ ہوئی اور اس عند کا یہ وعدہ ہوتا تو ظاہر ہو چکا کہ مسیح نے اپنی روح کے ساتھ دُعا نہیں کی تھی بلکہ انسانی رُوح کے ساتھ کی تھی اس لئے وہ ہو گئی۔ مسیح نے تو باپ باپ کر کے ہتیرا پکارا اور اپنا بیٹا ہونا جتلا یا کر ملے جس طرف رخ نہ کیا اگر کھلے ہو تو آپ انجیل متی کھول کر ۲۶-۳۹ میں یہ آیت پڑھ لو۔ اور کچھ آگے پڑھ کے منہ کے بل گرا۔ اور دُعا مانگتے ہوئے کہا کہ اے

میرے باپ اگر ہو سکے تو یہ پیرا لہ مجھ سے گزر جائے۔ عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ مسیح خدا تعالیٰ کو الہی رُوح کے لحاظ سے باپ کہتا تھا۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ یہ دُعا اقنوم ابن کی طرف سے تھی تبھی تو

باپ کر کے پکارا اگر باپ نے پیر بھی منظور نہ کی۔ تعجب کہ مسیح کا انجیل میں یہ بھی ایک قول ہے کہ مجھے نکل اختیار دیا گیا۔ مگر کیا خاک اختیار دیا گیا۔ ایک دُعا بھی تو منظور نہ ہوئی۔ اور جب مسیح کی اپنی ہی دُعا منظور نہ ہوئی تو اس کا شاگردوں کو یہ کہنا کہ تمہاری دُعا میں منظور ہوتی رہیں گی اور کوئی بات انہونی نہ ہو گی کس قدر بے معنی معلوم ہوتی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ مسیح نے خدا تعالیٰ کی تقدیر کو منظور کر لیا اس لئے دُعا منظور

نہ ہوئی یہ بالکل یہودہ جواب ہے۔ مسیح نے تو سولی پر چڑھ کر بھی یہی کہا کہ ایلہی ایلہی لما سقتنی یعنی اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ یہ اس کی طرف اشارہ تھا کہ تو نے میری خواہش

کے مطابق کیوں نہ کیا اور میری دُعا کیوں قبول نہ کی۔ اور یہ سوال کہ آخری وقت میں مسیح نے ایلہی ایلہی کیوں کہا ابی ابی کیوں نہ کہا۔ اس کا یہی جواب ہے کہ وہ کلمہ بخت کا تھا اور یہ کلمہ خوف کا۔ اس لئے

اس وقت مسیح نامے خوف عظمت الہی کے ابی ابی بھول گیا اور ایلہی ایلہی یاد آگیا اور بے نیازی الہی کی ایک

کیا اطلاع۔ تمام یہودی بھی درحقیقت دور نزدیک کے رشتہ دار تھے۔ انہوں نے کئی معجزے حضرت مسیح سے مانگے اور آپ نے ان کو حرام مکہ کہہ کر ٹال دیا مگر معجزہ نہ دکھلایا۔ سچ ہے آپ کے اختیار اور اقتدار میں معجزات نہیں تھے۔ پھر کہاں سے دکھلاتے یہودی یوقوف جلتے تھے کہ کسی انسان کے اختیار میں معجزہ نہائی ہے۔ مگر درحقیقت معجزہ خدا تعالیٰ کا فعل ہے۔

پھر عجیب تہیہ ہے کہ جس کو حضرت عیسیٰ نے ہشت کی کنجیاں دی تھیں اسی نے برابر کھڑے ہو کر لعنتیں کیں۔ ہم نے نہ تو یوسف خاں کو بہشتی کٹھن دیا نہ کنجیاں دیں بلکہ اس میں نااہلی کی بُو پاکر اس کی طرف توجہ کرتا چھوڑ دیا۔ اس بات کا گواہ اس کا دل ہو گا گو زبان نہ ہو۔ غرض کسی کا مرتد ہونا کوئی العجبہ بات نہیں جس کو سعادت ازلی سے حصہ نہیں وہ شقاوت کی طرف جائیگا ضرور جلائے گا۔ ہماری طرف ایسے عوام الناس ہر روز آتے ہیں۔ پس کیا حوج ہے ہم کسی ایک

بقیہ حاشیہ تجلی دیکھی اور عابری شہ روح گردی۔ انسان بے بنیاد کی یہی حالت ہے۔ جلالی بقیات کی برداشت نہیں کر سکتا۔ مسیح کا لامنی بقضاء ہونا اس وقت تسلیم کیا جاتا کہ جب اس کو موت اور زندگی کا اختیار دیا جاتا اور یہ کہا جاتا کہ ہماری مرضی تو یہ ہے کہ تجھ کو سُولی دے دیں۔ لیکن اگر تو چاہے تو تجھ کو بچالیں۔ لیکن یہ واقعہ تو ایسا نہیں ہے بلکہ مسیح نے اپنے افعال سے ظاہر کر دیا کہ وہ بدل دھان ہی چاہتا تھا کہ وہ سُولی سے بچ جائے۔ اس نے دُعا کرنے میں کوئی کسر نہ کی اور کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھا اور سُولی کے خوف سے اس کا دل نہایت ٹھنک گیا۔ یہاں تک کہ اس کی موت کی یہی حالت ہو گئی تمام رات جاگتا رہا۔ دُعا کرتا رہا۔ سجدے کرتا رہا۔ روتا رہا بلکہ دُعا کرتا رہا کہ شاید میری نہیں تو انہیں کی دُعا منظور ہو جائے۔ اپنی عزیز جان بچانے کیلئے کیا کچھ بھرتیاں کیں اور اس چند روزہ زندگی کے لئے کس قدر بیتابی ظاہر کی۔ آخر جب دیکھا کہ بات نہ بنتی نظر نہیں آتی تو کہہ دیا کہ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے گزر جائے، تو بھی میری خواہش نہیں بلکہ تیری خواہش کے مطابق مگر مارے سخت بھرتیاری کے اس رضا جوئی کے فقرہ پر بھی قیام نہ رہ سکا۔ آخر موت کے وقت رب جلیل کی شکایت شروع کر دی اور کہا کہ اے میرے خدا، اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ اب دیکھو کہاں لکھی وہ

کو اس کی جگہ سمجھ لیں گے۔ ایسے آدمیوں کے مرتد ہونے سے کوئی بد نتیجہ نکالنا بدماندیشوں کا کام ہے جن کی نظر گذشتہ تاریخوں پر کبھی پھر ہی نہیں حکم فرماتیم پر ہوتا ہے نہ درمیانی امور پر۔ اور سچ تو یہ ہے کہ ایسے آدمیوں کا دین سے نکلنا بہتر ہے کیونکہ دین کی صفائی اور روشنی ان کے نکلنے پر موقوف ہے۔

راقم میرزا غلام احمد قادیان ضلع گورداسپور ۲۷ مئی ۱۹۷۰ء

(یہ اہستہ ۲۰/۲۶ کے دو صفحوں پر (گلزار جمہوری پریس لاہور) میں طبع ہو کر شائع ہوا تھا)۔

بقیہ حاشیہ - رضا ہوئی۔ اگر مسیح باوجود ایسی دُعا کے جو جان کی گذارش سے کی گئی تھی پھر بھی درحقیقت سُنائی بل گیا ہے تو ایسا شخص کسی طور سے نبی نہیں ہو سکتا۔ عاशा وکلا کیونکہ تمام نبی اضطراب کے وقت میں مستجاب الدعوات ہوتے ہیں۔ یہ کیسا نبی تھا کہ اضطراب کے وقت اس کی دُعا سُنائی نہ گئی۔ اور اگر وہ سُنائی نہیں ملا تو سچا نبی ہے اور ایسے ہی کہ قرآن کریم نے تصدیق کی ہے اور تورات بھی یہی ظاہر کرتی ہے بہر حال اگر مسیح کی وہ دُعا منظور ہو گئی ہے اور وہ صلیب سے چک گیا ہے تو اعتقاد صلیب اور کفاح باطل اور اگر ایسے اضطراب کے وقت کی دُعا بھی منظور نہیں ہوئی اور صلیب نصیب ہو گئی تو نبوة باطل۔ تعجب کہ بائبل میں یہ قصہ موجود ہے کہ ایک بادشاہ کی پندرہ دن عمر رہ گئی تھی اور جب نبی کی معرفت اس کو خبر دی گئی تو وہ تمام رات دُعا کرتا رہا تو خدا تعالیٰ نے اپنی تقدیر کو اس کے لئے بدل دیا اور دُعا کو منظور کر لیا اور پندرہ دن کو پندرہ سال کے ساتھ بدل دید۔ مگر مسیح کی تمام رات کی دُعا باوجود اس قدر دُعوؤں کے منظور نہ ہوئی۔ تعجب کہ کسی پادری صاحب کو اس سچی حقیقت کی طرف توجہ نہیں اور ان کا لائسنس ایک دم کے لئے بھی ان کو ملزم نہیں کرتا کہ وہ شخص جس کی دُعا کی حالت ایک بادشاہ کی دُعا کی حالت سے بھی بگڑی ہوئی ہے وہ کیونکر سچا نبی ٹھہر سکتا ہے اور اس کی حقیقت تو اس قصہ سے یہی طور پر معلوم ہو سکتی ہے۔

(۱۱۷)

نکتہ چینوں کیلئے ہدایت اور واقعی غلطی کی شناخت کیلئے ایک معیار

اکثر جلد باز نکتہ چین خاص کر شیخ محمد حسین صاحب پٹاوی جو ہماری عربی کتابوں کو عجیب گیری کی نیت سے دیکھتے ہیں بباغث ظلمت تعصب کاتب کے سہو کو بھی غلطی کی تہ میں ہی داخل کر دیتے ہیں لیکن درحقیقت ہماری صرف یا بخوی غلطی صرف وہی ہوگی جس کی مخالفت صحیح طور پر ہماری کتابوں کے کسی اور مقام میں نہ کھائی گئی ہو۔ مگر جبکہ ایک مقام میں کسی اتفاق سے غلطی ہو اور وہی ترکیب یا لفظ دوسرے دث یا پیش یا پچاش مقام میں صحیح طور پر پایا جاتا ہو تو اگر انصاف اور ایمان ہے تو اس کو سہو کاتب سمجھنا چاہیئے نہ غلطی۔ حالانکہ جس جلدی سے یہ کتابیں لکھی گئی ہیں اگر اس کو ملحوظ رکھیں تو اپنے عظم عظیم کے قابل ہوں اور ان تالیفات کو خارق عادت سمجھیں۔ قرآن شریف کے سوا کسی بشر کا کلام سہو اور غلطی سے خالی نہیں۔ پٹاوی صاحب خود قابل ہیں کہ لوگوں نے کلام امرز القیس اور جریر کی بھی غلطیاں نکالیں۔ مگر کیا ایسا شخص جس نے اتفاقاً ایک غلطی پکڑی جویری یا امر القیس کے مرتبہ پر شمار ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ نکتہ آوری مشکل ہے اور نکتہ چینی ایک ادنیٰ استعداد کا آدمی بلکہ ایک غبی محض کر سکتا ہے۔ پہلی طرف سے حماۃ البشریٰ اور نور الحق کے بالمقابل رسالہ لکھنے کے لئے اخیر جون ۱۸۹۸ء تک میعاد تھی وہ گزر گئی۔ مگر کسی مولوی نے بالمقابل رسالہ لکھنے کی غرض سے انعام جمع کرانے کے لئے درخواست نہ بھیجی اور اب وہ وقت جاتا رہا۔ ہاں انہوں نے نکتہ چینی کے لئے جو ہمیشہ تالاق اور حاسد طبع لوگوں کا شیوہ ہے بہت ہاتھ پیر مارے اور بعض خوش فہم آدمی چند سہو کاتب یا کوئی اتفاقی غلطی نکال کر انعام کے امیدوار ہوئے اور ذرا آنکھ کھول کر یہ بھی نہ دیکھا کہ فی غلطی انعام دینے کے لئے یہ شرط ہے کہ ایسا شخص اول بالمقابل رسالہ لکھے ورنہ حاسد نکتہ چین جو اپنے

ذاتی سرمایہ غلطی کچھ بھی نہیں رکھتے دنیا میں ہزاروں بلکہ لاکھوں ہیں کس کس کو انعام دیا جائے چاہئے
کہ اولیٰ مثلاً اس رسالہ ستر اختلاف کے مقابل پر رسالہ لکھیں اور پھر اگر ان کا رسالہ غلطیوں سے خالی
نکلا اور ہمارے رسالہ کا بلاغت فصاحت میں ہم پلہ ثابت ہوا تو ہم سے علاوہ انعام بالمقابل رسالہ
کے فی غلطی دو روپیہ بھی لیں جس کے لئے ہم وعدہ کر چکے ہیں ورنہ یوں ہی نکتہ چینی کرنا حیا سے بعید
ہوگا۔ والسلام علی من اتبع الهدی۔

خاکسار غلام احمد

(یہ اشتہار سر ملتانہ طبع اول کے ٹائٹل پر اندرونی صفحہ پر ہے)

(۱۱۸)

عام اطلاع کیلئے ایک اشتہار

وہ تمام صاحبِ جہنوں نے شیخ محمد حسین صاحب بٹالوی کے رسائل اشاعت السنہ
دیکھے ہوں گے یا ان کے وعظ سُنے ہوں گے یا ان کے خطوط پڑھے ہوں گے وہ اس بات کی
گواہی دے سکتے ہیں کہ شیخ صاحب موصوف نے اس عاجز کی نسبت کیا کچھ کلمات ظاہر
فرمائے ہیں اور کیسے کیسے خود پسندی کے بھرے ہوئے کلمات اور تکبر میں ڈوبے ہوئے
ترہات ان کے مُنہ سے نکل گئے ہیں کہ ایک طرف تو انہوں نے اس عاجز کو کذاب اور مفتری
قرار دیا ہے اور دوسری طرف بڑے زور اور اصرار سے یہ دعویٰ کر دیا ہے کہ میں اعلیٰ درجہ
کا مولوی ہوں اور یہ شخص سراسر جاہل اور نادان اور زبانِ عربی سے محروم اور بے نصیب ہے
اور شاید اس کو اس سے ان کی غرض یہ ہوگی کہ تا ان باتوں کا عوام پر اثر پڑے اور ایک طرف
تو وہ شیخ بٹالوی کو فاضل بیگانہ تسلیم کر لیں اور اعلیٰ درجہ کا عربی دان مان لیں اور دوسری

حرف مجھے اور میرے دوستوں کو یقینی طور پر سمجھ لیں کہ یہ لوگ جاہل ہیں اور نتیجہ یہ نکلے کہ جاہلوں کا اعتبار نہیں۔ جو لوگ واقعی مولوی ہیں انہیں کی شہادت قابل اعتبار ہے۔ میں نے اس بچارہ کو لاہور کے ایک بڑے جلسے میں یہ الہام بھی سُنا دیا تھا کہ رافقی مہدین من اراد اہانتک کہ میں اس کی امانت کروں گا جو تیری امانت کے درپے ہو مگر تعصب ایسا بڑھا ہوا تھا کہ یہ الہامی آواز اس کے کان تک نہ پہنچ سکی۔ اس نے چاہا کہ قوم کے دلوں میں یہ بات جم جائے کہ یہ شخص ایک حرف عربی کا نہیں جانتا۔ پر خدا نے اُسے دکھلادیا کہ یہ بات اُلٹ کر اسی پر پڑی۔ یہ وہی الہام ہے جو کہا گیا تھا کہ میں اُس کو ذلیل کروں گا جو تیری ذلت کے درپے ہو گا۔

سبحان اللہ کیسے وہ قادر اور غریبوں کا حامی ہے۔ پھر لوگ ڈرتے نہیں کیا یہ خدا تعالیٰ کا نشان نہیں کہ وہی شخص جس کی نسبت کہا گیا تھا کہ جاہل ہے اور ایک صیغہ تک اس کو معلوم نہیں وہ ان تمام مکفروں کو جو اپنا نام مولوی رکھتے ہیں بلند آواز سے کہتا ہے کہ میری تفسیر کے مقابل پر تعبیر بناؤ تو ہزار روپے انعام لو۔ اور نور الحق کے مقابل پر بناؤ تو پانچ ہزار روپیہ پہلے لکھا اور کوئی مولوی دم نہیں مانتا۔ کیا یہی مولویت ہے جس کے بعد دوسرے مجھے کافر ٹھہرایا تھا اتہا شیخ اب وہ الہام پورا بھایا کچھ کسر ہے۔ ایک دنیا جانتی ہے کہ میں نے اسی فیصلہ کی غرض سے اور اسی نیت سے کہ تاشیخ بطلوی کی مولویت اور تمام کفر کے فتوے لکھنے والوں کی اصلیت لوگوں پر کھنسا جائے کتاب کرامات الصادقین عربی میں تالیف کی اور پھر اس کے بعد رسالہ نور الحق بھی عربی میں تالیف کیا اور میں نے صاف صاف اشتہار دے دیا کہ اگر شیخ صاحب یا تمام مکفر مولویوں سے کوئی صاحب رسالہ کرامات الصادقین کے مقابل پر کوئی رسالہ تالیف کریں تو ایک ہزار روپیہ ان کو انعام ملے گا اور اگر نور الحق کے مقابل پر رسالہ لکھیں تو پانچ ہزار روپیہ ان کو دیا جائے گا لیکن وہ لوگ بالمقابل لکھنے سے بالکل عاجز رہ گئے اور جو تدریج ہم نے اس درخواست کے لئے مقرر کی تھی یعنی اخیر جون ۱۸۹۴ء وہ گزر گئی۔ شیخ صاحب کی اس غاشی سے ثابت ہو گیا کہ وہ علم عربی سے آپ ہی بے بہرہ اور بے نصیب ہیں اور نہ صرف یہی بلکہ یہ بھی ثابت

ہوا کہ وہ اول درجہ کے دروغگو اور کاذب اور بے شرم ہیں کیونکہ انہوں نے تو تقریباً و تقریباً صاف
 اشتہار دے دیا تھا کہ یہ شخص علم عربی سے محروم اور جاہل ہے یعنی ایک لفظ تک عربی سے
 نہیں جانتا تو پھر ایسے ضروری مقابلہ کے وقت جس میں ان پر فرض ہو چکا تھا کہ وہ اپنی علمیت
 ظاہر کرتے کیوں اسے چُپ ہو گئے کہ گویا وہ اس دُنیا میں نہیں ہیں۔ خیال کرنا چاہیئے کہ ہم
 نے کس قدر تاکید سے اُن کو میدان میں بلوایا اور کن کن الفاظ سے ان کو غیرت دلانا چاہا۔ مگر
 انہوں نے اس طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ ہم نے صرف اس خیال سے کہ شیخ صاحب کی
 عربی دانی کا دعویٰ بھی فیصلہ پا جائے رسالہ نور الحق میں یہ اشتہار دے دیا کہ اگر شیخ صاحب
 حرمین مکہ میں اسی قدر کتاب تحریر کر کے شائع کر دیں اور وہ کتاب درحقیقت جمیع لازم باخفت و
 فصاحت و التزام حق اور حکمت میں نور الحق کے ثانی ہو تو تین ہزار روپیہ نقد بطور انعام شخصاً
 کو دیا جائے گا اور نیز الہام کے مجھوٹا ٹھہرانے کے لئے بھی ایک سہل اور صاف راستہ اُن
 کو مل جائے گا اور ہزار لعنت کے داغ سے بھی بچ جائیں گے ورنہ وہ نہ صرف مغلوب
 بلکہ الہام کے مصداق ٹھہریں گے۔ مگر شیخ صاحب نے ان باتوں میں سے کسی بات کی بھی
 پرواہ نہ کی اور کچھ بھی غیرت مندی نہ دکھلائی۔ اس کا کیا سبب تھا؟ پس یہی کہ یہ مقابلہ
 شیخ صاحب کی طاقت سے باہر ہے سونا چار انہوں نے اپنی رسوائی کو قبول کر لیا اور اس
 طرف نُبُخ نہ کیا۔ یہ اسی الہام کی تصدیق ہے کہ مائی مہدین من ارادہ اکانتک۔ شیخ
 صاحب نے منبروں پر چڑھ چڑھ کر صد آدمیوں میں صد ہا موقعوں میں بار بار اس عاجز کی
 نسبت بیان کیا کہ یہ شخص زبان عربی سے محض بے خبر اور علوم دین سے محض نا آشنا ہے
 ایک جاہل آدمی ہے اور کذاب اور دجال ہے۔ اور اسی پر پس نہ کیا بلکہ صد اخطا اسی مضمون
 کے اپنے دوستوں کو لکھے اور جا بجا یہی مضمون شائع کیا اور اپنے جاہل دوستوں کے دلوں میں
 بٹھا دیا کہ یہی سچ ہے۔ سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اس متکبر کا غرور توڑے اور اس گردن کش کی
 گردن کو موڑ دے اور اس کو دکھلا دے کہ کیونکر وہ اپنے بندوں کی مدد کرتا ہے سو اس کی

توفیق اور مرد اور خاص اس کی تعلیم اور تفہیم سے یہ کتابیں تالیف ہوئیں اور ہم نے کراتا اصل توہین اور نذر الحق کے لئے آخری تاریخ درخواست مقابلہ کی اس مولوی اور تمام مخالفوں کے لئے اخیر جون ۱۸۹۵ء مقرر کی تھی جو گزر گئی۔ اور اب دونوں کتابوں کے بعد یہ کتاب ستر الخلافہ تالیف ہوئی ہے جو بہت مختصر ہے اور نظم اس کی کم ہے اور ایک عربی دان شخص ایسا رسالہ سات دن میں بہت آسانی سے بنا سکتا ہے اور چھپنے کے لئے دس دن کافی ہیں لیکن ہم شیخ صاحب کی حالت اور اس کے دوستوں کی کم مائیگی پر بہت ہی رحم کر کے دس دن اور زیادہ کر دیتے ہیں۔ اور یہ ستائیس دن ہوئے سو ہم فی دن ایک روپیہ کے حساب سے ستائیس روپیہ کے انعام پر یہ کتاب شائع کرتے ہیں اور شیخ صاحب اور ان کے اسی مولویوں کی خدمت میں التماس ہے کہ اگر وہ اپنی سوا قسمت سے ہزار روپیہ کا انعام لینے سے محروم رہے اور پھر پانچ ہزار روپیہ کا انعام پیش کیا گیا تو وہ وقت بھی ان کی کم مائیگی کی وجہ سے ان کے ہاتھ سے جاتا رہا اور تاریخ درخواست گزر گئی۔ اب وہ ستائیس روپیہ کو تو نہ چھوڑیں۔ ہم نے سنا ہے کہ ان دنوں میں شیخ صاحب پر تنگدستی کی وجہ سے تکلیفات بہت ہیں خشک دوستوں نے وفا نہیں کی۔ پس ان دنوں میں تو ان کیسے ایک روپیہ ایک اشرفی کا حکم رکھتا ہے۔ گویا یہ ستائیس روپیہ ستائیس اشرفی ہیں جن سے کئی کام نکل سکتے ہیں۔ اور ہم اپنے سچے دل سے اقرار کرتے ہیں کہ اگر رسالہ ستر الخلافہ کے مقابل شیخ صاحب نے کوئی رسالہ میعاد مقبولہ کے اندر شائع کر دیا اور وہ رسالہ ہمارے رسالہ کا ہم پلہ ثابت ہوا تو ہم نہ صرف ستائیس روپیہ ان کو دیں گے بلکہ یہ تحریری اقرار لکھ دیں گے کہ شیخ صاحب ضرور عربی دان اور مولوی کہلانے کے مستحق ہیں۔ بلکہ آئندہ مولوی کے نام سے ان کو پکارا جائے گا۔ اور چاہیے کہ اب کے دفعہ شیخ صاحب ہمت نہ ہاریں یہ رسالہ تو بہت ہی نفوذ ہے اور کچھ بھی چیز نہیں۔ اگر ایک ایک جڑ روز گھسیٹ دیں تو صرف چار پانچ روز میں اس کو ختم کر سکتے ہیں۔ اور اگر اپنے دھوکے میں کچھ ٹوٹا۔ شیخ صاحب اپنے حال کے پوچھ میں اقرار کریں کہ اگر ان کے دوستوں نے اب بھی ان کی مدد نہ کی تو وہ اس نوکری سے استعفاء دے دیں گے۔ منہ ۰

بھی جان نہیں تو ان سو ڈیڑھ سو مولویوں سے مدد لیں جنہوں نے بغیر سوچے سمجھے کے مسلمانوں کو کافر اور جہنم ابلی کی سزا کے لائق ٹھہرایا اور بڑے تکبر سے اپنے تئیں مولوی کے نام سے ظاہر کیا۔ اگر وہ ایک ایک جڑ لکھ کر دیں تو شیخ صاحب بمقابل اس رسالہ کے ڈیڑھ سو جڑ کا رسالہ شائع کر سکتے ہیں لیکن اگر شیخ صاحب نے پھر بھی ایسا کر نہ دکھایا تو پھر بڑی بے شرمی ہوگی کہ آئندہ مولوی کہلا دیں بلکہ مناسب کہ آئندہ جھوٹے بولنے اور جھوٹ بولانے سے پرہیز کریں۔ شیخ کا نام آپ کیلئے کافی ہے جو باپ دادے سے چلا آتا ہے یا منشی کا نام بہت موزون ہوگا۔ لیکن ابھی یہ بات قابل آزمائش ہے کہ آپ منشی بھی ہیں یا نہیں۔ منشی کہہ لئے ضروری ہے کہ فارسی نظم میں پوری دھڑکھڑکھتا ہو مگر میری نظر سے اب تک آپ کا کوئی فارسی دیوان نہیں گننا۔ بہر حال اگر ہم رعایت اہل تشیع پوٹا کے طور پر آپ کا منشی ہونا مان بھی لیں اور فرض کر لیں کہ آپ منشی ہیں گو منشیانہ لیاقتیں آپ میں پائی نہیں جاتیں تو چنداں حرج نہیں کیونکہ منشی گری کو ہمارے دین سے کچھ تعلق نہیں۔ لیکن ہم کسی طرح مولوی کا خطاب ایسے نادانوں کو دے نہیں سکتے جن کو ہم پانچہزار دویہ تک انعام دینا کریں تب بھی ان کی مردہ نوح میں کچھ قوتِ مقابلہ ظاہر نہ ہو۔ ہزار لعنت کی دھمکی دیں کچھ غیرت نہ آوے تمام دنیا کو مددگار بنانے کے لئے اجازت دیں تب بھی ایک جھوٹے منہ سے بھی ہاں نہ کہیں۔ ایسے لوگوں کو اگر مولوی کا لقب دیا جاوے تو کیا بھروسہ مسلمانوں کے کافر بنانے کے کچھ اور بھی ان میں لیاقت ہے۔ ہرگز نہیں۔ چار حدیثیں پڑھ کر نام شیخ الملک، نعوذ باللہ من فتن ہذا الدھر واصلہا و نعوذ باللہ من جہلات الجاحلیین۔

یہ بھی واضح رہے کہ ہر ایک باحیاد دشمن اپنی دشمنی میں کسی حد تک جا کر ٹھہرتا ہے۔ اور ایسے جھوٹوں کے استعمال سے اس کو شرم آجاتی ہے جن کی اصلیت کچھ بھی نہ ہو۔ مگر افسوس کہ شیخ صاحب نے کچھ بھی اس انسانی شرم سے کام نہیں لیا۔ جہاں تک ضرر رسانی کے وسائل ان کے دہن میں آئے انہوں نے سب استعمال کئے اور کوئی دقیقہ اٹھانہ دکھا۔ اول تو لوگوں کو اٹھایا کہ یہ شخص کافر ہے اور دجال ہے اس کی ملاقات سے پرہیز کرو اور جہاں تک ہو سکے اس کو ایذا دو۔

اور ہر ایک ظلم سے اس کو دکھ دو۔ سب ثواب کی بات ہے۔ اور جب اس تدبیر میں ناکام رہے تو
 گورنمنٹ انگریزی کو شتم کرنے کے لئے کیسے کیسے جھوٹ بنائے۔ کیسے کیسے معصیات سے مدد لی
 لیکن یہ گورنمنٹ دورانہ پیش اور مردم شناس گورنمنٹ ہے۔ مسکھوں کے قدم پر نہیں چلتی کہ دشمن اور
 خود غرض کے منہ سے ایک بات سن کر افرختہ ہو جائے بلکہ اپنی خداداد عقل سے کام لیتی ہے۔ سو
 گورنمنٹ دانشمند نے اس شخص کی تحریروں پر کچھ توجہ نہ کی۔ اور کیونکو توجہ کرتی۔ اس کو معلوم تھا کہ
 ایک خود غرض دشمن نفسانی جوش سے جھوٹی خبری کر رہا ہے۔ گورنمنٹ کو اس عاجز کے خاندان کے
 غیر خود غرض نے پر بصیرت کامل تھی اور گورنمنٹ خوب جانتی تھی کہ یہ عاجز عرصہ پودہ سال سے
 بخلاف ان تمام مولویوں کے بار بار یہ معنون شائع کر رہا ہے کہ ہم لوگ جو گورنمنٹ برطانیہ کے
 رعیت ہیں ہماری لئے اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے گورنمنٹ خدا کے
 زیر اطاعت رہنا اپنا فرض ہے اور بغاوت کرنا حرام اور جو شخص بغاوت کا طریق اختیار کرے یا
 اس کے لئے کوئی محضہ بنا دالے یا ایسے مجمع میں شریک ہو یا زوردار ہو تو وہ اللہ اور رسول
 کے حکم کی نافرمانی کر رہا ہے۔ اور جو کچھ اس عاجز نے گورنمنٹ انگریزی کا سچا خیر خواہ بننے کیلئے
 اپنی کتابوں میں بیان کیا ہے وہ سب سچ ہے۔ نادان مولوی نہیں جانتے کہ جہاد کے واسطے
 شرائط ہیں۔ مسکھا شاہی ٹوٹ مار کا نام جہاد نہیں اور رعیت کو اپنی محافظہ گورنمنٹ کے ساتھ
 کسی طور سے جہاد درست نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہرگز پسند نہیں کرتا کہ ایک گورنمنٹ اپنی ایک رعیت
 کے جان اور مال اور عزت کی محافظہ ہو اور ان کے دین کے لئے بھی پوری پوری آزادی عبادت
 کے لئے دے رکھی ہو لیکن وہ رعیت موقعہ پا کر اس گورنمنٹ کو قتل کرنے کو تیار ہو یہ دین نہیں
 بلکہ بے دینی ہے اور نیک کام نہیں بلکہ ایک بد معاشی ہے۔ خدا تعالیٰ ان مسلمانوں کی حالت
 پسند کم کرے کہ جو اس مسئلہ کو نہیں سمجھتے اور اس گورنمنٹ کے تحت میں ایک منافقانہ زندگی بسر
 کر رہے ہیں جو ایمان والوں سے بہت بعید ہے۔ ہم نے سارا قرآن شریف تہمت سے دیکھا مگر نیکی
 کی جگہ بدی کرنے کی تعلیم کہیں نہیں پائی۔ ہاں یہ سچ ہے کہ اس گورنمنٹ کی قوم مذہب کے باپے

میں نہایت غلطی پر ہے۔ وہ اس روشنی کے زمانہ میں ایک انسان کو خدا بنا رہے ہیں اور ایک عاجز مسکین کو رب العالمین کا لقب دے رہے ہیں۔ مگر اس صورت میں تو وہ اور بھی رحم کے لائق اور راہ دکھانے کے محتاج ہیں کیونکہ وہ بالکل صراطِ مستقیم کو بھول گئے اور دُور جا پڑے ہیں۔ ہم کو چاہیے کہ ان کے احسانِ یاد کر کے اُن کے لئے جنابِ الہی میں دعا کریں کہ اسے خداوندِ قادرِ ذوالجلال ان کو ہدایت بخش اور ان کے دلوں کو پاک و جید کے لئے کھول دے اور سچائی کی طرف پھیر دے تا وہ تیرے سچے اور کامل نبی اور تیری کتاب کو شناخت کر لیں اور دینِ اسلام اُن کا مذہب ہو جائے۔ اُس پادریوں کے فتنے حد سے زیادہ بڑھ گئے ہیں اور ان کی مذہبی گورنمنٹ ایک بہت شور ڈال رہی ہے۔ مگر اُن کے فتنے تلوار کے نہیں ہیں قلم کے فتنے ہیں۔ سو اسے مسلمانوں تم بھی قلم سے ان کا مقابلہ کرو اور حد سے مت بڑھو۔ خدا تعالیٰ کا منشا قرآن شریف میں صاف پایا جاتا ہے کہ قلم کے مقابل پر قلم ہے اور تلوار کے مقابل پر تلوار۔ مگر کہیں نہیں سنا گیا کہ کسی عیسائی پادری نے دین کے لئے تلوار بھی اٹھائی ہو۔ پھر تلوار کی تدبیریں کرنا قتلِ کریم کو چھوڑنا ہے بلکہ صاف بے لاہی اور الہی ہدایت سے سرکشی ہے جن میں روحانیت نہیں وہی ایسی تدبیریں کیا کرتے ہیں جو اسلام کا بہانہ کر کے اپنی نفسانی اغراض کو پورا کرنا چاہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کو سمجھ بخشنے۔ افتخانی مزاج کے آدمی اس تعلیم کو بڑا نہیں گے۔ مگر ہم کو اظہارِ حق سے غرض ہے نہ اُن کے خوش کرنے سے اور نہایت مضر اعتقاد جس سے اسلام کی روحانیت کو بہت ضرر پہنچتا ہے یہ ہے کہ یہ مقام مولوی ایک ایسے معدی کے منتظر ہیں جو تمام دنیا کو خون میں غرق کر دے اور خروجِ کتے ہی قتل کرنا شروع کر دے اور یہی علامتیں اپنے فریضی مسیح کی رکھی ہوئی ہیں کہ وہ آسمان سے اُترتے ہی تمام کافروں کو قتل کر دے گا اور وہی بچے گا جو مسلمان ہو جائے۔ ایسے خیالات کے آدمی کسی قوم کے سچے خیر خواہ نہیں بن سکتے بلکہ ان کے ساتھ اکیسے سفر کن بھی خوف کی جگہ ہے۔ شاید کسی وقت کافر سمجھ کر قتل نہ کر دیں۔ اور اپنے اند کے کفر سے خبر نہیں۔ یاد رکھنا چاہیے کہ ایسے یہودہ مسائل کو اسلام کی اُتر قرار دینا اور نعوذ باللہ قرآنی تعلیم سمجھنا

اسلام سے منسی کرنا ہے اور مخالفوں کو ٹھٹھے کا موقعہ دینا ہے۔ کوئی عقل اس بات کو تجویز نہیں کر سکتی کہ کوئی شخص آتے ہی بغیر اتمامِ حجت کے لوگوں کو قتل کرنا شروع کر دے یا جس گورنمنٹ کے تحت میں زندگی بسر کرے اسی کی تباہی کی گھات میں لگا رہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایسے لوگوں کی رو میں بجلی مسخ ہو چکی ہیں اور انسانی ہمدردی کی خصلتیں بے تمام ہوا ان کے اندر سے مصلوب ہو گئی ہیں یا خالقِ حقیقی نے پیدا ہی نہیں کیں۔ خدا تعالیٰ ہر ایک بلا سے محفوظ رکھے نہ معلوم کہ ہمارے اس بیان سے وہ لوگ کس قدر جلیں گے اور کیسے مُنہ مروڑ کر کا فر کہیں گے مگر ہمیں ان کی اس تکفیر کی کچھ پروا نہیں۔ ہر ایک شخص کا معاملہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ ہمیں قرآن شریف کی کسی آیت میں تعلیمِ نظر نہیں آتی کہ بے اتمامِ حجت مخالفوں کو قتل کرنا شروع کر دیا جائے۔ ہمارے سیدہ دھولی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرہ برس تک کفار کے جور و جفا پر صبر کیا۔ بہت سے دُکھ دیئے گئے دم نہ مارا۔ بہت سے اصحاب اور عزیز قتل کئے گئے ایک ذرہ مقابلہ نہیں کیا اور دُکھوں سے پیسے گئے مگر سوائے صبر کے کچھ نہیں کیا۔ آخر جب کفار کے ظلم حد سے بڑھ گئے، اور انہوں نے چاہا کہ سب کو قتل کر کے اسلام کو نابود ہی کر دیں تب خدا تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی کو اُن بھڑیلوں کے ہاتھ سے مدینہ میں سلامت پہنچا دیا۔ حقیقت میں وہی دن تھا کہ جب آسمان پر ظالموں کو سزا دینے کے لئے تجویز ٹھہر گئی تھی۔

تبادلِ مرد خدا نامدِ بدر دے بیچ تو مے را خدا رسوا نہ کرد

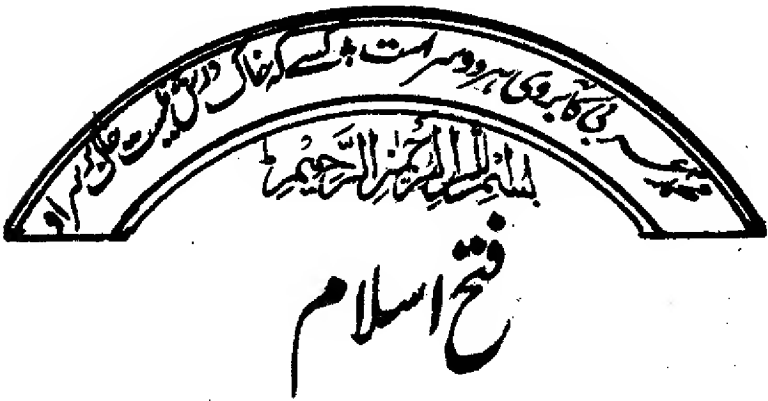
مگر افسوس کہ کافروں نے اسی پر بس نہ کیا بلکہ قتل کے لئے تعاقب کیا اور کئی چڑھائیاں کیں۔ اور طرح طرح کے دُکھ پہنچائے۔ آخر وہ خدا تعالیٰ کی نظر میں اپنے بے شمار گنہگاروں کی وجہ سے اس لائقِ ٹھہر گئے کہ اُن پر عذاب نازل ہو۔ اگر اُن کی شرارتیں اس حد تک نہ پہنچتیں تو انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز تلوار نہ اٹھاتے۔ مگر جنہوں نے تلواریں اٹھائیں اور خدا تعالیٰ کے حضور میں بیباک اور ظالم ثابت ہوئے وہ تلواروں سے ہی مارے گئے۔ غرض جہادِ نبوی کی یہ صورت ہے جس سے اہل علم بے خبر نہیں اور قرآن میں یہ ہدایتیں موجود ہیں کہ جو لوگ نیکی کریں تم بھی ان کے

ساتھ نیکی کرو۔ جو تمہیں پناہ دیں اُن کے شکر گزار بنے رہو اور جو لوگ تمہیں دکھ نہیں دیتے ان کو تم بھی دکھ مت دو۔ مگر اس زمانہ کے مولویوں کی حالت پر افسوس ہے کہ وہ نیکی کی جگہ بدی کرنے کو تیار ہیں اور ایمانی روحانیت اور انسانی رحم سے خالی۔

اللہم اصلح امة محمد صلے اللہ علیہ وسلم امین۔

(یہ اشتہار مراخلاقہ مطبوعہ ریاض ہند امرتسر محرم ۱۳۱۲ھ ۱۹۹۵ء تا ۱۹۹۷ء سے نقل کیا)

(۱۱۹)



لن يجعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلاً

وامنع ہو کہ وہ پیشگوئی جو امرت سر کے عیسائیوں کے ساتھ مباحثہ ہو کر جون ۱۸۹۳ء میں کی گئی تھی جس کی آخری تاریخ ۲۷ ستمبر ۱۸۹۴ء تھی وہ خدا تعالیٰ کے ارادہ اور حکم کے موافق ایسے طوطے اور ایسی صفائی سے میعاد کے اندر پوری ہو گئی کہ ایک منصف اور دانا کو مجاز اس کے ماننے اور قبول کرنے کے کچھ بن نہیں پڑتا۔ ہاں ایک متعصب اور احمق یا جلد باز جو ان واقعات اور حوادث کو یکجائی نظر سے دیکھنا نہیں چاہتا جو پیشگوئی کے بعد فریق مخالف میں

ظہور میں آئی۔ اور الہامی الفاظ کی پیروی نہیں کرتا بلکہ اپنے دل کی آرزوؤں کی پیروی کرتا ہے اس کی مرض نادانی لاعلاج ہے اور اگر وہ ٹھوکر کھائے تو اس کی پست فطرتی اور حق اور سادہ لوحی اس کا موجب ہوگی۔ ورنہ کچھ شک نہیں کہ فتح اسلام ہوئی اور عیسائیوں کو ذلت اور باویہ نصیب ہو گیا۔ پیشگوئی کے الفاظ یہ تھے کہ دونوں فریقوں میں سے جو فریق عداوت بھڑکے اور عقیدہ کر رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ انہیں دونوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لے کر یعنی ۱۵ ماہ تک باویہ میں گرایا جاوے گا اور اس کو سخت ذلت پہنچے گی بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے اس کی اس سے عزت ظاہر ہوگی اور اس وقت جب پیشگوئی ظہور میں آئے گی بعض اندھے سبھا کھے کئے جاویں گے اور بعض لنگڑے چلنے لگیں گے اور بعض بہرے سُنے لگیں گے۔ اب یاد رہے کہ پیشگوئی میں فریق مخالف کے لفظ سے جس کے لئے باویہ یا ذلت کا وعدہ تھا ایک گروہ مراد ہے جو اس بحث سے تعلق رکھتا تھا خواہ خود بحث کرنے والا تھا یا معاون یا حامی یا سرگروہ تھا۔ ہاں مقدم سب سے ڈپٹی عبداللہ اٹم تھا کیونکہ وہی دوسرے عیسائیوں کی طرف سے منتخب ہو کر چند روزہ دن جھگڑتا رہا۔ مگر درحقیقت اس لفظ کے حصہ دار دوسرے معاون اور محرک اور ان کے سرگروہ بھی تھے کیونکہ عرفا فریق اس تمام گروہ کا نام ہے جو ایک کام بالمقابل کرنے والا یا اس کام کا معاون یا اس کام کا بانی یا مجوز یا حامی ہو۔ اور پیشگوئی کی کسی عبارت میں یہ نہیں لکھا گیا کہ فریق سے مراد صرف عبداللہ اٹم ہے۔ ہاں میں نے جہاں تک الہام کے معنی سمجھے وہ یہ تھے کہ جو شخص اس فریق میں سے بالمقابل باطل کی تائید میں بنفس خود بحث کرنے والا ہے اس کے لئے باویہ سے مراد منرائے موت ہے۔ لیکن الہامی لفظ صرف باویہ ہے اور ساتھ یہ بھی شرط ہے کہ حق کی طرف رجوع کرنے والا نہ ہو۔ اور حق کی طرف رجوع نہ کرنے کی قید ایک الہامی شرط ہے جیسا کہ میں نے الہامی عبارت میں صاف لفظوں میں اس شرط کو لکھا تھا اور یہ بات بالکل سچ اور یقینی اور الہام کے مطابق ہے کہ اگر مگر عبداللہ کا دل جیسا کہ پہلے تھا ویسا ہی تو ہیں اور تحقیق اسلام پر قیام رہتا اور اسلامی

عظمت کو قبول کرنے کی طرف رجوع کرنے کا کوئی حصہ نہ لیتا تو اسی میعاد کے اندر اس کی زندگی کا خاتمہ ہو جاتا۔ لیکن خدا تعالیٰ کے الہام نے مجھے بتلادیا کہ ڈپٹی عبداللہ انجم نے اسلام کی عظمت اور اس کے رُعب کو تسلیم کر کے حق کی طرف رجوع کرنے کا کسی قدر حصہ لے لیا جس حصہ نے اس کے وعدہ موت اور کامل طور کے ادویہ میں تاخیر ڈال دی اور ادویہ میں تو گرا لیکن اس بڑے ادویہ سے تقوڑے دونوں کے لئے بچ گیا جس کا نام موت ہے اور یہ ظاہر ہے کہ الہامی اطفالوں اور شرطوں میں سے کوئی ایسا لفظ یا شرط نہیں ہے جو بے تاثیر ہو یا جس کا کسی قدر موجود ہو جاتا اپنی تاثیر پیدا نہ کرے۔ لہذا ضرور تھا کہ جس قدر سر عبداللہ انجم کے دل نے حق کی عظمت کو قبول کیا اس کا فائدہ اس کو پہنچ جائے۔ سو خدا تعالیٰ نے ایسا ہی کیا اور مجھے فرمایا۔ اطمین الله علیٰ حمته وغمته۔ ولن تجد لسنة الله تبديلا ولا تعجبوا ولا تحزنوا و انتم الاعلون ان كنتم مؤمنين ويعزق وجلالی اذك انت الاعلى۔ و نعزق الاعدا كل همزق۔ و مكر اولئك هو يبور۔ انا انكشفت السر عن ساقه يومئذ يفصح المؤمنون۔ ثلثة من الاولين و ثلثة من الاخرين۔ و هذہ قد كسبت فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلاً ترجمہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس کے ہم و غم پر اطلاع پائی اور اس کو جہلت دی جب تک کہ وہ یہی کی اور سخت گوئی اور تکذیب کی طرف میل کرے اور خدا تعالیٰ کے احسان کو بھلا دے (یہ معنی فقرہ مذکور کے تفہیم الہی سے ہیں) اور پھر فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی یہی سنت ہے اور توراتی سنتوں میں تغیر تبدیل نہیں پائے گا۔ اس فقرہ کے متعلق یہ تفہیم ہوئی کہ عادت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ وہ کسی پر عذاب نازل نہیں کرتا جب تک ایسے کامل اسباب پیدا نہ ہو جائیں جو غضب الہی کو شتمل کریں اور اگر دل کے کسی گوشہ میں بھی کچھ خوف الہی مخفی ہو اور کچھ دھڑکا شروع ہو جائے تو عذاب نازل نہیں ہوتا اور دوسرے وقت پر جا پڑتا ہے اور پھر فرمایا کہ کچھ تعجب مت کرو اور غمتاں مت ہو اور غلبہ تمہیں کو ہے اگر تم ایمان پر قائم رہو۔ یہ اس سبب جو کی

جماعت کو خطاب ہے۔ اور پھر فرمایا کہ مجھے میرے عزت اور جلال کی قسم ہے کہ تو ہی مخالف ہے (یہ اس حاجز کو خطاب ہے) اور پھر فرمایا کہ ہم دشمنوں کو پارہ پارہ کر دیں گے یعنی ان کو ذلت پہنچے گی اور ان کا مکر ہلک ہو جائے گا۔ اس میں یہ تفہیم ہوئی کہ تم ہی فتحیاب ہو نہ دشمن اور خدا تعالیٰ بس نہیں کرے گا اور نہ باز آئے گا جب تک دشمنوں کے تمام مکروں کی پردہ دری نہ کرے اور ان کے مکر کو ہلک نہ کر دے۔ یعنی جو مکر بنایا گیا اور مجسم کیا گیا اس کو توڑ ڈالے گا اور اس کو مڑوہ کر کے پھینک دے گا اور اس کی لاش لوگوں کو دکھا دے گا اور پھر فرمایا کہ ہم اصل بھید کو اس کی پنڈلیوں میں سسکا کر کے دکھا دیں گے یعنی حقیقت کو کھول دیں گے اور فتح کے دلائل عینہ ظاہر کریں گے۔ اور اس دن مومن خوش ہوں گے، پہلے مومن بھی اور پچھلے مومن بھی اور پھر فرمایا کہ وجہ مذکورہ سے عذاب موت کی تاخیر ہماری سنت ہے جس کو ہم نے ذکر کر دیا۔ اب جو چاہے وہ راہ اختیار کر لے جو اس کے رب کی طرٹ جاتی ہے۔ اس میں بدلتی کئے والوں پر زجر اور ملامت ہے اور نیز اس میں یہ بھی تفہیم ہوئی ہے کہ جو سعادت مند لوگ ہیں اور جو خدا ہی کو چاہتے ہیں اور کسی بغل اور تعصب یا جلد بازی یا سواد فہم کے اندھیرے میں مبتلا نہیں وہ اس بیان کو قبول کریں گے اور تعلیم الہی کے موافق اس کو پائیں گے۔ لیکن جو اپنے نفس اور اپنی نفسانی ضد کے پیرو یا حقیقت شناس نہیں وہ بیباکی اور نفسانی غفلت کی وجہ سے اس کو قبول نہیں کریں گے۔

الہام الہی کا ترجمہ تفہیمات الہیہ کے کیا گیا جس کا حاصل یہی ہے کہ قدیم سے الہی سنت اسی طرح پر ہے کہ جب تک کوئی کافر اور منکر نہایت درجہ کا بیباک اور شریخ ہو کر اپنے ہاتھ سے اپنے لئے اسباب ہلاکت پیدا نہ کرے تب تک خدا تعالیٰ تعذیب کے طور پر اس کو ہلاک نہیں کرتا۔ اور جب کسی منکر پر عذاب نازل ہونے کا وقت آتا ہے تو اس میں وہ اسباب پیدا ہو جاتے ہیں جن کی وجہ سے اس پر حکم ہلاکت لکھا جاتا ہے۔ عذاب الہی کے لئے یہی قانون قدیم ہے اور یہی سنت مستمرہ اور یہی غیر متبدل قاعدہ کتاب الہی نے بیان کیا ہے۔ اور غور

کرنے سے ظاہر ہوگا کہ جو مشر عبد اللہ اہل حق کے بارہ میں یعنی سترائے ادویہ کے بارہ میں الہامی شراعتی وہ درحقیقت اسی سنت اللہ کے مطابق ہے کیونکہ اس کے الفاظ یہ ہیں بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔ لیکن مشر عبد اللہ اہل حق نے اپنی مضطربانہ حرکات سے ثابت کر دیا کہ اس نے اس پیشگوئی کو تعظیم کی نظر سے دیکھا جو الہامی طور پر اسلامی صداقت کی بنیاد پر کی گئی تھی اور خدا تعالیٰ کے الہام نے بھی مجھ کو یہی خبر دی کہ ہم نے اس کے ہم اور غم پر مصلح پائی یعنی وہ اسلامی پیشگوئی سے خوفناک حالت میں پڑا۔ اور اس پر رعب غالب ہوا۔ اس نے اپنے افعال سے دکھا دیا کہ اسلامی پیشگوئی کا کیسا ہولناک اثر اس کے دل پر ہوا۔ اور کیسی اس پر گھبراہٹ اور درہقانہ پن اور دل کی حیرت غالب آگئی اور کیسی الہامی پیشگوئی کے رعب نے اس کے دل کو ایک کچلا جو اول بنا دیا۔ یہاں تک کہ وہ سخت بیتاب ہوا۔ اور شہر بشہر اور ہر ایک جگہ ہر اسال اور ترسال پھرتا رہا اور اس مصنوعی خدا پر اس کا توکل نہ رہا جس کو خیالات کی کجی اور ضلالت کی تاریکی نے الہیت کی جگہ دے رکھی ہے۔ وہ کتوں سے ڈرا۔ اور سانپوں کا اس کو اندیشہ ہوا اور اندر کے مکاروں سے بھی اس کو خوف آیا۔ اس پر خوف اور وہم اور دلی سوزش کا غلبہ ہوا اور پیشگوئی کی پوری ہیبت اس پر طاری ہوئی اور وقوع سے پہلے ہی اس کا اثر اس کو محسوس ہوا۔ اور بغیر اس کے کہ کوئی امر تسلسلے کو نکالے آپ ہی ہر اسال اور ترسال اور پریشاں اور بیتاب ہو کر شہر بشہر بھاگتا پھرا اور خدا نے اس کے دل کا آرام بھین لیا۔ اور پیشگوئی سے سخت متاثر ہو کر سر اسیر ہوا اور خوف زدہ دل کی طرح جا بجا بھٹکتا پھرا اور الہام الہی کا رعب اور اثر اس کے دل پر ایسا مستولی ہوا کہ اس کی راتیں ہولناک اور دن ہیقراری سے بھر گئے۔ اور حتیٰ کی مخالفت کی حالت میں جو خود مشتیں اور قلق اس شخص پر وارد ہوتا ہے جو یقین لکھتا ہے یا ظن لکھتا ہے کہ شاید عذاب الہی نازل ہو جائے یہ سب علامتیں اس میں پائی گئیں اور وہ عجیب طو پر اپنی بے چینی اور بے آراغی ظاہر کرتا رہا۔ اور خدا تعالیٰ نے ایک حیرت ناک خوف اور اندیشہ اس کے دل میں ڈال دیا کہ ایک پات کا کھڑکا بھی اس کے دل کو صدمہ پہنچاتا رہا اور ایک کتے کے سامنے آنے سے بھی اس کو ملک الموت

یلتایا اور کسی جگہ اس کو چین نہ پڑا۔ اور ایک سخت دیرانے میں اس کے دن گزرے اور سما سکی
اور پریشانی اور بیتابی اور بیکاری نے اس کے دل کو گھیر لیا اور ڈرانے والے خیالات دن
اُس پر غالب رہے اور اس کے دل کے تصوروں نے عظمت اسلامی کو رد نہ کیا بلکہ قبول کیا۔
اس لئے وہ خدا جو ہمیم و حکیم اور سزا دینے میں دھیمہ ہے اور انسان کے دل کے خیالات کو بچا پختا
اور اس کے تصورات کے موافق اس سے عمل کرتا ہے۔ اُس نے اس کو اس صورت پر نہ پایا جس
صورت میں فی الغور کامل ہادیہ کی سزا یعنی موت بلا توقف اُس پر نازل ہوتی اور ضرور تھا کہ وہ
کامل عذاب اس وقت تک تھا نہ ہے جب تک کہ وہ بیباکی اور شوخی سے اپنے ہاتھ سے اپنے
لئے ہلاکت کے اسباب پیدا کرے اور الہام الہی نے بھی اسی طرف اشارہ کیا تھا کیونکہ الہامی
عبدت میں شرعی طور پر عذاب موت کے آنے کا وعدہ تھا نہ مطلق بلا شرط وعدہ لیکن خدا تعالیٰ
نے دیکھا کہ مسٹر عبداللہ انتہم نے اپنے دل کے تصورات سے اور اپنے افعال سے اور اپنے
حرکات سے اور اپنے خوف شدید سے اور اپنے ہولناک اور ہراساں دل سے عظمت اسلامی
کو قبول کیا اور یہ حالت ایک رجوع کرنے کی قسم ہے جو الہام کے استثنائی فقرے سے کسی قدر
تعلق رکھتی ہے کیونکہ جو شخص عظمت اسلامی کو رد نہیں کرتا بلکہ اُس کا خوف اُس پر غالب ہوتا ہے
وہ ایک طور سے اسلام کی طرف رجوع کرتا ہے اور اگر یہ ایسا رجوع عذاب آخرت سے بچا نہیں
سکتا مگر عذاب دنیوی میں بیباکی کے دنوں تک ضرور تاخیر ڈال دیتا ہے۔ یہی وعدہ قرآن کریم
اور بائبل میں موجود ہے۔ اور جو کچھ ہم نے مسٹر عبداللہ انتہم کی نسبت اور اس کے دل کی حالت
کے بارہ میں بیان کیا یہ باتیں بے ثبوت نہیں بلکہ مسٹر عبداللہ انتہم نے اپنے تئیں سخت مصیبت زدہ
بنا کر اور اپنے تئیں شدید غربت میں ڈال کر اور اپنی زندگی کو ایک مانتی پیرایہ پہنا کر اور ہر روز خوف
اور ہراس کی حرکات صادر کر کے اور ایک دنیا کو اپنی پریشانی اور دیوانہ پن دکھا کر تہذیب صفائی
سے اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ اس کے دل نے اسلامی عظمت اور صداقت کو قبول کر لیا۔ کیا
یہ بات سمجھوت ہے کہ اُس نے پیشگوئی کے مجھناک مضمون کو پورے طور پر اپنے پر ڈال لیا۔

اور جس قدر ایک انسان ایک سچی اور واقعی بلا سے ڈر سکتا ہے اسی قدر وہ اس پیشگوئی سے ڈرا۔
اس کا دلی ظاہری حفاظتوں سے مطمئن نہ ہو سکا اور حق کے دُعب نے اس کو دیوانہ سا بنا دیا سو
خدا تعالیٰ نے نہ چاہا کہ اس کو ایسی حالت میں ہلاک کرے کیونکہ یہ اس کے قانون قدیم اور سنتِ
قدیمہ کے مخالف ہے اور نیز یہ الہامی شرط سے مغائر اور برعکس ہے۔ اور اگر الہام اپنی شرائط کو
چھوڑ کر اور طور پر ظہور کرے تو گویا ہلکے لوگ اس سے خوش ہوں مگر ایسا الہام الہام الہی نہیں
ہو سکتا اور یہ غیر ممکن ہے کہ خدا اپنی قراردادہ شرطوں کو بھول جائے کیونکہ شرائط کا لحاظ رکھنا مصلحت
کے لئے ضروری ہے اور خدا صدق العادقین ہے۔ ہاں جس وقت مسٹر عبد اللہ آتھم اس شرط
کے نیچے سے اپنے تئیں باہر کرے اور اپنے لئے اپنی شوخی اور میاکی سے ہلاکت کے سامان پیدا
کرے تو وہ دن نزدیک آجائیں گے اور ستر لے اویہ کامل طور پر نمودار ہوگی اور پیشگوئی عجیب طور
پر اپنا اثر دکھائے گی۔

اور توبہ سے یاد رکھنا چاہیئے کہ اویہ میں گرائے جانا بوجہ اصل الفاظ الہام ہیں وہ عبد اللہ آتھم
نے اپنے ہاتھ سے پوندے کئے اور جن مصائب میں اس نے اپنے تئیں ڈال لیا اور جس طرز سے مسلسل
گھبراہٹوں کا سلسلہ اس کے دامگیر ہو گیا اور ہول اور خوف نے اس کے دل کو پکڑ لیا یہی اصل اویہ
تھا اور ستر لے موت اس کے کمال کے لئے ہے جس کا ذکر الہامی عبادت میں موجود بھی نہیں بیشک
یہ مصیبت ایک اویہ تھا جس کو عبد اللہ آتھم نے اپنی حالت کے موافق جھگٹ لیا۔ لیکن وہ بڑا اویہ
جو موت سے تعبیر کیا گیا ہے اس میں کسی قدر مہلت دی گئی کیونکہ حق کا غضب اس نے اپنے سر
پر لے لیا اس لئے وہ خدا تعالیٰ کی نظر میں اس شرط سے کسی قدر فائدہ اٹھانے کا مستحق ہو گیا جو
الہامی عبادت میں درج ہے اور ضرور ہے کہ ہر ایک امر کا ظہور اسی طور سے ہو جس طور سے خدا تعالیٰ
کے الہام میں وعدہ ہوا۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اس ہمارے بیان میں وہی شخص مخالفت کریگا،
جس کو مسٹر عبد اللہ آتھم کے ان تمام واقعات پر پوری اطلاع نہ ہوگی اور یا جو تعصب اور تحس
اور سیہ دلی سے حق پوشی کرنا چاہتا ہے۔

اور اگر عیسائی صاحبان اب بھی جھگڑیں اور اپنی مکارانہ کارروائیوں کو کچھ چیز سمجھیں یا کوئی
 آدمی شخص اس میں شک کرے تو اس بات کے تصفیہ کے لئے کہ فتح کس کو ہوئی آیا اہل اسلام
 کو عیساکہ درحقیقت ہے یا عیسائیوں کو عیساکہ وہ ظلم کی راہ سے خیال کرتے ہیں تو میں ان کی پردہ دہی
 کیلئے مباہلہ کے لئے طیارہ ہوں۔ اگر وہ دروغ کوئی اور چالاکی سے باز نہ آئیں تو مباہلہ اس طور پر ہوگا کہ
 ایک تالیخ مقرر ہو کہ ہم فریقین ایک میدان میں حاضر ہوں اور مسٹر عبداللہ اتھم صاحب کھڑے ہو کہ
 تین مرتبہ ان الفاظ کا اقرار کریں کہ اس پیشگوئی کے عرصہ میں اسلامی دُعب ایک طرفۃ العین کے لئے
 بھی میرے دل پر نہیں آیا اور میں اسلام اور نبی اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ناحق پر سمجھتا رہا اور سمجھتا
 ہوں اور صداقت کا خیال تک نہیں آیا اور حضرت عیسیٰ کی انیئت اور الوہیت پر یقین رکھتا رہا
 اور رکھتا ہوں اور ایسا ہی یقین جو فرقہ پرست سنٹ کے عیسائی رکھتے ہیں اور اگر میں نے خلاف
 واقعہ کہا ہے اور حقیقت کو چھپایا ہے تو اسے خدائے قادر مجھ پر ایک برس میں عذاب موت
 نازل کرے۔ اس دُعا پر ہم آمین کہیں گے اور اگر دُعا کا ایک سال تک اثر نہ ہوا اور وہ عذاب نازل
 نہ ہوا جو مجھوں پر نازل ہوتا ہے تو ہم ہزار روپیہ مسٹر عبداللہ اتھم صاحب کو بطور تاوان
 کے دیں گے چاہیں تو پہلے کسی جگہ جمع کرالیں۔ اور اگر وہ ایسی درخواست نہ کریں تو یقیناً سمجھو کہ
 وہ کاذب ہیں اور غلو کے وقت اپنی ستر پائیں گے۔ ہمیں صاف طور پر الہاماً معلوم ہو گیا ہے کہ
 اس وقت تک عذاب موت ملنے کا یہی باعث ہے کہ عبداللہ اتھم نے حق کی عظمت کو اپنی
 خوفناک حالت کی دھڑے قبول کر کے ان لوگوں سے کسی درجہ پر مشابہت پیدا کر لی ہے جو حق
 کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اس لئے ضرور تھا کہ ان کو کسی قدر اس شرط کا فائدہ ملتا۔ اور اس امر کو
 وہ لوگ خوب سمجھ سکتے ہیں کہ جو ان کے حالات پر غور کریں اور ان کی تمام بیقراریوں کو ایک جگہ
 میزان دے کر دیکھیں کہ کہاں تک پہنچ گئی تھیں۔ کیا وہ ہادیہ تھیا کچھ اور تھا۔ اور اگر کوئی ملاحق
 نوٹ۔ ہم اقرار کرتے ہیں کہ یہ ہزار روپیہ باضابطہ تحریر لینے کے بعد پہلے دے دیں گے یہ قطعی اقرار ہے۔ منہ
 نوٹ۔ درخواست کے لئے روز اشاعت سے یعنی بذریعہ اشتہار پہنچنے کے بعد ایک ہفتہ کی میعاد ہے۔

انکار کرے تو اس کے سمجھانے کے لئے وہ قطعی فیصلہ ہے جو میں نے لکھ دیا ہے تا سبہ روئے
 شود ہر کہ دروغش باشد۔ ہم اپنے مخالفین کو یقین دلاتے ہیں کہ یہی سچ ہے۔ اور ہم بھر مکر لکھتے
 ہیں کہ ضرور مسٹر عبداللہ اہتم نے کسی قداویہ کی سزا بھگت لی ہے اور نہ صرف اسی قدر بلکہ
 قحط اور مائتیا کے مقدمات بھی ان کے دماغ کو نصیب ہو گئے ہیں جن کی طوط الہام الہی کا
 ہم اشارہ پاتے ہیں اور جس کے نتائج عنقریب کھلیں گے۔ کسی کے پھپھانے سے چھپ نہیں
 سکتے۔ پس اسے حق کے طالبو یقیناً سمجھو کہ قداویہ میں گرنے کی پیشگوئی پوری ہو گئی اور اسلام
 کی فتح ہوئی اور عیسائیوں کو ذلت پہنچی۔ ہاں اگر مسٹر عبداللہ اہتم اپنے پر جنوع فرع کا اثر
 نہ ہونے دیتا اور اپنے افعال سے اپنی استقامت دکھاتا اور اپنے مرکز سے جگہ بجگہ بھٹکتا نہ
 پھرتا اور اپنے دل پر وہم اور خوف اور پریشانی غالب نہ کرتا بلکہ اپنی معمولی خوشی اور استقلال
 میں ان تمام دنوں کو گزارتا تو بیشک کہہ سکتے تھے کہ وہ قداویہ میں گرنے سے دور رہا۔ مگر اب تو
 اس کی یہ مثال ہوئی کہ قیامت دیدہ ام پیش مذقیامت۔ اس پر وہ غم کے پہاڑ پڑے جو اس
 نے اپنی تمام زندگی میں ان کی نظیر نہیں دیکھی تھی۔ پس کیا یہ سچ نہیں کہ وہ ان تمام دنوں میں
 حقیقت قداویہ میں رہا مگر ہم ایک طرف ہماری پیشگوئی کے الہامی الفاظ پڑھو اور ایک طرف اس کے
 ان مصائب کو جانچو جو اس پر وارد ہوئے تو تمہیں بھی اس بات میں شک نہیں رہے گا کہ وہ
 بیشک قداویہ میں گرا۔ ضرور گرا۔ اور اس کے دل پر وہ رنج اور غم اور بدحواسی وارد ہوئی
 جس کو ہم آگ کے عذاب سے کچھ کم نہیں کہہ سکتے۔ ہاں اعلیٰ نتیجہ قداویہ کا جو ہم نے سمجھا اور جو
 ہماری تشریحی عبارت میں درج ہے یعنی موت وہ ابھی تک حقیقی طور پر وارد نہیں ہوا کیونکہ اس
 نے غلبہ اسلام کی ہیبت کو اپنے دل میں دھنسا کر الہی قانون کے موافق الہامی شرط سے فائدہ
 اٹھایا مگر موت کے قریب قریب اس کی حالت پہنچ گئی اور وہ درد اور دکھ کے قداویہ میں ضرور
 گرا۔ اور قداویہ میں گرنے کا لفظ اس پر صادق آگیا۔ پس یقیناً سمجھو کہ اسلام کو فتح حاصل ہوئی
 اور خدا تعالیٰ کا ہاتھ بالا ہوا۔ اور کلمہ اسلام اُچھا ہوا۔ اور عیسائیت نیچے گری خال الحمد للہ علی ذالک۔

یہ تو سر عبد اللہ انہم کا حال ہوا مگر اس کے باقی رفیق بھی جو فریق بحث کے لفظ میں داخل تھے اور جنگ مقدس کے جہاد سے تعلق رکھتے تھے خواہ وہ تعلق اہانت کا تھا یا بانی کار ہونے کا یا مجوز بحث یا حامی ہونے کا یا سرگروہ ہونے کا، ان میں سے کوئی بھی اثر ادویہ سے خالی نہ رہا۔ اور ان سب نے میعاد کے اندر اپنی اپنی حالت کے موافق ادویہ کا حرہ دیکھ لیا۔ چنانچہ اعلیٰ خدا تعالیٰ نے پادری لائٹ کو کیا جو دراصل اپنے رتبہ اور منصب کے لحاظ سے اس جماعت کا سرگروہ تھا اور وہ عین جوانی میں ایک ناگہانی موت سے اس جہان سے گزر گیا اور خدا تعالیٰ نے اس کی بے وقت موت سے ڈاکٹر مائین کلارک اور ایسا ہی اس کے دوسرے تمام دوستوں اور عزیزوں اور محتسبوں کو سخت صدمہ پہنچایا اور ماتی کپڑے پہنا دیئے اور اس کی بوقت موت نے ان کو ایسے دکھ اور درد میں ڈالا جو ادویہ سے کم نہ تھا۔ اور ایسا ہی پادری ہڈل بھی ایسی سخت بیماری میں پڑا کہ ایک مدت کے بعد نہر کے بچا اور پادری عبد اللہ بھی سخت بیماریوں کے ادویہ میں گرا۔ اور معلوم نہیں کہ بچا یا گزر گیا۔ اور جہان تک ہمیں علم ہے ان میں سے کوئی بھی ماتم اور مصیبت یا ذلت اور رُسوائی سے خالی نہ رہا اور نہ صوف بھی بلکہ انہیں دونوں میں خدا تعالیٰ نے ایک خاص طور پر سخت ذلت اور رُسوائی ان کو پہنچائی جس سے تمام تاک کٹ گئے اور وہ لوگ مسلمانوں کو ہنسنے دکھانے کے قابل نہ رہے کیونکہ میں نے خدا تعالیٰ سے توفیق پا کر عیسائی پادریوں کی علمی قلعی کھولنے کے لئے اور اس بات کے ظاہر کرنے کے لئے کہ قرآن اور اسلام پر حملہ کرنے کے لئے زبان دانی کی ضرورت ہے اور یہ لوگ زبان عربی سے بے بہرہ ہیں۔ ایک کتاب جس کا نام نور الحق ہے عربی فصیح میں تالیف کی اور عماد الدین اور دوسرے تمام باقی پادریوں کو زبردستی کا کہ خط بھیجے گئے کہ اگر فٹ نوٹ ہو پادری رائٹ صاحب کی بوقت پر جو افسوس گویا میں ظاہر کیا گیا اس میں عیسائیوں کی مضطربانہ اور خوفزدہ حالت کا نظارہ مفصلہ ذیل الفاظ سے آئینہ دل میں منقش ہو سکتا ہے جو اس وقت پر پھر کے محبوب اور معصوب دل سے نکلے اور وہ یہ ہیں۔ آج رات خدا کے غضب کی لاطھی بے وقت ہم پر چلی اور اس کی غضب تلواریں نے بخیر میں ہم کو قتل کیا۔ ویسے رائٹ صاحب اگر سر کے آئری شری تھے اور علاوہ ان میں پادری فوٹن لاپور میں رہتے

عربی دانی کا دعویٰ ہے جو ساری مسائل میں غرض کرنے اور قرآنی فصاحت پر حملہ کرنے کے لئے ضروری ہے تو اس کتاب کے مقابل پر ایسا ہی عربی میں کتاب بنادیں اور پانچ ہزار روپیہ انعام یابوں۔ اور اگر انعام کے بارے میں شک ہو تو پانچ ہزار روپیہ پہلے جمع کرا دیں۔ اور یہ بھی لکھا گیا کہ اسلامی صداقت کا یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک نشان ہے۔ اگر اس کو توڑ دیں اور عربی میں ایسی کتاب طبع فصیح بنا دیں تو انعام مذکور بلا تا مل ان کو ملے گا۔ جس جگہ چاہیں اپنی تسلی کے لئے روپیہ جمع کرالیں اور بالمقابل کتاب بنانے کی محنت میں نہ صرف انعام بلکہ تندرہ تسلیم کیا جائے گا کہ وہ حقیقت وہ اپنے دعویٰ کے موافق مولوی ہیں اور ان کو حق پہنچتا ہے کہ قرآن شریف کی فصاحت بلاغت پر احترام کریں اور نیز وہ بالمقابل کتاب بنانے سے ہمارے اہام کا کتب بھی بڑے سہل طریق سے ثابت کر دیں گے اور اگر وہ ایسا نہ کر سکیں تو پھر ثابت ہوگا کہ وہ جھوٹ اور افتراء سے اپنے تئیں مولوی نام رکھتے ہیں اور حقیقت جاہل اور نادان ہیں اور نیز اس صورت میں وہ ہزار لغت بھی الگ پر پڑے گی جو رسالہ نور الحق کے چند صفحات میں بلکہ کچھ زیادہ میں صوفی غرض سے لکھی گئی ہے کہ اگر یہ پادری لوگ بالمقابل رسالہ نہ بنا سکیں اور نہ اپنے تئیں مولوی اور عربی دان کہلانے سے باز آویں اور نہ قرآن کی اچھنی فصاحت پر حملہ کرنے سے ڈکیں تو یہ ہزار لغت الگ پر قیامت تک ہے لیکن باوجود ان سخت لغتوں کے جو مرنے سے کہنا اور بدتر ہیں پادری عماد الدین اور دوسرے تمام پنجاب اور ہندوستان کے عیسائی جو مولوی کہلاتے اور عربی دان ہونے کا دم مارتے تھے جواب لکھنے سے عاجز ہو گئے۔ اور باوجود اس کے اپنے ناجائز حملوں سے باز نہ آئے بلکہ انہیں دہلی میں پادری عماد الدین نے شرم اور حیا کو علیحدہ رکھ کر قرآن شریف کا ترجمہ چھاپا اور اپنی طرف سے اس پر نوٹ لکھے اور اس ہزار لغت کا پہلا وارث اپنے تئیں بتایا اور عیا کہ مباحثہ کی پیشگوئی میں درج تھا کہ اس فرق کو سخت ذلت پہنچے گی جو عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنارہا ہے دیا ہی وہ تمام ذلت اور سوئی ان نادان پادریوں کے

جتنے میں آئی اللہ تبارک و تعالیٰ کسی کے آگے نہ دیکھنے کے قابل نہ رہے اور ہم لکھ چکے ہیں کہ یہ
 سب لوگ غرقِ خوف میں داخل اور مطر عبد اللہ اہلِ حق کے معین اور حامی تھے۔ بلکہ بحث کے
 بعد بھی یہ لوگ خیانت کے طور پر اخباروں کے کالم سیاہ کرتے رہے۔ اب دانا سوچنے لے کہ
 ہر ایک کو دیکھو ان میں سے نصیب ہوا یا کچھ لکھ گئی۔ اور ہم اس جگہ ہر ایک دانا اور روشن
 دل کو انصاف کے لئے منعطف بناتے ہیں کہ کیا اس قدر ذلت اور رسوائی دیکھنے کا ہونہ ہے یا
 نہیں اور کیا وہ ذلت جس کا الہامی عبارت میں وعدہ تھا اس سے یہ لوگ بچ سکے یا پورا پورا
 حلقہ حیا یہ قدر کا فضل ہے کہ اس نے بعدِ شکیبائی کے ہر ایک پہلو سے ان لوگوں کو ملزم کیا اور
 سب پر شکیبائی کی کھال کی طرح ڈال دیا۔ بعض کو اسرائیلی قوم کے نافرمانوں کی طرح دن رات
 کے دھڑکاؤ اور خوف اور ہول کے گردھیں دیکھیں دیا۔ جیسے مطر عبد اللہ اہلِ حق کہ خدا تعالیٰ
 نے اس کے دل پر وہم کو مستولی کر دیا اور وہ قوم یہود کی طرح جان کے ڈبے جا بجا بھگتا
 پھرا۔ اور دیوانہ پن کے حالات ان میں پیدا ہو گئے اور اس کے حواس اڑ گئے۔ اور قطرِ بے اور
 مانا کی بیماریا کا بہت سا حصہ اس کو دیا گیا اور اس کے دماغ کی صحت بجاتی رہی اور پوشش
 میں خرق آیا۔ اور ہر وقت موت سامنے دکھائی دی اور اس نے اس قدر خوف اور ڈر اور ہول
 کو اپنے دل میں جگہ دی کہ عظمتِ اسلام پر ٹھہر گا دی اور اپنے اس خوف اور ڈر کا کو شہرِ شہر لٹے
 چھرا اور ہزاروں کو اس بات پر گواہ بنا دیا کہ اس کے دل نے اسلام کی بزرگی اور صداقت کو قبول
 کر لیا ہے یہ کہنا درست نہیں ہوگا کہ وہ اس لئے شہرِ شہر بھاگتا پھرا کہ مسلمانوں کے قتل کرنے
 سے ڈرتا تھا کیونکہ ہر مسلمان کے پاس کا کچھ ناقص اور احمق انتظام نہ تھا تا وہ لہرانہ کی پولس
 کی پستال لیتا اور پھر لہرانہ میں کسی نے اس پر کوئی حملہ نہیں کیا تھا تا وہ فیروز پور کی طرف بھاگتا۔
 پس اصل حقیقت یہ ہے کہ وہ اسلامی اہلِ بیت کی وجہ سے اس شخص کی طرح ہو گیا جو قریب
 کی بیماری میں مبتلا ہو اور حقانی عظمت نے اس کے دماغ پر بہت کچھ کام کیا جس کی وہ شہادت
 نہ کر سکا اور خدا تعالیٰ نے اس کو اس غم میں ایک سودائی کی طرح پایا۔ پس اس نے اپنے الہامی

حدود کے موافق اس وقت تک اس کو تاخیر دی جب تک وہ اپنی بیباکی کی طرف رجوع کر کے
 بدبھائی اور توہین اور گستاخی کی طرف میل کرے۔ اور شوخی اور بے باکی کے کاموں کی طرف قدم
 آگے رکھ کر اپنے لئے ہلاکت کے اسباب پیدا کرے اور خدا تعالیٰ کی غیرت کا محرک ہو اور اگر کوئی
 انکار کرے کہ ایسا نہیں اور وہ اسلامی عظمت سے نہیں ڈرتا تو اس پر واجب ہوگا کہ اس ثبوت
 کے لئے سر عبد اللہ اعظم کو اس اقرار اور حلف کے لئے آمادہ کرے جس سے ایک ہزار روپیہ بھی
 اس کو ملے گا۔ ورنہ ایسے شخص کا نام بجز نولان متعصب کے اور کیا رکھ سکتے ہیں۔ کیا یہ بات
 سچائی کے کھولنے کے لئے کافی نہیں کہ ہم نے صرف عبد اللہ اعظم کے حالات پیش نہیں کئے
 مگر ہزار روپیہ کا اشتہار بھی دے دیا۔ اور یاد رکھو کہ وہ اس اشتہار کی طرف رخ نہیں کریگا۔
 کیونکہ کاذب ہے۔ اور اپنے دل میں غیب جانتا ہے کہ وہ اس خوف سے مرنے تک پہنچ چکا
 تھا۔ اور یاد رہے کہ سر عبد اللہ اعظم میں کامل عذاب کی نفی دی اینٹ لکھ دی گئی ہے اور وہ
 عنقریب بعض تحریکات سے ظہور میں آجائے گی۔ خدا تعالیٰ کے تمام کام اعتدال اور دم سے
 ہیں اور کینہ و انسان کی طرح خواہ مخواہ جلد باز نہیں اور اس کی تلوار ڈرنے والے دل پہ نہیں
 چلتی بلکہ سخت اور بیباک پیر اور وہ اپنے لفظ لفظ کا پاس کرتا ہے۔ پس جس حالت میں الہی
 عبادت میں مدعا یہ تھا کہ حق کی طرف کسی قدر ٹھیکنے کی حالت میں موت وہ نہیں جو سکتی بلکہ
 موت اسی حالت میں ہوگی کہ جبکہ بیباکی اور شوخی میں زیادتی کرے تو پھر کیونکر ممکن تھا کہ سر
 عبد اللہ اعظم پر ایسے دنوں میں موت آجاتی جبکہ اس نے اپنے مضطر پانہ افعال سے ایک چھان
 کو دکھا دیا کہ عظمت اسلام اس کے دل پر سخت اثر کر رہی ہے۔ اس بات میں کچھ بھی شک نہیں
 کہ جس دل پر اسلامی پیشگوئی کی عظمت بہت ہی غالب ہو گئی گو اس دل نے اپنے نفسانی تعلقات
 کی وجہ سے اپنے مذہب کو چھوٹا مانہ چاہا۔ مگر بیشک اس کے دل نے حق کی تعظیم کر کے رجوع
 کرنے والوں میں اپنے تئیں شامل کر لیا بلکہ ایسا ڈر کہ بہت سے عام مسلمان بھی ایسا نہیں
 ڈرتے۔ غلبہ خوف نے اس کو سودائی سا بنا دیا۔ سو خدا تعالیٰ کے کمال رحم نے یہ ادنیٰ عامل اس

سے دریغ نہ کیا کہ باویرہ کی کامل سزائیں الہامی مشروط کے موافق تاخیر ڈال دی گواویرہ کی سزا سے
 چکنہ سا مگر کامل سزا سے نکال گیا۔ جس قدر خدا تعالیٰ نے اُس پر رُعب ڈال دیا۔ یہ وہ امر ہے جو
 اس نملہ کے مغر تاریخ میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔

اور ہم مکر رکھتے ہیں کہ اس کا ثبوت اس نے اپنی خوفزدہ حالت سے آپ دے دیا۔ اور اگر
 کوئی متعصب اب بھی شک کرے تو پھر دوسرا معیار دی ہے جو کہ ہم لکھ چکے ہیں۔ اور ہم زور
 سے کہتے ہیں کہ مشرعب اللہ اعظم اس مقابلہ کی طرف رُخ نہیں کرے گا کیونکہ وہ اپنے دل کے
 صلحت سے خبر نہیں، اور اس کا دل گواہی دے گا کہ ہمارا الہام سچا ہے گو وہ اس بات کو ظاہر
 دکرے مگر اس کا دل اس بیان کا مصدق ہو گا لیکن اگر دنیا کی ریاکاری سے اس مقابلہ پر آمینا
 تو پھر الہی عذاب کامل طور سے رُخ کرے گا۔ اور ہم حق پر ہیں اور دنیا دیکھ گئی کہ ہمارا یہ باتیں
 صحیح ہیں یا نہیں۔ اور ہم لکھ چکے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے یہ بھی دکھا دیا کہ فرقی مخالف جو بحث کرنے
 والے بیان کے حامی یا بانی کار یا مجوز تھے کوئی بھی ان میں سے متین عذاب سے نہیں بچا لہذا کہ
 ہم بھی تفصیل کر چکے ہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ مبدلک وہ جو اُس کے تمام پہلوؤں کو سمجھیں
 اور اپنے نفسوں پر تسلیم نہ کریں۔ ہم بے ثبوت کسی پر جبر کرنا نہیں چاہتے بلکہ یہ واقعات آفتاب
 کی طرح روشن ہیں اور ہم غور کرنے کے لئے سب کے آگے رکھتے ہیں۔ اور اگر کوئی ایسا ہی اندھا
 ہو جو کہ کچھ نہ سکے تو ہم نے اس اشتہار میں اس کے لئے ایک ایسا معیار جدید مقود کر دیا ہے
 جو بڑی صفائی سے اس کو مطمئن کر سکتا ہے بشرطیکہ فطرتی فہم اور انصاف سے حصہ لکھتا ہو
 اور تعصب کی تاریکی کے نیچے دبا ہوا نہ ہو اور نہ عقل سے بے بہرہ ہو۔

اور مسلمان منافقوں کو چاہیئے جو خدا تعالیٰ سے ڈریں اور تعصب اور انکار میں دوسری
 نوٹ۔ یہ ثابت ہے کہ یہ جو کسی جگر کا بادشاہ نہ تھا بلکہ قوم کا متروک اور مسلمانوں کی نظر میں کافر
 اور اپنے ہمال چین کی رو سے کوئی خوفزدہ اور ڈاکو نہیں تھا۔ پھر اس قدر دہشت کہاں سے پڑ گئی اگر
 یہ خوف حق نہیں تھا تو یہ کیا تھا۔

قوتوں کے تحریک نہ ہیں بائیں کیونکہ دوسری قومیں خدا تعالیٰ کی سنتوں اور احادیث سے نادانیت ہیں اور اس کی ابتلاؤں اور آزمائشوں سے بے خبر۔ مگر اسلامی تعلیم پانے والے اس بات کو خوب جانتے ہیں کہ کیونکر خدا تعالیٰ پیشگوئیوں میں اپنی شرائط کی رعایت رکھتا ہے۔ بلکہ بعض وقت خدا تعالیٰ ایسی شرائط کا بھی پابند ہوتا ہے جو پیشگوئیوں میں بتصریح بیان نہیں کی گئی تاکہ اپنے بندوں کی آزمائش کرے۔ اور بعض وقت یہ آزمائش بہت ہی دقیق ہوتی ہے جو بظاہر عدم ایفاء وعدہ سے مشابہت رکھتی ہے۔ جیسا کہ اس بحث کو سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب فتوح الغیب کے اسی سوین مقالہ صفحہ ۱۱۵۔ اور نیز دوسرے مقامات میں بیان کیا ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنی کتاب فیوض الحرمین کے صفحہ ۴۹ میں اس بحث کو بہت بسط سے لکھا ہے۔ تحقیق کہنے والے ان مقامات کو دیکھیں اور غور کریں۔ لیکن یہ پیشگوئی تو مترجہ فتح کے آئندہ اپنے ساتھ رکھتی ہے۔ چاہئے کہ لوگ تعصب کو الگ کر کے سوچیں کہ کیا کیا آئندہ نمایاں اس پیشگوئی کے ظاہر ہو گئے۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ فریق مخالف پر یعنی اس سارے گروہ پر جو جو حادثے پڑے وہ اتفاقی ہیں اور خدا تعالیٰ کے ارادے کے بغیر ظاہر ہو گئے ہیں۔

اے مسلمانوں! بڑے خدا اس میں غور کرو اور ان میں حصہ نہ لو جن کی آنکھیں تعصب سے جاتی رہیں جن کے دل مارے بخل کے موٹے ہو گئے۔ ہماری پیشگوئی خدا تعالیٰ نے ہر شک الہامی الفاظ اور شرائط اس کے ذمہ دار تھے بہت صفائی سے پوری کر دی۔ اب وہ رستہ جو ہم نے دروگو ٹکنے کی حالت میں اپنے لئے تجویز کیا تھا ان عیسائیوں کے گلے میں پڑ گیا جن پر یہ قضا و قدر نازل ہوئی۔ اور اس رستہ کے وہ نادان بھی شریک ہیں جو سمجھنے والا دل نہیں رکھتے اور تعصب نے ان کو اندھا کر دیا۔ بیشک فتح اسلام ہوئی اور نصاریٰ کو ہر طرف سے دلت اور رسوائی پہنچی۔ خدا تعالیٰ کی آواز نے اس فتح کو روشن کر کے دکھا دیا اور آئندہ اور بھی اپنے فضل و کرم سے دکھائے گا۔ مگر عیسائی لوگ شیطانی منصوبہ اور شیطانی آواز سے

چاہتے ہیں کہ فتح کا دعویٰ کریں لیکن خدا ان کے بکوہ پاش پاش کر دے گا ضرور تھا کہ وہ ایسا
 دعویٰ کرتے کہ نہ آج سے تیر سو برس پہلے ہم اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دیا ہے
 جس کا حاصل اور نصاب یہ ہے کہ اس تہدی لکھو دے دقت جو آخری زمانہ میں آنے والا ہے
 تہدی کے گردہ اور عیسائیوں کا ایک مباہلہ واقعہ ہوگا اور آسمانی آواز یعنی آسمانی نشانوں
 اور علامتوں اور قراین سے یہ ثابت ہوگا کہ الحق مع آل محمد یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 کے لوگ حق کی طرح اور اس کے وارث ہیں حق پر ہیں اور شیطان کی مکاری سے بجا بجا یہ آواز
 آنے لگی کہ الحق مع آل عیسیٰ یعنی یو عیسیٰ کے لوگ کہلاتے ہیں وہ حق پر ہیں۔ مگر حق
 خدا تعالیٰ کو دل کر دکھلا دے گا کہ آل محمد ہی حق پر ہے اور دین اسلام ہی کی فتح ہے۔
 سو اسے غفلت لوگوں دانستہ اپنے تیش ہاک مت کرو۔ حق اسلام کے ساتھ ہے اور ہوگا
 مہلک وہ دل جو باریک سمجھ رکھتے ہیں اور تعصب اور بغض کے گڑھے میں نہیں گرتے۔
 والسلام علی من اتبع الهدی +

المشقص خاکسار غلام احمد از قادیان گورداسپور

موقف ۵ ستمبر ۱۸۹۷ء

(یہ اختتام انوار اسلام طبع اول کے شروع میں ہے)

(۱۲۰)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّیْ

مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری اور اس کے داماد سلطان محمد

کی نسبت جو پیشگوئی کی تھی اس کی حقیقت

جو کہ بہت سے لوگ دریافت کرتے ہیں کہ اس پیشگوئی کی میعاد پوری ہو گئی۔ اور ابھی
 پیشگوئی کے پورے ہونے کا نام و نشان نہیں۔ اس لئے ان کو اصل حقیقت پر مطلع کرنے کے
 لئے لکھا جاتا ہے کہ اس پیشگوئی کے دو حصہ تھے پہلا اور بڑا حصہ مرزا احمد بیگ کی
 وفات معہ اس کی دو مری صیبتوں کے تھی اور دوسرا حصہ اس کے داماد کی وفات
 کی نسبت تھا جو سلطان محمد ساکن پٹی ہے۔ یہ دونوں حصے ایک ہی پیشگوئی اور ایک ہی
 اہام میں داخل تھے چنانچہ مدت دو سال گزر چکی جو مرزا احمد بیگ میعاد کے اندر فوت
 ہو گیا اور جیسا کہ پیشگوئی کا منشا تھا اس نے اپنی زندگی میں پیشگوئی کے بعد اپنے
 بیٹے کی وفات اور دو ہمشیروں کی وفات اور کئی قسم کی حرج اور تکالیف مالی اور کئی
 ناکامیاں دیکھ کر آخر مقام ہوشیار پور میں میعاد کے اندر وفات کی اور اس حصہ پیشگوئی
 کی نسبت یہاں شیخ بٹالوی صاحب نے اپنی اشاعت السنہ میں لکھا کہ اگرچہ یہ پیشگوئی تو
 پوری ہو گئی مگر یہ اہام سے نہیں بلکہ علم دل یا نجوم وغیرہ کے ذریعہ سے کی گئی۔ غرض اس
 بات سے بڑے بڑے دشمن بھی انکار نہ کر سکے کہ اس پیشگوئی کا نصف حصہ بڑی صفائی
 سے پورا ہو گیا۔ باقی سا دوسرا حصہ جو احمد بیگ کے داماد کی وفات ہے یہ اگر میعاد مقررہ

میں پیدا نہ ہوا بلکہ میعاد کے بعد پورا ہوا تو اس پر وہی لوگ اعتراض کریں گے جن کو خدا تعالیٰ کی ان سنتوں اور قانون سے بیخبری ہے جو اس کی پاک کتاب میں پائی جاتی ہیں۔ ہم کئی بار کہہ چکے ہیں جو تخریف اور انذار کی پیشگوئیاں جس قدر ہوتی ہیں جن کے ذریعہ سے ایک بیباک قوم کو مرادینا منظور ہوتا ہے ان کی تاویلیں اور میعادیں تقدیر معبرم کی طرح نہیں ہوتیں بلکہ تقدیر مطلق کی طرح ہوتی ہیں اور اگر وہ لوگ نزول عذاب سے پہلے توبہ اور استغفار اور رجوع الی الحق سے کسی قدر اپنی فحونیوں اور چالاکوں اور کبھروں کی اصلاح کریں تو وہ عذاب کسی ایسے وقت پر جا پڑتا ہے کہ جب وہ لوگ اپنی پہلی عادات کی طرف پھر رجوع کر لیں۔ یہی سنت اللہ ہے کہ قرآن کریم اور دوسری الہی کتابوں سے ثابت ہوتی ہے اور چونکہ یہ سنت مستمرہ اور عادت قدیمہ حضرت ہادی جلی اسمہ کی ہے جس کا ذکر اس کی تمام کتابوں میں پایا جاتا ہے اس لئے انذار اور تخریف کے الہامات میں کچھ ضرور نہیں ہوتا کہ شرط کے طور پر اس سنت اللہ کا الہام میں ذکر بھی کیا جائے۔ کیونکہ کوئی الہام اس سنت اللہ کے خلاف ہو ہی نہیں سکتا جو خدا تعالیٰ کی پاک کتابوں میں دائمی طور پر پائی جاتی ہے۔

نوٹ۔ اس عادت اللہ سے تو سدا قرآن اور پہلی سداوی کتابیں بھری ہوئی ہیں کہ عذاب کی پیشگوئیوں کی یہ توبہ اور استغفار ہے اور حق کی عظمت کا خوف اپنے دل پر ڈالنے سے ظلمتی رہی ہے جیسا کہ یونس نبی کا قصہ ہی اس پر شاہد ہے جن کی قوم کو قطعی طور پر بغیر بیان کسی شرط کے چالیس دن کی میعاد بتلائی گئی تھی۔ لیکن حضرت آدم سے لے کر ہمارے نبی صلعم تک ایسی کوئی نظیر کسی نبی کے عہد میں نہیں ملے گی اور نہ کسی باتنی کتاب میں اس کا پتہ ملے گا کہ کسی شخص یا کسی قوم نے عذاب کی خبر سُن کر اور اس کی عیادت سے مطلع ہو کر قبل نزول عذاب توبہ اور خوف الہی کی طرف رجوع کیا ہو اور پھر بھی ان پر پتھر برسے ہو یا اور کسی عذاب سے وہ ہلاک کئے گئے ہوں اگر کسی کی نظر میں کوئی بھی نظیر ہو تو بیش کرے اور یاد رکھے کہ وہ ہرگز کسی باتنی کتاب سے پیش نہیں کر سکے گا۔ پس ناحق ایک متفق علیہا صداقت سے انکار کر کے اپنے تئیں جہنم کا ایندھن نہ بنا دیں۔ منہ ۴

دہریہ کہ ہر ایک الہام کے لئے کتاب الہی بطور امام اور مجتہدین کے ہے اور ضرور ہے کہ الہام اپنے امام کی نہیں اور حدود سے تجاوز نہ کرے ورنہ وہ الہام الہی نہیں ہو سکتا۔

اب بعد اس تمہید کے جانا چاہیے کہ یہ پیشگوئی بھی بطور اعداد اور تحلیف کے تھی اور موت کا وعدہ بھی بطور عذاب کے تھا کیونکہ اس کی بنیاد یہ تھی کہ جو دختر احمد بیگ مستی سلطان محمد سے بیاہی گئی اس کا والد اور اس کے اقارب اور عزیز بہت بیدین تھے اور تکذیب حق میں حصے بڑے ہوئے تھے۔ اور ایک ان میں سے سخت دہریہ تھا جو اسلام سے نفرت نہ کر اسلام کے مخالف اشتہار چھپاتا اور خدا تعالیٰ کے پاک دین کی بے ادبییاں کرتا تھا اور دوسرے سب اس کے موافق اور محبت تھے۔ سو ایسا اتفاق ہوا کہ ایک مرتبہ اُس نے اشتہار چھپایا اور اسلام کی بہت توہین کی اور اس عاجز سے اسلام کی قسٹا یکمل نشان چاہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات پر ٹھٹھا کیا اور دوسرے اس سے الگ نہیں ہوئے بلکہ اس کے ساتھ رہے اس لئے خدا تعالیٰ نے چاہا کہ ان کو وہ نشان دکھلا دے جس سے وہ ذلیل ہوں۔ پس اُس نے اُس تمام مُحدِ گردہ کے حق میں مجھے مخاطب کئے فرمایا کہ کذبوا بآیاتنا و کافوا بها ایستھنؤن فسیکفیکم اللہ۔ ویردھا الیلک لا تبدیل لعلامات اللہ ان ربک فعال لما یرید۔ یعنی ان لوگوں نے پہلے نفسانوں کی تکذیب کی اور ان سے ٹھٹھا کیا۔ سو خدا اُن کے شر دور کرنے کے لئے تیرے لئے کافی ہو گا اور انہیں یہ نشان دکھلائے گا کہ احمد بیگ کی بڑی لڑکی ایک جگہ بیاہی جائے گی اور خدا اس کو پھر تیری طرف واپس لائے گا۔ یعنی اُخروہ تیرے نکاح میں آئے گی۔ اور خدا سب روکیں درمیان سے اٹھا دے گا۔ خدا کی باتیں مل نہیں سکتیں۔ تیرا رب ایسا قادر ہے کہ جس کام کا وہ ارادہ کرے اس کام کو وہ اپنے منشاء کے موافق ضرور پیدا کرتا ہے۔ سو خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ اس قوم کے لئے نشان تھا جو بیاہی کی اور نافرمانی اور ٹھٹھے میں حد سے زیادہ بڑھ گئے تھے اور اس الہام کی تفصیل یعنی فقرہ قسیکفیکم اللہ کی شرح دوسرے

یہاں سے یہ معلوم ہوتی تھی کہ خلافتِ عالمی کو بیگ کو نکاح سے تین سال کے اندر تک بہت
 قریب موت دے گا اور اس کے حامد کو اڈھائی سال کے اندر روزِ نکاح سے وفات دے گا
 اور جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں احمد بیگ میعاد کے اندر یعنی روزِ نکاح سے چھ ماہ بعد وفات پا گیا
 اور اس نے اس ڈھانے والے الہام کی کیفیت دیکھ لی جو اس کو سنایا گیا تھا۔ ویسا ہی اس
 کے پیچیدہ اقارب کو اس کے مرنے کا صدمہ کامل طور پر پہنچ گیا۔ لیکن اس کا داماد جو
 اڈھائی سال کے اندر فوت نہ ہوا تو اس کی بچاؤ ہو چکا جو اس عبرت انگیز واقعہ کے بعد جو
 (مملوگ) اس کے خسر کی وفات تھی ایک شدید خوف اور حزن اس کے دل پر وارد ہو گیا۔
 اور نہ صرف اس کے دل پر بلکہ اس کے تمام متعلقین کو اس خوف اور حزن نے گھیر لیا اور یہ
 بات ظاہر ہے کہ جب روادی کی موت ایک ہی پیشگوئی میں بیان کی گئی ہو اور ایک ان
 میں سے میعاد کے اندر مر جائے تو وہ خود مر رہا ہوتا ہے اس کی بھی کمر ٹوٹ جاتی ہے کیونکہ
 ایک ہی موت کے دونوں نیچے تھے پس جو زندہ رہ گیا ہے وہ جب ایسی موت کو دیکھتا ہے
 ایک ایسا جاکھ غم اس کو کھڑا لیتا ہے کہ اس کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ یعنی وہ بھی قریب
 قریب یست ہی کے ہوتا ہے۔ سو ایک داماد سوچ سکتا ہے کہ احمد بیگ کے مرنے کے
 بعد جس کی موت پیشگوئی کی ایک جزو تھی دوسری جزو والے کا کیا حال ہوا ہوگا گویا وہ جیتا ہی
 مر گیا ہوگا چنانچہ اس کے بزرگوں کی طرف سے دو خط ہمیں بھی پہنچے جو ایک حکیم صاحبِ ہند
 لاہور کے ہاتھ سے لکھے ہوئے تھے جن میں انہوں نے اپنے توبہ اور استغفار کا حال لکھا ہے
 سو ان تمام قرآن کو دیکھ کر ہمیں یقین ہو گیا تھا کہ تاویخ وفات سلطان محمد قائم نہیں رہ سکتی
 کیونکہ ایسی علامتیں جو تخیلیت اور انداز کے نشاں ہیں سے ہوتی ہیں ہمیشہ بطور تقصیر
 معطلی کے ہوتی ہیں اور سلطان محمد اور اس کے اقارب اس لئے مجرم ٹھہر گئے کہ انہوں نے
 یہ گناہ کیا کہ ان کو ہم نے بار بار بواسطت بعض مخلصوں اور نیز خطوط کے ذریعہ سے بہت کھول
 کر سنایا تھا کہ یہ پیشگوئی ایک قومِ سرکش کے لئے خدائی کی طرف سے ہے تم ان کے ساتھ مل کر

وہ اپنے ہی مستوجب عذاب مرتبہ ہو کر چوکے وہ بھی سخت دل اور دنیا پرست تھے اس لئے انہوں نے نہ مانا اور اسی طرح ٹھٹھا اور منہسی کی اور اپنی بیباکی سے اس رشتہ سے دستکش نہ ہوئے مگر احمد مرگ کی وفات کے بعد ان کے دلوں پر سخت رُعب طاری ہوا۔ اور انہوں نے نہ رانی بیشگوئی کے خوف و غم کو کسی قدر اپنے دلوں پر غالب کر لیا۔ اور اگرچہ سخت دل بہت تھے لیکن احمد مرگ کے مرنے نے اُن کی کمر توڑ دی اور اسی وجہ سے ان کی طرف سے عذر اور پشیمانی کے خط بھی پہنچے اور جبکہ وہ اپنے دلوں میں بہت ڈر سے اور سخت ہراساں ہوئے ہیں ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ نے اپنی مُنت قدرید کے موافق تائید عذاب کو کسی اور موقع پر ڈال دے یعنی انہوں پر جبکہ وہ لوگ اپنی حالتِ بیباکی اور تکبر اور غفلت کی طرف کامل طور سے رجوع کر لیں کیونکہ عذاب کی میعاد ایک تقدیر معلق ہوتی ہے جو خوف اور رجوع سے دھڑے وقت پر چلا پڑتی ہے جیسا کہ تمام قرآن الہی پر شاہد ہے۔ لیکن نفس بیشگوئی یعنی اس عورت کا اس حاجت کے نکاح میں آنا یہ تقدیر میرم ہے جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی۔ کیونکہ اس کے لئے الہام الہی میں یہ فقرہ موجود ہے کہ لا تبديل لکلمات اللہ۔ یعنی میری یہ بات ہرگز نہیں ٹلے گی پس اگر ٹل جائے تو خدا تعالیٰ کا کلام باطل ہوتا ہے۔ سو ان دونوں کے بعد جب خدا تعالیٰ ان لوگوں کے دلوں کو دیکھے گا کہ سخت ہو گئے اور انہوں نے اس دُھیل اور مہلت کا قدر نہ کیا جو چند روز تک ان کو دی گئی تھی تو وہ اپنی پاک کلام کی بیشگوئی پوری کرنے کے لئے متوجہ ہو گا اور اسی طرح کرے گا جیسا کہ اس نے فرمایا کہ میں اس عورت کو اس کے نکاح کے بعد واپس لاؤں گا اور تجھے دوں گا اور میری تقدیر کبھی نہیں بدلیگی اور میرے لئے کلمات انہونی نہیں اور میں سب روگوں کو اُسٹادوں گا جو اس حکم کے نفاذ سے مانع ہوں۔ اب اس عظیم الشان بیشگوئی سے ظاہر ہے کہ وہ کیا کیا کرے گا اور کون کون سی قہری قدرت دکھلائے گا اور کس کس شخص کو روک کی طرح سمجھ کر اس دُنیا سے اُٹھائے گا۔ یہ وہ بیشگوئی ہے جو قربانیاں برس سے شائع ہو چکی ہے اور

اس وقت سے بندہ میرے منتہا ارب شائع ہے جبکہ احمد بیگ کی دختر کا سلطان محمد سے منہ بھی نہیں ہوا تھا بلکہ کسی کے خیال میں بھی نہیں تھا کہ اس جگہ منہ ہوگا۔ سو خدا نے اور روکیں تو اس صورت کے علاج کے بعد اُمثالیں یعنی احمد بیگ اور اس کی دو ہم شیرہ کو جو سخت مانع تھی اس دُنیا سے اُٹھا لیا۔ باقی جو کچھ خدا تعالیٰ کرے گا لوگ دیکھیں گے۔ یہ نشان ہے جو ایسے لوگوں کو دیا جائے گا جو ہماری قوم اور کنبہ سے خدا سے اور خدا کے دین سے منکر اور اس غفلتِ غمانہ سے محبت لگائے بیٹھے ہیں لیکن اب بہتیرے جاہل اس بیعاد گذرنے کے بعد منسی کریں گے اور اپنی بد نصیبی سے صادق کا نام کاذب رکھیں گے۔ لیکن وہ دن ہوتے جاتے ہیں کہ جب یہ لوگ فرزند ہوں گے اور حق ظاہر ہوگا اور سچائی کا نور چمکے گا اور خدا تعالیٰ کے غیر متبدل وعدے پورے ہو جائیں گے کیا کوئی زمین پر ہے جو ان کو روک سکے؟ بد بخت انسان بد نظمی کی طرف جلدی کرتا ہے۔ اور حلیم طبیعت اور عمیق فکر کے ساتھ نہیں سوچتا۔

اسے بد فطرت اور اپنی فطرتیں دکھاؤ۔ لعنتیں بھیجو، ٹھٹھے کرو اور صادقوں کا نام کاذب اور دروغ و کھو۔ لیکن عنقریب دیکھو گے کہ کیا ہوتا ہے۔ تم ہم پر لعنت کرو تا فرشتے تم پر لعنت کریں۔ میں نے بہت چاہا کہ تمہارے اندر سچائی ڈالوں اور تاریکی سے تمہیں نکالوں اور نور کے فرزند بناؤں۔ لیکن تمہاری بد بختی تم پر غالب آگئی۔ سو اب جو چاہو لکھو۔ تم مجھے دیکھ نہیں سکتے جب تک وہ دن نہ آوے کہ جو قادرِ کریم نے میرے دکھانے کے لئے مقرر کر رکھا ہے۔ ضرور تھا کہ تمہیں بتلا میں ڈالے اور تمہاری آزمائش کرے تا تمہارے بھوٹے دعوے

بد نظمت، مبالغہ چاہیے کہ اسلامی پیشگوئیاں بھی منجملہ سماوی علوم کے ایک عظیم الشان علم ہے جو ربانی کتاب کی منتوں اور قانون سے باہر نہیں ہو سکتیں اور جو لوگ ان کی نسبت کچھ رائے ظاہر کریں ان پر فرض ہے کہ پہلے ربانی کتاب کا علم ان کو حاصل ہو کیونکہ وہ پیشگوئیاں الہی کتاب کے زیرِ سیل جلتی ہیں منہ

فہم اور فراست اور تقویٰ اور علم قرآن کے تم پر کھل جائیں۔

یاد رکھو کہ عہد مذکورہ کے نکاح کی پیشگوئی اس قدر مطلق کی طرف سے ہے جس کی باتیں ٹل نہیں سکتیں۔ لیکن قرآن بتورہا ہے کہ ایسی پیشگوئیوں کی میعادیں معلق تقدیر کی قسم میں سے ہوتی ہیں۔ لہذا اللہ کی تبدل اور تغیر کی وجہ پیدا ہونے کے وقت ضرور وہ تاریخیں اور میعادیں ٹل جاتی ہیں۔ یہی سنت اللہ ہے جس سے قرآن بھرا پڑا ہے۔ پس ہر ایک پیشگوئی جو وحی اور الہام کے ذریعہ سے ہوگی ضرور ہے کہ وہ اسی سنت کے موافق ہو جو خدا تعالیٰ کی کتابوں میں قرار پائی ہے اور اس زمانہ میں اس سے یہ فائدہ بھی منظور ہے کہ جو علوم بنائی دنیا سے اٹھ گئے تھے پھر لوگوں کی ان پر نظر پڑے اور معارف قرآنی کی تحدید ہو جائے اور نہ صرف پیشگوئی ظاہر ہو بلکہ ساتھ اس کے معارف بھی تانہ ہو جائیں اور اس پیشگوئی کے متعلق جو دقیقہ معرفت ہے وہ یہ ہے کہ یہ پیشگوئی اسی قوم کے ڈرانے کے لئے ہے جن کی طبیعتوں میں الحاد اور اتقاد غلبہ کر گیا تھا۔ اسی وجہ سے خدا تعالیٰ نے اس پیشگوئی کے پہلے کلمات میں ہی فرمایا کہ یہ لوگ میری آیتوں کی تکذیب کرتے اور میرے نشانوں سے ٹھٹھا کرتے ہیں۔ پس جبکہ یہ پیشگوئی انذار اور تحویل پر مشتمل تھی اور موت کے وعدے محض عذاب کے طور پر تھے اس لئے ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ عذاب اور تاخیر عذاب میں اپنی اس سنت اور عادت کا اس جگہ بھی پابند ہو جس کا ذکر قرآن کریم میں بتعریض موجود ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس مہین اور امام کتاب میں یہ دائمی قاعدہ باندھ دیا ہے کہ فاسق اور کافر کے بوجھ اور توہم سے میعاد عذاب میں تاخیر واقعہ ہو جاتی ہے۔ اور پھر جب وہ فسق اور کفر اور سرکشی اور شوخی اور تکبر کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اپنے اتھ سے اسباب ہلاکت پیدا کر لیتے ہیں تو وہ قانداں وعدہ ظہور پذیر ہو جاتا ہے۔ اور جب کتاب انذار اور تحویل پر مشتمل تھی اور موت کے وعدے محض عذاب کے طور پر تھے اس لئے ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ عذاب اور تاخیر عذاب میں اپنی اس سنت اور عادت کا اس جگہ بھی پابند ہو جس کا ذکر قرآن

کریم میں تضرع موجود ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس ایمین اور امام کتاب میں یہ دائمی تضرع دیا ہے کہ وہ مقول اور کافروں کی رجوع اور توبہ سے عین عذاب میں تاخیر واقع ہو جاتی ہے اور پھر جب وہ فسق اور کفر اور سرکشی اور شوخی اور کجی کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اپنے ہاتھ سے سبب ہلاکت پیدا کر لیتے ہیں تو وہ لذلالت وعدۃ ظہور پذیر ہو جاتا ہے اور جب کتاب الہی میں ایک مرتبہ سنت اللہ موجود ہو جس کی رعایت بہر حالت ضروری ہے تو الہام میں یہ ضروری نہیں ہوگا کہ شرط کے طور پر اس سنت کا ذکر کیا جائے کیونکہ الہام ہمیشہ کتاب الہی کا تابع اور اس کی شرط کا پابند ہے اور ممکن نہیں کہ صحیح اور حق الہام اس کے برخلاف ہو پس الہام میں ایک بات کا شرط کے طور پر مرتب ذکر موجود ہو یا نہ ہو۔ لیکن اگر اس بات کا کلام الہی میں مرتب ذکر موجود ہے اور وہ سنت اللہ ہے تو بموجب آیت کریمہ ولن تجد لسنة اللہ تسبیلاً وہ سنت اللہ اگر اس کا مقتدر الہامی پیشگوئی میں پیدا ہو جائے تو ضرور پوری ہوگی اور ممکن نہ ہوگا کہ اس کے برخلاف الہام ظاہر ہو سکے یا شوق اگر کسی الہام میں عذاب کے طور پر کسی سرکشی فسق کے لئے وعدہ ہے کہ وہ فلاں تک مرتے گا اور اس کا مرنے کا مطلب کے طور پر ہوگا اور الہام میں کوئی اور شرط بصراحت موجود نہیں یعنی یہ نہیں بیان کیا گیا کہ اگر وہ سرکشی کے طریق کو چھوڑ دے گا تو عذاب مٹوایا ہو جائے گا۔ مگر اگر ایسے الہام کی عین عذاب میں وہ شخص جس کی نسبت الہام ہے توبہ اور استغفار کرے اور اپنے دل پر اس الہام الہی کی عظمت کو ڈالی لے تو سنت اللہ اس کی طرح پر ہے کہ وہ عذاب کا وقت ٹل جاتا ہے اور دوسرے وقت پر عذاب جا پڑتا ہے یعنی جب پھر سرکشی کی طرف رجوع کرے تو عذاب نازل ہو جاتا ہے اور یہ تاخیر عذاب ایک عہدت الہی کے طور پر سمجھتی ہے۔ پس اگر وہ شخص اس تاخیر عذاب کی وجہ سے ٹوٹ بیٹا ہو یا نکلے اور مرنے کا ہے کہ سنت اللہ کے خلاف یعنی اس عہدت اللہ کے خلاف جوتائی کو میں میں توبہ پا چکی ہے کوئی الہام ہی نہیں ہو سکتا۔ چاہیے کہ اسے گناہ سے پہلے اس بات پر خوب زور سے بحث کرے۔ پھر رائے لگاؤ اور وہ رائے مرنے کے بعد مرنے کے بعد ہوگی منہ ۔

بکلی اپنے سر پہ اٹھا دیوے مثلاً اگر کافر ہے تو کچھ مسلمان ہو جائے اور اگر ایک خُبرم کا
 ترک ہے تو کچھ اس بوم سے دست بردار ہو جائے تو خدا تعالیٰ کے ظنِ امان میں آ
 جاتا ہے۔ پھر اگر کوئی مرتا بھی ہے تو عذاب سے نہیں بلکہ محبتِ مقدسہ کی ضرورت کے باعث
 سے مرتا ہے۔ لیکن اگر سرکشی کو اور ان تمام امور کو جو اس کی سرکشی پر شاہد اور خدا تعالیٰ کے
 ارادہ کے خلاف ہوں چھوڑنا نہ چاہے اور سچی اطاعت سے دُور رہے تو پھر اس عذاب سے
 بچ نہیں سکتا جو اس کے لئے مقدس ہے۔ یہ تعلیم قرآن اور خدا تعالیٰ کی ساری کتابوں کی
 ہے اور اسی کے نیچے وہ تمام الہامات ہیں جو اولیاء اللہ کو ہوتے ہیں اور کوئی الہام اس
 سنت اللہ کے مخالف نہیں ہوتا۔ اور اگرچہ بظاہر مخالف ہو تو اس کے صحیح لے وہی ہونگے
 جو اس سنت اللہ کے موافق ہوں۔ پس یہی رہانی الہامات کی اصل حقیقت اور سچی فلاسفی
 ہے جس کے ماننے کے بغیر انسان کو کچھ بن نہیں پڑتا۔ لیکن دُنیا میں بہتیرے ایسے یاہو گو
 اور احمق ہیں جو اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتے کہ اگر کسی الہام میں خدا تعالیٰ کی طرف سے
 میعاد مقرر ہو تو ضرور وہ میعاد اپنے وقتِ محقرہ پر پوری ہوئی چاہیے۔ مگر ایسے لوگ اپنی بیوقوفی
 اور حماقت کی وجہ سے نہایت ہی قابلِ دُعم ہیں۔ وہ نہیں سمجھتے کہ بیشک گوئیوں کا خدا تعالیٰ کی کامل
 صفات اور ربانی کتاب کے موافق ظاہر ہونا ضروری ہے جبکہ وہ نہایت ہی رحیم و کریم و حلیم
 ہے۔ اور غور کرنے والے کو ایسے طور سے نہیں پکڑتا جیسا کہ سخت دل اور بیکار کو پکڑتا ہے
 اور سچی توبہ اور صدقہ اور خیرات سے عذاب میں تاخیر ڈال دیتا ہے تو یہ بات نہایت ضروری
 ہے کہ اس کے واسطے اور اس کی بیشک گوئیاں اس کی صفات کے مخالف نہ ہوں۔ اور یہ بات
 تو عام لوگوں کے لئے ہے جو خدا تعالیٰ کی کتابوں کو غور سے نہیں دیکھتے۔ لیکن جو لوگ خدا تعالیٰ
 کی پاک کتاب قرآن کریم میں تدبر کر سکتے ہیں اور ان الہی سنتوں کے واقع سے نہیں ڈرتے
 اس لئے ان کی پروردہ دری کے لئے ایک اور انتظام کی ضرورت ہے۔ اور وہ یہ ہے

لے معنی کاغذ کتاب سے اہل شہد میں لے گیا ہے اس لئے ہم نے بھی نہیں لکھا۔ (المرتب)

لے متعلقہ نوٹ اگلے صفحہ پر دیکھیں (المرتب)

کہ اگر وہ کسی طرح اپنی بے ایمانی اور یادہ گوئی سے باز نہ آویں تو ہم ان میں سے شیخ محمد حسین
 بنالای اور مولوی عبد الجبار غزنوی ثم امرتسری اور مولوی رشید احمد گلگویی کو اس فیصلہ کے لئے
 منتخب کرتے ہیں کہ اگر وہ تینوں یا ان میں سے کوئی ایک ہمارے اس بیان کا منکر ہو اور اس
 کا یہ دعویٰ ہو کہ کوئی ایسی الہامی پیشگوئی جس میں عذاب موت کے لئے کوئی تاریخ مقرر کی گئی
 ہو اس کا تکلیف کے بغیر میں خدا تعالیٰ کا یہ قانون قدرت اور سنت قدریہ نہیں ہے کہ وہ ایسے
 شخص یا ایسی قوم کی توبہ یا مخالفت اور ہر سال چھٹے سے جن کی نسبت وہ وعدہ عذاب ہے
 دوسرے وقت پر ہا پڑے تو طریق فیصلہ یہ ہے کہ وہ ایک تاریخ مقرر کر کے جلسہ عام
 میں اس بارہ میں نصوص صریحہ کتب اللہ اور احادیث نبویہ اور کتب سابقہ کی ہم سے
 سنیں اور صرف دو گھنٹہ تک ہمیں ہدایت دیں تاہم کتب اور سنت اور پہلی سداوی کتابوں کے
 کہ وہ بالکل مشافیہ اپنی تائید بخوبی میں ان کے سامنے پیش کر دیں۔ پھر اگر وہ قبول کر لیں تو چاہیے
 کہ جیسا اور شرم کر کے آئندہ ایسی پیشگوئیوں کی تکذیب نہ کریں بلکہ خود مؤید اور مصدق ہو کر
 دوسرے منکرین کو سمجھاتے رہیں اور خدا تعالیٰ سے ڈریں اور تقویٰ کا طریق اختیار کریں۔ اور
 اگر ان نصوص اور دلائل سے منکر ہوں اور ان کا یہ خیال ہو کہ یہ دعویٰ نصوص صریحہ سے
 ثابت نہیں ہو سکا اور جو دلائل بیان کئے گئے ہیں وہ باطل ہیں تو ہم ان کے لئے دوسرا رویہ
 نقد کا انعام مقرر کرتے ہیں کہ وہ اسی جلسہ میں تین مرتبہ میں الفاظ قسم کھائیں کہ
 اسے خدا قار و ذوالجلال جو چھوٹوں کو سزا دیتا اور سچوں کی حمایت کرتا ہے انہیں
 نصرت (مصلحت منہ گذشتہ) اس انتظام کی اس لئے ضرورت ہے کہ بعض علماء جن کے سیاہ دلی ہیں جو یہ کہیں گے
 کہ اب اپنے بچاؤ کے لئے یہ باتیں بنائی ہیں لہذا وہ جہد سے کہ یہ فیصلہ قرآن کریم اور آثار نبویہ کے رو
 سے کیا جائے اور روشن کو چاہیے کہ ہر ایک مقدمہ افتراء میں کے دشمن کی طرف رد کرے اور ہر ایک
 میں خدا کی کتاب کو معیار بنا دے اور جو شخص قرآن اور رسول کے فیصلہ پر راضی نہ ہو اور کوئی اور راہ دھوکہ
 تو وہ وہی ہے جو بے ایمان اور جلیلہ ساذجہ منہ ۔

تیری ذات کی قسم کھا کر بیان کرتا ہوں کہ جو کچھ دلائل پیش کئے گئے وہ سب باطل ہیں اور تیری ہرگز یہ عادت نہیں کہ عذاب کے وعدوں اور میعادوں میں کسی کی توبہ یا مخالفت اور ہراساں ہونے سے تاخیر کرے۔ بلکہ ایسی پیشگوئی سرسبز جھوٹ ہے یا شیطانی ہے اور ہرگز تیری طرف سے نہیں۔ اور اے قادر خدا۔ اگر تو جانتا ہے کہ میں نے جھوٹ بولا ہے اور حق کے برخلاف کہا ہے تو مجھے ذلت اور دکھ کے عذاب سے ہلاک کر اور میں کی نہیں نے تکذیب کی ہے اس کو میری ذلت اور میری تباہی اور میری موت دکھا دے اور اس دُعا کے ساتھ ہر ایک دفعہ ہم آمین کہیں گے۔ اور تین مرتبہ دُعا ہوگی اور تین مرتبہ ہما آمین اور بعد اس کے بلا توقف اس قسم کھانے والے کو دو سو روپیہ نقد دیا جائے گا۔ اور ہم واپسی کی شرط نہیں کرتے۔ ہمارے لئے یہ کافی ہے کہ ان لوگوں میں سے کوئی سخت بوزی عذاب الہی میں مبتلا ہو کہ ہلاک ہو اور لوگ عبرت پکڑیں اور راہِ راست پر آویں اور شیاطین کے پنجرے سے خلاص ہوں۔ لیکن اگر کوئی اب بھی باز نہ آئے اور بیجا تکذیب سے زبان بند نہ کرے تو وہ صریح ظالم اور خدا تعالیٰ کی کتاب سے مُنہ پھرنے والا ہے۔ پس حق کے طالبوں کو چاہیے کہ ایسے دروغگو اور مُفسد کی کسی بات پر اعتقاد نہ کریں کیونکہ اس نے سچائی کی طرف توجہ نہیں کیا اور دانستہ جھوٹ کی پیروی کی۔ اس سے زیادہ ہم کیا کہیں اور کیا کہیں اور کس طور سے ایسے دلوں کو سمجھادیں جو دانستہ حق سے مُنہ پھیر رہے ہیں۔ اگر ہمارے مخالف سچے ہیں تو اس طریق فیصلہ کو قبول کریں۔ صاف ہو لوگ صاف اللہ سے فیصلہ سے انکار کریں اور تکذیب سے باز نہ آویں تو ان پر نہ انسان بلکہ فرشتے لعنت کرتے ہیں۔

والسلام علی من اتبع الهدی

۱۲۸۹ھ

راحم غلام احمد از قادیان

(مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر)

تعداد اشاعت ۵۰۰۰

(یہ شہاد ۲۰۲۱ء ۲۶ سائز کے صفحوں پر ہے)

(۱۲۰)

ضمیمہ افادہ اسلام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فتح اسلام کے بارے میں مختصر تقریر

اگر سر کے مباہلہ میں جو عیسائیوں کے ساتھ ہوا تھا اس میں جو ہم نے پیشگوئی کی تھی۔
اس کے رد دیتے تھے۔

۱۔ اول یہ کہ فریق مخالف ہوتی پر نہیں ادا یہ میں گرے گا اور اس کو ذلت پہنچے گی۔

۲۔ دوسری یہ کہ اگر حق کی جماعت رجوع کرے گا تو ذلت ادا دایہ سے نکلا جائے گا

اب ہم فریق مخالف کی اس جماعت کا پیچھے سے حال بیان کریں گے جنہوں نے نفس خود
بحث نہیں کی بلکہ معاون یا حامی یا سرگروہ ہونے کی حیثیت سے اس فریق میں داخل تھے۔

اور پہلے ہم مختصر الفاظ میں سر عبد اللہ اعظم کا حال بیان کرتے ہیں جو فریق مخالف سے تھا
مباہلہ کے لئے اس فریق کی طرف سے تجویز کئے گئے تھے۔ ان کی نسبت الہامی فقرہ یعنی

ادویہ کے لفظ کی تشریح ہم نے یہ کی تھی کہ اس سے موت مراد ہے بشرطیکہ حق کی طرف وہ
رجوع نہ کریں۔ اب ہمیں خدا تعالیٰ نے اپنے خاص الہام سے بتا دیا کہ انہوں نے عظمت

اسلام کا نفوت اور ہم اور ہم اپنے دل میں ڈال کر کسی قدر حق کی طرف رجوع کیا جس سے وہ
موت میں تاخیر ہوئی۔ کیونکہ ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ اپنے دل میں لحاظ رکھتا اور وہی رحیم اور

کریم خدا ہے جس نے اپنی کتاب مقدس میں فرمایا ہے کہ من یعمل مثقال ذرۃ خیرا
یر۔ یعنی جو شخص ایک ذرہ بھری نیک کام کرے وہ بھی ضائع نہیں ہوگا اور ضرور اس کا

اجر پائے گا۔ سو سر عبد اللہ اعظم نے الہامی شرط کے موافق کسی قدر اسلامی سچائی کی طرف
جھکنے سے اپنا اجر پالیا۔ ہاں جب پھر بے باکی اور سخت گوئی اور گستاخی کی طرف میل کرنا

تو وہ وعدہ ضرور اپنا کام کرتے گا۔ اس ہمارے وعدے کا ثبوت اگر مگر عبد اللہ اہتم صاحب نے اپنی خوفناک حالت اور وہم اور سرسبکی اور شہر بشارت بھاگتے پھرنے سے آپ دکھا دیا۔ لیکن ہم اپنی فتحیابی کا قطعی فیصلہ کرنے کے لئے اور تمام دنیا کو دکھانے کے لئے کہ کیونکر ہم کو فتح نمایاں حاصل ہوئی یہ سہل اور آسان طریق تصفیہ پیش کرتے ہیں کہ اگر مگر عبد اللہ اہتم صاحب کے نزدیک ہمارا یہ بیان بالکل کذب اور دروغ اور افتراء ہے تو وہ مرد میدان بن کر اس اشتہار کے شائع ہونے سے ایک ہفتہ تک ہمارا مفصلہ ذیل تجویز کو قبول کر کے ہم کو اطلاع دیں۔ اور تجویز یہ ہے کہ اگر اس بنیدہ ہمینہ کے عرصہ میں کبھی ان کو سچائی اسلام کے خیال نے دلی پر ڈرانے والا اثر نہیں کیا اور نہ عظمت اور صداقت الہام نے کہ اب غم میں ڈالا اور نہ خدا تعالیٰ کے حضور میں اسلامی توحید کو انہوں نے اختیار کیا اور نہ ان کو اسلامی پیشگوئی سے دل میں ذرہ بھی خوف آیا اور نہ تثلیث کے اعتقاد سے وہ ایک فتنہ منزل ہوئے تو وہ فریقین کی جماعت کے بعد تین مرتبہ انہیں باتوں کا انکار کریں کہ میں نے ہرگز ایسا نہیں کیا اور عظمت اسلام نے ایک لحظہ کے لئے بھی دل کو نہیں پکڑا اور میں مسیح کی بنیت اور الہیت کا دور سے قائل رہا اور قائل ہوں اور دشمن اسلام ہوں اور اگر میں مجبور ملتا ہوں تو میرے پر ایک ہی برس کے اندر وہ دولت کی موت ہو رہا ہی آج سے میں سے یہ بات خلق اللہ پر کھل جائے کہ میں نے حق کو چھپایا جب مگر اہتم صاحب یہ اقرار کریں تو ہر ایک مرتبہ کے قتل میں ہماری جماعت آمین کہے گی تب اسی وقت ایک ہزار روپیہ کا بدرہ باجنا بطرہ تشکب لے کر ان کو دیا جائے گا اور وہ تشکب ڈکشیارٹن کا راکب اور نوٹ لے۔ ایک ہفتہ کی عید تھوڑی نہیں بلکہ بہت ہے کیونکہ ہر سر سے قاریاں میں دوسرے دن خطہ پہنچا جاتا ہے۔ اور ہر چند اس قدر عید و دنیا مصلحت کے برخلاف ہے کیونکہ جو فریق در حقیقت شکست یافتہ ہے وہ انہیں چند روز میں سادہ لوحوں کو دھوکہ دے کہ ہزاروں کو وسط صلاحت میں ڈال سکتا ہے مگر اتمام اللہ تعالیٰ یہ وسیع میلاد دی گئی ہے۔ ۱۲۔

پادری عماد الدین کی طرف سے بلور ضمانت کے ہو گا۔ جس کا یہ مضمون ہو گا کہ یہ ہزار روپیہ بلور
امانت مہر عبداللہ اہتم صاحب کے پاس رکھا گیا اور اگر وہ حسب اقرار اپنے کے ایک سال
کے اندر فوت ہو گئے تو اس روپیہ کو ہم دونوں ضمانت ہو تو وقت واپس دے دیں گے اور واپس کرنے
میں کوئی عند اور حیلہ نہ ہو گا۔ اور اگر وہ انگریزی جہینوں کی رو سے ایک سال کے اندر فوت نہ ہوئے
تو یہ روپیہ ان کا ملک ہو جائے گا اور ان کی فتحیابی کی ایک علامت ہو گی۔ اور اگر ہمارا جبری شہ
اشتہار پاکر جو ان کے نام اور ڈاکٹر مارٹن کلارک صاحب کے نام ہو گا تاریخ وصول سے ایک ہفتہ
تک انہوں نے اس مقابلہ کے لئے درخواست نہ کی تو سمجھ جائے گا کہ فتح اسلام پر انہوں نے ہر
گلا دی اور ہمارے الہام کی تصدیق کر لی یہ فیصلہ ہے جو خدا تعالیٰ اپنے سچے بندوں کی سچائی
ظاہر کرنے کے لئے کرے گا اور جھوٹ کے منصوبہ کو نابود کر دے گا اور دروغ کے پتے کو پاش
پاش کر دے گا۔ اور اس اقرار کے لئے ہم مہر عبداللہ اہتم صاحب کو یہ تکلیف نہیں دیتے ہیں
کہ وہ اترتسویں ہمارے مکان پر آویں۔ بلکہ ہم ان کے بٹانے کے بعد معہ ہزار روپیہ کے اُن کے
مکان پر آویں گے۔ اور ان کے بٹانے کی تاریخ سے میں اعتقاد ہو گا کہ تین ہفتہ تک کسی تاریخ
میں روپیہ لے کر ان کے پاس معہ اپنی جماعت کے حاضر ہو جائیں۔ اور ان پر واجب ہو گا کہ ہمارے
بٹانے کے لئے جبری شدہ خط بھیجیں۔ پھر ہم اطلاع پاکر تین ہفتہ کے اندر معہ ہزار روپیہ کے
حاضر نہ ہوں تو کاشبہ وعدہ خلاف کرنے والے اور کاذب ٹھہریں گے اور ہم خود ان کے مکان
پر آئیں گے اور ان کو کسی قدم و نحر کی تکلیف نہ دیں گے۔ ہم ان کو اتنی بھی تکلیف نہیں دیں گے
کہ اس اقرار کے لئے کھڑے ہو جائیں یا بیٹھ جائیں بلکہ وہ بخوشی اپنے بستر پر ہی لیٹے رہیں اور تین
مرتبہ وہ اقرار کر دیں جو لکھ دیا گیا ہے۔ اور ہم ناظرین کو کمرہ یاد دلاتے ہیں کہ مہر عبداللہ اہتم صاحب
کی نسبت ہماری پیشگوئی کے دو پہلو تھے۔ یعنی یا تو ان کی موت اور یا اُن کا حق کی طرف رجوع کرنا
اور رجوع کرنا دل کا فعل ہے جس کو خلقت نہیں جانتی اور خدا تعالیٰ جانتا ہے۔ اور خلقت کے
جاننے کے لئے یہ فیصلہ ہے جو ہم نے کر دیا۔ اور خدا تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت نے مہر عبداللہ

اہتم صاحب کو اس بات کی طرف متحرک نہ دی کہ وہ اس اثنا میں بد زبانی اور سخت گوئی کو مکمل تک پہنچا کر موت کے سباب اپنے لئے جمع کرتے بلکہ ان کے دل میں عظمتِ اسلام کا خوف ڈال دیا تاکہ اس شرط سے فائدہ اٹھالیں جو رجوع کرنے والوں کے لئے الہامی الفاظ میں لکھے گئے تھے۔ اور خدا تعالیٰ کو منظور تھا کہ عیسائیوں کو کچھ عرصہ تک جھوٹی خوشی بہو بچا دے اور پھر وہ فیصلہ کسے جس سے درحقیقت اندھے آنکھیں پائیں گے اور بہروں کے کان کھلیں گے اور مردے زندہ ہوں گے اور بخیل اور حامد سمجھیں گے کہ انہوں نے کبھی غلطی کی۔ اتر سر کے عیسائی اپنے مشہد میں لکھتے ہیں کہ خداوند مسیح نے مسٹر عبد اللہ اہتم کو بچا لیا۔ سو اب اگر وہ اپنے تئیں سچے خیال کرتے ہیں تو ان پر واجب ہے کہ مقابلہ سے ہمت نہ یاریں کیونکہ اگر وہ مصنوعی خدا ان کا درحقیقت بچانے والا ہی ہے تو ضرور اس آخری فیصلہ پر بچا لے گا۔ کیونکہ اگر موت وارد ہو گئی تو مسیحائیوں کی رُوسیا ہی ہے چاہے یہ کہ اپنے من مصنوعی خداوند پر توکل کر کے اپنی بیٹھ نہ دکھادیں لیکن یا دیکھیں کہ ہرگز ان کو فوج نہیں ہو گی۔ جو شخص آپ فوت ہو گیا ہے وہ دوسرے کو فوت ہونے سے کب روک سکتا ہے۔ روکنے والا ایک ہے جو حقیقی قیوہ ہے جس کے ہم پرستار ہیں۔

یہ تو ہم نے مسٹر عبد اللہ اہتم صاحب کا حال بیان کیا جو فرقی مخالفین سے بحث کے لئے منتخب کئے گئے تھے۔ لیکن اس جگہ سوال یہ ہے کہ اس فرقی مخالف میں سے چھوٹک بطلہ معاون یا حامی یا سرگروہ تھے۔ ان کا کیا حال ہوا۔ انہوں نے بھی کچھ ہادیہ کا حرج کیا ہے یا نہیں تو جواب یہ ہے کہ ضرور چکھا۔ اور میچلا کے اندر ہر ایک نے کامل طور سے چکھا چنانچہ پادری ٹاٹ صاحب جو بطور سرگروہ تھے میدان کے اندر صین جوانی میں اس دنیا سے کوچ کر گئے اور مسٹر عبد اللہ اہتم صاحب اپنی مصیبت میں رہے۔ غالباً وہ ان کے جہاد پر بھی حاضر نہیں ہو سکے۔ ڈاکٹر ہارٹن کلارک کے دل کو ان کی بے وقت موت کا ایسا صدمہ پہنچا کہ بس مجروح کر دیا۔ اور فرقی مخالف کے گروہ میں سے جو بطور معاونوں کے تھے۔ ان میں سے ایک پادری ٹامس ہادل تھا جس نے بار بار محرت کتابوں کو پڑھ کر اپنا حلق پھاڑا۔ اور لوگوں کا منہ کھایا۔ وہ مباحثہ کے بعد ہی ایسا بکا۔

گیا۔ اور ایسی سخت بیماری میں مبتلا ہوا کہ مَر کے بچا۔ اور ایک معاویہ بن عبد اللہ پادری تھا جو
چھپکے چھپکے قرآن شریف کی آیتیں دکھاتا اور عبرانی کے ٹوٹے پھوٹے حروف پڑھتا تھا۔ اس کو بھی
معاویہ کے اندر سخت بیماری نے موت تک پہنچایا۔ اور معلوم نہیں کہ بچا یا گذر گیا۔ باقی رہا پادری
عبداللہ بنی اس کے گلے میں ہزار لعنت کی ذلت کا لمبا رستہ پڑا جو نور الحق کے جواب سے عاجز
ہونے سے اس کو اور اس کے تمام بھائیوں کو نصیب ہوا۔ اب فرمائیے اس تمام فرقہ میں
سے ہاویہ سے کون بچا کسی ایک کا تو نشان دیں۔ ہمارے یہ ثبوت ہیں جو ہم نے لکھ دیئے۔
بالآخر ہم یہ بھی لکھتے ہیں کہ اگر اب بھی کوئی مولوی مخالف جو اپنی بدعتی سے عیسائی مذہب کا مدعا
ہے یا کوئی عیسائی یا ہندو یا آریہ یا کیسوں والا سکھ ہماری فتح نمایاں کا قائل نہ ہو تو اُس
کے لئے طریق یہ ہے کہ مسٹر عبداللہ انعم صاحب کو قسم مقدم الذکر کے کھانے پر آمادہ کرے
اور ہزار روپیہ نقد ان کو دلا دے جس کے دینے میں ہم ان کی حلف کے بعد ایک منٹ
کی توقف بھی وعدہ نہیں کرتے۔ اور اگر ایسا نہ کرے اور محض اوباشوں اور بازاری بدعاشوں
کی طرح ٹھٹھا منسی کرتا پھرے تو سمجھا جائے گا کہ وہ شریف نہیں بلکہ اس کی فطرت میں خلل
ہے۔ سو اگر بجز اس تحقیق کے تکذیب کرے تو وہ کاذب ہے اور لعنة الله على الكاذبین
کا مصداق۔ اور اگر مسٹر عبداللہ انعم صاحب کے پاس جانے کے لئے اس کو کچھ مسافت طے کرنی
پڑتی ہے تو ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ہم اپنے خرچ سے اس کے لئے ٹیکر یا ٹویا ڈولی، جو کچھ چاہے
ہر ایک کو دیں گے۔ اور اگر وہ ہندو ہے یا کیسوں والا سکھ یا کوئی اور غیر مذہب والا ہے تو
اس کی غذا کے لئے بھی ہم نقد دے دیں گے۔ یہ نہایت صفائی کا فیصلہ ہے۔ اور کسی
حلال زادہ کا کام نہیں جو بغیر رعایت اس فیصلہ کے ہم کو جھوٹا اور شکست خوردہ قرار دے
یا بازاروں میں ٹھٹھا یا منسی کرتا پھرے اور بغلیں بجاتا پھرے۔ ہاں جو لوگ ناجائز طور کی
عداوت رکھتے ہیں وہ ناجائز تہمتوں کا طومار باندھ کر تاتقی اسلام کے دشمن بن جاتے ہیں
مگر یاد رکھیں کہ اسلام کا خدا سچا خدا ہے جو نہ کسی عورت کے پیٹ سے نکلا اور نہ کبھی

بھوکا اور پیاسا ہوا۔ وہ ان سب تہمتوں سے پاک ہے جو اس کی نسبت کوئی خیال کرے کہ ایک مدت تک اس کی خدائی کا انتظام درست نہ تھا اور نجات دینے کی کوئی راہ اور سبیل اسے نہیں ملتی تھی۔ یہ تو مدت کے بعد گویا ساری عمر بسر کر کے سوچی کہ مریم سے اپنا بیٹا پیدا کرے۔ اور مریم کی پیدائش سے پہلے یہ کفارہ کی تدبیر اس کے خیال میں نہ گذری اور نہ کامل خدا کی نسبت ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ صرف نام ہی کا پر میسر ہے ورنہ سب کچھ جیو اور پر کرتی وغیرہ آپ ہی آپ قدیم سے ہے۔ نہیں بلکہ وہ قادر مطلق اور کل کا خالق ہے اور اگر کوئی سوال کرے کہ اس میں کیا عیب ہے کہ بیشک کوئی کے دو پہلو میں سے موت کے پہلو کی طرف خدا تعالیٰ نے مسٹر عبد اللہ آتہم کے لئے رخ نہ کیا اور دوسرا پہلو لے لیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ موت کا پہلو مجروح اور تھمت مشق اعتراضات ہو گیا تھا۔ کوئی کہتا تھا کہ مرنا کیا نئی بات ہے۔ ایک ڈاکٹر صاحب پہلے موت کا فتویٰ دے چکے ہیں کہ چھ ہفتہ تک فوت ہو جاوے گا۔ اور کوئی کہتا تھا کہ بڑھا ہے۔ کوئی کہتا تھا کہ زور ہے موت کیا تعجب ہے۔ کوئی کہتا تھا کہ جادو سے ماریں گے یہ شخص بڑا جادو گر ہے۔ سو خدا نے حکیم و عظیم نے دیکھا کہ معتزضوں نے اس پہلو کو بہت کمزور اور مشکوک کر دیا ہے اور خیالات پر سے اس کا اثر اٹھا دیا ہے اس لئے دوسرا پہلو اختیار کیا۔ اور اس پہلو سے جادو کا گمان کرنے والے بھی شرمندہ ہوں گے کیونکہ دلوں کو حق کی طرف پھیرنا جادو گروں کا کام نہیں بلکہ خدا اور اس کے پیروں اور رسولوں کا کام ہے۔ سو اس وقت تک خدا تعالیٰ نے مسٹر عبد اللہ آتہم صاحب کی موت کو ان وجوہات سے ٹال دیا اور مسٹر عبد اللہ آتہم کے دل پر عظمت اسلام کا رعب ڈال کر پہلو ثانی سے اس کو صحتہ دے دیا۔ لیکن اب عیسائیوں کی مائیں بدل گئیں اور بھولا بھرا خداوند مسیح کہیں سے نکل آیا۔ یہ اُن زبانوں پر جاری ہو گیا کہ خداوند مسیح بڑا ہی قادر خدا ہے جس نے مسٹر عبد اللہ آتہم کو بچا لیا۔ اس لئے ضرور ہوا کہ خدا تعالیٰ اس مصنوعی خدا کی حقیقت دنیا پر ظاہر کرے کہ کیا یہ عاجز انسان جس کا نام ربنا مسیح رکھا

گیا کسی کو موت سے بچا سکتا ہے۔ سو اب موت کے پہلو کا وقت آگیا۔ اب ہم دیکھیں گے کہ عیسائیوں کا خدا کہاں تک طاقت رکھتا ہے اور کہاں تک اس مصنوعی خدا پر ان لوگوں کا توکل ہے۔ اب ہم اس مضمون کو ختم کرتے ہیں اور جواب کے منتظر ہیں۔ والسلام علی من اتبع الهدی

۱۹۹۳ء

المشقر خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

(یہ اشتہار انہماک اسلام طبع اولیٰ میں بطور ضمیمہ کے چھپوٹا ہوا ہے)

(۱۲۲)

فتح اسلام فتح اسلام فتح اسلام

اشتہار انعامی دو ہزار روپیہ مرتبہ دوم

یہ دو ہزار روپیہ ڈپٹی عبد اللہ آتھم صاحب کے حلف پر بلا توقف ان کے حوالہ کیا جاوے گا

دو ہزار کا اشتہار بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ دو ہزار کا اشتہار

الحق معر ان محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ہم نے ۱۹۹۳ء کے اشتہار میں لکھا تھا کہ آتھم صاحب ایام بیغلوٹی میں ضرور حق کی طرف رجوع کر لیا اور اسلام کی عظمت کا اثر اپنے دل پر ڈال لیا۔ اگر یہ سچا نہیں تو وہ نقد ایک ہزار روپیہ لیں اور قسم کھالیں کہ انہوں نے اس غوغا کے زمانے میں رجوع نہیں کیا۔ چنانچہ اسی حقیقت کو خلق اللہ پر ظاہر کرنے کے لئے تین رجسٹری شدہ خط آتھم صاحب اور ڈاکٹر مارٹن کلارک اچھاری

محمد الدین صاحب کی خدمت میں روانہ کئے گئے۔ کل ڈاکٹر مارٹن کلارک صاحب کی طرف سے وکیل کے طور پر انکاری خط آیا جس سے صاف طور پر ظاہر ہوا کہ آپ صاحب کسی طور سے قسم کھانا نہیں چاہتے اور باوجودیکہ دس ستمبر ۱۹۷۸ء سے ایک ہفتہ کی میعاد دی گئی تھی مگر وہ میعاد بھی گزر گئی۔ مگر پھر ایک انکاری خط کے اور کوئی خط نہیں آیا۔ پس کیا اب بھی یہ ثابت نہیں ہوا ہے کہ مسٹر عبداللہ اتھم صاحب نے ضرور پیشگوئی کے زمانے میں اسلامی عظمت کو اپنے دل میں نگہ دے کر حق کی طرف رجوع کر لیا تھا۔ اگر اب بھی بعض متعصب یا ناقص انہم لوگ شک رکھتے ہیں تو اب ہم یہ دوسرا اشتہار دو ہزار روپیہ انعام کے شرط سے نکالتے ہیں۔ اگر اتھم صاحب جلسہ عام میں تین مرتبہ قسم کھا کر کہہ دیں کہ میں نے پیشگوئی کی مدت کے اندر عظمت اسلامی کو اپنے دل پر جگہ ہونے نہیں دی اور بلا دشمن اسلام را اور حضرت عیسیٰ کی رفیت اور الہیت اور کفارہ پر مضبوط ایمان لکھا تو اسی وقت مسٹر عبداللہ اتھم صاحب کی طرف خط۔ مسٹر اتھم صاحب آپ کو معلوم ہے کہ کس قدر چھوٹے بے ایمانوں نام کے مسلمان یا مولوی یا عیسائیوں نے یہ خلاف واقعہ خبر اٹا دی ہے کہ آپ نے باوجودیکہ خداتعالیٰ کے سچے اور پاک دین اسلام کی طرف کچھ بھی رجوع نہ کیا پھر بھی وعید موت سے بچ گئے اور عیسائی غالب رہے اور پیشگوئی بھوٹی نکلی۔ اور اللہ جل شانہ جس کی عظمت اور ہیبت سے زمین اور آسمان کانپتے ہیں اس نے مجھ کو خبر دیا ہے کہ آپ نے خوف کے دنوں میں نہایت ہم و غم کی حالت میں درپردہ اسلام کی طرف رجوع کر لیا یعنی اسلامی عظمت کو اپنے دل میں بٹھا لیا جس کو آپ پوشیدہ رکھتے ہیں۔ اس لئے اس نے جو غیبیوں کا جانتے والا اور انسان کے عمیق اور چھپے ہوئے خیالات کو دیکھنے والا ہے، اپنے وعدہ اور شرط کے موافق اس عذاب سے آپ کو بچا لیا جو اس صورت میں نازل ہوتا جبکہ آپ اس شرط کے موافق کچھ بھی اپنی اصلاح نہ کرتے اور نہ اسلامی عظمت سے ہراساں ہوتے۔ اور اگر نعوذ باللہ یہ الہام الہی آپ کے نزدیک صحیح نہیں ہے تو میں آپ کو اس ذات پاک کی قسم دیتا ہوں جس نے آپ کو پیدا کیا اور جس کی طرف آپ کو جانا ہے کہ عام جلسہ میں تین مرتبہ قسم کھا کر میرے روبرو اس کی تکذیب کر دیں

نقد و تنقید پر وہ یہ ان کو بہ شرائط قراردادہ اشتہار و ستمبر ۱۸۹۲ء بلا توقف دیا جائے گا۔ اور اگر ہم بعد قسم دو ہزار روپیہ دینے میں ایک منٹ کی بھی توقف کریں تو وہ تمام لغتیں جو تادان لغت کو رہے ہیں ہم پر وارد ہوں گی اور ہم بلاشبہ بھوٹے ٹھہریں گے اور قطعاً اس لائق ٹھہریں گے کہ ہمیں منزلے موت دی جائے اور ہماری کتابیں جلادی جائیں اور ملعون وغیرہ ہمارے نام رکھے جائیں۔ اور اگر کتبِ اہم صاحبِ باوجود اس اتمامِ کثیر کے قسم کھانے سے منہ پھیر لیں تو تمام دشمن و دوست یاد رکھیں کہ انہوں نے محض عیسائیوں سے نفرت کھا کر حق کو چھپایا ہے۔ اور اسلام غالب اور فتحیاب ہے۔ پہلے تو ان کے حق کی طرف رجوع کرنے کا صرف ایک گاہ

اور صاف کہہ دیں کہ یہ الہام بھوٹا ہے اور اگر سچا ہے اور میں نے ہی بھوٹ بولا ہے تو اسے قداغ خدا نجد کو سخت عذاب میں مبتلا کر اور اسی میں مجھ کو موت دے۔ تب میں مع اپنے چند عاجز حلقوں کے بولنے کا نشانہ ہو رہے ہیں آئیں کہوں گا اور رب العرش سے چاہوں گا کہ میرا اور آپ کا قطعی فیصلہ کر دے۔ جو کچھ میں نے الہام سنایا ہے مجھ خدا تعالیٰ اور میرے اور آپ کے دل کے اور کسی کو خبر نہیں ہوگی اسی ملک کی آپ کے قسم دیتا ہوں کہ اگر آپ میرے الہام کے کذب ہیں تو میرے رب و ربوہ حلفاً قرارداد کو کر کے اسمانی فیصلہ کا دروازہ کھول دیں۔ ہم سناٹے گئے اور دکھ دیئے گئے اور ہم پر لغتیں پڑیں اور ہم بھوٹے سمجھ گئے۔ اس لئے ناہم میں تیسرا مرتبہ آپ کو قسم دیتا ہوں کہ آپ کو اس قدر توانا کی قسم ہے جس کے جلال سے ملک پر بھی لرزہ پڑتا ہے کہ آپ حلفاً عام جلسہ میں میرے رب و اس طور کی قسم کھا کر جو میں اشتہار میں بتلا چکا ہوں مجھ سے فیصلہ کرو تا کا زب ہلاک ہو اور بھوٹا تباہ ہو جائے۔ اور اگر ایسا نہ کرو تو آپ میری سچائی اور میری صداقت پر خیر نگاہی اور ان شریر مسلمانوں اور عیسائیوں کا بھوٹا اور دوسیا ہونا ثابت کر دیا کہ جو گمراہ کی طرح زہر زہد سے بھریں مار کر کہہ رہے ہیں عیسائیوں کی فتح ہوئی۔ اب دُعا پر ختم کرتا ہوں۔ اے سچی قدیم حق کو ظاہر کر اور اپنے وعدہ کے موافق بھوٹوں کو پامال کر دے۔ آمین۔

پلہ نور شا۔ الہامی پیشگوئی نہ صرف بہتم صاحب کے متعلق تھی بلکہ اس تمام مخالف فریق کے متعلق تھی جو اس جنگ مقدس کے لئے اپنے اپنے طور پر ہمتوں کے لئے مقرر تھے۔ اتمام صاحب کے ہاتھ میں تو وہ (تجدیدِ نوٹ لکھے صفر ۱۸۹۲ء)

تھا یعنی ان کی وہ خوف زدہ صورت جس میں انہوں نے پندرہ مہینے بسر کئے اور دوسرا گواہ یہ کھڑا ہوا کہ انہوں نے باوجود ہزار روپیہ نقد ملنے کے قسم کھانے سے انکار کیا ہے۔ اب تیسرا گواہ یہ دو ہزار روپیہ کا اشتہار ہے۔ اگر اب بھی قسم کھانے سے انکار کریں تو رجوعِ غبت۔ کیا کوئی سچا موت سے ڈر کر انکار کر سکتا ہے۔ کیا ہر ایک جانِ خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں نہیں جیسا کہ عیسائیوں کا مقولہ ہے کہ ان کی جانِ مسیح نے سچائی اور ہم کہتے ہیں کہ نہیں ہرگز نہیں، مہر کی نہیں بلکہ اسلامی عظمت کو اپنے دل میں جگہ دینے سے الہام کی شرط کے موافق جان بچ گئی۔ تو اب اس جھگڑے کا فیصلہ بجز ان کی قسم کے اور کیونکر ہو گا وہی بات سچی ہے کہ صرف مسیح نے ان پر فضل کیا تو اب اس معرکہ کی لڑائی میں جس کے ساتھ کوئی بھی شرط نہیں ضروری مسیح ان پر فضل کرے گا۔ اور اگر یہ بات سچی ہے کہ انہوں نے درحقیقت خوف کے دنوں میں اپنے دل میں اسلام کی طوطی رجوع کر لیا تھا تو اب ہنکار قسم کھانے کے بعد ضرور بغیر مختلف اور بغیر استثنا کسی شرط کے ان پر موت آئے گی غرض یہ فیصلہ تو نہایت ضرور ہے۔ اس سے وہ کہاں اور کیونکر گریز کر سکتے ہیں۔ اور اگر اب بھی باوجود (بقیہ نوٹ گذشتہ) تابکار اور شکستہ تلوار کھڑائی گئی تھی جو سچائی کا ایک ہال بھی نہیں کاٹ سکتی تھی۔ اور باقی فرق میں سے کوئی بطور معاون اور کوئی مشیر جنگ اور کوئی سرگروہ تھا۔ پس آخر اس جنگ کا نتیجہ ہوا کہ کوئی ان میں سے پندرہ مہینے کے اندر مارا گیا۔ کوئی زخمی ہوا۔ اور کوئی لعنت کی ہزار کڑی دالی زنجیر میں گرفتار ہو کر ہمیشہ کے لئے ذلت کے قید خانے میں ڈاگیا۔ اور اس قسم صاحبِ خوف کھا کر بھاگ گئے اور اسلامی عظمت کے جھنڈے کے نیچے پناہ لی۔ منہ ۵

کلمہ نوٹ: مرید عبد اللہ صاحب نے یہ پیام اعتقادِ شرائطِ مباحثہ اپنے ایک تحریری مہم سے جو ہمارے پاس موجود ہے ہمیں اطلاع دی تھی کہ وہ کسی نشان کے دیکھنے سے ضرور اپنے عقائد کی اصلاح کر لیں گے یعنی دینِ اسلام قبول کر لیں گے سو یہ خط بھی ایک گواہ ان کی اندرونی حالت کا ہے کہ وہ سچائی کے قبول کرنے کے لئے پہلے ہی سو مستعد تھے۔ پھر جب یہ الہام اپنے پُر عجب مضمون میں انہیں کے باطن میں ہوا اور انہیں پر پڑا اور الہام بھی موت کا الہام جو باطین ہر ایک پر گراں گذرتی ہے اور ہر ایک اپنی چند رونہ زندگی کو عزیز رکھتا ہے اور یہ

اس دو ہزار روپیہ کے جو نقد بلا تکلیف ملوائے بے دود کی طرح ان کو ملتا ہے قسم کھانے سے
 انکار کریں تو سارا جہان گھبراہٹ سے کہہ کر فوج کامل جوئی اور عیسائی کھٹے طور پر شکست پا گئے۔ اور
 ہمدان تو یہ حتی تھا کہ اول دفعہ کے اشتہار پر ہی کفایت کرتے کیونکہ جب ہزار روپیہ نقد دینے سے
 وہ قسم نہ کھا سکے تو مترجہ ان پر بھجوت پوری ہو گئی۔ مگر ہم نے نہایت موٹی عقل کے لوگوں اور عسکروں
 اور مقصیوں کی حالت پر دم کے کہ مکہ یہ دو ہزار روپیہ کا اشتہار بطور تیسرے گواہ اپنی قسٹ
 کے جاری کیا ہے۔ ہمارے مولوی مکفر جو عیسائیوں کی فوج کو بدل و جان چاہتے ہیں سب مل کر
 ان کو سمجھا دیں کہ ضرور قسم کھاویں اور ان کی بھی عزت رکھ لیں اور اپنی بھی۔ قطعی فیصلہ تو یہ ہے جو
 قسم کے کھانے یا انکار کرنے سے ہو نہ وہ یک طرفہ الہام جس کے ساتھ مترجہ شرط رجوع بحق کرنے کی
 لگی ہوئی تھی اور جس شرط پر عمل درآمد کا ثبوت اہل حق صاحب نے اپنی ثوقناک حالت دکھانے سے
 آپ ہی دے دیا بلکہ نورافشاں ۱۴ ستمبر ۱۸۹۷ء صفر ۱۲۹۷ء پہلے ہی کالم کی پہلی ہی سطریں ان کا
 یہ بیان لکھا ہے کہ میرا خیال تھا کہ شاید میں مارا بھی جاؤں گا۔ اسی کالم میں یہ بھی لکھا ہے کہ انہوں
 نے یہ باتیں کہہ کر دیا۔ اور رونے سے جھکا یا کہ میں بڑے دنگ میں رہا۔ پس ان کا ردنا بھی ایک

(بقیہ نمبر ۱۸۷ گذشتہ) پہنے اسلام لانے کا وعدہ انہوں نے اس وقت کیا تھا کہ جب انہیں اس بات کا خیال
 بھی نہیں تھا کہ وہ نشان مطلوب انہیں کی موت کے بارے میں ہو گا بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کریں۔
 اور وہ الہام نہایت مشرورہ اور تاکید سے اور ایسے پُر زور الفاظ میں سنایا گیا جس سے بڑھ کر عکس
 نہیں تو کیا یہ نہایت قریب قیاس نہیں کہ ایسے مستعد اور قابل افعال دل پر ایسی پُر زور تقریر نے
 بہت بُرا اثر کیا ہو گا۔ اور انہوں نے ایسے مندر الہام کو سن کر ضرور متاثر ہو کر اندر ہی اندر اپنی اصلاح کی
 ہوگی جیسے ان کے دوسرے مضمر بارہ حالات بھی اس پر شاہد ہیں۔ اور نیز اس خط سے اس بات کا ثبوت
 ملتا ہے کہ وہ ہرگز تثلیث اور مسیح کے خون اور کفہہ پر مطمئن نہیں تھے کیونکہ ایک ایسا شخص جو اپنے عقائد پر
 بچے دل سے مطمئن ہو وہ ہرگز یہ بات زبان پر نہیں لاسکتا کہ بعض نشانوں کے دیکھنے سے ان عقائد کو ترک
 کر دوں گا۔ اس خط ان کے ہاتھ سے لکھا ہوا ہمارے پاس موجود ہے جو صاحب شک دیکھتے ہیں دیکھ لیں۔ منہ۔

گواہی ہے کہ حق پر اسلامی پیشگوئی کا بہت سخت اثر رہا۔ ورنہ اگر مجھ کو کاذب جانتے تھے تو ایسی کیا مصیبت پڑی تھی جس کو یاد کر کے اب تک رونا آتا ہے۔ پھر اب سب سے بڑھ کر گواہ یہ ہے کہ انہوں نے ہزاروں پیسے کر قسم کھانا منظور نہیں کیا ورنہ جس شخص کو وہ پندرہ مہینے کے متواتر تجربہ سے بخوبی ثابت کر چکے ہیں اس کے سراسر جھوٹ بیان کے مد کرنے کے لئے خواہ مخواہ غیرت جوڑش بدلتی چاہئے تھی اور چاہیئے تھا کہ نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ قسم کھانے کو طیار ہو جاتے۔ کیونکہ اپنے آپ کو بچا سمجھتے تھے اور مجھے صریح کاذب۔

خیر اب ہم الزام پر الزام دینے کے لئے ایک اور ہزار روپیہ خرچ کر دیتے ہیں اور یہ دو ہزار روپیہ کا اشتہار جو ہماری صداقت کے لئے بطور گواہ ثالث ہے جاری کرتے ہیں۔ اور **حل الاشکال**۔ بعض مخالف مولوی صاحبوں نے اعتراض کیا ہے کہ یہ ایک دہشت گردی کی قسم ہے کہ مخالف مولویوں اور ان کے پیروؤں کو اس طور سے اور اس شرط سے باطل اور ولد الحرم قرار دیا ہے کہ نہ تو وہ اس خلاف بھی کلمہ سے منہ بند کریں کہ سلام اور عیسائیت کے بحث میں عیسائیوں کی فتح ہوئی اور نہ مسٹر اتھم صاحب کو قسم کھانے پر آمادہ کریں۔ اور وجہ اعتراض یہ بیان کی گئی ہے کہ اتھم صاحب پر ہمارا کچھ زور اور حکم تو نہیں تا خواہ مخواہ قسم کھانے پر ان کو مستعد کر دیں تو اس کا جواب یہی ہے کہ اسے بے ایمان اور دل کے نہ ہو اور اسلام کے دشمنوں اگر اتھم صاحب قسم کھانے سے گریز کر رہے ہیں تو اس سے کیا یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ پیشگوئی جھوٹی، کلی یا یہ نتیجہ کہ درحقیقت اتھم صاحب نے دل میں اسلام کی طرف رجوع کر لیا ہے۔ تبھی تو وہ جھوٹی قسم کھانے سے پرہیز کر رہے ہیں جبکہ تم نیم عیسائی ہو کر بدل و جان زور لگا رہے ہو کہ اتھم صاحب کسی طرح اقرار کر دیں کہ میں درحقیقت ایام مہیاد پیشگوئی میں اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن رہا اور عاجز انسان کو خدا جانتا رہا تو پھر اگر اتھم صاحب درحقیقت چنگے عیسائی اور دشمن اسلام ہیں تو ان کو ایسی قسم سے کون روکتا ہے جس کے کھانے کے ساتھ دو ہزار روپیہ نقد ان کو ملیگا اور جس کے نہ کھانے سے یہ ثابت ہوگا کہ عظمت اسلام ضرور ان کے دل میں سما گئی اور عیسائیت کے باطل اصول ان کی نظر میں حقیر اور مکروہ معلوم ہوئے۔ اسے نیم عیسائی و ذہ اور ذہ

ہمارے مخالف یاد رکھیں کہ اب بھی آتھم صاحب کو قسم نہیں کھائیں گے۔ کیوں نہیں کھائیں گے۔ اپنے
 جھوٹا ہونے کی وجہ سے۔ اور یہ کہنا کہ شاید ان کو یہ دھڑک ہو کہ ایک برس میں مرنا ممکن ہے پس
 ہم کہتے ہیں کہ کون ماسے لگا کیا ان کا خداوند مسیح یا اور کوئی۔ پس جبکہ یہ دو خداؤں کی لڑائی ہے
 ایک سچا خدا جو ہمارا خدا ہے اور ایک مصنوعی خدا جو عیسائیوں نے بنالیا ہے تو پھر اگر آتھم
 صاحب حضرت مسیح کی خدائی اور اقتدار پر ایمان رکھتے ہیں بلکہ آتما بھی چکے ہیں تو پھر ان
 کی خدمت میں عرض کر دیں کہ اب اس قطعی فیصلہ کے وقت میں مجھ کو ضرور زندہ رکھیں۔ یہ
 تو موت کی گرفت سے کوئی بھی باہر نہیں۔ اگر آتھم صاحب جو ۶۷ برس کے ہیں تو حاجو قریباً ۱۰۰
 برس کا ہے اور ہم دونوں پر قانونِ قدرت یکساں موثر ہے۔ لیکن اگر اسی طرح کی قسم کسی راستی
 کی آزمائش کے لئے ہم کو دی جائے تو ہم ایک برس کیا دن برس تک اپنے زندہ رہنے کی قسم
 کھا سکتے ہیں۔ کیونکہ جانتے ہیں کہ دینی بحث کے وقت میں ضرور خدا تعالیٰ ہماری مدد کرے گا
 اور ایسا شخص تو سخت بے ایمان اور دہریہ ہوگا کہ جس کو ایسی بحث میں یہ خیال اٹھے کہ شاید
 (بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ) لگاؤ اور آتھم صاحب کے پیروں پر سر رکھ دو۔ شاید وہ مان لیں اور یہ پلید لغت
 تم سے مل جائے۔ ہائے اخوس عیسائی گریز کریں اور تم اصرار کرو۔ عجیب برشت ہے۔ اسے
 نیم عیسائیوں نے وہ پیشگوئی پوری کر دی جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا
 جو متر ہلو میری امت میں سے دجال کے ساتھ مل جائے گا۔ سو آج تم نے دجالوں کی ہاں کے ساتھ ہاں
 ملا دی تاجو اس پاک زبان پر جاری ہوا تھا وہ پورا ہو جانے نہیں وہ حدیث بھی بھول گئی جس سے
 یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ایک فتنہ ہوگا جس میں عیسائی کہیں گے کہ ہماری فتح ہوئی اور ہندی کے لوگ
 کہیں گے کہ ہماری فتح ہوئی اور عیسائیوں کے لئے شیطان گواہی دے گا کہ الحق فی ال عیسائی
 اور ہندی کے لوگوں کے لئے رحمن گواہی دے گا کہ الحق فی ال محمد۔ سو اب سوچو کہ وہی وقت
 آگیا عیسائیوں نے شیطانی مکائد سے پنجاب اور ہندوستان میں کیا کچھ نہ کیا۔ یہی شیطانی آواز ہے
 اب رسائی آواز کے منتظر رہو۔ والسلام علی من اتبع الهدی۔ منہ ۵

میں اتفاقاً مرجاؤں کیا زلفہ رہنا اور مرنا اس کے خدا کے ہاتھ نہیں۔ کیا بغیر حکم حاکم کے یونہی تخلیق طو پر لوگ مرجاتے ہیں۔ اور نیز اتفاق اور امکان تو دونوں پہلو دکھتا ہے۔ مرنا اور ظہرنا بھی بلکہ خمرنے کا پہلو قوی اور غالب ہے کیونکہ مرجانا تو ایک نیا حادثہ ہے جو پہلے معدوم ہے۔ اور نفہ رہنا ایک معمولی امر ہے جو موجود بالفعل ہے۔ پھر موت سے غم کرنا صریح اس امر کا ثبوت ہے کہ اپنے خدا کے کامل اقتدار پر ایمان نہیں۔ حضرت یہ تو دو خداؤں کی لڑائی ہے اب جی غالب ہوگا جو سچا خدا ہے۔ جبکہ ہم کہتے ہیں کہ ہمارے خدا کی ضرورت یہ قدرت ظاہر ہوگی کہ اس قسم والے برس میں ہم نہیں مریں گے لیکن اگر اہم صاحب نے مجھوٹی قسم کھالی تو ضرورت ہو جائیں گے تو جملے انصاف ہے کہ اہم صاحب کے خدا پر کیا حادثہ نازل ہوگا کہ وہ ان کو بچا نہیں سکیگا اور منجی ہونے سے استغفار دے دے گا۔ غرض اب گریز کی کوئی دہر نہیں۔ یا تو مسیح کو قادر خدا کہنا چھوڑیں اور یا قسم کھالیں۔ ہاں اگر حام مجلس میں یہ اقرار کر دیں کہ اُن کے مسیح ابن اللہ کو جس تک زندہ رکھنے کی تو قدرت نہیں مگر برس کے تیسرے حصہ یا تین دن تک البتہ قدرت ہے اور اس مدت تک اپنے پرستار کو زندہ رکھ سکتا ہے تو ہم اس اقرار کے بعد چار مہینہ یا تین ہی دن تسلیم کر میں گے۔ اگر اب بھی یہ دو ہزار روپیہ کا اشتہار پا کر منہ پھیر لیا تو ہر یک جگہ بھڑکی کا مل فتح کا نقاد بھیے گا اور جیساٹی اور نیم جیساٹی سب ذلیل اور پست ہو جائیں گے۔ اور ہم اس اشتہار کے روز شاعت سے بھی ایک ہفتہ کی یقیناً سمجھنا چاہیے کہ ہمارا الہام کی دوسے اہم صاحب کی پریشیہ حالت پر اطلاع پانا کہ انہوں نے ضرور اسلامی عظمت اور صداقت کی طرف رجوع کیا ہے اہم صاحب کے واسطے ایک نشان ہے اور اگرچہ کوئی دوسرا سمجھے یا نہ سمجھے مگر اہم صاحب کا دل ضرور گواہی دے گا کہ یہ وہ پرشیدہ ہے جو ان کے دل میں تھا۔ اور خدا تعالیٰ نے یہ حکیم و حکیم ہے اپنے بندہ کو اس سے اطلاع دی اور ان کے اس ہم وغیرہ سے مطلع فرمایا جو محض اسلامی شوکت اور صداقت کے قبول کرنے کی وجہ سے تقانہ کسی اور دہر سے اور یہی وجہ ہے کہ اب وہ میرے سامنے گزشتہ مقابل پر نہیں آئیں گے کیونکہ ان کی صداق ہوں اور الہام سچا ہے۔ منہ

میں دعا اہم صاحب کو دیتے ہیں اور باقی وہی شرائط ہیں جو اشتہار و نمبر ۱۸۹۷ء میں بتعریض کمرہ
چکے ہیں۔ دلت نام علی من اتبع الهدی

المشتمل من اعلام احمد قلوبانی

تعداد اشاعت دس ہزار (۱۰۰۰۰) مطبوعہ ریاض ہند امرتسر

(یہ اشتہار ۲۶-۲۰ کے چار صفحوں پر ہے)

(۱۲۳)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ
اشتہار

الثانی تین ہزار روپیہ

بموجبہ سویم

اس تحریر میں اہم صاحب کے لئے تین ہزار روپیہ کا انعام مقرر کیا گیا ہے۔ اور یہ انعام
بہر قسم بلا توقف و معتبر متحمل لوگوں کا تحریری ضمانت نامہ لے کر ان کے حوالہ کیا جاوے گا
اور اگر چاہیں تو قسم سے پہلے ہی باضابطہ تحریر لے کر یہ روپیہ ان کے حوالہ ہو سکتا ہے یا ایسے
دو شخصوں کے حوالہ ہو سکتا ہے جن کو وہ پسند کریں اور اگر ہم بشرائط مذکورہ بالا روپیہ دینے سے

پہنچتی کریں تو ہم کا دب ٹھہریں گے مگر چاہیے کہ ایسی درخواست روز اشاعت سے ایک ہفتہ کے اندر آدے اور ہم مجاز ہوں گے کہ تین ہفتہ کے اندر کسی تاریخ پر مدد پیر لے کر آپ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو جائیں لیکن اگر آتھم صاحب کی طرف سے درخواست شدہ خط آنے کے بعد ہم تین ہفتہ کے اندر تین ہزار روپیہ نقد لے کر آتے یا فیروز پور یا جس جگہ پنجاب کے مشہر ہیں میں سے آتھم صاحب فرمائیں ان کے پاس حاضر نہ ہوں تو بلاشبہ ہم بھونٹے ہو گئے اور بعد میں ہمیں کوئی حق باقی نہیں رہے گا جو انہیں ملزم کریں بلکہ خود ہم ہمیشہ کے لئے ملزم اور مغلوب اور بھونٹے متصور ہوں گے۔

ہماری اس تحریر کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ ان مولویوں اور نادائق مسلمانوں اور عیسائیوں سے متعلق ہے جو خواہ مخواہ عیسائیوں کو فتحیاب قرار دیتے ہیں اور ہمدردی فقہ کے دلائل کاٹھ کو کمزور خیال کرتے ہیں اور اپنی جثت باطنی اور بخل اور غیبت کی وجہ سے اس سیدھی اور صاف بات کو نہیں سمجھتے جو نہایت یاری اور واضح ہے اور دوسرے حصہ میں آتھم صاحب کی خدمت میں ایک خط ہے جس میں ہم نے اپنی جثت اللہ پروردگار کی ہے۔ اب سمجھنا چاہیے کہ بخیل مولویوں اور نادائق مسلمانوں اور عیسائیوں کے اعتراض یہ ہیں جو ہم ذیل میں لکھ کر کوئی کرتے ہیں :-

(۱) اعتراض اول۔ بیشک کوئی تو بھونٹا نکلی اب نادائیں کی جاتی ہیں۔

الجواب۔ منصف بنو اور سچو اور خدا تعالیٰ سے ڈرو اور انہیں کہوں کہ اس الہام کو پہلو جو سباحتہ کے اختتام پر لکھا گیا تھا کیا اس کے دو پہلو تھے یا ایک تھا کیا اس میں صریح اور صاف طور پر نہیں لکھا تھا کہ اریہ میں گرایا جاوے گا بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔ اب قضا کہو کیا اس کو تاویل کہہ سکتے ہیں یا صریح شرط موجود ہے۔ کیا خدا تعالیٰ کا اختیار نہ تھا کہ دو پہلو میں سے جس کو چاہتا اسی کو پورے ہونے دیتا۔ کیا ہم نے پیچھے سے تاویل کے طور پر کوئی بات بنالی یا پہلے سے صاف اور کھلی کھلی شرط موجود ہے۔

۱۰۰ اعتراض دوم یہ ہے کہ خط جو تو ہے گویہ کہاں سے اور کیونکر ثابت ہوا کہ اہم صاحب نے خوف کے دنوں میں رجوع اسلام کی طرف کر لیا تھا اور اسلامی عظمت کو دل میں بٹالایا تھا کیا کسی نے اس کو کلمہ پڑھتے سنا یا نماز پڑھتے دیکھا بلکہ وہ تو اب بھی اخباروں میں بھیجے جاتا ہے کہ میں عیسائی ہوں اور عیسائی تھا۔

الجواب۔ اہم صاحب کا بیان بحیثیت شاہد مطلوب ہے نہ بحیثیت مدعا علیہ پس اہم صاحب بغیر اس قسم غلطی کے جس کا ہم مطالبہ کر رہے ہیں اور جس کے لئے اب ہم تین ہزار روپیہ نقد ان کو دیتے ہیں جو کچھ بیان فرما رہے ہیں یا اخباروں میں چھپوا رہے ہیں وہ سب بیان ایک مدعا علیہ کی حیثیت میں ہے اور ظاہر ہے کہ جب کوئی شخص مدعی علیی حیثیت سے عدالت میں کھڑا ہوتا ہے تو اپنی ذاتی افواض اور سوسائٹی اور اپنے دوسرے دیوی مصالح کے لحاظ سے نہ ایک دفعہ ملکہ لاکھ دفعہ جھوٹ بولنے پر آمادہ ہو سکتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ وہ اس وقت حلف دروغی کا جرم نہیں۔ اس قانون قدرت کو ہر ایک شخص جانتا ہے کہ خدا تعالیٰ قسم کے وقت دروغ کو ضرور پکڑتا ہے۔ اس لئے اگر جھوٹے بے ایمان کو کوئی قسم غلطی کا چارے مشورہ دیا جائے گا کہ ایسی قسم ہو تو ضرور اس وقت وہ ڈرتا ہے اور سخی کا رعب اس پر غالب آجاتا ہے۔ پس یہی سبب ہے کہ اہم صاحب قسم نہیں کھاتے اور صرف بحیثیت مدعا علیہ انکار کئے جاتے ہیں۔ پس اس عجیب تماشا کو لوگ دیکھ لیں کہ ہم تو ان کو بحیثیت گواہ کھڑا کر کے اور گواہوں کی طرح ایک قسم غلطی دے کر اس الہام کا فیصلہ کرنا چاہتے ہیں جس سے وہ منکر ہیں اور وہ بار بار بحیثیت ایک مدعی علیی کے اپنا عیسائی ہونا ظاہر کرتے ہیں یہ کس قدر دھوکا ہے جو لوگوں کو دے رہے ہیں۔ اس درجائی فرقے کے مکرروں کو دیکھو تو کیسے بائیک ہیں۔ ہمارا مدعا تو یہ ہے کہ اگر وہ درحقیقت خوف کے دنوں میں اور ان دنوں میں جو دیوانوں کی طرح وہ بھاگتے پھرتے تھے اور جبکہ ان پر بہت سا اثر دہشت پڑا ہوا تھا درحقیقت اسلامی عظمت اور صداقت سے متاثر نہیں تھے تو کیوں اب بحیثیت ایک گواہ کے کھڑے ہو کر قسم

نہیں کھاتے اور کیوں اس طریق فیصلہ سے گریز کر رہے ہیں اور کیا وجہ ہے کہ اس طور سے قسم کھانے سے ان کی جوانی نکلتی ہے حسن طور کو ہم نے اپنے اشتہاد ہزار روپیہ اور پھر اشتہاد دو ہزار روپیہ میں بتصریح بیان کیا ہے یعنی یہ کہ وہ عام مجمع میں ہمدی ماضی کے وقت ان صاف اور صریح طور پر قسم کھا جاوے کہ میں نے میدان پیشگوئی میں اسلام کی طرف ایک ذرہ رجوع نہیں کیا اور نہ ہی صداقت اور عظمت نے میرے دل پر کوئی ہولناک اثر ڈالا اور نہ اسلامی پیشگوئی کی روحانی ہیبت نے ایک ذرہ بھی میرے دل کو بکڑا بلکہ میں مسیح کی الوہیت اور اہمیت اور کفارہ پر پورا اور کامل یقین رکھتا رہا۔ اور اگر میں خلاف واقعہ کہتا ہوں اور حقیقت کو چھپاتا ہوں تو اسے قہار خدا مجھے ایک سال کے اندر ایسی موت کے عذاب سے نابود کر جو جھوٹوں پر نازل ہونا چاہیئے یہ قسم ہے جس کا ہم ان سے مطالبہ کرتے ہیں اور جس کے لئے ہم اشتہاد شائع کرتے کرتے آج تین ہزار روپیہ تک پہنچے ہیں۔ ہم قسمیہ کہتے ہیں کہ ہم باضابطہ تحریر لے کر یعنی حسب شرط اشتہاد نہم مہر ۱۸۹۷ء تک لکھوا کر یہ تین ہزار روپیہ قسم کھانے سے پہلے دے دیں گے اور بعد میں قسم لیں گے پھر کیوں اتنے صاحب پر اس بات کے سُنبھنے سے غشی پر غشی طہری ہو رہی ہے کیا اب وہ مصنوعی مذاقوت ہو گیا جس نے پہلے نجات دی تھی یا اس سے اب منہی ہونے کے عقیدہ چھین لئے گئے ہیں ہمیں بالکل سمجھ نہیں آتا کہ کیسی شوخی اور دجالیست ہے کہ ان کو اتنے صاحب بحیثیت ایک مدعا علیہ کے بہت باتیں کریں یہاں تک کہ اسلام کو بھونڈا مذہب بھی قرار دے دیں اور شیخی کی باتیں منہ سے نکالیں مگر جب بحیثیت شہر ٹھہرا کر بطرز مذکورہ بالا ان سے قسم لینے کا حکم ہو تو ایسی خاموشی کے دریا میں غرق ہو جائیں کہ گویا وہ دنیا میں ہی نہیں رہے۔

کیا اسے ناظرین! ان کے اس طرز طریق سے ثابت نہیں ہوتا کہ مصلودہ دل میں کالا ہے

نوٹ۔ اس قسم کا نام قسم آئینی ہے یعنی وہ قسم ہو کہ بندگان موت کھائیں اعداء ہم آئیں کہیں۔

آخری فیصلہ قسم ہے۔ اس لئے قانون انگریزی نے بھی ہر ایک قوم عیسائی وغیرہ کے لئے

عند الضرورت قسم پر حصر لکھا ہے۔ منہ ۔

غضب کی بات نہ کہ ایک ہزار روپیہ دینا کیا اور جیبری کر کے اشتہار بھیجا مگر وہ چُپ رہے۔ پھر وہ ہزار روپیہ دینا کیا اور جیبری کر کے اشتہار بھیجا پھر بھی ان کی طرف سے کوئی آواز نہیں آئی۔ اور وہ فوجی ایجنٹوں کی گزر گئیں۔ اب یہ تین ہزار روپیہ کا اشتہار جاری کیا جاتا ہے۔ کیا کسی کو امید ہے کہ اب وہ قسم کھانے کے لئے میدان میں آئیں گے۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ وہ تو جھوٹ کی جوت سے بھر گئے۔ اب قبر سے کیونکر نکلیں۔ ان کو تو یہ باتیں سُن کر غش آتا ہے کیونکہ وہ جھوٹے ہیں اور ایک عاجز اور خاکی انسان کو خدا بنا کر اس کی پرستش کر رہے ہیں۔ ابتدا میں جب وہ میعاد کی زندگی سے نکلے بولتے بھی نہیں تھے اور مرنگوں دبتے تھے۔ پھر رفتہ رفتہ شیطانی سوسائٹی سے مل کر اور دجالی ہوا کے لگنے سے دل سخت ہو گیا اور خدا تعالیٰ کے احسان کو بھلا دیا۔ پس ان کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک سخت دل اور دنیا پرست آدمی ایک ایسے مقدمہ میں پھنس جائے جس سے اس کو جان کا اندیشہ یاد آئے۔ اُلجس ہونے کا خوف ہو تب وہ دل میں خدا تعالیٰ کو پکارتا ہے اور اپنی بد افعالوں سے باز رہے اور پھر جب رہائی پا جائے تو اس رہائی کو سخت اور اتفاق پر حمل کرے اور خدا تعالیٰ کے احسانوں کو بھلا دیوے قرآن کو کھول کر دیکھو کہ خدا تعالیٰ کے ایسے لوگوں کے لئے کہ جو فروعی صفت کا کوئی شعبہ اپنے اندر رکھتے ہیں کس قدر مثالیں دی ہیں چنانچہ منجملہ ان کے ایک کشتی کی بھی مثال ہے جب غرق ہونے لگی۔ پس اب اہم صاحبِ دینی و ہریت پر ناز نہ کریں وہ قسم کھا دیں پھر عنقریب دیکھیں گے کہ خدا ہے اور وہی خدا ہے جس کو اسلام نے پیش کیا ہے نہ وہ کہ کروٹا اور بے شمار برسوں کے بعد مریم علیہ السلام کے پیٹ سے نکلا اور پھر جناب کی طرح ناپید ہو گیا۔

۴۔ اختر ارضِ سویم یہ ہے کہ یہ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ کسی پنٹلٹ پابند سے یا مثال یا جنری کی پیشگوئی پر بھی جب کسی کی موت کی نسبت وہ بیان کرے تو ضرور بوجہ بشریت اسی پیشگوئی کا خوف اور دہشت دلی میں پیدا ہو جاتا ہے۔ پھر اگر اہم صاحب کے دل پر بھی ایسی پیشگوئی کی دہشت طاری ہوئی ہو تو کیوں اس خوف کو بھی بشریت کی طرف منسوب نہ کیا جاوے

الجواب۔ بشر تو بشریت سے کبھی متک نہیں ہوتا لیکن جب بقول آپ کے اسلامی پیشگوئی کی عظمت اور صداقت نے اہم صاحب کے دل پر اثر کیا اور ان کی ایک شدید خوف میں مبتلا دیا تو بموجب تصریح قرآن کریم کے یہ بھی ایک رجوع کی قسم ہے کیونکہ اسلامی پیشگوئی کی تصدیق و تحقیق اسلام کی تصدیق ہے مثلاً منجم کی پیشگوئی سے وہ شخص ڈرتا ہے جو بخوم کو کچھ چیز سمجھتا ہے اور رمال کی پیشگوئی سے وہی شخص خائف ہوتا ہے جو رمل کو کچھ حقیقت خیال کرتا ہے۔ اسی طرح اسلامی پیشگوئی سے وہی شخص ہر سال اور لڑاں ہوتا ہے جس کا دل اس وقت اسلام کا مکتب نہیں بلکہ مصدق ہے۔ اور ہم بار بار لکھ چکے ہیں کہ اس قدر اسلام کی عظمت اور صداقت کو مان لینا اگرچہ نجات اخروی کے لئے مفید نہیں مگر عذاب دنیوی سے رائی پانے کے لئے مفید ہے جیسا کہ قرآن کریم نے اس بارہ میں بار بار مثالیں پیش کی ہیں اور بار بار فرمایا ہے کہ ہم نے خوف اور قہر کے وقت کفار کو عذاب سے نجات دے دی حالانکہ ہم جانتے تھے کہ وہ پھر کفر کی طرف لوٹ کر آئیں گے۔ پس اسی قرآنی اصول کے موافق اہم صاحب شدید خوف میں مبتلا ہو کر کچھ دلوں کے لئے موت سے نجات پا گئے کیونکہ انہوں نے اس وقت عظمت اور صداقت اسلامی کو قبول کیا اور رد نہ کیا جیسا کہ علاوہ ہمارے الہام کے ان کا پریشاں حال ان کی اس اندرونی حالت پر گواہ رہا۔ اور اگر یہ باتیں صحیح نہیں ہیں اور اسلام کا خدا ان کے نزدیک سچا خدا نہیں تو قسم کھانے سے کیوں وہ بھاگتے ہیں اور کونسا پہاڑ ان پر گہے گا جو انہیں کچل ڈالے گا۔ کیا وہ تجربہ نہیں کر چکے جو ہم جھوٹے ہیں۔ پس جھوٹوں کے مقابل پر تو پہلے سے زیادہ دلیری کے ساتھ میدان میں آنا چاہیے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ وہی جھوٹے اور ان کا مذہب جھوٹا اور ان کا

حاشیہ۔ بعض مخالف مولوی نام کے مسلمان اور ان کے پیروں کہتے ہیں کہ جبکہ ایک مرتبہ عیسائیوں کی فتح ہو چکی تو پھر بار بار اہم صاحب کا مقابلہ پرانا انصاف ان پر واجب نہیں تھا اس کا جواب یہ ہے کہ اے بے ایمانو! نیم عیسائیوں و مجال کے ہر ایمو اسلام کے دشمنو! کیا پیشگوئی کے رد یہلو نہیں تھے پھر کیا اہم صاحب نے دوسرے پہلو رجوع الی الحق کے احتمال کو اپنے افعال اور اپنے اقوال سے آپ قوی نہیں کیا کیا وہ

کی سدی باتیں جھوٹی ہیں احساس پر یہی دلیل کافی ہے کہ جیسا کہ جھوٹے بزدل اور ہر سال ہوتے ہیں اور دہشتے ہیں کہ اپنے جھوٹ کی شامت سے کچھ نہ رہی نہ جائیں یہی حال ان کا ہو رہا ہے۔ اگلی قسم صاحب پندہ وینہ کے تجربہ سے مجھے کاذب معلوم کر لیتے تو ان سے ذیلہ میرے مقابل پر ادا کوئی بھی دلیر نہ ہوتا اور وہ قسم کھانے کے لئے مستعد ہو کر اس طرح میدان میں دوڑ کر آتے کہ جس طرح چڑیا کے شکار کی طرف بازو دوڑتا ہے۔ مطالبہ قسم پر ان کو باغ باغ ہو جانا چاہیئے تھا کہ اب جھوٹا دشمن قابو میں آگیا۔ مگر یہ کیا آفت پڑی کیوں اب تجربہ کے بعد مقابل پر نہیں آتے یہی سبب ہے کہ انہیں میرے الہام کی حقیقت معلوم ہے دوسرے احمق عیسائی اور مسلمان نہیں جانتے مگر وہ خوب جانتے ہیں۔

ناظرین! کیا تم سمجھتے ہو کہ وہ میدان میں قسم کھانے کے لئے آجائیں گے ہرگز نہیں آئیں گے کیا تم نہیں جانتے کہ کبھی جھوٹے بھی ایسی بہادری دکھاتے ہیں جو ایمانی قوت پہنچی ہو۔ ان کے تو ڈر کے دمست نکلتے رہے۔ غشی پر غشی طاری ہوتی رہی۔ سو خدا نے جو مزا دینے میں دھیما اور رحم میں سب سے بڑھ کر ہے اپنی الہامی شرط کے موافق ان سے معاملہ کیا۔ اب چڑیا اپنے منجرہ سے نکلی ہوئی پھر کیونکر اسی منجرہ میں داخل ہو جائے۔ پیارے ناظرین! کیا تم ہماری تحریروں کو غور سے نہیں دیکھتے کیا سچائی کی شوکت تمہیں ان کے اندر معلوم نہیں ہوتی۔ کیا نور فراست تمہارا گواہی نہیں دیتا کہ یہ ایمانی قوت اور شجاعت اور یہ استقلال دروہگو سے کبھی ظاہر نہیں ہو سکتا۔ کیا میں پاگل ہو گیا یا میں دیوانا ہوں کہ اگر قطعی طور مجھے علم نہیں دیا گیا تو یونہی تین ہزار روپیہ برباد کرنے کو طیار ہو گیا ہوں۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ! نہیں ڈرتے ہے۔ کیا انہوں نے اپنی نہان سے ڈرنے کا اقرار نہیں کیا پھر اگر وہ ڈر نہائی تلوار سے ستانہ آسمانی تلوار سے تو اس شبہ کے مٹانے کے لئے کیوں قسم نہیں کھاتے۔ پھر جبکہ اس طرح سے ہزار روپیہ کے انعام کا وعدہ نقد کی طرح پا کر پھر بھی قسم سے انکار درگزی ہے تو عیسائیوں کی فتح کیا ہوئی کیا تمہاری ایسی تیزی ہے۔ منہ +

خدا ہو چکا اور اپنے صحیح وجدان سے کام لو۔ اور یہ کہنا کہ کوئی ایسی بات نظر نہیں آتی جس کا انہیں خدا کا اہم پر ہوا ہو کس قدر صداقت کا غلط فہم ہے۔ اگر اثر نہیں تھا تو کیوں اہم صاحب چوروں کی طرح بھاگتے پھرے اور کیوں اپنی سچائی کی بنا پر اب قسم کھانے کے لئے میلان میں نہیں آتے غلط پر خطا جبری کرنا کر بھیجے گئے وہ مُوسے کی طرح بولتے نہیں۔

۴۔ چوتھا اعتراض یہ ہے کہ ایک صاحب اپنے اشتہار میں محمد کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں کہ تم نے مبارک میں اہم صاحب کو مخاطب کر کے کہا تھا کہ تم محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھپا رہے ہو۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ وہ اس وقت بھی بقول تمہارے اسلام کو حق جانتے تھے۔ پس بیشک کی کی میناویں کو کسی نئی بات اُن سے ظہور میں آئی۔

الجواب۔ جاننا چاہیے کہ امن کی حالت میں اپنے کفر کی حمایت کر کے حق کو چھپانا اور اپنے مخالفانہ دلائل کو مکرور سمجھ کر پھر بھی بحث کے وقت انہیں کو غرور دینا اور اسلامی دلائل کو بہت قوی یا کر پھر بھی اُن سے محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ سے منہ پھرنیہ اور بات ہے۔ لیکن خوف کے دنوں میں درحقیقت اسلامی صداقت کا خوف اپنے دل پہ ڈال لینا بہا شک کہ شدت خوف سے دیوانہ سا ہو جانا یہ اہم چیز ہے اور دونوں باتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے اور موجب التواء عذاب شق دوم ہے نہ شق اولیٰ۔

۵۔ پانچواں اعتراض یہ ہے کہ ایک سال کی میناویں کی کیا ضرورت ہے خدا ایک دن میں جھوٹے کو مار سکتا ہے۔

الجواب۔ اہل بے شک خدا کے قادر ذوالجلال ایک دن میں کیا بلکہ ایک وقت میں میں مار سکتا ہے مگر جب اس نے الہامی تقسیم سے اپنا ارادہ ظاہر کر دیا تو اس کی پیروی کرنا لازم ہے کیونکہ وہ عاقل ہے مثلاً وہ اپنی قدرت کے رُوسے ایک دن میں انسان کے نطفہ کو بچہ بنا سکتا ہے۔ لیکن جب اس نے اپنے قانون قدرت کے ذریعہ سے ہمیں سمجھا دیا کہ یہی اس کا ارادہ ہے کہ انہیں میں بچہ بنا دے تو بعد اس کے نہایت جالاکا اور گستاخی ہوگی

کہ ہم جیسا اعتراض کریں، کیا ہمیں خدا تعالیٰ کے ارادوں اور حکموں کی پیروی کننا لازم ہے یا
 یہ کہ اپنے ارادوں کا اس کو پیرو بنادیں۔ اس کی قدرت تو دونوں پہلو رکھتی ہے چاہے تو
 ایک طرفہ العین میں کسی کو ہلک کر دے۔ اور چاہے تو کسی اور مدت تک مثلاً ایک سال
 تک کسی پر موت وارد کرے اور پھر جب اسی کی تعظیم سے مظلوم ہوا کہ اپنی قدرت کے فائدہ
 کرنے میں اس نے ایک سال کی مدت کو ارادہ کیا ہے تو یہ کہنا سخت بے جا ہے کہ یہ ارادہ
 دنیا کی قدرت کے مخالفت ہے۔ خدا کا کام ہیں جو وہ ایک دم میں کر سکتا ہے مگر نہیں کرتا
 دنیا کو بھی چھ دن میں بنایا اور کھیتوں کو بھی اس مدت تک پکاتا ہے جو اس نے مقرر کر رکھی
 ہے اور ہر اک شے کے لئے اس کے قانون قدرت میں اجل مقرر ہے۔ پس قانون الہام
 بھی اسی قانون قدرت کے مشابہ صفات باری کو ظاہر کرتا ہے۔ لیکن یہ سیاقا ایسے لوگ کیوں
 کہہ رہے ہیں جو حضرت مسیح کو قادر مطلق خیال کرتے ہیں کیا ان کا وہ مصنوعی خدا ایک سال تک
 اہتم صاحب کو بچا نہیں سکتا حالانکہ ان کی عمر بھی کچھ ایسی بڑی نہیں ہے بلکہ میری عمر سے
 صحت چند سال ہی زیادہ ہیں۔ پھر اس مصنوعی خدا پر کون سی ناتوانی طاری ہو جائے گی کہ ایک
 سال تک بھی ان کو بچا نہیں سکے گا۔ ایسے خدا پر نجات کا بھروسہ رکھنا بھی سخت خطرناک
 ہے جو ایک سال کی حفاظت سے بھی عاجز ہے۔ کیا ہم نے عہد نہیں کیا کہ ہمارا خدا اس
 سال میں ضرور ہمیں مرنے سے بچائے گا اور اہتم صاحب کو اس جہان سے رخصت کر دیگا
 کیونکہ وہی قادر اور سچا خدا ہے جس سے بد نصیب عیسائی منگل میں اور اپنے پیچھے انسان
 کو خدا بنا بیٹھے ہیں۔ تبھی تو بڑوں میں اور ایک سال کے لئے بھی اس پر بھروسہ نہیں اسکتا
 اور سچا ہے باطل معبودوں پر بھروسہ کیونکر ہو سکے اور نور فطرت کیونکر گواہی دیوے کہ ایسا
 عاجز معبود ایک سال تک بچا سکے گا بلکہ ہم نے تو اشد تہاداً ۱۸۹۲ء میں یہ بھی لکھ دیا
 ہے کہ اگر اہتم صاحب اپنے مصنوعی خدا کو ایسا ہی کمزور اور گنہگار یقین کر بیٹھے ہیں تو اتنا
 کہیں کہ وہ ابن اللہ کے نام کا خدا ایک سال تک مجھ بچا نہیں سکتا تو ہم اس اقرار کے

بعد تین دن ہی منظور کر لیں گے۔ مگر وہ کسی طرح میدان میں نہیں آویں گے کیونکہ جھوٹے کو اپنے جھوٹے کارڈ کا شروع ہو جانا ہے اور سچے کے مقابل پر آنا اس کو ایک صحت کا قائل معلوم ہوتا ہے۔

۶۔ چھیٹا اعتراض یہ ہے کہ کیا خدا آہم کے منافقانہ رجوع سے اپنے زبردست وعدہ کٹال سکتا تھا حالانکہ وہ خود ہی فرماتا ہے وَلَنْ يُؤَخِّرَ اللَّهُ نَفْسًا اِذَا جَاءَ اَجَلُهَا الْعِصَىٰ حسب وعدہ پہنچ گیا تو کسی جان کو ہلکتا نہیں دی جاتی۔

الجواب۔ آپ سُن چکے ہیں کہ وہ وعدہ خدا تعالیٰ کے الہام میں قطعی وعدہ نہ تھا اور نہ فیصلہ ناطق تھا بلکہ مشروط بشرط تھا اور بصورت پابندی شرط کے وہ شرط قرار دہ بھی وعدہ میں داخل ہی۔ سو آہم نے خوف کے دنوں میں بیشک حق کی طرف رجوع کیا اور وہ رجوع منافقانہ نہیں تھا اس لئے خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق موت میں تاخیر ڈال دی افسوس کہ نادان لوگ اس بات کو نہیں سمجھتے کہ انسان کی فطرت میں یہ بھی ایک خاصہ ہے کہ وہ باوجود شقی ازلی ہونے کے شدت خوف اور ہول کے وقت میں خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کر لیتا ہے لیکن اپنی شقاوت کی وجہ سے پھر بلا سے رہائی پا کر اس کا دل سخت ہو جاتا ہے۔ جیسے فرعون کا دل ہر ایک رہائی کے وقت سخت ہوتا رہا۔ سو ایسے رجوع کا نام خدا تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں منافقانہ رجوع نہیں رکھا کیونکہ منافق کے دل میں کوئی سچا خوف نازل نہیں ہوتا اور اس کے دل پر حق کا رعب اثر نہیں ڈالتا۔ لیکن اس شقی کے دل میں راہ راست کی غفلت کو خیال میں لا کر ایک سچا خوف پیشگوئی کے سُسنے کے وقت میں بال بال میں پھر جاتا ہے۔ مگر چونکہ شقی ہے اس لئے یہ خوف اسی وقت تک رہتا ہے جب تک نزل عذاب کا اس کو اندیشہ نہ ہو۔ اس کی مثالیں قرآن کریم اور بائبل میں بکثرت ہیں جن کو ہم نے رسالہ انوار الاسلام میں تفصیل لکھ دیا ہے۔

غرض منافقانہ رجوع درحقیقت رجوع نہیں ہے۔ لیکن جو خوف کے وقت میں ایک

شقی کے دل میں واقعی طور پر ایک ہلوس اور ایشیہ پیدا ہو جاتا ہے اس کو خدا تعالیٰ نے
 رجوع میں ہی داخل رکھا ہے اور سنت اللہ نے ایسے رجوع کو دنیوی عذاب میں تاخیر پڑنے
 کا موجب ٹھہرایا ہے گو خودی عذاب ایسے رجوع سے ٹل نہیں سکتا مگر دنیوی عذاب ہمیشہ
 ٹکھاتا رہے اور دوسرے وقت پر پڑتا رہا ہے۔ قرآن کو غور سے دیکھو اور جہالت کی باتیں
 مت کرو۔ اور یاد رہے کہ آیتہ لن یؤخر اللہ عنہا کو اس مقام سے کچھ تعلق نہیں اس
 آیت کا تو مدعا یہ ہے کہ جب تقدیر مبرم آجاتی ہے تو ٹل نہیں سکتی۔ مگر اس جگہ بحث تقدیر
 معلق میں ہے جو مشروط بشرط ہے جبکہ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں آپ فرماتا ہے کہ میں
 استغفار اور تضرع اور غلبہ خوف کے وقت میں عذاب کو کفار کے سر پر سے ٹال دیتا ہوں
 اور ٹالتا رہا ہوں۔ پس اس سے بلا کر چھا گواہ اور کون ہے جس کی شہادت قبول کی جائے
 ۷۔ ساتواں اعتراض یہ ہے۔ اگر رجوع کے بعد عذاب ٹل سکتا ہے تو اب بھی
 اگر آہم قسم کھا کر پھر اند ہی اندر رجوع کر لے تو چاہیئے کہ عذاب ٹل جائے تو اس صورت
 میں ایک شریک انسان کے لئے بڑی گنجائش ہے اور رہائی پیشگوئیوں کا بالکل اعتبار ٹھجائیگا
 الجواب۔ قسم کھانے کے بعد خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ فیصلہ قطعی کرے۔ سو قسم
 کے بعد ایسے مکار کا پوشیدہ رجوع ہرگز قبول نہیں ہوگا کیونکہ اس میں ایک دُنیا کی تباہی
 ہے اور قسم فیصلہ کے لئے ہے اور جب فیصلہ نہ ہوا اور کوئی مکار پوشیدہ رجوع کر کے
 حق پر پودہ ڈال سکا تو دُنیا میں گمراہی پھیل جائے گی۔ اس لئے قسم کے بعد خدا تعالیٰ کا
 عزما یہ ارادہ ہوتا ہے کہ حق کو باطل سے علیحدہ کر دے تا امر مشتبہ کا فیصلہ ہو جائے۔
 ۸۔ آٹھواں اعتراض یہ ہے کہ اگر صداقت کا صرف اقبال یا اقرار باعث مغیر
 موت ہے تو ہم اہل اسلام کو کبھی موت نہیں آنی چاہیئے کیونکہ صداقت کے پیرو ہیں جبکہ
 دشمن خدا و را سے منافقانہ رجوع کے باعث جو وہ بھی پوشیدہ ہے موت سے نکال جائے تو ہم
 جو علی رؤس الاشہاد رجوع کئے بیٹھے ہیں بیشک حیات جاودانی کے مستحق ہیں۔

الجواب۔ حریز من جو لوگ سچے دل سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور پھر بعد اس کے ایسے کام نہیں کرتے جو اس کلمہ کے مخالف ہیں بلکہ تعہد کو اپنے دل پر وارد کر کے رسالت محمدیہ کے جھنڈے کے نیچے ایسی استقامت سے کھڑے ہو جاتے ہیں کہ کوئی ہولناک آواز بدوق یا توپ کی ان کو اس جگہ سے جنبش نہیں دے سکتی اور نہ تیز تلواروں کی چمکیں ان کی آنکھوں کو خیرہ کر سکتی ہیں اور نہ وہ مکڑے مکڑے بھی ہو کر اس جھنڈے سے باہر آ سکتے ہیں بیشک وہ لوگ حیاتِ جاودانی پائیں گے۔ کس خبیثیت نے کہا کہ نہیں پائیں گے اور وہ دائمی زندگی کے ضرور ہی وارث ہوں گے کون طعون کہتا ہے کہ نہیں وارث ہوں گے لیکن ایک کافر یا فاسق کا خوف کے دلوں میں کچھ مدت تک عذاب سے بچ جانا یہ خدا رحیم کی طرف سے ایک ہمت دینا ہے تا شاید وہ ایمان لاوے یا اس پر حجت پھنسی ہو جائے اور جب اللہ تعالیٰ ایک کافر کو اپنے غضب کی آگ سے ہلاک کرنا چاہے تو اس کی یہی سنتِ قدیم ہے کہ وہ خوف سے بھرے ہوئے دجوع کے ہتھ خواہ وہ دجوع بعد ایام خوف قائم رہنے والا ہو یا نہ ہو ضرور عذاب کو کسی دوسرے وقت پر ٹال دیتا ہے۔ مگر مومنوں کی موت اگر اس کا وقت پہنچ گیا ہو تو وہ بطور عذاب نہیں ہوتی بلکہ وہ ایک پل ہے جو حبیب کو حبیب کی طرف پہنچاتا ہے۔ اور وہ مرنے کے بعد اس لذت اور راحت کے وارث ہو جاتے ہیں جس کی نظیر اس دُنیا میں نہیں۔ مگر کافر کے لئے موت جہنم کا پہلا ذریعہ ہے جو اس سے گرتے ہی داخل دُور ہو جاتا ہے۔

۹۔ نواں اعتراض یہ ہے کہ اگر پادری رابٹ فریقِ مخالف میں سے پیشگوئی کی مبنیاد میں مر گئے تو اس کے مقدمہ میں آپ کے کئی مقرب عیسائی ہو گئے الجواب۔ اے صاحب۔ آپ متوجہ ہو کر سنیں اور ہم سچ کہتے ہیں اور کاذب

پر لعنت اللہ ہے کہ ہمارا کوئی معرب یا بیعت کا سچا تعلق رکھنے والا عیسائی نہیں ہوا۔ اہل دو بدجلن اور خراب اندرون توئی آنکھوں کے اندھے جن کو دین سے کچھ بھی تعلق نہیں تھا منافقانہ طور کے بیعت کرنے والوں میں داخل ہو گئے تھے۔ لیکن ہم نے یہ معلوم کر کے کہ یہ بدجلن اور خراب حالت کے آدمی ہیں ان کو اپنے مکان سے نکال دیا تھا اور ناپاک طبع پاکو بیعت کے سلسلہ سے الگ کر دیا تھا۔ اب فرمائیے کہ ان کا ہم سے کیا تعلق رہا اور ان کے مُردہ ہونے سے ہمیں کیا رنج پہنچا۔ پادریوں پر یہ بھی زوال آیا کہ اُن کو انہوں نے قبول کیا۔ اور انہیں دیکھیں گے کہ نتیجہ کیا نکلتا ہے۔ حرام خوردہ آدمی کسی قوم کے لئے جلئے فخر نہیں ہو سکتا۔ اگر آپ کو اس بیان میں شک ہو تو قادیان میں آویں اور ہم سے پورا پورا ثبوت لے لیں۔ لیکن رائٹ تو اپنی اس حیثیت منصبی اور مرگروہی کی عزت سے معطل نہیں کیا گیا تھا۔ اور وہی تھا جس نے مباحثہ کے پہلے انگریزی میں شرائط لکھے تھے۔ پھر آپ کیوں ایسی صریح اور چمکتی ہوئی صداقت پر خاک ڈالتے ہیں۔ یہ بات نہایت صاف ہے کہ اس جنگ میں جس کا نام پادریوں نے خود اپنے مُنہ سے جنگ مقدس رکھا تھا۔ شکست کی چاروں صوبہ میں ان بندگان پرست نصرانیوں کو نصیب ہوئیں کیونکہ کوئی ان میں سے مارا گیا اور کوئی زخمی ہوا یعنی بیمار شدید ہوا اور مُرمر کے بچا اور کوئی لعنتوں کے زنجیر میں گرفتار ہوا۔ اور کوئی بھاگ گیا اور اسلامی جھنڈے کے نیچے پناہ لے کر جان بچائی۔ پس اس کھٹلی کھٹلی اور فاش شکست سے انکار کرنا نہ صرف حماقت بلکہ پرلے درجہ کی بے ایمانی اور ہٹ دھرمی ہے۔ لیکن اگر مغلوب اور ذلیل پادریوں کو خواہ مخواہ غالب قرار دینا ہے تو ہم آپ کی زبان کو نہیں پکڑ سکتے۔ ورنہ سچ تو یہی ہے کہ اس پیشگوئی کے بعد پادریوں پر بہت ہی ذلت کی مار پڑی ہے۔ عین میدان پیشگوئی میں پادری رائٹ صاحب عین جوانی میں جہنم کی رونق افروزی کے لئے اس دُنیا سے بُلانے گئے اور ان کی موت پر اس قدر سیا پے اور دردناک فو سے ہوئے کہ عیسائیوں نے آپ اقرار کیا کہ بے وقت ہم پر قبر نازل ہوا۔

پھر دوسری ذلت، دیکھو کہ پچاس برس کی مولویت کا دعویٰ جس کی بنا پر محمد الدین وغیرہ کا اسلامی تعلیم میں دخل دینا جاہلوں کی نظر میں معتبر سمجھا جاتا تھا نجاست کی طرح جھوٹ کی بدبو سے بھرا ہوا ٹکڑا اور ایک دفعہ بوسیدہ بنیاد کی طرح گر گیا اور ہزار لعنت کا رستہ ہمیشہ کے لئے تمام ان پادریوں کے گلے میں پڑ گیا جو علم عربی میں دخل رکھنے کا دم مارتے تھے کیا یہ ایسی ذلت اور رسوائی ہے جو کسی کے چھپانے سے چھپ سکے اور کیا یہ وہ پہلی ذلت نہیں ہے جو پادریوں کو ہندوستان میں اور پنجاب میں نصیب ہوئی جس کے اشتہارات یورپ اور امریکہ اور تمام بلاد میں پھیل کر عام طور پر جہالت اور دروغ گوئی ان پادریوں کی جو مولوی کہلاتے تھے ثابت ہوئی اور ہمیشہ کے لئے یہ داغ ان کی پیشانی پر لگ گیا جو آئندہ ابد الہر تک دُور نہیں ہو سکتا۔ کیا ایسی ذلت کی کوئی نظیر ہمارے فریق میں پیش گوئی کے بعد آپ نے دیکھی۔ بھلا ذرا کلمہ طیبہ پڑھ کر بیان تو کرو تاہم بھی سنیں۔ اور پھر یہ ذلتیں اور رسوائیاں ابھی ختم کہاں ہوئیں۔ ہمارا اشتہار پر اشتہار نکالنا یہاں تک کہ تین ہزار تک انعام دینا اور آئندہ صاحب کی قسم کھانے سے جان نکلنا۔ کیا اس سے اسلام کی ہیبت اور صداقت بدیہی طور پر ثابت نہیں کیا اب بھی عیسائیوں کے ذلیل اور جھوٹے ہونے میں کچھ کسر باقی رہ گئی ہے۔ اور آپ کا یہ کہنا کہ رات کو آہتم کی موت کے لئے دعائیں مانگنا یہ بھی ایک عذاب تھا۔ سبحان اللہ کس قدر مسلمان کہلا کر یہودہ باتیں آپ کے مُنہ سے نکل رہی ہیں۔ سچے مسلمان ہمیشہ غلبہ اسلام کے لئے دعائیں مانگتے ہیں اور تہجد بھی پڑھتے ہیں اور نماز میں بھی ان کو رقت طاری ہوتی ہے اور آیت جمیعتوں لویہم مسجداً و قیامنا کا مصداق بنتے ہیں۔ اگر یہی عذاب ہے تو ہمارا دعا ہے کہ قیامت میں بھی یہ عذاب ہم سے الگ نہ ہو۔ دُعا کرنا ہمیشہ غیبیوں کا طریق اور صلحاء کی سنت ہے اور عین عبادت ہے اس کا نام عذاب رکھنا انہیں لوگوں کا کام ہے جو دُنیا کے کیڑے ہیں اور رُوخانی جہان سے

بے خبر ہیں۔ میں سچ کہتا ہوں کہ مومن صادق پر اس وقت دکھ اور عذاب کی حالت وارد ہوتی ہے کہ جب نماز کی رقت اور پُر رقت دُعا اس سے فوت ہو جاتی ہے۔ اسے غافلویہ تو دینداروں اور راستبازوں کا بہشت ہے نہ کہ عذاب سے

ہر دم بڑا جاننا سوزلیست عاشقانِ ادا ز جہاں چہ دید آنکس کہ ندید این جہاں
۱۔ سوال اعتراض یہ کہ پادری عماد الدین تو ایک جاہل آدمی ہے اور عربی سے بے بہرہ۔ وہ بچار عربی کتابوں کا جواب کیونکر لکھتا۔

الجواب۔ ایسا جاہل ایک مدت دراز سے مولوی کہلاتا تھا اور ہزاروں نادان اس کو مولوی سمجھتے تھے تو کیا اس کی ان تالیفات سے ذلت نہیں ہوئی اور کیا وہ بیٹا عاجز وہ جاننے کے اس ہزار لعنت کا مستحق نہ ہوا جو نور الحق کے چار صفحہ میں لکھی گئی۔ ماسوا اس کے اسے حضرت اس سے تو ان تمام پادریوں کی ناک کٹ گئی جو مولوی کہلاتے تھے اور مولوی کے دھوکہ سے جاہلوں پر بد اثر ڈالتے تھے نہ صرف عماد الدین کا ناک۔ کیا ایسی ثابت شدہ ذلت اور لعنت کی نظیر ہماری جماعت کو بھی پیش آئی۔ آپ عیسائیوں کے حامی تو بنے۔ اب حلفاً پورا پورا جواب دیں۔

۱۱۔ گیارہواں اعتراض یہ ہے کہ ایک ہندو زادہ سعد اللہ نام لدھیانہ سے اپنے اشتہار ۱۶ ستمبر ۱۸۹۶ء میں لکھتا ہے کہ صرف دل میں حق کی عظمت کو ماننا اور اپنے عقائد باطلہ کو غلط سمجھنا کسی طرح عمل خیر نہیں بن سکتا۔ یہ دجال قادیانی کا ہی کام ہے کہ اس کا نام رجوع بحق رکھے۔

الجواب۔ اسے حق دل کے اندھے دجال تو تو ہی ہے جو قرآن کریم کے برعکس بیان کرتا ہے اور نیز اپنی قدیم بے ایمانی سے ہمارے بیان کو محرف کر کے لکھتا ہے۔ ہم نے کب اہکس وقت کہا جو ایسا رجوع جو خوف کے وقت میں ہو اور پھر انسان اس سے پھر جائے نجات اخروی کے لئے مفید ہے۔ بلکہ ہم تو بار بار کہتے

ہیں کہ ایسا رجوع منجات اخروی کے لئے ہرگز مفید نہیں۔ اور ہم نے کب انکم نجات خوا
 مشرک کو بہشتی قرار دیا ہے۔ یہ تو مسر تیرا ہی اقترا اور بے ایمانی ہے ہم نے تو
 قرآن کریم کی تعلیم کے موافق صرف یہ بیان کیا تھا کہ کوئی کافر اور فاسق جب عذاب کے
 اندیشہ سے عظمت اور صداقت اسلام کا خوف اپنے دل میں ڈال لے اور اپنی شوخیوں
 اور بے باکیوں کی کسی قدر رجوع کے ساتھ اصلاح کر لے تو خدا تعالیٰ وعدہ عذاب دنیوی
 میں تاخیر ڈال دیتا ہے۔ یہی تعلیم سارے قرآن میں موجود ہے۔ جیسا کہ اللہ جل شانہ کفار
 کا قول ذکر کر کے فرماتا ہے۔ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ۔۔۔ اور
 پھر جواب میں فرماتا ہے۔ إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيلًا إِنَّكُمْ عَائِدُونَ۔ سورة اللہقان
 الجزء ۲۵۔ یعنی کافر عذاب کے وقت کہیں گے کہ اے خدا ہم سے عذاب دفع کر کہ ہم
 ایمان لائے۔ اور ہم تو خدا یا تھوڑی مدت تک عذاب دُور کر دیں گے مگر تم اے کافرو
 پھر کفر کی طرف خود کرو گے۔ پس ان آیات سے اور ایسا ہی ان آیتوں سے جن میں
 قریب الغرق کشیوں کا ذکر ہے۔ صریح منطوق قرآنی سے ثابت ہوتا ہے کہ عذاب دنیوی
 ایسے کافروں کے سر پر سے ٹل جاتا ہے جو خوف کے دلوں اور وقوف میں متقی اور
 توحید کی طرف رجوع کریں گو امن پا کر پھر بے ایمان ہو جائیں۔

بھلا اگر بھلا یہ بیان صحیح نہیں ہے تو اپنے معلم شیخ بنا لوی کو کہو کہ قسم کھا کر
 بذریعہ تحریر یہ ظاہر کرے کہ بھلا یہ بیان غلط ہے کیونکہ تم تو جاہل جو تم ہرگز نہیں سمجھو گے
 اور وہ سمجھ لے گا۔ اور یاد رکھو کہ وہ ہرگز قسم نہیں کھائے گا کیونکہ ہمارے بیان میں سچائی
 کا ثبوت دیکھ گا اور قرآن کے مطابق پائے گا۔ پس اب بتلو کہ کیا دجال تیرا ہی نام ثابت
 ہوا یا کسی اور کا۔ حق سے لڑنا رہ۔ آخر اسے مُردار دیکھے گا کہ تیرا کیا انجام ہوگا۔ اے
 عدو اللہ تو مجھ سے نہیں بلکہ خدا سے لڑ رہا ہے۔ بخدا مجھے اسی وقت ۲۹ ستمبر ۱۹۹۹ء کو
 قبری نسبت الہام ہو اسے اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَر۔ اور ہم نے اس طرح۔

اہتم کا رجوع بحق ہونے ثبوت نہیں کیا۔ کیا تو سوچتا نہیں کہ اگر وہ سچا ہے تو کیوں قسم نہیں کھاتا۔ اگر یہی سچا ہے تو وہ سچی قسم کھانے سے کس پہاڑ کے نیچے آکر دب جائے گا۔ اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ اہتم صاحب کا صرف بحیثیت مدعا علیہ انکار کرتے رہنا کچھ بھی چیز نہیں جھوٹ بولنا فساد کی سرشت میں داخل ہے۔ اگر بندہ پرست لوگ جھوٹ نہ بولیں تو اور کون بولے۔ مگر ہمارا تو یہ مطلب اور مدعا ہے کہ بحیثیت ایک گواہ کے کھڑا ہو کر مجمع عام میں اس مضمون کی قسم کھا جائیں جس کی ہم بار بار تعلیم کرتے ہیں مگر کیا اس نے اب تک قسم کھائی ہرگز نہیں اور تعجب کہ ہم نے لکھا تھا کہ جو ولد الحلال ہے اور درحقیقت عیسائی مذہب کو ہی غالب سمجھتا ہے تو چاہیئے کہ ہم سے دوہرا رو پیہ لے اور اہتم صاحب سے ہمارے منشاء کے موافق قسم دلا دے۔ پھر جو کچھ چاہے ہمیں کہتا رہے وہ نہ یونہی اسلامی بحث پر مخالفت عملہ کرنا اور زبان سے مسلمان کہلانا کسی ولد الحلال کا کام نہیں۔ مگر نبیاں سعد اللہ صاحب نے اب تک اہتم صاحب کو قسم کھانے پر مستعد نہ کیا مگر عیسائیوں کو غالب سمجھتا رہا اور اپنے پروانستہ وہ لقب لے لیا جس کو کوئی نیک طبیعت لے نہیں سکتا۔ اور پھر یہ نادان کہتا ہے کہ اگر مزنا ہی عذاب کی نشانی ہے تو قادیانی بھی ضرور ایک دن اس عذاب میں مبتلا ہوگا۔ اے حق تیری کیوں عقل ماری گئی۔ کیا تو قرآن نہیں پڑھتا۔ یوں تو انبیاء بھی فوت ہو گئے بلکہ بعض شہید ہوئے اور ان کے دشمن فرعون اور ابوجہل وغیرہ بھی گئے یا طے گئے لیکن وہ موت جو مقابلہ کے وقت اہل حق کی دعا سے یا اہل حق کی ایذا سے یا اہل حق کی پیشگوئی سے اشتیاق پر وارد ہوتی ہے وہ عذاب کی موت کہلاتی ہے کیونکہ جہنم تک پہنچاتی ہے۔ مگر اہل حق اگر شبید بھی ہو جائیں تو وہ خدا کے فضل سے بہشت میں جاتے ہیں۔

۱۲۔ بارھواں اعتراض اسی ہندو زادہ کا یہ ہے کہ جب کوئی عمل نہ چلا تو ڈھکوسلا

بنالیا کہ اہتم نے رجوع بحق کیا ہے۔

الجواب۔ اہل اسے ہندو زادہ اب ثابت ہو گیا کہ ضرور تو حلال زادہ ہے ہماری

اس شرط پر کہ کوئی اہتم کو قسم دینے سے پہلے تکذیب نہ کرے غیب ہی تو نے عمل کیا آفرین
 آفرین بھگہ کہ یہ ڈھکوسلا اب بتالیا یا الہام میں پہلے سے شرط تھی اور کیا اس شرط کے
 تصفیہ کے لئے ضرور نہ تھا کہ اہتم قسم کھا لیتا کیا قسم کے دو حرف منہ پر لانا اور تین ہزار
 روپیہ نقد لینا ایک پچھے آدمی کے لئے کچھ مشکل ہے !!!

سہو بعض شہمات ایسے لوگوں کی طرف سے ہیں جو خلاص رکھنے ہیں لیکن عیث
 کی معلومات بیخبر ہیں۔ پس ہم اس جگہ ان کے ادا نام کو بھی بطور قولہ اقولہ رفع کر دیتے ہیں
 قولہ اہتم اسلام کی طرف رجوع کرنے سے مرتجع اپنے غلط مطبوعہ میں انکار کرتا ہو
 صرف قسم کھا لینا اور روپے لینا باقی سنا ہے۔

اقول یہ انکار بنگ شہادت انکار نہیں بلکہ ایسے طور کا انکار ہے جیسے بد معاملہ
 معا عظیم کیا کرتے ہیں۔ بس ایسا انکار اس دعویٰ کو توڑ نہیں سکتا جو خود اہتم صاحب کی
 عالی شہادت سے ثابت ہے کیا اس میں کچھ شک ہے کہ اہتم صاحب نے اپنی سرابنگی
 اور دن رات کی پریشانی اور گریہ و بکا اور ہر وقت مغموم اور اندوہ ناک رہنے سے
 دکھا دیا کہ وہ ضرور اس پیشگوئی سے متاثر اور خائف رہے ہیں بلکہ اہتم صاحب نے خود
 دو رو کو محسوس بھی اس بات کا اقرار کیا ہے کہ وہ اس پیشگوئی کے بعد ضرور موت سے ڈرتے
 رہے۔ چنانچہ اسی ستمبر ۱۸۹۲ء کے مہینہ میں وہ اقرار نور افشاں میں چھپ بھی گیا ہے جس
 کی اب وہ یہ تاویل کرتے ہیں کہ پیشگوئی سے ہمیں خوف نہیں تھا اور یہ اسلامی عظمت کا اثر
 تھا بلکہ یہ خوف تھا کہ کوئی مجھ کو مار نہ دیوے لیکن انہوں نے خوف کا مرتجع اقرار کر کے پھر
 اس کا کچھ ثبوت نہیں دیا کہ ایسا خوف جس نے ان کو جیواؤں کی طرح بند کھا تھا کیا سارا مدار
 اس کا صرف اس دہم پر تھا کہ کوئی مجھ کو قتل نہ کر دیوے پس جبکہ ہمارے پیشگوئی کے بعد
 ہمارا خوف تھا جس کے وہ خود اقراری ہیں جس کو یاد کر کے اب بھی وہ نار زار روئے ہیں
 تو سہو یہ حق ہے کہ ایمان کی اس تاویل کو اہتم کی مد میں رکھ کر ان سے وہ ثبوت مانگیں جو

موجب قسطنی ہو کیونکہ جبکہ وہ نفس خوف کے خود اقراری ہیں تو ہمیں انصافاً و قانوناً حق پہنچتا ہے کہ ان سے وہ قسم غلیظ نہیں جس کے ذریعہ سے وہ حق بیان کر سکیں اور بغیر قسم کے ان کے بیانات لغو ہیں کیونکہ وہ باتیں بحیثیت مدعا علیہ کے ہیں۔

قولہ۔ اہتم صاحب کے ذمہ اس طرح پر قسم کھانا انصافاً ضروری نہیں۔

اقول۔ جبکہ اہتم صاحب کے وہ حالات ہو پیشگوئی کی مبیعہ میں اُن پر وارد ہوئے جنہوں نے ان کو مارے خوف کے دیوانہ سا بنا دیا تھا بلند آواز سے پکار رہے ہیں کہ ایک ڈرانے والا اثر ضرور ان کے دل پر وارد ہوا تھا اور پھر بعد اس کے ان کی زبان کا اقرار بھی نورافشاں میں چھپ گیا کہ وہ ضرور اس عرصہ میں خوف اور ڈر کی حالت میں رہے اور جو ڈر کے وجوہ انہوں نے بیان کئے ہیں وہ ایسا دعویٰ ہے جس کو وہ ثابت نہیں کر سکے پس اس صورت میں وہ خود انصافاً و قانوناً اس مطالبہ کے نیچے آگئے کہ وہ اس الزام سے قسم کے ساتھ اپنی بریت ظاہر کریں جو خود ان کے افعال اور ان کے بیان سے شبہ کے طور پر اُن کے عاید حال ہوتا ہے۔ پس ان کی بریت اس شبہ سے جس کو انہوں نے اپنے ہاتھوں سے آپ پیدا کیا۔ اسی میں ہے کہ وہ ایسی قسم جو مجھ مدعی کو مطمئن کر سکتی ہو یعنی میرے منشا کے موافق ہو جلسہ عام میں کھالیں اور یاد رہے کہ درحقیقت ان کے ایسے افعال سے جو اُن کی خوفناک حالت پر اور اُن کے ڈر سے بھرے ہوئے دل پر چندہ عینہ تک گواہی دیتے رہے اتنا اُن کے ایسے بیان سے جو دو رو کو اس زمانہ کی نسبت بتلایا جو نورافشاں ماہ ستمبر ۱۸۹۲ء میں چھپ گیا یہ امر قطعی طور پر ثابت ہو گیا ہے کہ وہ ضرور ایام پیشگوئی میں ڈرتے رہے۔ پس ان کا یہ دعویٰ کہ وہ عظمت حق کے خوف سے نہیں ڈرے بلکہ قتل کئے جانے سے ڈرے۔ اس دعویٰ کا ثبوت قانوناً و انصافاً انہیں کے ذمہ تھا جس سے وہ سبکدوش نہیں ہو سکے۔ لہذا ہمارے لئے یہ قانونی حق حاصل ہے کہ ایک قابل اطمینان ثبوت کے لئے ان کو قسم پر مجبور کریں اور

ان پر قافلاً واجب ہے کہ وہ اس طریق فیصلہ سے گریز نہ کریں جس طریق سے پودے
 طور پر ان کے سر پر سے ہمارا شبہ اور الزام اٹھ جائے۔ یہی وہ طریق ہے جس کو قافلہ
 انصاف چاہتا ہے۔ اب تم خواہ کسی وکیل یا بیرسٹریانج کو بھی پوچھ کر دیکھ لو۔ ہاں اگر
 اہم صاحب اب حسبِ تجویز قراردادہ ہماری کے قسم کھالیں تو بلاشبہ ان کی صفائی ہو
 جلے گی۔ اور اگر قسم کے ضرر سے بچ گئے تو نابت ہو جائے گا کہ وہ واقعی طور پر اسلامی
 پیشگوئی سے ذرہ نہیں ڈرے بلکہ وہ اس لئے خائف رہے کہ ان کو یہ پُرانا تجربہ تھا کہ
 یہ عابزِ خونی آدمی ہے ہمیشہ ناحق کے خون کرتا رہا ہے لہذا اب ان کا بھی ضرر و خون کر دگا۔
 قولہ۔ اس قسم کی متحدی اور پھر خفی طریقوں سے اس کا ثبوت۔

اقول۔ عقلمند کے لئے یہ خفی طریقہ نہیں جس حالت میں چندہ ہیئت تک اہم
 صاحب کے خوف کے قہر اور ان کی سرمایگی کی حالت دُنیا میں مشہور ہو گئی۔ پھر اب
 تک وہ زبان سے بھی رد و رد کو اقرار کرتے ہیں کہ میں ضرور ڈرتا رہا مگر تلواروں کا خوف
 تھا گویا کسی راجہ یا نواب یا کسی ڈاکو نے ان کو قتل کی دھمکی دی تھی۔ اور جب کہا جاتا
 ہے کہ یہ کمال درجہ کا خوف جو آپ سے ظاہر ہوا اگر یہ تلوار کا خوف تھا پچے دین کی غفلت
 اور قہراٹھی کا خوف نہیں تھا تو آپ قسم کھالیں کیونکہ اب آپ کے یہ دل کا بھید مجھ قسم
 کے فیصلہ نہیں پاسکتا تو آپ قسم کھانے سے کنارہ کر رہے ہیں۔ نہ ہزار روپیہ لیں۔ نہ
 دو ہزار روپیہ۔ اب اسی غرض سے تین ہزار روپیہ کا اشتہار جاری کیا گیا مگر قسم کی اب
 بھی امید نہیں۔ تو اب انصاف فرمائیے کہ کیا اب بھی ہمارے ثبوت کا طریقہ پوشیدہ ہے۔
 دشمن تو اسی وقت سے پکڑا گیا کہ جب اس نے خوف کا اقرار کر کے پھر قسم کھانے سے
 انکار کیا۔ اور آپ کو یاد ہو گا کہ حدیبیہ کے قہر کو خدا تعالیٰ نے فتحِ مبین کے نام سے
 موصوم کیا ہے اور فرمایا ہے اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا۔ وہ فتح اکثر صحابہ پر بھی مخفی تھی
 بلکہ بعض منافقین کے ارتداد کا موجب ہوئی۔ مگر دراصل وہ فتحِ مبین تھی مگر اس کے

مقدمات نظری اور عمیق تھے۔ پس دراصل یہ فتح بھی حدیبیہ کی فتح کی طرح نہایت مبارک فتح اور بہت سی فتوحات کا مقدمہ اور بعض کے لئے موجب ابتکار اور بعض کے لئے موجب اصطفا ہے اور اس پیشگوئی کو بھی پوری کتنی ہے جس کے یہ الفاظ ہیں کہ الحق فی آل محمد اور الحق فی آل عیسیٰ اور جو لوگ ابتلا میں گرفتار ہوئے انہوں نے اپنی بد تعبیر سے اس پیشگوئی کے سارے پہلو غور سے نہیں دیکھے اور قبل اس کے جو غور کریں بعض جہالت اور سادگی سے اپنی کم عقلی کا پردہ فاش کر دیا اور کہا کہ یہ پیشگوئی ہرگز پوری نہیں ہوئی۔ اگر وہ اس سنت اللہ سے خبر رکھتے جس کو قرآن کریم نے پیش کیا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمْ الْعَذَابَ إِذَا هُمْ يَنْكُشُونَ، المجز ۲۵ سورۃ النحوت تو جلدی کر کے اپنے تئیں ذامت کے گڑھے میں نہ ڈالتے مگر ضرور تھا کہ جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے اس زمانہ کے لئے پہلے سے فرمایا تھا وہ سب پورا ہوا۔ اور دوسرا یہ کہ ان کے معترضوں کو یہ بھی لگا کہ وہ پیشگوئی کی عظمت اور کمال ظہور کو صرف اس حد تک ختم کر بیٹھے حالانکہ جس الہام پر اس پیشگوئی کی کیفیت مبنی ہے اس میں یہ فقرات بھی ہیں۔ اطلع الله على همتهم وكنتم مومنين۔ وَلَا تَجْبُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَانْتَدِ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مَوْمِنِينَ۔ وَبَعَثْنَا فِيْ اَيُّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى وَنَعَزِقُ الْاَعْدَاءَ كُلَّ مَعَزِقٍ وَ مَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ يَبُورُ۔ اِنَّا نَكْشِفُ السُّرْعَنَ سَاقَةً۔ يَوْمَئِذٍ يَصْحَرُ الْمُؤْمِنُونَ ثَلَاثًا مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَ ثَلَاثًا مِنَ الْاٰخِرِيْنَ۔ وَ هَذِهِ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَا مَاتَّخِذِ الْاٰرِبَةَ سَبِيْلًا۔ دیکھو انوار اسلام صفحہ ۲۔

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہر ایک الہام کے لئے وہ سنت اللہ بطور امام اور مہمیں اور پیشرو کے ہے جو قرآن کریم میں وارد ہو چکا ہے اور ممکن نہیں کہ کوئی الہام اس سنت کو توڑ کر عہد میں آوے کیونکہ اس سے پاک فوشتوں کا باطل ہونا لازم آتا ہے۔ پھر جبکہ

قرآنی تعلیم نے صاف طور پر بتلادیا کہ ایسا رجوع بھی دنیوی عذاب میں تاخیر ڈال دیتا ہے جو محض دل کے ساتھ ہو اور معذالک ایسا ناقص بھی جو جو امن کے ایام میں قائم نہ رہے تو پھر کیونکر ممکن تھا کہ آتمم اپنے اس رجوع سے فائدہ نہ اٹھاتا بلکہ اگر یہ شرط الہام میں بھی موجود نہ ہوگی تب بھی اس سنت اللہ سے فائدہ اٹھانا ضروری تھا کیونکہ کوئی الہام ان سنتوں کو باطل نہیں کر سکتا جو قرآن کریم میں آچکی ہیں۔ بلکہ ایسے موقع پر الہام میں شرط مخفی کا اقرار کرنا پرشے گا جیسا کہ اس پر تمام اصفیاء اور اولیاء کا اتفاق ہے۔

۱۴۔ اعتراض چودھواں۔ اصل آتمم صاحب کے حواس قائم نہیں ہیں ادا بتک کچھ ہشت زدہ ہیں اس لئے پادری صاحبان ان کو قسم کھانے پر آمادہ نہیں کر سکتے اس اندیشہ سے کہ شاید قسم کھانے کے وقت اسلام کا اقرار ہی نہ کر لیں۔

الجواب۔ اگر آتمم صاحب کے حواس میں خلل ہے تو سوال یہ ہے کہ آیا یہ خلل پیشگوئی کے پہلے بھی موجود تھا یا پیشگوئی کے بعد ہی ظہور میں آیا۔ اگر پیشگوئی کے پہلے موجود تھا تو ایسا خیال بدیہی البطلان ہے کیونکہ وہ اس حالت میں بحث کے لئے کیونکر لوگیوں منتخب کئے گئے اور طرفہ یہ کہ خود ڈاکٹر نے ان کو اس بحث کے لئے منتخب کیا تھا تو مجبزی اس کے کیا کہہ سکتے ہیں کہ اُس وقت ڈاکٹر مارٹین کلاؤک کے حواس میں بھی خلل تھا۔ اور اگر یہ خلل پیشگوئی کے بعد میں پیدا ہوا تو پھر وہ پیشگوئی کی تاثیرات میں سے ایک تاثیر بھی جائیگ اور عذاب عقاب کا ایک جزو متصور ہوگا۔ اور اس صورت میں یہ بھی ماننا پڑے گا کہ جیسا کہ اکثر لوگ کا خیال ہے کہ جو تحریری آتمم صاحب کی طرف سے نور افشان میں شائع کی گئیں ہیں یا جو اُن کے خطوط بعضوں کو پہنچے ہیں یہ باتیں ان کے دل و دماغ سے نہیں نکلیں بلکہ طوطے کی طرح ان کے منہ سے نکلوائی گئیں یا لکھوائی گئیں ہیں۔ وہ زبان کو معلوم نہیں کہ ان کے منہ سے کیا نکلا یا اُن کے قلم نے کیا لکھا کیونکہ جبکہ حواس میں خلل ہے تو کسی بات پر کیا اعتماد۔

دوسرا حصہ اس اشتہار کا خاص طور پر اہم صاحب کی خدمت میں بطور

دھچکا کے ہے۔

اور وہ یہ ہے۔

از طرف عبداللہ محمد احمد عافہ اللہ و ائید۔ اہم صاحب کو معلوم ہو کہ میں نے آپ کا وہ خط پڑھا جو آپ نے نوافشاں ۱۱ ستمبر ۱۹۰۹ء کے نمبر میں چھپوایا ہے۔ مگر افسوس کہ آپ اُس خط میں دو فوائد سے کوشش کر رہے ہیں کہ حق ظاہر نہ ہو جس نے خدا تعالیٰ سے سچا اور پاک الہام پا کر یقینی اور قطعی طور پر جیسا کہ آفتاب نظر آجاتا ہے معلوم کر لیا ہے کہ آپ نے میرا پیشگوئی کے اندر اسلامی عظمت اور صداقت کا سخت اثر اپنے دل پر ڈالا اور ہسی بنا کر پیشگوئی کے وقوع کا ہم و غم کمال درجہ پر آپ کے دل پر غالب ہوا۔ میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ بالکل صحیح ہے اور خدا تعالیٰ کے مکالمہ سے مجھ کو یہ اطلاع ملی ہے اور اس پاک ذات نے مجھے یہ اطلاع دی ہے کہ جو انسان کے دل کے قصومات کو جانتا اور اس کے پوشیدہ خیالات کو دیکھتا ہے اور اگر میں اس بیان میں حق پر نہیں تو خدا مجھ کو آپ سے پہلے موت دے۔ پس اسی وجہ سے میں نے چاہا کہ آپ مجلس عام میں قسم غلیظہ سو کہ بعباب موت کھاؤں ایسے طریق سے جو میں بیان کر چکا ہوں تا میرا اور آپ کا فیصلہ ہو جائے اور دنیا تارکی میں نہ رہے اور اگر آپ چاہیں گے تو میں بھی ایک برس یا دو برس یا تین برس کے لئے قسم کھا لوں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ سچا ہرگز برباد نہیں ہو سکتا بلکہ وہی ہلاک ہو گا جس کو جھوٹ نے پہلے پکڑ لیا۔ بس نادان کہتے ہیں کہ یہ الہام پندرہ ہجرت کے اندر کیوں مشائخ نہ کیا۔ سو واضح ہو کہ پندرہ ہجرت کے اندر ہی یہ الہام ہو چکا تھا۔ پھر جبکہ الہام نے اپنی صداقت کا پورا ثبوت دے یا تو ثابت شدہ امر کا انکار کرنا بے ایمانی ہے۔ منہ ۱

سے ہلاک کر دیا ہے۔ اگر صدق الہام اور صدق اسلام پر مجھے قسم دی جائے تو میں آپ سے ایک پیسہ نہیں لیتا۔ لیکن آپ کے قسم کھانے کے وقت تین ہزار کے بدلے پہلی پیش کئے جائیں گے۔ یا تحریر باضابطہ لے کر پہلے ہی دے دیئے جائیں گے۔ اگر میں روپیہ دینے میں فذہ بھی توقف کروں تو اسی مجلس میں جھوٹا ٹھہر جاؤں گا۔ مگر وہ روپیہ ایک سال تک بطور امانت آپ کے ضامنوں کے پاس رہے گا۔ پھر آپ زندہ رہے تو آپ کی ملک ہو جائے گا اور اگر اس کے سوا میرے لئے میرے کاذب نکلنے کی حالت میں منزائے موت بھی تجویز ہو تو بخدا اس کے بھگتنے کے لئے بھی تیار ہوں مگر افسوس سے لکھتا ہوں کہ اب تک آپ اس قسم کے کھانے کے لئے آمادہ نہیں ہوئے۔ اگر آپ سچے ہیں اور میں ہی جھوٹا ہوں تو کیوں میرے رو برویہ عام میں قسم ہو کر بعد اب موت نہیں کھاتے۔ مگر آپ کی یہ تحریریں جو اخباروں میں یا خطوط کے ذریعہ سے آپ شائع کر رہے ہیں بالکل سچائی اور راستبازی کے برخلاف ہیں۔ کیونکہ یہ باتیں بحیثیت ایک مدعا علیہ کے آپ کے منہ سے نکل رہی ہیں جو ہرگز قابل اعتبار نہیں۔ اور میں چاہتا ہوں کہ بحیثیت ایک گواہ کے جلسہ عام میں حاضر ہوں یا چند ایسے خاص لوگوں کے جلسہ میں جن کی تعداد فریقین کی منظوری سے قائم ہو جائے آپ خوب سمجھتے ہیں کہ فیصلہ کرنے کے لئے آخری طریق حلف ہے۔ اگر آپ اس فیصلہ کی طرف رُخ نہ کریں تو آپ کو حق نہیں پہنچتا کہ آئندہ کبھی عیسائی کہلا دیں۔ مجھے حیرت پر حیرت ہے کہ اگر واقعی طور پر آپ سچے اور میں مغتری ہوں تو پھر کیوں ایسے فیصلہ سے آپ گریز کرتے ہیں جو آسمانی ہو گا اور صرف سچے کی حمایت کرے گا اور جھوٹے کو نابود کر دے گا۔ بعض نادان عیسائیوں کا یہ کہنا کہ جو ہونا تھا ہو چکا عجیب حماقت اور بے دینی ہے۔ وہ اس امر واقعی کو کیونکر اور کہاں چھپا سکتے ہیں کہ وہ پہلی پیشگوئی دو پہلو پر مشتمل تھی۔ پس اگر ایک ہی پہلو پر مدار فیصلہ رکھا

جائے تو اس سے بڑھ کر کوئی بے ایمانی ہوگی۔ اور دوسرے پہلو کے استمان کا وہی ذریعہ ہے جو الہی تعلیم نے میرے پر ظاہر کیا یعنی یہ کہ آپ قسم موکہ بعد اب موت کھا جائیں۔ اب اگر آپ قسم نہ کھائیں اور کوئی فضول گو مدعا علیہوں کی طرح اپنی عیسائیت کا اظہار کریں تو ایسے بیانات شہادت کا حکم نہیں رکھتے بلکہ تعصب اور حق پوشی پر مبنی سمجھے جاتے ہیں سو اگر آپ سچے ہیں تو میں آپ کو اس پاک قائد ذوالجلال کی قسم دیتا ہوں کہ آپ ضرور تاریخ مقررہ کے جلسہ عام یا خاص میں سب شرح بالا قسم موکہ بعد اب موت کھا دیں تاتقی اور باطل میں خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے فیصلہ ہو جائے۔

اب میں آپ کی اس پھل تفریر کی جواب لے چوہ نود افشاں اہل تمہرہ میں چھپوائی ہے حقیقت ظاہر کرتا ہوں کیا وہ ایک شہادت ہے جو فیصلہ کے لئے کافی ہو سکے ہرگز نہیں وہ تو مدعا علیہوں کے رنگ میں ایک یکطرفہ بیان ہے جس میں آپ نے جھوٹ بولنے اور حق پوشی سے ذرا خوف نہ کیا کیونکہ آپ جانتے تھے کہ یہ بیان بطور بیان شاہد قسم کے ساتھ موکہ نہیں بلکہ جاہلوں کے لئے ایک خصل تسلی ہے۔ پھر آپ زبان دیا کر رہے بھی اس میں اشارہ کرتے ہیں کہ میں عام عیسائیوں کے عقیدہ الطیبت والوہیت کے ساتھ متفق نہیں اھنہ میں ان عیسائیوں سے متفق ہوں جنہوں نے آپ کے ساتھ کچھ یہودگی کی اور پھر آپ سمجھتے ہیں کہ قریب بشارتیں کی میری عمر ہے اور پہلے اس سے اسی سال کے کسی پرچہ نود افشاں میں چھپا تھا کہ آپ کی عمر چوبیس برس کے قریب ہے پس میں متعجب ہوں کہ اس فکد سے کیا فائدہ کیا آپ عمر کے لحاظ سے دیتے ہیں کہ شاید میں فوت ہو جاؤں مگر آپ نہیں سوچتے کہ بھڑا زردہ قساور مطلق کوئی فوت نہیں ہو سکتا جبکہ میں بھی قسم کھا چکا اور آپ بھی کھائیں گے تو جو شخص ہم دونوں میں جھوٹا ہو گا وہ دنیا پر اثر ہدایت ڈالنے کے لئے اس جہان سے اٹھا لیا جائے گا۔ اگر آپ

چونکہ برس کے میں تو میری عمر بھی قریباً ساٹھ کے ہو چکی۔ وہ خداؤں کی لڑائی ہے ایک اسلام کا اور ایک عیسائیوں کا۔ پس جو مسیحا اور قادر خدا ہوگا وہ ضرور اپنے بند کو پہلے گا۔ اگر آپ کی نظر میں کچھ عزت اس مسیح کی ہے۔ جس نے مریم صدیقہ سے تولد پایا تو اس عزت کی سفارش پیش کر کے پھر میں آپ کو خداوند قادر مطلق کی قسم دیتا ہوں کہ آپ اس اشتہاد کے منشاء کے موافق عام مجلس میں قسم موکہ بعد اب موت کھا دیں۔ یعنی یہ کہیں کہ مجھے خدا تعالیٰ کی قسم ہے کہ میں نے میٹگوئی کی معاد میں اسلامی عظمت اور صداقت کا کچھ اثر اپنے دل پر نہیں ڈالا اور نہ اسلامی پیشگوئی کی حقانی ہیبت میرے دل پر طاری ہوئی اور نہ میرے دل نے اسلام کو حقانی مذہب خیال کیا بلکہ میں درحقیقت مسیح کی انیت اور الوہیت اور کفایت پر یقین کامل کے ساتھ اعتقاد رکھتا رہا۔ اگر میں اس بیان میں چھوٹا ہوں تو اسے قادر خدا جو دل کے تصورات کو جانتا ہے اس بیباکی کے عوض میں سخت ذلت اور دکھ کے ساتھ عذاب موت ایک سال کے اندر میرے پر نازل کر۔ اور یہ تین مرتبہ کہنا ہوگا اور ہم تین مرتبہ آمین کہیں گے۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کو مسیح کی عزت کا کچھ بھی پاس ہے یا نہیں۔ زیادہ کیا لکھیں؟ والسلام علی من اتبع الهدی۔

راحم میسر غلام احمد از قادیان

ضلع گورداسپور ۵ اکتوبر ۱۸۹۲ء

تعداد اشاعت دس ہزار

مطبوعہ گورداسپور پریس لاہور

پر اشتہار ۲۰ × ۲۶ سائز کے ۲۰ صفحوں پر ہے

نوٹ:- میں اس جگہ ڈاکٹر مبین کمارک اور پادری املا الدین صاحب اور دیگر پادری صاحبان کو جس حضرت عیسیٰ مسیح الہی مریم کی عزت اور وجاہت کو اپنے اس قول کا درمیان فی شفیع شہر اکبر خداوند قادر و اجلال کی قسم دیتا ہوں کہ وہ آئندہ صاحب کو حسب منشاء میری قسم کھانے لئے آمادہ کریں۔ ورنہ ثابت ہوگا کہ ان کے دل میں ایک ذرہ تعظیم حضرت مسیح کی عزت اور وجاہت کی نہیں ہے۔

(۱۲۳)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 الْحَمْدُ وَنُصَلِّ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

اشتہار انعامی پچار ہزار روپیہ بہترین چہارم

یہ چار ہزار روپیہ حسب شرائط اشتہار ستمبر ۱۹۶۷ء و ۲۰ ستمبر ۱۹۶۷ء و
 ۱ اکتوبر ۱۹۶۷ء مسٹر عبد اللہ اہتم صاحب کے قسم کھانے پر بلا توقف ان کو میا جلیگا
 نائلسرین ! اس مضمون کو غور سے پڑھو کہ ہم اس سے پہلے تین اشتہار انعامی زر کثیر
 یعنی اشتہار انعامی ایک ہزار روپیہ اور اشتہار انعامی دو ہزار روپیہ اور اشتہار انعامی تین ہزار
 روپیہ مسٹر عبداللہ اہتم صاحب کے قسم کھانے کے لئے شائع کر چکے ہیں اور بار بار لکھ
 چکے ہیں کہ اگر مسٹر اہتم صاحب ہمارے اس الہام سے منکر ہیں جس میں خدا تعالیٰ کی طرف
 سے ہم پر یہ ظاہر ہوا کہ اہتم صاحب ایام پیشگوئی میں اس وجہ سے بعذاب الہی فوت
 نہیں ہو سکے کہ انہوں نے حق کی طرف رجوع کر لیا تو وہ جلسہ عام میں قسم کھالیں
 کہ یہ بیان سراسر آخر ہے اور اگر آخر انہیں بلکہ حق اور منجانب اللہ ہے اور میں ہی
 جھوٹ بولتا ہوں تو اسے خدا اسے قادر اس جھوٹ کی سزا مجھ پر یہ نازل ہو کہ میں ایک
 سال کے اندر سخت عذاب اٹھا کر مہانوں عرض یہ قسم ہے جس کا ہم مطالبہ کرتے ہیں۔

۴ نوٹ: عیسائی لوگ اس لئے بندہ پرست ہیں کہ عیسیٰ مسیح جو ایک عابد بندہ ہے ان کی نظر
 میں وہی خدا ہے اور یہ قول ان کا سراسر فضول اور نفاق اور دروغ گوئی پر مبنی ہے جو وہ کہتے ہیں
 کہ ہم عیسیٰ کو تو ایک انسان سمجھتے ہیں مگر اس بات کے ہم قائل ہیں کہ اس کے ساتھ اقوام ابن

اور یہ بھی کھول کر تحریر کر چکے ہیں کہ قانون انصاف اہم صاحب پر واجب کرتا ہے کہ وہ اس تصفیہ کے لئے ضرور قسم کھاویں کہ وہ پیشگوئی کے ایام میں اسلامی صداقت سے خائف نہیں ہوئے بلکہ برابر بندہ پرست ہی رہے کیونکہ جبکہ ڈرنے کا ان کو خود اقرار ہے چنانچہ وہ اس اقرار کو کئی مرتبہ رد و کر ظاہر کر چکے ہیں تو اب یہ بار ثبوت انہیں کی گرن پر ہے کہ وہ الہامی پیشگوئی اور اسلامی صداقت سے نہیں ڈسے بلکہ اس لئے ڈرتے رہے کہ ان کو متواتر یہ تجربہ ہو چکا تھا کہ اس پیشگوئی سے پہلے اس عاجز

بے اختیار حاشیہ۔ کا تعلق تھا کیونکہ مسیح نے انجیل میں کہیں یہ دعویٰ نہیں کیا کہ اقنوم ابن سے میرا ایک خاص تعلق ہے اور وہی اقنوم ابن اللہ کہلاتا ہے نہ میں۔ بلکہ انجیل یہ بتلاتی ہے کہ خود مسیح ابن اللہ کہلاتا تھا اور جب مسیح کو زندہ خدا کی قسم دے کر سزا کا ہن نے پوچھا کہ کیا تو خدا کا بیٹا ہے تو اس نے یہ جواب نہ دیا کہ میں تو ابن اللہ نہیں بلکہ میں تو وہی انسان ہوں جس کو تیس برس سے دیکھتے چلے آئے ہو۔ ہاں ابن اللہ وہ اقنوم ثانی ہے جس نے اب مجھ سے قریباً دو سال سے تعلق پکڑ لیا ہے بلکہ اس نے سردار کاہن کو کہا کہ ہاں وہی ہے جو کہتا ہے۔ پس اگر ابن اللہ کے معنی اس جگہ وہی ہیں جو عیسائی مراد لیتے ہیں تو ضرور ثابت ہوتا ہے کہ مسیح نے خدائی کا دعویٰ کیا۔ پھر کیونکر کہتے ہیں کہ ہم مسیح کو انسان سمجھتے ہیں۔ کیا انسان صرف جسم اور ہڈی کا نام ہے۔ افسوس کہ اس زمانہ کے جاہل عیسائی کہتے ہیں کہ قرآن نے ہمارے عقیدہ کو نہیں سمجھا۔ حالانکہ وہ خود اس بات کے قائل ہیں کہ مسیح نے خود اپنے منہ سے ابن اللہ ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ سردار کاہن کا یہ کہنا کہ کیا تو خدا کا بیٹا ہے اس کا مدعا یہی تھا کہ تو جو انسان ہے۔ پھر کیونکر انسان ہو کر خدا کا بیٹا کہتا ہے

۱۔ نوٹ۔ اہم صاحب نے نور نشان۔ را کو پروردگار میں عطا کی قسم کے بارہ میں یہ جواب شائع کیا ہے کہ اگر مجھے قسم دینا ہے تو عدالت میں میری طلبی کر لیے یعنی جبر عدالت میں قسم نہیں کھا سکتا گویا اُن کا ایمان عدالت کے جبر پر موقوف ہے۔ مگر جو سچائی کے اظہار کے لئے قسم نہیں کھاتے وہ نیست و نابود کرتے

۱۔ نوٹ۔ اہم صاحب نے نور نشان۔ را کو پروردگار میں عطا کی قسم کے بارہ میں یہ جواب شائع کیا ہے کہ اگر مجھے قسم دینا ہے تو عدالت میں میری طلبی کر لیے یعنی جبر عدالت میں قسم نہیں کھا سکتا گویا اُن کا ایمان عدالت کے جبر پر موقوف ہے۔ مگر جو سچائی کے اظہار کے لئے قسم نہیں کھاتے وہ نیست و نابود کرتے

نے ہزاروں کا خون کر دیا ہے اور اب بھی اپنی بات پوری کرنے کے لئے ضرور ان کا خون
 کرے گا۔ پس اسی وجہ سے ہمیں قانوناً و انصافاً حتیٰ پہنچا جو ہم بیک پر اصل حقیقت ظاہر
 کرنے کے لئے اہم صاحب سے قسم کا مطالبہ کریں۔ ظاہر ہے کہ اگر کوئی کسی کے گھر میں غلط
 بیجا کرتا ہو یا پکڑا جاوے تو صرف یہ اپنا ہی عند اس کا سنا نہیں جائے گا کہ وہ مشفق
 بقیہ عاشق ہے۔ کیونکہ سوا کا بتانا جتنا تھا کہ یہ ایک انسان اور بہاری قوم میں سے پو
 نجا کی بیوی کا لڑکا ہے۔ لہذا ضرور تھا کہ مسیح سردار کاہن کو وہ جواب دیتا جو اس کے سوال
 اور دلی مشاعر کے مطابق ہوتا۔ کیونکہ نبی کی شان سے بعید ہے کہ سوال و جواب
 دیگر ہو۔ پس عیسائیوں کے مصنوعی اصول کے موافق یہ جواب چاہیے تھا کہ جیسا کہ تم نے گمان
 کیا ہے یہ غلط ہے اور تم اپنی انسانیت کی رو سے ہرگز ان اللہ نہیں کہلاتے بلکہ ابن اللہ تو تو
 دوم ہے جس کا تہدی کتابوں کے فلاں فلاں مقام میں ذکر ہے۔ لیکن مسیح نے ایسا جواب نہ
 دیا بلکہ ایک دوسرے مقام میں یہ کہا ہے کہ تمہارے بزرگ قودا کہلائے ہیں۔ پس ثابت ہے
 کہ دوسرے نبیوں کی طرح مسیح نے بھی اپنے انسانی روح کے لحاظ سے ابن اللہ کہلایا اور صحت
 اطلاق لفظ کے لئے گذشتہ نبیوں کا حوالہ دیا۔ پھر بعد اس کے عیسائیوں نے اپنی غلط فہمی کو
 اہم صاحب نے اپنی متواتر تقریروں میں میرے پر اور میرے بعض مخلصوں پر یہ الزام لگایا ہے کہ وہ ان
 نے اپنی موت سے دستے رہے کہ میں اور میرے بعض دوست ان کے قتل کرنے کے لئے مستعد تھے
 اور گویا انہوں نے کئی دفعہ بچیوں اور عواروں کے ساتھ حملہ کرتے بھی دیکھا تو اس ستر میں اگر وہ اپنے
 بیجا الزاموں کو ثابت نہ کریں تو کم سے کم وہ اس جرم کے متکب ہیں جس کی تشریح دفعہ ۵۰ تقریر میں
 درج ہے وہ خوب جانتے تھے کہ کبھی میرے پروڈا کو یا خونی ہونے کا الزام نہیں لگایا گیا اور میرا پاپ گنہگار
 میں ایک جگہ نام رکھیں تھا تو کیا اب تک وہ اس بیجا الزام سے زیر مطالبہ نہیں آئے اور کیا وہ اس بیہودہ
 عند سے جو تم کھانا میرے مغرب میں درست نہیں قانونی جرم سے بڑی ہو سکے ہیں اور ان کے حق میں موت کی
 بیگ کوئی ان کی درخواست سے نفی نہ خود بخود کیونکہ انہوں نے الہامی نشان مانگا تھا۔ منہ ۵

ہینے کے لئے آگ لینے آیا تھا بلکہ اس کی بریت اور صفائی کے لئے کسی شہادت کی حاجت ہوگی سو اسی طرح حبیب آہم صاحب نے اپنے پندرہ ہینے کے حالات اور نیز اقرار سے نکالتے کر دیا کہ وہ ایام پیشگوئی میں ضرور ڈرتے رہے ہیں تو بیشک اُن سے یہ ایک ایسی ہی حرکت صادر ہوئی جو اُن کی عیسائیت کے استقلال کے برخلاف تھی اور چونکہ وہ حرکت پیشگوئی کے زمانہ میں بلکہ بعض نمونوں کو دیکھ کر ظہور میں آئی اس لئے وہ اس مطالبہ کے نیچے آگئے کہ کیوں یہ یقین نہ کیا جائے کہ پیشگوئی کے وعیناک اُترنے ان کا یہ حال بنا دیا تھا اور ضرور انہوں نے اسلامی غفلت کا خوف اپنے دل پر ڈال لیا تھا پس اسی وجہ سے انصاف اور قانون دونوں ان کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ ہمارے منشاء کے موافق قسم کھا کر اپنی بریت ظاہر کریں مگر وہ ایک ہمنامہ پیش کرتے ہیں کہ ہمارے مذہب میں قسم کھانا ممنوع ہے۔ پس ان کی یہی مثال ہے کہ جیسے ایک چور بجا مداخلت کے وقت میں پکڑا جائے اور اس سے صفائی کے گواہ مانگے جائیں تو چور حاکم کو یہ کہے کہ میرے مذہب کی رو سے یہ منہ ہے کہ میں صفائی کے گواہ پیش کروں یا اپنی بریت کے لئے قسم کھاؤں۔ اس لئے میں آپ کی منت کرتا ہوں کہ مجھے یونہی چھوڑ دو۔ پس جیسا وہ احمق چور قانون عدالت کے برخلاف باتیں کر کے یہ باقیہا شیعہ۔ مسیح کو درحقیقت خدا کا بیٹا سمجھ لیا۔ اور دوسروں کو بیٹا بنانے سے باہر رکھا پس اسی واقعہ مسیح کی قرآن مجید نے گواہی دی۔ اور اگر کوئی یہ کہے کہ اقنوم ثانی کا مسیح کی انسانی روح سے ایسا اختلاط ہو گیا تھا کہ درحقیقت وہ دونوں ایک ہی چیز ہو گئے تھے اس لئے مسیح نے اقنوم ثانی کی وجہ سے جو اس کی ذات کا عین ہو گیا تھا۔ خدائی کا دعویٰ کر دیا۔ تو اس تقریر کا مل بھی یہی ہوا کہ بموجب زعم نصاریٰ کے ضرور مسیح نے خدائی کا دعویٰ کیا۔ کیونکہ جب اقنوم ثانی اس کے وجود کا عین ہو گیا اور اقنوم ثانی خدا ہے تو اس سے یہی نتیجہ نکلا کہ مسیح خدا بن گیا۔ سو یہ وہی ضلالت کی راہ ہے جس سے پہلے اور پچھلے عیسائی ہلاک ہو گئے اور قرآن نے درست فرمایا کہ یہ بندہ پرست ہیں۔ منہ ۵

طبع خام دل میں ڈلتا ہے کہ میں بغیر انہی بریرت ظاہر کرنے کے یونہی چھوٹ جاؤں گا۔ اسی طرح
 اہتم صاحب اپنی سلاہ لوحی سے بار بار انہیں پیش کرتے ہیں اور اس الزام سے بڑی بھرتے
 کا ان کو ذمہ فکر نہیں جو خود ان کے اقرار اور کردار سے ان پر ثابت ہو چکا ہے۔ انہیں اس
 پیشگوئی سے پہلے جو ان کی نسبت کی گئی تھی خوب معلوم تھا کہ احمد بیگ کی نسبت جو موت کی
 پیشگوئی کی گئی تھی جس کو ایڈیٹر نور افشاں نے چھاپ بھی دیا تھا اور جس کے بہت سے
 اشتہار بھی شائع ہو چکے تھے وہ کسی صفائی سے پوری ہوئی۔ ان کو خوب یاد ہو گا کہ انہیں
 ایام انعقاد مباحثہ میں اس پیشگوئی کا پورا ہونا بندیلہ ایک خط کے اُن پر ظاہر کر دیا گیا
 تھا۔ پس اسی سبب سے اس پیشگوئی کا غم ان کے دل پر بہت ہی غالب ہوا۔ کیونکہ وہ نمونہ
 کے طور پر ایک پیشگوئی کا پورا ہونا ملاحظہ کر چکے تھے مگر میری قاتلانہ سیرت کی نسبت تو ان
 کے پاس کوئی نمونہ اور کوئی ثبوت نہ تھا۔ کیا ان کے پاس اس بات کا کوئی ثبوت تھا کہ میں
 جس کی نسبت موت کی پیشگوئی کرنا ہوں اس کو خود قتل کر دیتا ہوں۔ پھر کیا کسی عقلمند کا
 قیاس اس بات کو باور رکھ سکتا ہے کہ جس بات کا اُن کے پاس کھلا کھلا نمونہ تھا بلکہ میری
 پرہیزگاری اس کا گواہ تھا اس تجربہ کردہ اور آزمودہ بات کا تو کچھ بھی خوف ان کے دل پر طاری
 نہ ہوا مگر قتل کرنے کا خوف دل پر طاری ہو گیا جس کی تصدیق کے لئے کوئی نمونہ ان کے پاس
 موجود نہ تھا اور نہ شبہ کرنے کی کوئی وجہ تھی۔ کیا کوئی ثابت کر سکتا ہے کہ کبھی میں نے کوئی
 ظالمانہ حرکت کی یا ادنیٰ زد و کوب کا استغناء بھی میرے پرہیزگار ہوا۔ پس جبکہ میرے سابقہ اعمال
 کسی شرم کا احتمال نہیں پیدا کرتے تھے اور دوسری طرف پیشگوئی کے پورے ہونے کا احتمال
 اہتم صاحب کی نظر میں کئی وجوہ سے قوی تھا کیونکہ وہ احمد بیگ کی موت کی پیشگوئی کا پورا
 ہونا مجھ سے سُن چکے تھے اور اس پیشگوئی کی کیفیت میرے اشتہارات اور پرہیزگاریوں اور افشاں
 ہر ماہ شیعہ۔ مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری اور اس کے داماد کی نسبت ایک ہی پیشگوئی تھی اور احمد بیگ
 کی نسبت جو ایک حصہ پیشگوئی کا تھا نور افشاں میں بھی شائع ہو چکا تھا غرض احمد بیگ کے علاوہ کے اندر قوت ہو

میں پڑھ چکے تھے اور نہ صرف اسی قدر بلکہ ان کی نسبت پیشگوئی عیسٰی قوت اور شوکت اور
پُرزداد دعویٰ سے بیان کی گئی وہ بھی ان کو معلوم تھا تو اب ظاہر ہے کہ یہ تمام باتیں مل کر
ایسی دل پر قوی اثر ڈالتی ہیں جو کاذب بتاؤں و نمونہ دیکھ چکا ہے۔ پس جبکہ ایک طرف خوف
اور ڈر کے پیدا سبب موجود ہوں اور دوسری طرف خود اقرار ہو کہ میں ایام پیشگوئی میں ضرور
ڈرتا رہا۔ پس کیا اب تک وہ اس مطالبہ کے نیچے نہیں آ سکے کہ ہمیں وہ قسم کھا کر مطمئن
کریں کہ اس قسم کا ڈر جس کے اسباب اور محرک اور نمونے ان کی نظر کے سامنے موجود تھے وہ
ہرگز ان کے دل پر غالب نہیں ہوا بلکہ ان تلواروں اور برہمیوں نے ان کو ڈرایا جن کا خدای
میں کچھ بھی وجود نہ تھا۔ بہر حال اس دعویٰ کا بار ثبوت ان کی گردن پر ہے کہ یہ جان کا خوف
جس کا وہ کئی دفعہ اقرار کر چکے اسلامی عظمت کے اثر اور پیشگوئی کے رعب سے نہیں بلکہ
کسی اور وجہ سے تھا۔ لیکن افسوس کہ آہم صاحب نے باوجود تین اشتہار جاری ہونے کے
اب تک اس طرف توجہ نہیں کی اور اپنی بریت ظاہر کرنے کے لئے اس اطمینان بخش طریق
کو اختیار نہیں کیا جس سے مجھ حقدار مطالبہ کی تسلی ہو سکتی۔ کیا اس میں کچھ شک ہے کہ
بقیہ حاشیہ۔ گیا اور اس کا فوت ہونا اس کے داماد اور تمام عزیزوں کے لئے سخت ہم و غم کا
موجب ہوا چنانچہ ان لوگوں کی طرف سے توبہ اور رجوع کے خط اور پیغام بھی آئے جیسا کہ ہم نے
اشتہار ۱۸ مئی ۱۸۸۹ء میں جو غلطی سے ۱۷ ستمبر ۱۸۸۹ء لکھا گیا ہے مفصل ذکر کر دیا ہے۔ پس اس دوسرے حصہ
یعنی احمدیہ کے داماد کی وفات کے بارے میں سنت اللہ کے موافق تاخیر ڈالی گئی جیسا کہ ہم بار بار بیان
کر چکے ہیں کہ انداز اور تحریف کی پیشگوئیوں میں یہی سنت اللہ ہے کیونکہ خدا کریم ہے اور وحید
ہند فوٹ۔ احمدیہ کے داماد کا یہ قصور تھا کہ اس نے تحریف کا اشتہار دیکھ کر اس کی پروا نہ کی بظاہر خط
بیچے گئے ان سے کچھ نہ ڈرایا پیغام بھیج کر کھایا گیا کسی نے اس طرف ذرا التفات نہ کی اور احمدیہ کے
ترک تعلق نہ پایا بلکہ وہ سبگ تاختی اور استہزاء میں متحرک ہوئے۔ سو یہی قصور تھا کہ پیشگوئی کو شن کر
پھر ناطہ کرنے پر راضی ہوئے۔ اور شیخ بشاوی کا یہ کہنا کہ نکاح کے بعد طلاق کے لئے ان کو فحاش کی گئی تھی
یہ سراسر افتراء ہے۔ بلکہ ابھی تو ان کا ناطہ بھی نہیں ہو چکا تھا جبکہ ان کو حقیقت سے اطلاع دی گئی تھی
اور اشتہار تو کئی برس پہلے شائع ہو چکے تھے۔ منہ و

مجھے بیجا الزام لگانے کی وجہ سے قانوناً و انصافاً مدعا قاطعاً طلب ثبوت حاصل ہے اور کیا اس میں کچھ شبہ ہے کہ اس بات کا بار ثبوت ان کے ذمہ ہے کہ وہ کیوں پسندہ ہمینہ تک ڈرتے رہے۔ اور میں ابھی بیان کر چکا ہوں کہ ڈرنے کی ثابت شدہ وجوہات میرے الہام کی صریح موید ہیں کیونکہ پیشگوئی کی شوکت اور قوت میرے پُر زور الفاظ سے ان کے دل میں جم چکی تھی اور پیشگوئی کی صداقت کا نمونہ مرزا اسماعیل گ کی موت تھی جس کی سچائی ان پر بخوبی کھل چکی تھی۔ لیکن تلواروں سے قتل کئے جانے کا کوئی نمونہ ان کی نظر کے سامنے نہ تھا۔ سو ماتم صاحب پر واجب تھا کہ اس الزام کو قسم کھانے سے اپنے سر پر سے اٹھا لیتے لیکن عیسائیت کی قدیم بددیانتی نے ان کو اس طرف آنے کی اجازت نہیں دی بلکہ یہ محو ثابہراندہ پیش کر دیا کہ قسم کھانا ہمارے مذہب میں منع ہے گیا ایسی تسلی بخش شہادت جو قسم کے ذریعہ سے حاصل ہوتی اور خصوصیت کو قطع کرتی اور الزام سے

بقیہ حاشیہ۔ کی نازخ کو توبہ اور رجوع کو دیکھ کر کسی دوسرے وقت پر ڈال دینا کریم ہے اور چونکہ اس ازلی وعدہ کے بعد سے یہ تاخیر خدائے کریم کی ایک سنت ٹھہر گئی ہے جو اس کی تمام پاک کتابوں میں موجود ہے اس لئے اس کا نام تخلف وعدہ نہیں بلکہ ایقائے وعدہ ہے کیونکہ سنت اللہ کا وعدہ اس سے پورا ہوتا ہے بلکہ تخلف وعدہ اس صحت میں ہوتا کہ جب سنت اللہ کا عظیم الشان وعدہ ٹل دیا جائے مگر ایسا ہونا ممکن نہیں کیونکہ اس صورت میں خدا تعالیٰ کی تمام کتابوں کا اطل ہونا لازم آتا ہے۔ نوٹ۔ وہ خاص مہین کا قول ہے کہ خدا کریم ہے اور خدا محبت ہے وہ بھی اس مقام میں سمجھ سکتے ہیں کہ ایک انسان اگر ایک وقت میں نہایت سرکشی اور ظلم اور بے ایمانی اور نیابت کی حالت میں ہو۔ اور دوسرے وقت میں وہی انسان نہایت خوف اور تضرع اور رجوع کی حالت میں ہو تو ان دونوں مختلف حالتوں کا ایک ہی قیہ ہو سکتا۔ پس کیونکر ممکن ہے کہ وہ حکم مزا کی پیشگوئی جو سرکشی اور نیابت کی حالت میں ہوئی تھی وہ اطاعت اور خوف کی حالت میں قائم رہے اور اطاعت اور خوف کی حالت کے موافق کوئی پُر دم امر صادر نہ ہو۔ منہ •

بری کرتی اور امن اور آرام کا موجب ہوتی اور جو حق کے ظاہر کرنے کا انتہائی ضابطہ اور مجاری حکومتوں کے سلسلہ میں آسمانی عدالت کا موجب یاد دلاتی ہے اور مجبوتے کا ثمنہ بند کرتی ہے وہ انجیلی تعلیم کے دوسے حرام ہے جس سے عیسائی عدالتوں کو پرہیز کرنا چاہیئے لیکن ہر ایک ماننا سمجھ سکتا ہے کہ یہ بالکل حضرت عیسیٰ پر بہتان ہے۔ حضرت عیسیٰ خوب جانتے تھے کہ قسم کھانا شہادت کی نوع حس ہے اور جو شہادت بغیر قسم ہے وہ مدعیانہ بیان ہے نہ شہادت پھر وہ ایسی ضروری قسموں کو جن پر نظام تحقیقات کا ایک بھارا دار ہے کیونکر بند کر سکتے تھے الہی قانون قدرت اور انسانی صحیفہ فطرت اور انسانی کائناتس خود گواہی دے رہا ہے کہ قصومتوں کے قلع کے لئے انتہائی حد قسم ہی ہے اور ایک راست بلذ انسان صہب کسی الزام اور شبہ کے نیچے آجاتا ہے اور کوئی انسانی گواہی قابل اطمینان پیش نہیں کر سکتا تو بالطبع وہ خدا تعالیٰ کی گواہی سے اپنی راستبازی کی بنیاد پر مدد لیتا ہے اور خدا تعالیٰ کی گواہی یہ ہے کہ وہ ذات عالم الغیب کی قسم کھا کر اپنی حقائق پیش کرے اور مجبوت ہونے کی حالت میں خدا تعالیٰ کی لکھت اپنے پروردگار سے یہی طریق اتھری فیصلہ کاغیوں کے نوشتوں سے ثابت ہوتا ہے۔ مگر اتھم صاحب کہتے ہیں کہ قسم کھانا ممنوع اور ایمان داری کے برخلاف ہے۔ اب ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ یہ عذران کا بھی صحیح ہے یا نہیں کیونکہ اگر صحیح ہے تو پھر وہ فی الحقیقت قسم کھانے سے معذور ہیں۔ لیکن اس بات سے تو کسی کو انکار نہیں کہ عیسائیوں کے ہر ایک مرتبہ کے ادنیٰ کیا مذہبی اور کیا دنیوی جب کسی شہادت کے لئے بلائے جائیں تو قسم کھاتے اور انجیل اٹھاتے ہیں اور ایک بڑے سے بڑا پادری کسی عدالت میں کسی شہادت کے ادا کرنے کے لئے جہ توڑ کوئی بچی اور حقانی تعلیم بھرموں کو پناہ نہیں دے سکتی۔ پس جبکہ اتھم صاحب نے اس مذہب اقرار کر کے جس کو وہ کسی طرح سے چھپا نہیں سکتے یہ مجرمانہ عذر پیش کیا کہ یہ عاجز کوئی دفعہ اقدام قتل کا مرتکب ہوا تھا اس لئے حل پر موت کا وہ غالب ہو گیا تو کیا انجیل اتھم صاحب کو اس مخاطبہ سے چاہیگی کہ کیوں انہوں نے عیسا الزام لگایا۔ پھر کیونکر انجیل ان کو ایسی قسم سے روک سکتی کہ جس سے ان کی ریت جو منہ

حضرت عیسیٰ نے کسی گواہی سے انکار کرنے کا دعوہ نہیں کیا تھا۔

بوجہ اس لئے تو کسی یہ عہد نہیں کرنا کہ انجیل کی رو سے قسم منع ہے بلکہ بطیب خاطر قسم کھانا ہے
 بلکہ اگر یہی سلطنت کے کل متعہد عہدہ دار اور پارلیمنٹ کے ممبر بہا تک کہ گورنر جنرل سب
 حلف اٹھانے کے بعد اپنے عہدوں پر مامور ہوتے ہیں تو پھر کیا خیال کیا جائے کہ یہ تمام لوگ
 تعلیم انجیل پر ایمان رکھنے سے بے بہرہ ہیں اور صرف ایک اہم صاحب مریعی دنیا میں موجود
 ہیں جو حضرت عیسیٰ کی تعلیم پر ایسا ہی کامل ایمان ان کو نصیب ہے جیسا کہ پطرس حواری اور
 پولس رسول کو نصیب تھا بلکہ اگر یہ بات فی الواقع سچ ہے کہ قسم کھانا انجیل کی رو سے منع
 ہے تو پھر اہم صاحب کا ایمان پطرس اور پولس رسول کے ایمان سے بھی کہیں آگے بڑھا
 ہوا ہے کہ نہ اہم صاحب کے نزدیک قسم کھانا بے ایمانی ہے۔ لیکن متی ۲۷ باب ۲۷ آیت
 سے ثابت ہوتا ہے کہ پطرس حواری ہمیشہ کنجیاں والے نے بھی اس بے ایمانی سے خوف
 نہیں کیا اور بغیر اس کے کہ کوئی قسم کھانے پر اصرار کرے۔ آپ ہی قسم کھالی۔ لیکن اگر اہم
 صاحب کہیں کہ پطرس راستباز آدمی نہیں تھا کیونکہ حضرت مسیح نے اس کو شیطان کا لقب بھی
 دیا ہے مگر میں راستباز ہوں اور پطرس سے بہتر اس لئے قسم کھانا بے ایمانی سمجھتا ہوں تو ان
 کی خدمت میں عرض کیا جاتا ہے کہ آپ کے پولس رسول نے بھی جو مقول جیسا ثیمان حضرت
 موسیٰ سے بھی بڑھ کر ہے قسم کھائی ہے۔ اگر اس کو بھی آپ ایمان سے جواب دیں تو خیر آپ کی
 مرضی۔ اور اگر یہ سوال ہو کہ قسم کھانے کا ثبوت کیا ہے تو قرنتیان ۱۵ باب ۳۱ آیت دیکھ لیں
 جس میں پولس صاحب فرماتے ہیں۔ مجھے تمہارے اس فقر کی جو ہمد سے خداوند مسیح یسوع
 سے ہے قسم کہ میں ہر روز مرتا ہوں اس جگہ تاخرین خوب خود سے سوچیں کہ جس حالت میں
 پطرس اور پولس رسول قسم کھائیں اور اہم صاحب قسم کھانا بے ایمانی قرار دیں یعنی شرمی
 ممنوعات کی مد میں رکھیں جس کا ارتکاب بلا شبہ بے ایمانی ہے تو کیا اس سے یہ نتیجہ نہیں
 نکلتا کہ سب قول اہم صاحب مسیح کے تمام حواری اور پولس رسول سب ممنوعات انجیل کے
 مرتکب اور ایمانی حدود سے تجاوز کرنے والے تھے کیونکہ بعضوں نے ان میں سے قسمیں کھائیں

اور بعض اس طرح پر بے ایمانی کے کاموں میں شریک ہوئے کہ قسم کھانے والوں سے جدا نہ ہونے اور نہ امر معروف اور نہی منکر کیا۔ لیکن آج تک بجز اتھم صاحب کے کسی عیسائی نے اس اعتقاد کو شائع نہیں کیا کہ حضرت مسیح کے تمام حواری یہاں تک کہ پولس رسول بھی ایمانی دولت سے تہیہ دست اور بے نصیب اور ممنوعات انجیل میں مبتلا تھے صرف اٹھارہ سو برس کے بعد اتھم صاحب کو یہ ایمان دیا گیا۔ تعجب کہ اس قوم کے جھوٹ اور بددیانتی کی کہانتک فورت پہنچ گئی کہ اپنے نفس کے بچاؤ کے لئے اپنے بزرگوں کو بھی دولت ایمان سے بے نصیب قرار دیتے ہیں۔ اگر اتھم صاحب جان بچانے کے لئے مٹ یہ بہانہ کہتے کہ مجھے اندیشہ ہے کہ تین سال تک مرنے جاؤں تو اس صورت میں لوگوں کو فقط اتنا ہی خیال ہوتا کہ اس شخص کا ایمان مسیح کی طاقت اور قدرت پر ضعیف ہے اور درحقیقت اپنے دل میں اس کو قاتل نہیں سمجھتا۔ لیکن اتھم صاحب کا یہ ممانعت قسم کا بہانہ ان کی بددیانتی اور رومی حالت کی کھٹے طور پر قلمی کھوتا ہے۔ کیونکہ اس بہانہ کو کوئی بھی بلا نہیں کر سکتا کہ مسیح کے تمام حواری اور پولس رسول ممنوعات انجیل میں گرفتار ہو کر ایمانی دولت سے بے نصیب رہے اور یہ ایمان اتھم صاحب کے ہی حصہ میں آیا اور پھر مجھے یہ دعویٰ بھی سر امر جھوٹ معلوم ہوتا ہے کہ اتھم صاحب نے اب تک کسی عدالت میں قسم نہیں کھائی اور تمام حکام اس بات پر راضی رہے کہ اتھم صاحب کسی شہادت کے ادا کرنے کے وقت بغیر قسم اٹھا کر لکھوا دیا کریں اور نہ میں باور کر سکتا ہوں کہ اگر اتھم صاحب اب بھی کسی شہادت کے لئے بلائے جائیں تو یہ عند پیش کریں کہ چونکہ میں پارلیمنٹ کے ممبروں اور تمام متعہد عیسائی ملازموں حتیٰ کہ گورنر جنرل سے بھی زیادہ ایماندار ہوں اس لئے ہرگز قسم نہیں کھاؤں گا۔ اتھم صاحب خوب جانتے ہیں کہ بائبل میں نبیوں کی قسمیں بھی مذکور ہیں۔ خود مسیح قسم کا پابند ہوا۔ دیکھو متی ۲۷ باب ۶۳ آیت۔ خدا نے قسم کھائی دیکھو اعمال ۷ باب ۶ آیت ۱۷۔ اور خدا کا قسم کھانا بموجب عقیدہ عیسائیوں کے مسیح کا قسم

کھانا ہے کیونکہ بقول اُن کے دونوں ایک ہیں۔ اور جو شخص مسیح کے نمونہ پر اپنی عبادت اور اخلاقی نہیں لکھتا وہ مسیح میں سے نہیں ہے۔ اور یرمیا کی تعلیم کی دُوسے قسم کھانا عبادت میں داخل ہے۔ دیکھو یرمیا باب ۴ آیت ۲۔ اور زبور میں لکھا ہے کہ جو جھوٹا ہے وہی قسم نہیں کھانا دیکھو زبور ۶۳ آیت ۱۱۔ سو آتم صاحب کے جھوٹا ہونے پر داؤد نبی حضرت عیسیٰ کے دادا صاحب بھی گواہی دیتے ہیں۔ فرشتے بھی قسم کھاتے ہیں۔ دیکھو مکاشفات ۳ پھر عبرانیوں کے چلچلہ باب ۱۶ آیت میں مسیحیوں کا معلم کہتا ہے کہ ہر ایک قضیہ کی حد قسم ہے یعنی ہر ایک جھگڑا آخر قسم پر فیصلہ پاتا ہے۔ تو ریت میں خدا نے برکت دینے کے لئے قسم کھائی دیکھو پیدائش ۲۲ اور پھر نبی حیات کی قسم کھائی۔ غرض کہانتک لکھیں اور مضمون کو طول دیں۔ بائبل میں خدا کی قسمیں فرشتوں کی قسمیں نبیوں کی قسمیں موجود ہیں اور انجیل میں مسیح کی قسم پطرس کی قسم پولس کی قسم پائی جاتی ہے۔ اسی بہت سے عیسائیوں کے علمائے جو اس قسم پر فتویٰ دیا ہے۔ دیکھو تفسیر انجیل مؤلفہ پادری کلارک اور پادری عماد الدین مطبوعہ ۱۸۸۷ء۔ اور مسیح نے خدا تعالیٰ کی سچی قسم سے کسی جگہ منع نہیں کیا۔ بلکہ اس بات سے منع کیا ہے کہ کوئی آسمان کی قسم کھا دے یا زمین کی یا یروشلم کی یا اپنے سر کی۔ اور جو شخص ایسا سمجھے کہ خدا تعالیٰ کی سچی قسم کسی گاہی کے وقت کھانا منع ہے وہ سخت احمق ہے اور مسیح کے منشاء کو ہرگز نہیں سمجھا۔ اگر مسیح کا منشاء خدا تعالیٰ کی قسم کی مخالفت ہوتی تو وہ اپنی تفصیلی عبارت میں ضرور اس کا ذکر کرتا۔ لیکن اس نے متی ۵ باب ۳۳ آیت میں ”کیونکہ“ کے لفظ سے صرف یہ سمجھانا چاہا کہ تم آسمان اور زمین اور یروشلم اور اپنے نفس کی قسم مت کھاؤ۔ خدا تعالیٰ کی قسم کا اس میں ذکر بھی نہیں اور موسیٰ کی تعلیم پر اس میں یہ تصریح زیادہ ہے کہ صرف جھوٹی قسم کھانا حرام نہیں بلکہ اگر غیر اللہ کی قسم ہو تو اگرچہ سچی ہو وہ بھی حرام ہے یہی دھبہ ہے کہ اس تعلیم کے بعد حضرت مسیح کے عوامی قسم کھانے سے باز نہیں آئے اور

ظاہر ہے کہ حواری انجیل کا مطلب اہم صاحب سے بہتر سمجھتے تھے اور ابتداء سے بزرگ جواز
قسم پر مسیحوں کے اکثر فرقوں میں اتفاق چلا آیا ہے۔

پھر اب سوچنا چاہیے کہ جبکہ پطرس نے قسم کھائی۔ پولس نے قسم کھائی مسیحیوں کے خدا
نے قسم کھائی۔ فرشتوں نے قسم کھائی۔ نبیوں نے قسمیں کھائیں اور تمام پادری ذرہ ذرہ مقدمہ
پر قسمیں کھاتے ہیں۔ پارلیمنٹ کے ممبر قسم کھاتے ہیں۔ ہر ایک گورنر جنرل قسم کھا کر آتا ہے
ترجمہ اہم صاحب ایسے ضروری وقت میں کیوں قسم نہیں کھاتے حالانکہ وہ خود اپنے اس اقرار
سے کہ میں پیشگوئی کے بعد ضرور موت سے ڈرتا ہوں ایسے الزام کے نیچے آگئے ہیں کہ
وہ الزام بجز قسم کھانے کے کسی طرح ان کے سر پر سے اٹھ نہیں سکتا کیونکہ ڈنبا اور جوع
کی ایک قسم ہے ان کے اقرار سے ثابت ہوا۔ پھر بعد اس کے وہ ثابت نہ کر سکے کہ وہ صرف
قتل کئے جانے سے ڈرتے تھے نہ انہوں نے سزا کرتے ہوئے کسی قاتل کو پکڑا نہ انہوں نے یہ
ثبوت دیا کہ ان سے پہلے کبھی اس عاجز نے چند آدمیوں کا خون کر دیا تھا جس کی دہر سے ان
کے دل میں بھی دھڑکائی نہ گئی کہ اسی طرح میں بھی مارا جاؤں گا بلکہ اگر کوئی شخصہ اللہ کی نظر کے
سامنے تھا تو میں بھی کہ ایک پیشگوئی موت کی یعنی مرنا احمد بیگ ہوشیار پوری کی موت ان
کے سامنے ظہور میں آئی تھی۔ لہذا جیسا کہ البام الہی نے بتوایا ضرور وہ پیشگوئی کی غلطی سے
ڈرے اور یہ بات روڈا موجودہ سے بالکل برخلاف ہے کہ وہ پیشگوئی کی صداقت تحریر شدہ
سے نہیں ڈرے بلکہ ہمارا تو فی ہونا جو ایک تجویز کی رو سے ایک تحقیقی امر تھا اس سے ڈر گئے ہیں
اس الزام سے وہ بجز اس کے کیونکر ہری ہو سکتے ہیں کہ بحیثیت ایک شاہد کے قسم کھائیں اور
بوجہ قول پولس رسول کہ ہر ایک مقدمہ کی حد قسم ہے اس مشتبہ امر کا فیصلہ کر لیں
لیکن یہ نہایت دہر کی سکاری اور بددیانتی ہے کہ قسم کی طرف تو رجوع نہ کریں اور نہ ہی کسی پوشی

بد نظریہ۔ اسلای پیشگوئی کی غلطی سے دنیا بوجہ تصریح قرآن کریم اور بائبل کے رجوع میں داخل ہے اور
یہ نیک غلطی میں تاخیر ڈالتا ہے۔ اس پر قرآن اور بائبل دونوں کا اتفاق ہے۔ منہ

کے طور پر جدا جدا کیجیں اور اخباروں میں چھپوائیں کہ میں عیسائی ہوں اور عیسائی تھا۔
 اے صاحب! آپ کیوں خلقِ اللہ کو دھوکہ دیتے ہیں۔ آپ کی ان مدعیانہ تقریروں کو
 جی لوگ قبول کریں گے جن کا شیطانانہ مادہ پہلے سے یہی چاہتا ہے کہ حق ظاہر نہ ہو ورنہ ہر ایک
 مدعیانہ عقلمند جانے گا کہ آپ کا بیان صرف بھینٹ شہرِ معتبر ہو سکتا ہے نہ ان فضول
 باتوں سے جو آپ شائع کر رہے ہیں۔ دنیا میں عیسائی مذہبِ جھوٹ بولنے میں اوّل
 درجہ پر سب سے جنہوں نے خدا کی کتابوں میں بھی بے ایمانی کرنے سے فرق نہیں کیا اور صدائے
 جعلی کتابیں بنالیں۔ پس کیا ایک بھلا مانس ان کے مدعیانہ بیان کو قبول کر سکتا ہے ہرگز
 نہیں بلکہ اگر ایک شخص لاستباز بھی ہو تو وہ ایک فریقِ مقدمین کو اس بات کا ہرگز مستحق نہیں کہ اس کا
 بیان جو بحیثیتِ مدعی یا مدعا علیہ ہے اس طور سے قبول کیا جائے جیسا کہ گواہوں کے بیانات
 قبول کئے جاتے ہیں اور اگر ایسا ہوتا تو عدالتوں کو گواہوں کی کچھ بھی ضرورت نہ ہوتی۔ قانون
 شہادت میں ایک انگیر نے یہ بات خوب کہی ہے کہ اگر غلط تاجر جو کروڑا مدعیہ کی مالی
 عزت نگاہ ہے اور صدائے مدعیانہ و مدعیانہ کے طور پر دیتا ہے اگر کسی پر ایک عیسے کا دھمکے
 کہے تو گروہ کیسا ہی متحول اور مختیر اور سختی سمجھا گیا ہے مگر بغیر کامل شہادت کے ڈگری نہیں
 ہو سکتی

تو اب بتلاؤ کہ اہم صاحب کا یکطرفہ بیان جو صرف دعویٰ کے طور پر اغراض نفسانیہ
 سے بھر اوجا اور رد و رد و رد و رد کے مخالف ہے کیونکر قبول کیا جائے اور کو فسی عدالت اس پر
 اعتماد کر سکتی ہے یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ صرف ہمارے الہام پر مدار نہیں رہا بلکہ اہم صاحب
 فوسل۔ ایک صاحب پشاور سے لکھتے ہیں کہ اگر عذاب کی پیشگوئی رجوع بدل کرنے سے مل جاتی ہے
 تو وہ ہرگز معیارِ صداقت نہیں ٹھہر سکتی اور اس پر تکی نہیں ہو سکتی مگر اسوں کہ وہ نہیں سمجھتے کہ خدا تعالیٰ
 انکار قسم بھی جب منکر یقیناً واجب ہو ایک معیارِ صداقت ہے جس کو کتاب اللہ نے منکر پر عد شری
 جدی کرنے کے لئے معتبر سمجھا ہے۔ ہر جس شخص نے چار ہزار روپیہ تک اتمامِ حجت کی رقم لے کر قسم

نے خود موت کے خوف کا اقرار اخبار دل میں پھپھوایا اور جا بجا خطوط میں اقرار کیا۔ اب یہ بوجھ
 اہم صاحب کی گردن پر ہے کہ اپنے اقرار کو بے ثبوت نہ پھیلے بلکہ قسم کے طریق سے جو ایک
 سہل طریق ہے اور جو ہمارے نزدیک قطعی اور یقینی ہے جس میں مطمئن کر دیں کہ وہ پیشگوئی کی عظمت
 سے نہیں ڈرے بلکہ وہ فی الحقیقت ہمیں ایک نوحی انسان یقین کرتے اور ہماری تلواروں کی
 چمک دیکھتے تھے اور ہم انہیں کچھ بھی شکایت نہیں دیتے بلکہ اس قسم پر چار ہزار روپیہ بشرائط
 اشتہار ۲۴ ستمبر ۱۸۹۲ء و ۲۰ ستمبر ۱۸۹۲ء ان کی تذکر کریں گے اور ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ
 ان کا یہ عندکہ مسیحیوں کو قسم کھانے کی ممانعت ہے سخت ہٹ دھرمی اور بے ایمانی ہے
 بقیہ حاشیہ۔ کھانے کیلئے مراث نہ کی تو کیا اس نے اپنے افعال سے ثابت نہ کر دیا کہ ضرور اس نے
 رجوع بھی کیا تھا۔ اور میں قانونی مطالبہ سے یعنی قسم سے طرم نے سخت گریز کی تو کیا وہ معیار صداقت
 نہیں اور کیا وہ ایک ایسا موضوع رہا جس پر کوئی بھی دلیل نہیں۔ اور یہ کہنا کہ ایک وہ انکار کئے جاتا
 ہے کیسی بڑبی ہے۔ اگر وہ حقیقی طور پر منکر ہو تو پھر ایسی قسم کے کھانے سے جس کا کھانا اس پر انصافاً واجب
 تھا کیوں گریز کرتا۔ پس اس کا قسم نہ کھانا ہی اقرار ہے جس کو عقل سلیم سمجھتی ہے اور یہ کہنا کہ اس کی کوئی نظیر
 نہیں یہ دوسری نا فہمی ہے۔ مماثلت کی نظیریں بتلا دی گئی ہیں خود سے پرہیز۔ اور یہ کہنا کہ ایک جیسا بھی
 ایسی پیشگوئی موت کی کر کے انفرعدم وقوع کے وقت یہ عندریش کر سکتا ہے کہ وہی رجوع کے باعث
 عذاب مل گیا ہے۔ یہ بھی انصاف اور تدبیر سے بعید ہے۔ بلکہ حق اہل ایمان کی بات یہ ہے کہ اگر کوئی
 اور شخص بھی ایسی ہی پیشگوئی کرے اور یہی تمام واقعات ہوں تو قانون انصاف سے بعید ہو گا کہ ایسے
 شخص کو ہم کا ذنب کہیں جس کا صدق طرم کے گریز سے ظاہر ہو رہا ہو بلکہ جو ہر مذہبی کہائے گا جو اس مطالبہ
 سے گریز کرے جو انصافاً اس پر عاید ہوتا ہے یعنی قسم نہ کھاوے۔ پھر خدا تعالیٰ نے اس پیشگوئی کو صرف یہی
 تک تو محدود نہیں رکھا اور اس کے کاموں میں عین مکنتیں اور مصالح ہیں اور انہیں نمایاں فتح ہے پس لہذا
 انفسوں جو جلد بازی سے اپنے ایمان اور حقیقت کو برباد کر رہے ہیں اور جس قدر ایک کسان مولیٰ کا جرجیج
 ہو کر ایک وقت تک مولیوں کا جردن کی انتظار کرتا ہے ان لوگوں میں اتنا بھی صبر نہیں۔ منہ ۹

کیا پھر اس اور پولس اور بیت سے عیسائی راستہ جو اول زمانہ میں گند چکے مسیحی نہیں تھے۔
 یاد رہے وہاں تھے کیا اتھم صاحب اس گورنمنٹ میں کسی ایک معزز عیسائی کا حوالہ دے سکتے
 ہیں جس نے شہادت کے لئے حاضر ہو کر قسم کھانے سے انکار کیا ہو۔ اب مناسب ہے کہ اگر
 اتھم صاحب کو ہر حال حیلہ سازی ہی پسند ہے اور کسی طرح قسم کھانا نہیں چاہتے تو اس
 عذر مجبورہ کو اب بھی ڈرویل کہ قسم کھانا ممنوع ہے کیونکہ پورے طور پر ہم نے اس کا شکنجہ کر
 دی ہے بلکہ چاہیے کہ اپنے دجالوں کے مشورہ سے جان بچانے کے لئے کوئی نیا عذر پیش
 کریں اور نیم عیسائی یاد رکھیں کہ اتھم صاحب کبھی قسم نہیں کھائیں گے بلکہ اس عذر کو مجبورہ
 کوئی اور دھالی جڑا جائیں گے کیونکہ ہماری نسبت وہ اپنے دل میں جانتے ہیں کہ ہم سچے اور
 ہمارا الہام سچا ہے۔ لیکن کوئی عذر پیش نہیں جائے گا جب تک میدان میں آکر ہمارے دوبر
 قسم نہ اٹھادیں۔ یقیناً اتھم صاحب تمام یاد دلوں اور نیم عیسائیوں کے منہ پر سیاہی مل رہے
 ہیں جو قسم نہیں کھاتے۔

ایک عیسائی صاحب لکھتے ہیں کہ روپیہ دینا صرف لاف و گزاف ہے یعنی اتھم صاحب
 قسم تو کھائیں مگر ان کو یہ دھڑک رہا ہے کہ روپیہ نہیں ملے گا۔ سو یاد رہے کہ یہ بالکل فضول گوئی اور
 ذہنوں کی طرح صرف زندان کلام ہے ہم جلد کرتے ہیں کہ ہم قسم کھانے سے پہلے باضابطہ تمک
 لے کر حسب شرائط شہادہ و متبرکات ۱۸۹۲ء و ۱۸۹۳ء کی روپیہ اتھم صاحب کے ضمانتوں
 کے حوالہ کر دیں گے اور ہمیں منظور ہے کہ اتھم صاحب کے دو داماد ہیں جو معزز عہدوں پر ہیں
 ضامن ہو جائیں۔ اگر ہم تکمیل تمسک کے بعد ایک طرفہ العین کی بھی روپیہ دینے میں توقف
 کریں تو بلاشبہ ہم چھوٹے ٹھہریں گے اور ضمانتوں کو اختیار ہوگا کہ ہمیں اتھم صاحب کی دہلیز میں
 پیر نہ کہنے دیں جب تک ہم تکمیل تمسک روپیہ وصول نہ کر لیں۔ اور ایسا انتظام ہوگا کہ دس معزز
 گواہ کے دہیرو اور ان کی وساطت سے روپیہ دیا جائے گا اور تمسک لیا جائے گا اور ان دس
 چند نوٹ۔ یہ چار ہزار روپیہ اتھم صاحب کی درخواست آنے کے بعد پانچ ہفتہ میں ان کے پاس حاضر کیا جائیگا نہ

گاہوں کی اس تسک پر شہادت ہوگی اور وہ تسک چند اخبدا دل میں چھپو ادا جائے گا۔ اور اس تسک میں غائبوں کی طرف سے یہ اقرار ہوگا کہ اگر تاریخ تسک سے ایک سال تک بیٹھ گئی پوری نہ ہوئی اور اہم صاحب صبح و سلاطین رہے تو یہ کل رو میرا اہم صاحب کی ملکیت ہو جائے گا ورنہ مناسب کل رو پیہ بلا توقف واپس کریں گے۔

اب انہیں ہم پھر اہم صاحب کو حضرت عیسیٰ مسیح کی عزت کو بطور سفارشی پیش کر کے اس نفع غذا کی قسم دیتے ہیں جو بھوٹوں اور پتھوں کو خوب جانتا ہے کہ اس طریق تصفیہ کو ہرگز رو نہ کریں۔ وہ تو بقول خود ہلدا جھوٹا ہونا اور ہمارے الہام کا باطل ہونا اور مسیح کا عین مدعا ہونا تجربہ کر چکے۔ اب کیوں بعد تجربہ کے مرے جاتے ہیں اور بار بار کہتے ہیں کہ میری عمر قریب ۶۷ یا ۶۸ برس کی ہے۔ اے صاحب جو جب قول ساٹھا پاٹھا کے آپ تو ابھی تھے ہیں کوئی بڑی عمر ہو گئی ہے۔ اسرا اس کے ہم پو پچھتے ہیں کہ کیا زندہ رکھنا خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں نہیں۔ کیسی بے ایمان قوم ہے جو اپنے تئیں بچا سمجھ کر پھر بھی خدا تعالیٰ پر توکل نہیں کر سکتی دیکھو میری عمر بھی تو قریب ساٹھ برس کے ہے اور ہم اور اہم صاحب ایک ہی قانون قدرت کے نیچے ہیں۔ مگر میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ مقابلہ کے وقت ضرور مجھے زندہ رکھے گا۔ کیونکہ ہمارا خدا قادر اور حقیقی و قیوم ہے۔ مریم حائیم کے بیٹے کی طرح نہیں۔ اور ہم اس اشتہد کے بعد پھر ایک ہفتہ تک انتظار کریں گے۔

اے ہماری قوم کے اندھونیم عیسائیوں کی تم نے نہیں سمجھا کہ کس کی فتح ہوئی۔ کیا حق بجانب آدمی کی وہ نشانیاں ہیں جو اہم صاحب ظاہر کر رہے ہیں۔ یا یہ نشانیاں جو ان پڑھیت اور متواتر اشتہارات سے روشن ہو رہی ہیں۔ کیا یہ استقامت کسی جھوٹے میں آسکتی ہے جب تک خدا تعالیٰ اس کے ساتھ نہ ہو۔ اور اگر یہ کہو کہ یہ سب کچھ مگر نشان کو ظاہر ہوا تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں کہ اس بیٹھ گئی کے قوی اثر نشان کے طور پر ضرور فرق مخالف پر پڑے اور جیسا کہ تسک خودہ لوگوں کا حال بنتا ہے یہی بُرا

حال اس جنگ مقدس میں ان کو پیش آیا اور چاروں صورتیں ذلت اور تباہی کی ان کو پیش
 آئیں اور متفقہ میں نہیں کیونکہ خدا تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ میں بس نہیں کروں گا جب
 تک اپنے قوی ہاتھ کو نہ دکھلاؤں اور شکست خوردہ گروہ کی سب پر ذلت ظاہر نہ
 کروں۔ ہاں اس نے اپنی اس حادثہ اور سنت کے موافق جو اس کی پاک کتابوں میں مندرج
 ہے اہم صاحب کی نسبت تاخیر فرما دی کیونکہ مجرموں کے لئے خدا کی کتابوں میں یہ انی وعدہ
 ہے جس کا مختلف وعدہ انہیں کہ خود شک ہونے کی حالت میں ان کو کسی قدر بہت دی جاتی
 ہے اور پھر امر الہی کے بعد پکڑے جاتے ہیں اور ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ اپنی پاک کتابوں کے
 وعدہ کا لحاظ رکھتا کیونکہ اس پر مختلف وعدہ جائز نہیں۔ لیکن جو الہامی عبارت میں تاکید نہیں
 مقرر ہیں وہ کبھی ان سنت اللہ کے وعدوں نے جو قرآن میں درج ہیں برخلاف واقعہ نہیں
 ہو سکتیں کیونکہ کوئی الہام وحی الہی کی قراردادہ شرط سے باہر نہیں ہو سکتا۔ اب اگر اہم
 صاحب قسم کھالیں تو وعدہ ایک سلی قطعی اور یقینی ہے جس کے ساتھ کوئی بھی شرط
 نہیں اور تقدیر میرم ہے اور اگر قسم نہ کھالیں تو پھر بھی خدا تعالیٰ ایسے مجرم کو بے مزا
 نہیں چھوڑے گا جس نے حق کا انکار کر کے دنیا کو دھوکہ دینا چاہا۔ لیکن ہم اس معجز الذکر
 شوق کی نسبت ابھی صرف اتنا کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے نشان کو ایک عجیب طور پر
 دکھانا ارادہ کیا ہے۔ جس سے دنیا کی آنکھ کھلے اور تاریکی دور ہو اور وہ حق متوکیک ہیں دور
 نہیں مگر اس وقت اور گہری کا علم جب دیا جائے گا تب اس کو شائع کر دیا جائے گا۔

والسلام علی من تابعہ
 شیخ محمد حسین بٹالوی

ہم کو یک شخص کے ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ بٹالوی صاحب نے اس پیشگوئی کے
 متعلق اور نیز اشتہار ۱۶ اکتوبر ۱۸۹۵ء کے متعلق جو احمدیہ کے داماد کی نسبت شائع

کیا گیا تھا۔ چند اعتراض کئے ہیں جن کا جواب معہ تفسیر معترض ذیل میں لکھتا ہوں۔
 قولہ۔ پیچلہ عبداللہ اہم عیسائی ان کے مذہب میں قسم کھانا منع ہے۔ لالچ کن منع ہے۔
 الجواب۔ اگر قسم کھانا منع ہے تو پطرس نے کیوں قسم کھائی۔ پولس نے کیوں قسم کھائی۔
 خود مسیح نے کیوں قسم کی پابندی کی۔ انگریزی حدالتوں نے کیوں عیسائیوں کے لئے قسم معذور
 کی بلکہ قانون کے رو سے دوسروں کے لئے اقرار صالح اور عیسائیوں کے لئے حلف ہے
 تحریت اور تبلیغ یہود اور نصاریٰ کے عادات میں سے ہے لیکن نہ معلوم کہ ان مولویوں
 نے کیوں یہ عادات اختیار کر لئے۔ سو اسے اسلام کے دشمنوں، ان خیانتوں سے باز آجاؤ کیا
 یہودیوں کا انجام اچھا ہوا کہ تاہم ابھی نیک انجام ہو۔ اور لالچ وہ حوص ہے جو دیانت اور
 دین کے برخلاف ہو۔ پس جبکہ ہم انعام کے طور پر خود روپیہ پیش کرتے ہیں اور اہم صاحب
 اپنی نفسانی خواہش سے نہیں مانگتے بلکہ ہم خود دیتے ہیں اور قسم کھانا ان کے مذہب میں
 نہ صرف جائز بلکہ لکھا ہے کہ جو قسم نہ کھاوے وہ مجھوٹے تو ایسے رویہ کا لینا جو غیر مل
 نفس کے ہے لالچ میں کیونکر داخل ہوا۔

قولہ۔ یہ قرآن میں نہیں کہ عذاب کا وعدہ آیا اور کسی قدر خوف سے ٹل گیا۔
 الجواب۔ تمام قرآن اس تعلیم سے بھرپڑا ہے کہ اگر توبہ واستغفار قبل نزول عذاب ہو
 تو وقت نزول عذاب ٹل جاتا ہے۔ بائبل میں ایک نبی اسرائیل کے بادشاہ کی نسبت لکھا
 ہے کہ اس کی نسبت صاف طور پر دجی وارد ہو چکی تھی کہ پندرہ دن تک اس کی زندگی ہو
 پھر فوت ہو جائے گا لیکن اس کی دُعا اور تضرع سے خدا تعالیٰ نے وہ پندرہ دن کا وعدہ
 پندرہ سال کے ساتھ بدلادیا اور موت میں تاخیر ڈال دی۔ یہ قصہ مفسرین نے بھی لکھا ہے
 پل فوٹ۔ اگر میاں محمد حسین بدشاوی اہم صاحب کی وکالت کر کے یہ رائے ظاہر کرتے ہیں کہ عیسائی
 مذہب میں قسم کھانا منع ہے تو ان پر واجب ہے کہ عیسائیوں کے مدگار بن کر اپنے اس بییان کا پورا پورا
 ثبوت دیں اور اس مسئلہ کا مد لکھائیں ورنہ مجھ اس کے کیا کہیں کہ لعنت اللہ علی الکاذبین۔

بلکہ اور حدیثیں اس قسم کی بہت ہیں جن کا کلمہ موجب طول ہے بلکہ علاوہ وعید کے ٹلنے کے ہو کہ ہوا میں داخل ہے اکابر صوفیہ کا مذہب ہے جو کبھی وعدہ بھی ٹل جاتا ہے اور اس کا ٹلنا موجب ترقی درجات اہل کمال ہوتا ہے۔ دیکھو فیوض الحرمین شاہ ولی اللہ صاحب فتوح القیب سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہما اور وقتوں اور میدانوں کا ٹلنا تو ایک ایسی سنت اللہ ہے بے غلط۔ ان بزرگوں نے جو عدم ایفاء وعدہ خدا قائلے پر جائز رکھا ہے تو اس سے یہی مراد ہے کہ جائز ہے جس بات کو انسان نے اپنے ناقص علم کے ساتھ وعدہ سمجھ لیا ہے وہ علم کے بارے میں وعدہ نہ ہو بلکہ اس کے ساتھ ایسے مخفی شرائط ہوں جن کا عدم تحقق عدم تحقق وعدہ کے لئے ضروری ہو اور علامہ محقق سید علی بن سلیمان مغربی نے اپنی کتاب وشکا الدیبا ج علی صحیح مسلم بن الحجاج کے صفحہ ۱۲۶ میں تحت حدیث یحییٰ ان تکون الساعة لکھا ہے۔ فانه حصل الله عليه وسلم کمال معرفتہ میرے لائری وجوب شکی علیہ تعالیٰ لکون الساعة لا تقوم الا بعد تلک المقدمات اے خروج الدجال وغیرہ وان وعدہ بہ یعنی آنحضرت صلی علیہ وسلم اپنے کمال معرفت کی وجہ سے قبل از قیامت ان علامات کا ظاہر ہونا ضروری نہیں سمجھتے تھے اور خدا تعالیٰ پر یہ حق واجب نہیں خیال کرتے تھے کہ اس کے وعدہ کے موافق دجال اور مابین ہوی اور مہدی موعود وغیرہ علامات موعودہ پوری ہوں پھر قیامت آوے بلکہ وہ اس بات پر ایسا رکھتے تھے کہ ممکن ہے کہ قیامت آجائے اور ان علامتوں میں سے کوئی بھی ظاہر نہ ہو اور کسی قدر اس کے حقائق و مہابلدیہ کی شرح میں لکھا ہے جو امام علامہ محمد بن عبدالباقی کی طرف سے ہے اور جواز تسخیر اخبار کی طرف اشارہ کیا ہے۔ دیکھو صفحہ ۱۴ شرح مذکور۔ لیکن میرے نزدیک ان بزرگوں کا ہرگز یہ منشاء نہیں ہو گا کہ آنحضرت صلی علیہ وسلم وعدہ کو فی الحقیقت وعدہ سمجھ کر پھر جواز عدم ایفاء وعدہ کے قائل تھے کیونکہ مختلف وعدہ ایک نقص ہے جو خدا تعالیٰ پر جائز نہیں بلکہ آنحضرت صلی علیہ وسلم یہ سمجھتے ہوں گے کہ خروج دجال اور مہدی وغیرہ یہ سب مواجید تو بحق ہیں لیکن ممکن ہے کہ اُن کے ظہور کے لئے شرائط ہوں جن کے عدم سے یہ بھی حیز عدم میں رہیں اور یا ممکن ہے کہ ایسے طور سے یہ وعدے ظہور میں آجائیں کہ ان پر اطلاع بھی نہ ہو کیونکہ سنت اللہ میں پیشگوئیوں کے ظہور

جس سے بجز ایک سخت جاہل کے اور کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ دیکھو عظمتِ الہی کو ذیل قیوت کے لئے تین رات کا وعدہ دیا تھا اور کوئی ساتھ شراعت مگر وہ وعدہ کامل تھا اور اس پر دس دن اور بڑھائے گئے جس سے نیا اصول گویا پختہ کے فتنہ میں چڑھے۔ پس جبکہ اس نصِ قطعی سے ثابت ہے کہ خدا تعالیٰ ایسے وعدہ کی تائید کو بھی ٹال دیتا ہے جس کے ساتھ کسی شراعت کی تصریح نہیں کی گئی تھی تو وحید کی تائید میں عذرِ ارجوع تاخیر ڈالنا خود کرم میں داخل ہے۔ اور ہم کہہ چکے ہیں کہ اگر تائیدِ عذاب کسی کے توبہ مستغفل سے ٹال جائے تو اس کا نام مختلف وعدہ نہیں کیونکہ بڑا وعدہ سنتِ اللہ ہے۔ پس جبکہ سنتِ اللہ پوری ہوئی تو وہ ایسا وعدہ نہ کہ مختلف وعدہ۔

بقیہ حاشیہ۔ کے لئے کوئی ایک طور اور طریق مقرر نہیں۔ کبھی یہ ظاہر یا معنوں پر پوری ہوتی ہیں اور کبھی تاویلی طور پر۔۔۔۔۔ ان مختصر معلم کے اس طریق اعتبار سے یہ ثابت ہو گیا کہ اس زمانہ کے علمائے حق اس تعوی کے طریق سے دور جا پڑے ہیں۔ منہ

بقیہ حاشیہ۔ اگرچہ ارشادِ شیخ ثنائی کے دل کو دھڑکا پکڑتا ہو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انا اظہر لا ینحلف المیعاد اور تاریخ مقررہ کی کمی بیشی کرنا مختلف وعدہ کی ایک جڑ ہے تو اسے یاد رکھنا چاہیے کہ وعدہ سے مراد وہ امر ہے جو عظمِ الہی میں بطور وعدہ قرار پا چکا ہے نہ وہ امر جو انسان اپنے خیال کے مطابق اس کو قطعی وعدہ خیال کرتا ہو۔ اسنادِ جبر سے المیعاد پر جو لفظ لام ہے وہ جہدِ ذاتی کی قسم میں سے ہے یعنی وہ امر جو ارادہِ قدیم میں وعدہ کے نام سے موسوم ہے گو انسان کو اس کی تفصیل پر عظمِ ہویا نہ ہو وہ غیر تبدیل ہے۔ ورنہ ممکن ہے جو انسان جس بشارت کو وعدہ کی صورت میں سمجھتا ہے اس کے ساتھ کوئی ایسی شرط مخفی ہو جس کا عدم تحقق اس بشارت کی عدم تحقق کے لئے ضرور ہو کیونکہ شرائط کا ظاہر کہنا اللہ جلّ شانہ پر حق واجب نہیں ہے۔ چنانچہ اسی بحث کو شاہ ولی اللہ صاحب نے بسط سے لکھا ہے اور مولوی عبدالحق صاحب دہلوی نے بھی فتوح الغیب کی شرح میں اس میں بہت عمدہ بیان کیا ہے اور لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر کی لڑائی میں تصریح اور دھوکا دینا اسی خیال سے تھا کہ الہی مواعد اور بشارات میں احتمالِ شرط مخفی ہے۔ اور یہ اس لئے سنتِ اللہ ہے کہ تا اس کی خالص بندوں

قولہ غضب موت اگر استفادہ سے مل جاتا ہے تو اس کی تفسیر دو۔

الجواب اسے مذاہن اس کی تفسیر قرآن آپ دیتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے لئن انجیتنا من
 هذه لانسكونن من المشاكرين۔ فلما انجلمم اذا هم يبنفون في الارض بغير
 الحق۔ لہذا وہ اب ظاہر ہے کہ ان قیامت کا حال مطلب یہی ہے کہ جب بعض گنہگاروں
 کو ہلاک کرنے کے لئے خدا تعالیٰ اپنے قہری ارادہ سے اُس دنیا میں صولت طوفان پیدا کرتا
 ہے جس میں ان لوگوں کی کشتی جو تو پھر اُن کی تصرف اور رجوع پر ان کو بچا لیتا ہے حالانکہ جانتا
 ہے کہ یہ وہ مفسدانہ حرکات میں مشغول ہوں گے۔ کیا اس طوفان سے یہ غرض ہوتی ہے کہ کشتی
 نکل کر صحت خفیف خفیف ہو جائے گی۔ اگر ہلاک نہ ہوں۔ اسے شیخ ذرا شرم کرنا چاہیے اس قدر
 عقل کیوں ملدی گئی کہ نصوحی بدرہم یہ ہے انکار کئے جاتے ہو۔

قولہ یونس کا وعدہ بھی شرطیہ تھا۔

الجواب۔ فتح البیان اہل ایمان کثیر اور عالم کو دیکھو۔ یعنی سورۃ الانبیاء سورہ یونس اور الصافات
 کی تفسیر دیکھو اور تفسیر کبیر صفحہ ۱۸۸ سے غور سے پڑھو تا معلوم ہو کہ ابتلا کی وجہ کیا تھی۔ یہی تو تھی
 کہ حضرت یونس قطعاً طور پر عذاب کو سمجھتے تھے۔ اگر کوئی شرط منجانب اللہ ہوتی تو یہ ابتلا کیوں آتا
 پھر پھر صاحب تفسیر کبیر لکھتا ہے انهم لما لم یؤمنوا وعدہم بالعذاب فلما
 کشف العذاب منهم بعد ما توقعہم خبرہ منہم مخاضباً۔ یعنی یونس نے

بقیہ حاشیہ۔ پر ہیبت اللہ عظمت الہی مستولی رہیں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے
 وعدوں میں بیشک تغلف نہیں وہ جیسا کہ خدا تعالیٰ کے علم میں ہیں پورے ہو جاتے ہیں۔ لیکن انسان
 ناقص العقل کبھی ان کو تغلف کی صورت میں سمجھ لیتا ہے کیونکہ بعض ایسی مخفی شرائط پر اطلاع نہیں پاتا
 جو پیش گوئی کو دوسرے رنگ میں لے آتے ہیں اور ہم لکھ چکے ہیں کہ الہامی پیشگوئیوں میں یہ یاد رکھنے کے
 لائق ہے کہ وہ ہمیشہ ان شرائط کے لحاظ سے پوری ہوتی ہیں جو سنت اللہ میں اور الہی کتاب میں مذکور
 ہو چکے ہیں گو وہ شرائط کسی ولی کے الہام میں ہوں یا نہ ہوں۔ منہ ۵

اس وقت سے عذاب کی خبر سنائی جیسا کہ اس قوم کے ایمان سے نوید ہو چکا۔ پس جبکہ عذاب اُن
پر سے اُٹھایا گیا تو غیبناک ہو کر نکل گیا۔ پس ان تفسیروں سے اصل حقیقت یہ معلوم ہوتی ہے
کہ اولیٰ یونسؑ نے اسی قوم کے ایمان کے لئے بہت کوشش کی اور جبکہ کوشش بے سود معلوم
ہوئی اور یاس کی نظر آئی تو انہوں نے خدا تعالیٰ کی دہی سے عذاب کا وعدہ دیا جو تین دن
کے اندر نازل ہوگا۔ اور صاحب تفسیر کبیر نے جو پہلا قول نقل کیا ہے اس کے سمجھنے میں نادان
شیخ نے دھوکہ کھدایا ہے اور نہیں سوچا کہ اس کے آگے صفحہ ۸۸ میں وہ عبارت لکھی ہے جس
سے ثابت ہوا ہے کہ عذاب موت کی پیشگوئی بلا شرط تھی اور یہی آخری قول مفسرین اور ابن
مسعود اور حسن اور شعیب اور سعید بن جبیر اور صاحب کا ہے۔

پھر ہم کہتے ہیں کہ جس حالت میں وعدہ کی تاریخ ملے انصوص قیامہ قطعہ تفسیر سے ثابت
ہے جیسا کہ آیت ۱۰۰ و ۱۰۱ مائیدہ ثلاثین لیلۃ اس کی شام نازل ہے تو عید کی
تاریخیں جو نزول عذاب پر دال ہوتی ہیں صبح کا ٹلنا اور روز بڑھنا تو بہ اور استغفار اور صدق
سے باتفاق صحیح انبیاء علیہم السلام ثابت ہے۔ پس ان تاریخوں کا ٹلنا بعد اولیٰ ثابت ہوا۔
اور اس سے انکار کا محض سفیہ و ناولان کا کام ہے نہ کسی صاحب بصیرت کا۔

اور صاحب تفسیر کبیر اپنی تفسیر کے صفحہ ۱۶۷ میں لکھتے ہیں۔ ان ذنبہ یعضی ذنب
یونسؑ کان لان اللہ تعالیٰ وعدہ انزال الہلالۃ بقومہ الذین کذبوا فقلت انہ
نازل لا جمالۃ فلاجل حد الطغی لم یصبر علی وعدہ قوم فکان الواجب علیہ
ان یمتھر علی الداء لمجوار ان لا یملکھم اللہ بالعذاب۔ یعنی یونسؑ کا یہ گناہ تھا کہ اس
کو خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ وعدہ ملا تھا کہ اس کی قوم پر ہلاکت نازل ہوگی کیونکہ انہوں نے
تکذیب کی۔ پس یونسؑ نے سمجھ لیا کہ یہ عذاب موت قطعی اور اٹل ہے اور ضرر نہ نازل ہوگا۔ یہی
ظن سے وہ دعا ہدایت پر صبر نہ کر سکا اور واجب تھا کہ دعا ہدایت کہے جانا کیونکہ جائز تھا کہ خدا
و دعا ہدایت قبول کرے اور ہلاک نہ کرے۔ اب یونسؑ کی کسی صفائی سے ثابت ہو گیا کہ

منہ غلماً فعلوا ذالک وحی اللہ الیہ ابی مرسل علیہم العذاب فی یوم کذا رکنا
فخرج من بین اظہرہم فاعلمہ قہم الذی وعدہم اللہ من عذابہ ایاہم فلما
كانت اللیلۃ التی وعدہم العذاب فی صبیحۃ فذراہ القوم فمعدوا فخرجوا من
القریۃ الی براز من ارضہم و فرقوا کل دابۃ و ولداہا ثم عجوا الی اللہ و انابوا
و استقالوا فاقالہم اللہ و انتظر یونس الخیر عن القریۃ و اهلہا حتی مرہ
ما رد قتال ما فعل اهل القریۃ قال فعلوا ان یخرجوا الی براز من الارض ثم
فرقوا بین کل ذات ولد و ولداہا ثم عجوا الی اللہ و انابوا فقبل منہم و
اخر عنہم العذاب فقال یونس عند ذلک لا ارجع الیہم کذا ابا و مضی علی
وجہ یعنی ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے یہ حدیث لکھی ہے کہ خدا نے یونس
نبی کو ایک بستی کی طرف مبعوث کیا پس انہوں نے اس کی دعوت کو نہ مانا اور نگ گئے سو جبکہ
انہوں نے ایسا کیا تو خدا تعالیٰ نے یونس کی طرف وحی بھیجی کہ میں فلاں دن میں ان پر عذاب
نازل کروں گا۔ سو یونس نے اس قوم کو اچھی طرح سمجھا دیا کہ فلاں تاریخ کو تم پر عذاب نازل ہوگا
اور ان میں سے نکل گیا۔ پس جبکہ وہ رات آئی جس کی صبح کو عذاب نازل ہوتا تھا سو قوم نے
عذاب کے آثار دیکھے سو وہ ڈر گئے اور اپنی بستی سے ایک وسیع میدان میں نکل آئے جو انہیں
کی زمین کی حدود میں تھا اور ہر ایک جانند کو اس کے ہتھ سے علیحدہ کر دیا یعنی رحیم خدا کے
رجوع دلانے کے لئے یہ حیلہ سازی کی جو شیر خوار بچوں کو خواہ وہ انسانوں کے تھے یا حیوانوں
کے ان کی ماؤں سے علیحدہ پھینک دیا اور اس مفارقت سے ایک قیامت کا شور اس
میدان میں برپا ہوا۔ ماؤں کو ان کے شیر خوار بچوں کو جنگل میں دُور ڈالنے سے سخت رقت طاری
ہوئی اور اس طرف بچوں نے بھی اپنی پیاری ماؤں سے علیحدہ ہو کر اور اپنے تئیں اکیسے پا کر
دردناک شور مچایا اور اس کا درد اُنکی کے کتے ہی سب لوگوں کے دل درد سے بھر گئے اور
نعرے مارا کر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف تضرع کیا اور اس سے معافی چاہی تب رحیم

خدا نے جس کی رحمت و شفقت ملے گئی ہے یہ حال زمان کا دیکھ کر ان کو معاف کر دیا۔ اور اوپر حضرت یونسؑ عذاب کے منتظر تھے اور دیکھتے تھے کہ آج اس بستی اور اس کے لوگوں کی کیا خبر آتی ہے یہاں تک کہ ایک دہکڑ مسافر ان کے پاس پہنچ گیا۔ انہوں نے پوچھا کہ اس بستی کا کیا حال ہے اس نے کہا کہ انہوں نے یہ کامروائی کی کہ اپنی زمین کے ایک وسیع میدان میں نکل آئے۔ اور ہر ایک بچہ کو اس کی ماں سے ملگ کر دیا۔ پھر اس دردناک حالت میں ان سب کے غم سے بلند ہوئے اور تضرع کی اور رجوع کیا۔ سو خدا تعالیٰ نے ان کی تضرع کو قبول کر لیا اور عذاب میں تاخیر ڈال دی۔ پس یونسؑ نے ان باتوں کو سن کر کہا کہ جبکہ حال ایسا ہوا یعنی جسکے ان کی توبہ منظور ہو گئی اور عذاب نکل گیا تو میں کذاب کہلا کر ان کی طرف نہیں جاؤں گا۔ سو وہ تکذیب سے ڈر کر اس جگہ سے نکل گیا۔

اب فرمائیے۔ شیخ نجی ابھی تسلی ہوئی یا کچھ کسر ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر وحی قطعی عذاب کی

بجہ فوٹ پڑے یعنی یونسؑ کی کتاب میں جو بائبل میں موجود ہے۔ باب ۳ آیت ۴ میں لکھا ہے۔ اور چونکہ تمہیں (یعنی نبیوہ میں) داخل ہونے لگا اور ایک دن کی راہ جا کے منادی کی اور کہا۔ چالیس اور دن ہوں گے تب نبیوہ برباد کیا جائے گا۔ ۵ تب نبیوہ کے باشندوں نے منابر پر اعتقاد کیا اور روزہ کی منادی کی اور سب نے چھوٹے بڑے تک ٹاٹ پہنا اور خدا نے ان کے کاموں کو دیکھا کہ وہ اپنے بڑے راہ سے باز آئے تب خدا اس ہدایت سے کہ اس نے کبھی تھی کہ میں اُن سے کروں گا بچتا کے باز آیا اور اس نے ان سے وہ ہدایت نہ کی۔ باب ۶۔ پر یورنہ اس سے ناخوش ہوا اور پرنٹ رنجیہ ہو گیا۔ ۲۔ اور اس نے خداوند کے کلمے دہرائی۔ ۳۔ اب اے خداوند میں تیری عزت کرتا ہوں کہ میری جان کو مجھ سے لے لے کر میرا نامیر سے جینے سے بہتر ہے۔ تم کا نام۔

اب اے شیخ نجی ذرا آنکھیں کھول کر دیکھو کہ یونسؑ کی کتاب سے بھی قطعی طور پر ثابت ہو گیا کہ موت کا عذاب نکل گیا اور یہ بھی یقینی طور پر ثابت ہو گیا کہ اس پیشگوئی میں کوئی شرط نہ تھی۔ اسی لئے تو یونسؑ نے رنجیدہ ہو کر دعا کی کہ اب میرا نام بہتر ہے۔ شیخ نجی اب تو آپ ہر یک پہلو سے قابو میں آ

نہ ہوتی اور کوئی دوسرا پہلو ایمان لانے کا قوم کو بتلایا ہوتا تو وہ میدان میں ایسی دروناک صورت اپنی نہ بناتے بلکہ شرط کے ایفہ پر عذاب مل جانے کے وعدہ پر مطمئن ہوتے۔ ایسا ہی اگر حضرت یونس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے علم ہوتا کہ ایمان لانے سے عذاب مل جائے گا تو وہ کیوں کہتے کہ اب میں اس قوم کی طرف نہیں جاؤں گا کیونکہ میں ان کی نظر میں کذاب ٹھہر چکا۔ جبکہ وہ میں چکے تھے کہ قوم نے توبہ کی اور ایمان لے آئی۔ پس اگر یہ شرط بھی ان کی وحی میں داخل ہوتی تو ان کو خوش ہونا چاہیے تھا کہ بیشک گولی پوری ہوئی نہ یہ کہ وہ وطن چھوڑ کر ایک بھاری مصیبت میں پنے تئیں ڈالتے۔ قرآن کا لفظ لفظ اسی پر دلالت کر رہا ہے کہ وہ سخت ابتلا میں پڑے اور حدیث نے کیفیت ابتلا کی یہ بتلائی۔ پس اب بھی اگر کوئی شیخ و شراب منکر ہو تو یہ صریح اس کی گردن کشی ہے۔

اور ہم اس مضمون کو اس پر ختم کرتے ہیں کہ اگر ہم سمجھتے ہیں تو خدا تعالیٰ ان بیشکویوں کو پورا کر دے گا۔ اور اگر یہ باتیں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہیں تو ہمارا انجام نہایت بد ہوگا اور ہرگز یہ بیشکویاں پوری نہیں ہوں گی۔ رہنا اقامہ میننا و بلیت قومنا بالحق و اننا خیر الفاتحین۔ اور میں بلا تخریج کرتا ہوں کہ اے خدا تھے قادر و عظیم اگر اقامہ کا عذاب بقیہ حاشیہ۔ گھٹے آپ عام جلسہ میں اہتمام لا جو دھڑک چکے ہو کہ میں اس بات کی قسم کھاؤں گا کہ موت کا عذاب نہیں ملتا۔ اب قسم کھاویں تا خدا تعالیٰ مجھ سے کو واسل جہنم کہے ورنہ یہ سخت بے ایمانی ہوگی کہ قسم کھانے کا عہد کر کے پھر توڑ دیا جاوے اور اگر آپ نے قسم نہ کھائی تو یہی سمجھا جائے گا کہ ہر دوسرو پر یہ کے طبع نفسانی نے آپ میں یہ جوش پیدا کر دیا تھا۔ اور پھر جب قسم کھانے کی کوئی راہ نہ دیکھی تو اندہ ہی اندر وہ جوش قلیل پا گیا اور بجائے اس کے اپنی بیوقوفی پر ایک مذمت باقی رہ گئی مگر کیا تعجب کہ پھر بھی قسم کھا لیا کیونکہ بے ایمان آدمی پاک و شستوں کی کچھ بھی پروا نہیں رکھتا اور دہریہ پن کی رنگ سے اپنے انجام کو نہیں سوچتا اور یاد رہے کہ اس مسافری سے عیسائیوں کے کفارہ کی بھی بیچکھی ہو گئی کیونکہ یونس کی قوم صرف اپنی توبہ اور استغفار سے بچ گئی اور یونس تو یہی چاہتا تھا کہ ان پر عذاب نازل ہو۔ منہ +

ہلکے میں گفتگو نہ ہوتا اور سب بیگ کی دھڑکائی کا آخراں عاجز کے کراہ میں آتا یہ پیشگوئی تیری
 طوطا کے ہیں تو ان کو ایسے طرح سے ظاہر فرما جو خلق اللہ پر حجت ہو اور کور باطن حاسدوں کا مزہ بند
 ہو جائے وہ لوگ اسے سنا خود بخود پیشگوئیاں تیری طوطا کے نہیں ہیں تو مجھے نامرادی اور ذلت کے
 ساتھ ہلاک کر کے اگر میں تیری نظر میں مودود اور طعون اور دجال ہی ہوں جیسا کہ مخالفوں نے سمجھا
 ہے یا تو تو ہی وہ نکستے میرے ساتھ نہیں ہو تیرے بندہ ابلا ہیم کے ساتھ اور آنحضرت کے ساتھ اور
 اسمعیل کے ساتھ اور یعقوب کے ساتھ اور موسیٰ کے ساتھ اور داؤد کے ساتھ اور مسیح ابن مریم کے ساتھ اور
 خیر الانبیاء محمد مصطفیٰ کے ساتھ اور اس امت کے اولیاء کرام کے ساتھ تھی تو مجھے فنا کر ڈال
 اور دشمنوں کے ساتھ مجھے ہلاک کر دے اور ہمیشہ کی لعنتوں کا نشانہ بنا اور تمام دشمنوں کو
 خوش کر اور ان کی دعائیں قبول فرما۔ لیکن اگر تیری رحمت میرے ساتھ ہے اور تُو ہی ہے جس
 نے مجھ کو مخاطب کر کے کہا انت نجیہ فی حضرتی اخترتک لنفسی اور تُو ہی ہے
 جس نے مجھ کو مخاطب کر کے کہا یا محمد اک الله من عرشہ۔ اور تُو ہی ہے جس نے مجھ
 کو مخاطب کر کے کہا یا علی لا یضام وقتہ اور تُو ہی ہے جس نے مجھ کو مخاطب کر کے
 کہا۔ الیس الله بکاف عبدا اور تُو ہی ہے جس نے مجھ کو مخاطب کر کے کہا قل
 انی اسریت وانا اول المؤمنین اور تُو ہی ہے جو غالباً مجھے ہر روز کہتا رہتا ہے
 انت معی وانا مملک تو میری مدد کر اور میری حمایت کے لئے کھڑا ہو جا۔ وانی
 اللہ وکف فانتهر

راقم خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گوردہ اپور

۲۷ اکتوبر ۱۹۰۷ء

(تسلیم و اشاعت: ۲۷/۱۰/۰۷ء) ریاضی ہند امرتسر

(یہ اشتہار ۲۶/۱۰/۰۷ء کے ۱۶ صفحوں پر ہے)

ایک فیصلہ کرنے والا اشتہار دعائی ہزار روپیہ کی
 میلہ شیدہ رنگوی وغیرہ کی ایذا دہی پر کھٹے کیلئے جنہوں نے
 اس معجز کی نسبت یہ اشتہار شائع کیلئے کہ یہ شخص کاغذ اور جہل اور شیطانی اور
 اس پلاٹ اور سبب شتم کرتے ہیں ان کی بات یہ ہے کہ اشتہار کے صاحب کو خط میں جو کاغذ اور
 ان کو کہنے سے باز نہیں آتے خواہ لکھی ہوئی ہیں یا امرتسری یا غزنی یا پٹنہ لوی یا گنگوی یا پنجاب
 اور ہندوستان کے کسی اور مقام میں الاہندۃ اللہ علی الکافریۃ المکفرین اللہ یسکھرون
 انہم انہم اب ان سب پر واجب ہے کہ اپنے ہم جنس مولوی محمد حسن صاحب لکھی ہوئی کو رقم دلا کر
 ہزار روپیہ ہم سے لے لیں۔ ورنہ یاد رکھیں کہ وہ سب باعث تکفیر مسلم اور انکار حق کے
 ہیں یہی لعنت میں مبتلا ہو کر تمام شیاطین کے ساتھ جہنم میں پڑیں گے اور
 جہنم میں زیادہ رہے کہ قسم اسی معصوم کی ہو گی جو اشتہار
 بنا یہی درج ہے

اے علمائے کفرین ان اشتہار اور اخبار کی نسبت کیا کہتے ہو جن کو امام عبدالوہاب
 شرعی اور دوسرے اکابر متقدمین نے اپنی اپنی کتابوں میں مبسوط طور پر نقل کیا ہے جن
 میں ہے کہ محدث مولوی صدیقی حسن خاں بھوپالوی نے اپنی فادہ سی کتابوں میں حج الکرامہ وغیرہ میں
 بطور افتخار لکھا ہے کہ ہمدی مولود کے چار نشان خاص ہیں جن میں ہیں اس کا غیر شریک نہیں

لا نوٹ۔ یہ کہتا ہے جاہل گاہک یہ احادیث ضعیف ہیں یا بعض روایات مجروح ہیں یا حدیث
 منقطعہ اور مرسل ہے کیونکہ حسن حدیث کی پیش گوئی واقعی طور پر بھی نکلی اس کا درجہ فی الحقیقت
 سدا سے بھی بڑھ کر ہے کیونکہ اس کی صداقت پر بھی طور پر ظاہر ہو گئی۔ عرض جب حدیث کی
 پیش گوئی بھی نکلی تو پھر بھی اس میں شک کی ضرورت ہے یہانی ہے۔

(۱) یہ کہ علماء اس کی تکفیر کریں گے اور اس کا نام کافر اور دجال اور بے ایمان رکھیں گے اور تمام مل کو اس کی تکفیر کریں گے اور اس کی تحقیر اور سب و شتم کے لئے کربان دہیں گے اور اس کی نسبت نہایت سخت کیونہ پیدا کریں گے اور اس کو ملحد اور مرتد خیال کریں گے اور اس کی نسبت مشہور کریں گے کہ یہ تو اسلام کی تکفیر کر رہا ہے یہ ہمدی کیسا ہے اور لخت اور کافر کا کہنے کو موجب ثواب اور اجر سمجھیں گے اور اس کو اس زمانہ کے مولوی ہرگز قبول نہیں کریں گے مگر آخری دنوں میں جب اس کی حقیقت کھل جائے گی محض نفاق سے مان لیں گے دل سے نہیں اور ہمدی کو قبول کرنے والے اکثر عوام یا گوشہ گزین یا پاک ذلی فکرا ہوں گے جو اپنے صیغہ کاشفات سے اس کو شناخت کر لیں گے مگر مولویوں کو پھر اس کے اور کوئی حصہ نہیں ملے گا کہ اس کو بے دین اور کافر اور دجال کہیں گے اور اس وقت کے مولوی ان سب سے بدتر ہوں گے جو زمین پر رہتے ہیں۔ ان کی زیر کی امد فراموش جاتی رہے گی وہ عین باتوں کو کٹھنی کرنی الفور انکار کر دیں گے کہ یہ باتیں تو ہمارے قدیم عقاید کے مخالف ہیں۔

۲۔ دوسرا نشان ہمدی مولود کا یہ ہے کہ اس کے وقت میں ماہ رمضان میں غصوف کسوف ہوگا اور پہلے اس سے یہاں کہ منطوق حدیث صاف بتا رہا ہے کبھی کسی رسول یا نبی یا محدث کے وقت میں غصوف کسوف کا اجتماع رمضان میں نہیں ہوتا اور جب سے کہ دنیا پیدا ہوئی ہے کسی مدعی رسالت یا نبوت یا محدثیت کے وقت میں کبھی چاند گرہن اور سورج گرہن اکٹھے نہیں پائے ادا کر کوئی کہے کہ اکٹھے ہوئے ہیں تو باد ثبوت اس کے ذمہ ہے۔ مگر حدیث کا مفہوم یہ نہیں کہ ہمدی کے ظہور سے پہلے چاند گرہن اور سورج گرہن ماہ رمضان میں ہوگا کہ اگر کہ اس صلیبت میں تو ممکنات میں سے تھا کہ چاند گرہن اور سورج گرہن کو ماہ رمضان میں دیکھ کر ہر ایک مفسر ہمدی مولود ہونے کا دعویٰ کرے اور امر مشتبہ ہو جائے کیونکہ بعد میں مدعی ہونا سہل ہے اور جب بعد میں کئی مدعی ظاہر ہو گئے تو صاف طور پر کوئی مصداق نہ رہا۔

بلکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ہمدی موعود کے دعویٰ کے بعد بلکہ ایک مدت گزرنے کے بعد
یہ نشانے تائید دعویٰ کے طور پر ظاہر ہو جیسا کہ ائمہ دین ایستین ای لتائید دعویٰ
مہدینا ایتن صاف دلالت کر رہی ہے اور اس طور سے کسی مغربی کی پیش رفت
نہیں جاتی اور کوئی منصوبہ عمل نہیں سکتا۔ کیونکہ ہمدی کا ظہور بہت پہلے ہو کر پھر موعود دعویٰ
کے طور پر سوجا کر رہا ہو گیا نہ یہ کہ ان دونوں کو دیکھ کر ہمدی نے مرنے کا لا۔ اس قسم کے
تائیدی نشان ہمارے سید نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی پہلی کتابوں میں لکھے گئے تھے
جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بعد ظہور میں آئے اور دعویٰ کے مصدق اور
مؤید ہوئے۔ غرض ایسے نشان قبل از دعویٰ ہوں اور یکا ہوتے ہیں کیونکہ ان میں گنجائش
اقترا بہت ہے۔ اور اس پر اور بھی قریب ہے اور وہ یہ ہے کہ خسوف اور کسوف اور
ہمدی کا رمضان کے چہینے میں موجود ہونا خارق عادت ہے اور اجتماع خسوف کسوف
خارق عادت نہیں۔

۳۔ تیسرا نشان ہمدی موعود کا یہ ہے کہ اس کے وقت میں ایک فتنہ ہو گا اور نصائے
اور ہمدی کے لوگوں کا ایک جھگڑا پٹ جائے گا۔ نصاریٰ کے لئے شیطان آواز دے گا کہ
الحق فی ال عیسوی یعنی حق عیسوی کے لوگوں میں اور فتح مسیحیوں کی ہے۔ ہمدی کے لئے آسمانی
آواز آئے گی یعنی نشانوں اور تائیدوں کے ساتھ بتائی گواہی یہ ہو گی کہ الحق فی ال محمد
یعنی حق ہمدی کے لوگوں میں ہے۔ انھوں نے آواز کے بعد شیطانی تاریکی اٹھ جائے گی اور لوگ
اپنے امام کو شناخت کر لیں گے۔

۴۔ چوتھی ہمدی کی یہ نشانی ہو گی کہ اس کے وقت میں بہت سے مسلمان یہودی طبع و متبع
سے مل جائیں گے یعنی وہ لوگ بظاہر مسلمان کہلائیں گے اور جہل کی اڑان کے ساتھ اٹھ جائیں گے۔
وہی گے یعنی نصاریٰ کے دعویٰ فتح کے مصدق ہوں گے۔

یہ چار نشانیاں ایسی ہیں کہ ہمدی کے لئے خاص ہیں اور اگرچہ اس نشانہ سے پہلے بھی بہت

سے مل گئے اور پورگوں کو کافر ٹھہرایا گیا۔ مگر نشانی کا لفظ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ
 ہمدی موجود کی اس زور شور سے تکفیر کی جہانے گی کہ اس سے پہلے کبھی مولویوں کی ایسی زور شور
 سے کسی کی تکفیر نہیں کی ہوگی اور نہ کسی کو ایسے زور شور سے دجال کہا ہوگا چنانچہ ایسا ہی
 ہوا۔ اور اس عاجز کو نہ صوف کافر بلکہ اکفر کہا گیا۔ ایسا ہی ممکن ہے کہ پہلے بھی کسی مہینہ میں
 پانچ گزین اور صدق گزین اکٹھے ہو گئے ہوں مگر یہ کسی نہیں ہوا۔ اور ہر گز نہیں ہوا کہ بجز ہمارے
 جس زمانہ کے دنیا کی ابتدا سے اب تک کبھی چاند گزین اور سورج گزین رمضان کے مہینہ میں ایسے
 طور سے اکٹھے ہو گئے ہوں کہ اس وقت کوئی مدعی رسالت یا نبوت یا محدثیت بھی موجود ہو۔
 یہی ہی اگرچہ پہلے بھی نصاریٰ سے مجاہدات جاری ہوتے رہے ہیں لیکن جو نصاریٰ نے اب
 فوجیں دیکھیں اور تمام ملک میں شیطانی آوازیں سنائیں اور گھوڑوں پر سوار ہوئے اور
 بہر و پ بنائے، ایسا استہزاء ان کی طرف سے کبھی ظہور میں نہیں آیا اور نہ اس استہزاء کا بدل
 جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہونے والا ہے جو بیانی آواز ہے کبھی ایسا ظاہر ہوا جیسا کہ بعد
 اس کے ظاہر ہوگا۔ ٹھنڈے دھلے یاد رکھیں۔ ایسا ہی اگرچہ بعض مسلمان جو منافق طبع ہیں پادریوں
 کے ساتھ اس سے پہلے بھی مدافعت کے ساتھ پیش آتے رہے ہیں مگر جو اب مولویوں اور ان
 کے ناقص اہل چیلوں نے ان پادری و جالوں کی ہاں کے ساتھ ہاں ملائی اور ان کو فتیاب
 قرار دیا اور ان کی خوشی کے ساتھ خوشی منائی اور خوشی اور جلال کی سے صدا اٹھتے دیکھے اور اہل
 حق پر لعنتیں بھیجیں اور ان لعنتوں سے نصاریٰ کو خوش کیا اور نصاریٰ کو غالب قرار دیا اس کی
 نظیر تو سو برس میں کسی صدی میں نہیں پائی جاتی۔ پس یہ اسی پیشگوئی کا ظہور ہے کہ جو حدیث قرآن
 میں آیا ہے کہ مشرک از مسلمان کہلانے والے دجال کے ساتھ مل جائیں گے۔ اب علماء مکتزین
 بتلاویں کہ یہ باتیں پوری ہو گئیں یا نہیں۔ بلکہ یہ دو علامتیں یعنی ہمدی ہونے کے دیکھ کو بڑے
 نادر صحت کا فر اور دجال کہنا اور نصاریٰ کی تائید کرنا اور ان کو فتیاب قرار دینا اپنے حق سے
 مددگاروں نے ایسے طور سے پوری کیس جن کی نظیر پہلے زمانوں میں نہیں پائی جاتی نادانی سے پہلے

باہم مشورہ کر کے سوچ لیا کہ اس طور سے تو ہم دو نشانہوں کا تو آپ ہی ثبوت ہے دینگے
 جس شد و مد اس عاجز کی تکفیر کی گئی ہے اگر پہلے بھی کسی جہدی ہونے کے مدعی کی اس
 نورو و شور سے تکفیر ہوئی ہے اور یہ لعن طعن کی بادش اور کافر اور دجال کہنا اور دین کا لیکن
 قرار دینا اور تمام ملک کے علماء کا اس پر اتفاق کرنا اور تمام مذاہب میں اس کو شہرت دینا
 پہلے بھی وقوع میں آیا ہے تو اس کی نظیر پیش کریں جو طابق النعل بالنعل کا مصداق ہو۔ ورنہ
 جہدی موعود کی ایک خاص نشانی انہوں نے اپنے ہاتھ سے قائم کر دی۔ اور اگر پہلے بھی ایسا
 اتفاق انہوں نے نصاریٰ سے کیا ہے اور ان کو غالب قرار دیا ہے تو اس کی بھی نظیر بتلاویں
 اور اگر پہلے ہی کسی ایسے شخص کے وقت میں جو جہدی ہونے کا دعویٰ کرتا ہو چاند گرہن اور سورج
 گرہن رمضان میں اکٹھے ہو گئے ہوں تو اس کی نظیر پیش کریں اور اگر پہلے بھی کسی جہدی کے
 لوگوں اور نصاریٰ کا کچھ جھگڑا ہوا ہو اور نصاریٰ نے اپنی فتحیابی کے لئے ایسی شیطانی آوازیں
 نکالی ہوں تو اس کی نظیر بھی بتلا دیں اور ہم ہر چہ نظیروں کے پیش کرنے والے کے لئے
 ہزار روپیہ نقد انعام مقرر کرتے ہیں۔ ہم اس دویہ کے دینے میں کوئی شرط مقرر نہیں کرتے۔
 صرف اس قدر ہوگا کہ بعد درخواست یہ ہزار روپیہ محمد حسن صاحب لدھیانوی کے پاس تین ہفتہ
 کے اندر جمع کرادیا جاوے گا اور مولوی صاحب موصوف ایک تالیف پر جو ان کی طرف سے مقدم
 ہو فریقین کو اپنے مکان پر بلا کر بلند آواز سے تین مرتبہ قسم کھائیں گے اور کہیں گے کہ میں اللہ
 جل شانہ کی قسم کھا کہ کہتا ہوں کہ یہ واقعات جو پیش کئے گئے ہیں نظیر نہیں ہیں اور جو کچھ ان
 کی نظیریں بتائی گئی ہیں وہ واقعی طور پر صحیح اور درست اور یقینی اور قطعی ہیں اور بخدا ان
 نشانہوں کے مصداق ہونے کا مدعی درحقیقت کافر ہے اور میں بصیرت کاملہ سے کہتا ہوں کہ
 ضرور وہ کافر ہے اور اگر میں جھوٹ بولتا ہوں تو میرے پر وہ عذاب اور قہر الہی نازل ہو، جو
 جھوٹوں پر ہوا کرتا ہے اور ہم ہر ایک مرتبہ کے ساتھ آمین کہیں گے اور واپسی دویہ کی کوئی
 شرط نہیں اور نہ عذاب کے لئے کوئی میعاد مقرر ہے۔ ہمارے لئے یہ کافی ہوگا کہ یا تو مولیٰ صاحب

خدا تعالیٰ سے ڈریں اور قسم نہ کھائیں اور یا تمام مکفروں کے سرگروہ بن کر قسم کھالیں اور اس کے ثمرات نہ لیں۔ اور ہم اس جگہ علمائے وقت کی خدمت میں بہادب عرض کرتے ہیں کہ وہ مخیر و سالک میں جہدی نہ کریں۔ کیا ممکن نہیں کہ جس کو وہ جھوٹا کہتے ہیں اصل میں سچا وہی ہو پس جہدی کر کے ناحق کی رُوسیا ہی کیوں لیتے ہیں۔ کیا کسی جھوٹے کے لئے اسمانی نشان ظاہر ہوتا ہے یا کبھی خدا نے کسی جھوٹے کو ایسی لمبی مہلت دی کہ وہ بارہ برس سے برابر الہام اور کلام اللہ کا دعویٰ کر کے دن رات خدا تعالیٰ پر افترا کرتا ہو اور خدا تعالیٰ اس کو نہ پکڑو۔ اگر کوئی نظیر ہے تو ایک تو بیان کریں ورنہ اس قدر مشتقم سے ڈریں جس کا غضب انسان کے غضب سے کہیں بڑھ کر ہے۔ اور اس ہمت پر خوش نہ ہوں کہ بعض مسائل میں اختلاف ہے۔ اور ذرا دل میں سوچ لیں کہ اگر جہدی موجود تمام مسائل و طب یا بس میں علمائے وقت سے اتفاق کرنے والا ہوتا تو کیوں پہلے سے احادیث میں یہ لکھا جاتا کہ علماء اس کی تکفیر کریں گے اور سمجھیں گے کہ یہ دین کی پٹھانی کر رہا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ جہدی کی تکفیر کے لئے علماء اپنے پاس اپنے فہم کے مطابق کچھ وجوہ رکھتے ہوں گے جن کی بنا پر اس کو کافر اور دھتال قرار دیں گے۔ فاتقوا اللہ یا اولی الاصدار والسلام علی من خشى الرحمن و اتقى و اتبع الحق و احتدای

(یہ اشتہار انوار اسلام طبع اول کے صفحہ ۴۶ سے ۵۰ تک ہے)

(۱۲۶)

اشتہار لایق توجہ گورنمنٹ

جو

جناب ملکہ معظمہ قیصر ہند اور جناب گورنر جنرل ہند اور گورنمنٹ گورنر پنجاب
اور دیگر معزز حکام کے ملاحظہ کے لئے شائع کیا گیا

سول ملری گزٹ کے پرچہ ستمبر یا اکتوبر ۱۸۹۲ء میں میری نسبت ایک غلط اور خلاف
واقعہ رائے شائع کی گئی ہے جس کی غلطی گورنمنٹ پر رکھوں ضرور ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے
کہ صاحب راقم نے اپنی غلط فہمی یا کسی اہل غرض کے دھوکہ دینے سے ایسا اپنے دل میں
میری نسبت سمجھ لیا ہے کہ گویا میں گورنمنٹ انگریزی کا بدخواہ اور مخالفانہ ارادے اپنے دل
میں رکھتا ہوں۔ لیکن یہ خیالی ان کا سراسر باطل اور دور انداز انصاف ہے۔ اگر ان کو سچے
واقعات سے کچھ بھی خبر ہوتی تو اس قدر قابل شرم جھوٹ پیمان کا ہتھ اندھ قلم ہرگز دلیہی
نہ کرتا۔ یہ بات گورنمنٹ پر پوشیدہ نہیں کہ یہ راقم ایک فیک نام خاندان میں سے ہے
اور میرا والد میرزا غلام مرتضیٰ صاحب ایک فیک نام اور معزز رئیس تھے جنہوں نے
ہر ایک موقع پر عمدہ عمدہ خدمات بجالا کر اپنے تئیں موردِ مراعہ گورنمنٹ ثابت کیا تھا اور
گورنری دوبار میں ان کو کرمی ملحق تھی۔ چنانچہ ۱۸۷۷ء کی خدمات ان کی ایسی تھیں کہ وہ
ایک پختہ ثبوت اس غیر خواہی اور غیر اندیشی کا ہے جو قدیم سے اس خاندان سے ہوتی رہی تھی
یہ کہ انہوں نے (یعنی ان ایام میں کہ ہندوستان میں آتش فشاں اور مفسد پھیل رہی تھی
اور قدرتی اتفاقات سے رہایا کے لئے یہ موقع پیش آیا تھا کہ وہ اس بات میں آمالئی جائیں کہ

کہا شک وہ گورنمنٹ بھٹانیہ کے خیر خواہ ہیں) اپنے افعال سے صاف طور پر بار بار حکام پر ظاہر کر دیا کہ ہم تمام مال و جان سے اپنی طاقت اور حیثیت کے موافق گورنمنٹ بھٹانیہ کی امداد کے لئے حاضر ہیں۔ اور نہ صرف یہ بلکہ کچھ ناش گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر کے اور پچاس سوار بھی بہیم پہنچا کر ۱۸۸۵ء کے شور و شر کے وقت میں گورنمنٹ کی نذر کئے۔ اور پھر دوسری مرتبہ چودہ گھوڑے نذر کئے۔ اور اسی طرح وہ اور وقتوں میں بھی خدمات گورنمنٹ میں مشغول رہے اور وقتاً فوقتاً خوشنودی کی پھٹیاں پاتے رہے (اور انعام بھی ملتے رہے) اور چالیس برس اپنی عمر بزرگ کے انہی خدمات میں انہوں نے بسر کئے اور پھر بعد اُن کے انتقال کے میڈیٹل کالج میں عیوضاً اعلیٰ مقام اور خدمات گورنمنٹ میں مشغول رہا۔ اور پھر ان کے بعد میں ایک گوشہ نشین آدمی تھا جس کی ذمیوی طریق پر زندگی نہیں تھی اور نہ اس کے کمال اسباب موجود تھے۔ تاہم میں نے براہ ۱۶ برس سے یہ اپنے پر حق واجب ٹھہرا لیا کہ انہی قوم کو اس گورنمنٹ کی خیر خواہی کی طرف بلانوں اور ان کو سچی اطاعت کی طرف ترغیب دلاؤں۔ پھر میں نے اس مقصد کی انجام دہی کیلئے اپنی ہر ایک تالیف میں یہ لکھنا شروع کیا کہ اس گورنمنٹ کے ساتھ کسی طرح مسلمانوں کو جہاد درست نہیں۔ اور نہ صرف اس تقد بلکہ بار بار اس بات پر زور دیا کہ چونکہ گورنمنٹ بھٹانیہ پولش اٹریا کی رعایا کی تحسن ہے اس لئے مسلمان ہند پر لازم ہے کہ نہ صرف اتنا ہی کریں کہ گورنمنٹ بھٹانیہ کے مقابل پر بارادوں سے لڑیں بلکہ انہیں بھی شکر گزاری اور حمد ہی کے لئے بھی گورنمنٹ کو دکھادیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ صل جہاد الا حسان الا الا حسان یعنی احسان کا بدلہ بھلا احسان کے اور کچھ نہیں اور یہ بات قطعی اور فیصلہ شدہ ہے کہ گورنمنٹ بھٹانیہ مسلمانان ہند کی تحسن ہے کیونکہ

خوف و غم میں کوئی کتب تذکرہ زمین پنجاب میں میرے والد صاحب کا مفصل ذکر ہے یاد رہے کہ

میرے والد صاحب کا نام میرزا غلام رحمتی اور ان کے والد کا نام میرزا غلام محمد ہے۔

فصل دوم: دیکھو اپنی کتب خیرۃ القرآن میں چھاپہ ہو چکا ہے کہ مسلمانان ہند کی تحسن ہے۔ اور اسی

بکثرت کے زمانہ میں ہمارے دین اور دنیا دونوں پر مصیبتیں تھیں خدا تعالیٰ اس گورنمنٹ کو
 دوسرے اہمیت کی طرح لایا اور ان مصیبتوں سے اس گورنمنٹ کے عہد دولت نے ایک
 دم میں ہمیں بچھڑا دیا۔ پس اس گورنمنٹ کا کلرڈ کن بدلتی ہے اور جو شخص ایسے احسانات
 دیکھ کر پھر نفاق سے زندگی بسر کرے اور سچے دل سے شکر گزار ہو تو بلاشبہ کافر نعمت ہے
 ہمدانی ایماندار کا یہ تقاضا ہونا چاہیے کہ ہم تہ دل سے اقرار کریں کہ درحقیقت یہ گورنمنٹ
 ہماری تحسن ہے۔ ہم اس گورنمنٹ کے قدم عینت لزوم سے ہزاروں بلاؤں سے بچے ہو ہیں
 وہ آزدادی ملی جس کے فلیج سے ہم دین اور دنیا دونوں درست کر سکتے ہیں۔ پس اگر اب بھی ہم
 اس گورنمنٹ کے سچے غیر خواہ نہ ہوں تو خدا تعالیٰ کے سامنے ناشکرے ٹھہریں گے۔ یہ وہ تمام
 باتیں ہیں جن کو میں نے مختلف کتابوں میں شائع کیا اور مولہ برس تک برابر میں اس خدمت
 کو بجالاتا رہا مگر نہ اس خیال سے کہ یہ کام کی طرح گورنمنٹ کو خوش کروں بلکہ میں ایماندار
 فوٹ لے۔ اس زمانہ میں اکثر عیسائی معتقدوں نے یہ اعتراض غلط فہمی سے اسلام پر کیا ہے کہ اسلام
 جبر اور تلوار کے زور سے پھیلا گیا ہے مگر افسوس کہ ایسے مفسرین نے قرآن کریم کی ان تعلیموں پر
 غور نہیں کیا جن میں لکھا ہے کہ تم دوسری قوموں کے ظلم اور اذیت کی برداشت کر کے نرمی کے ساتھ
 حق کو خاص کر عیسائیوں کے مقابل پر یہ حکم ملاقا جاد لہم بنا الحکمة والموعظۃ الحسنۃ یعنی
 جب تو کسی عیسائی مسلم کے ساتھ بحث کرے تو حکمت اور نیک نصیحتوں کے ساتھ بحث کر جو نرمی
 اور تہذیب سے ہو۔ ہاں یہ نگاہ ہے کہ بہتر سے اس زمانہ کے جاہل اور نادان مولوی اپنی حماقت
 سے یہی خیال رکھتے ہیں کہ جہاد اور تلوار سے دین کو پھیلاتا نہایت ثواب کی بات ہے اور وہ پردہ
 اور نفاق سے زندگی بسر کرتے ہیں لیکن وہ ایسے خیال میں سخت غلطی پر ہیں اور ان کی غلط فہمی سے ابلی
 کتاب پر الزام نہیں آسکتا۔ واقعی سچائیاں اور حقیقی صداقتیں کسی جبر کی محتاج نہیں ہوتیں بلکہ جبر اس
 بات پر دلیل ٹھہرتا ہے کہ روحانی دلائل محض درمیں کیا وہ خواہ جس نے اپنے پاک دھول پر یہ وحی نازل
 کی کہ قل صبر کما صبر اولو العزم یعنی تو ایسا صبر کر کہ جو تمام اولو العزم رسولوں کے صبر کے برابر

کی راہ سے فی الحقیقت گورنمنٹ بھارت کے احسانات کو ایسا ہی پایا کہ جن کے شکریں مجھ سے اب تک بھی ہو سکا کہ میں بذریعہ ان تالیفات کے مسلمانوں کے خیالات کو درست کروں اور ان کے دل گورنمنٹ کی طرف پھیروں۔ اور میں جانتا ہوں کہ بعض جاہل مولوی میری ان تحریرات سے ناراض ہیں اور مجھے علاوہ اور وجوہ کے اس وجہ سے بھی کافر قرار دیتے ہیں لیکن مجھے ان کی ندامتگی کی کچھ پروا نہ تھی۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ جو شخص ہندوؤں کے احسانات کا شکر گزار نہیں وہ خدا تعالیٰ کا بھی شکر گزار نہیں کیونکہ نیک اندیش اور عادل بادشاہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک نعمت ہے۔ پس جو شخص اس بادشاہ کا شکر گزار نہیں اس نے خدا تعالیٰ کی نعمت کو رد کیا۔ اور چونکہ میں نے دیکھا کہ بلاد اسلامی روم و مصر وغیرہ کے لوگ ہمارے واقعات سے مفصل طور پر آگاہ نہیں ہیں اور جس قدم نے اس گورنمنٹ سے آرام پایا اور اس کے مدد اور روم سے فائدہ اٹھایا وہ اس سے یہ خبریں اس لئے نہیں نے عربی اور فارسی بقیہ نوٹ۔ ہو۔ یعنی اگر تمام بیہودوں کا صبر اکٹھا کر دیا جائے تو وہ تیرے صبر سے زیادہ نہ ہو اور پھر فرمایا کہ لا اکراہ فی الدین یعنی دین میں جبر نہیں چاہیئے اور پھر فرمایا کہ جادلہم بالحقۃ والموعظۃ الحسنۃ یعنی میسائروں کے ساتھ حکمت اور نیک دعوؤں کے ساتھ مباحثہ کرنے سختی سے۔ اور پھر فرمایا حال کا طیلین الغیظ والعافین عن الناس۔ یعنی مومن دہی ہیں جو غصہ کو کھا جاتے ہیں اور یادہ گو اور علیٰ طبع لوگوں کے حملوں کو محاف کر دیتے ہیں اور بیہودگی کا بیہودگی سے جواب نہیں دیتے۔ کیا ایسا خدا یہ تعلیم دے سکتا تھا کہ تم اپنے دین کے منکروں کو قتل کر دو اور ان کے مال لوٹ لو اور ان کے گھروں کو ویران کر دو بلکہ اسلام کی ابتدائی کارروائی جو حکم الہی کے موافق تھی صرف اتنی تھی کہ جنہوں نے ظالمانہ طور سے تلوار اٹھائی وہ تلوار ہی سے مارے گئے اور جیسا کیا ویسا اپنا پاداش پالیا۔ یہ کہاں لکھا ہے کہ تلوار کے ساتھ منکروں کو قتل کرتے پھر یہ تو جاہل مولویوں اور نادان پادریوں کا خیال ہے جس کی کچھ بھی اصلیت نہیں۔ اس لئے خدا نے جو راستی کا حامی ہے اور کسی صداقت کو ضائع کرنا نہیں چاہتا۔ اس زمانہ میں اس عاجز کو مامور کے

میں بعض رسائل تالیف کر کے بلاد شام اور روم اور مصر اور بخارا وغیرہ کی طرف روانہ کئے گئے اور ان میں اس گورنمنٹ کے تمام اوصاف حمیدہ درج کئے اور بخوبی ظاہر کر دیا کہ اسی محسن گورنمنٹ کے ساتھ جہاد قطعاً حرام ہے اور ہزار ہا روپیہ خرچ کر کے وہ کتابیں مفت تقسیم کیں اور بعض شریف عربوں کو وہ کتابیں دے کر بلاد شام اور روم کی طرف روانہ کیا اور بعض عربوں کو مکہ اور مدینہ کی طرف بھیجا اور بعض بلاد فارس کی طرف بھیجے گئے اور اسی طرح مصر میں بھی کتابیں بھیجیں۔ اور یہ ہزار ہا روپیہ کا خرچ تھا جو محض نیک نیتی سے کیا گیا۔

شاید اس جگہ ایک نادان سوال کرے گا کہ اس قدر خیر خواہی غیر ممکن ہے کہ ہزار ہا روپیہ اپنی گزشتہ خرچ کر کے اس گورنمنٹ کی خوبیوں کو تمام ملکوں میں پھیلا یا جاوے لیکن ایک عقلمند جانتا ہے کہ احسان ایک ایسی چیز ہے کہ جب ایک شریف اور ایمان دار آدمی اس سے متبع اٹھاتا ہے تو بالطبع اس میں عشق اور محبت کے رنگ میں ایک جوش پیدا ہوتا ہے

بقیہ نوٹ۔ اولہ کیا کہ جہاد کا الزام اسلام پر سے اٹھاوے اور لوگوں کو دکھاوے کہ اسلام اپنی ترویج میں جبر اور تلوار کا ہرگز محتاج نہیں بلکہ اپنی روحانی طاقت سے دلوں پر اثر کرتا ہے۔ اور جو نادان مولوی جہاد کے مسئلہ کا درد زبان پر رکھتے ہیں گویا وہ چاہتے ہیں کہ اسلام کے دامن پاک کو چار طرف اعتراضوں کی پلیدی سے آلودہ کریں۔ یہ معقول روشنی کا وقت اسلام کی بریت ظاہر کرنے کا وقت ہے اور بخدا وہ حقیقت میں بری اور نہایت اعلیٰ شان کا مذہب ہے جو اسی خدا کو پیش کرتا ہے جو درحقیقت خدا ہے اور نجات کو کسی بناوٹی کفارہ سے نہیں بلکہ سچی پاکیزگی سے وابستہ کرتا ہے پس اس کی طرف جہاد اور جبر کو منسوب کرنا ایک ظلم صریح ہے۔ ہمارے اس ملک میں وہ لوگ نہایت خطرناک خیالات میں گرفتار ہیں جو ایک ایسے خونی مسیح کے منتظر ہیں جو ان کے زعم میں عیسائیوں کے ساتھ سخت لڑائیاں کر کے ان کی صلیبوں کو توڑ دے گا اور ان کے جنسیریوں کو قتل کر دے گا۔ گویا وہ اسلام پر ایک نیا الزام قائم کرانے کے لئے آئے گا نہ پہلے غلام الزاموں کو دور کرنے کے لئے۔

ایسا ہی یہ لوگ ایک خونی مہدی کے منتظر ہیں جو دنیا کو خون سے بھر دے گا بلکہ ایک گروہ ان میں

کہ تاہم احسان کا معاوضہ دے گا کیونکہ آدمی اس طرف التفات نہیں کرتا۔ پس مجھے طبعی
جوش نے ان کا رد و انکسار کے لئے مجبور کیا۔ مجھے افسوس ہے کہ اگر سول ملٹری گزٹ کے ایڈیٹر
کو ان واقعات کی کچھ بھی اطلاع ہوتی تو وہ ایسی تحریر جو انصاف اور سچائی کے برخلاف ہے
ہرگز شائع نہ کرتا۔

میرے دوست دعویٰ پر کہ میں گورنمنٹ برطانیہ کا سپانسر خواہ ہوں دو ایسے شاہد ہیں کہ اگر
سول ملٹری جیسڈ لاکھ پرچہ بھی ان کے مقابلہ پر کھڑا ہو تب بھی وہ دروغگو ثابت ہوگا۔ (اول)
یہ کہ علاوہ اپنے والد مرحوم کی خدمت کے میں سولہ برس سے برابر اپنی تالیفات میں اس بات
پر زور دیتے چلا ہوں کہ مسلمانان ہند پر اطاعت گورنمنٹ برطانیہ فرض اور جہاد حرام ہے۔

بقیہ نوٹ۔ ہے ایک شخص سید احمد رام کا منتظر ہے جس نے سکھوں سے لڑائی کی تھی اور ان کا
خیال ہے کہ وہ زندہ ہے اور پھر دنیا میں اس کا ظہور ہوگا چنانچہ ان کی ایک جماعت پورسہ کے قریب
یاغستان میں پکٹی ہے اور غالباً اور کئی ان کے ہم خیال ہندوستان میں ہوں گے۔ اسی بنا پر
بعض مولویوں سے مفسدانہ حکایت ۱۸۵۷ء میں ظاہر ہوئی چنانچہ ان میں سے مولوی عبدالعزیز بلبلہ
مولوی محمد ساکن لدھیانہ ہیں جن کی نسبت سرکاری کاغذات سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ براہ ہوں ۱۸۵۷ء
ہمراہ پندھو دباغی مفسدوں کے ساتھ دہلی چلے گئے اور مفسدوں میں شامل رہے۔ اور پھر ۱۸۵۹ء میں
دہلی سے گرفتار ہوئے اور آخر بد معاشوں کی فرست میں درج کئے گئے۔ دیکھو رو بکاراہ دہلی ۱۸۵۷ء دفتر
صلح لدھیانہ۔ اور جو فتویٰ تکفیر مولوی اندیز حسین دہلوی کی طرف سے اس عاجز کی نسبت شائع ہوا ہے
اور جو اشتہار تکفیر اس فتویٰ پر ذرا جاننے کے لئے اسی عبدالعزیز مولوی اور اس کے بھائیوں کی طرف
سے نکلا ہے ان کاغذات کو اگر کبھی گورنمنٹ غور سے دیکھے تو ثابت ہوگا کہ یہ سب لوگ درحقیقت ایک
ہی ہیں۔ ایک خونی ہمدی اور خونی مسیح کے دن رات منتظر ہیں۔ سول ملٹری گزٹ کی کس قدر
سادہ لکھی ہے کہ جو شخص ایسے خیالات کو مٹانا چاہتا ہے اور صلحکاری کی بنیاد ڈالنے والا ہے
اسی کو مفسد قرار دیتا ہے اور مفسدوں کے خیالات سے بچ رہے۔ والسلام۔ منہ

۲۔ دوسری یہ کہ میں نے کئی کتابیں عربی فارسی نالیٹ کے غیر ملکی میں بھی ہیں جن میں برابر ہی تاکیدیہ بھی مضمون ہے۔ پس اگر کوئی دانشور پر خیال کرے کہ سولہ برس کی کارروائی میری کسی نفاق پر مبنی ہے تو اس بات کا اس کے پاس کیا جواب ہے کہ جو کتابیں عربی فارسی تمام اور شام اور مصر اور کردستان وغیرہ ممالک میں بھی گئیں اور ان میں نہایت تاکید سے گورنمنٹ انگریزی کی خوبیاں کی گئی ہیں وہ کارروائی کیونکر نفاق پر مبنی ہو سکتی ہے۔ کیا ان ملکوں کے باشندوں سے بھڑکافر کہنے کے کسی اور انعام کی توقع تھی۔ کیا سول ملٹری گورنٹ کے پاس کسی ایسے شخصہ خواہ گورنمنٹ کی کوئی اور بھی نظیر ہے اگر ہے تو پیش کر دینا لیکن میں دہائی سے کہتا ہوں کہ جس قدر میں نے کارروائی گورنمنٹ کی خبر خواہی کے لئے کی ہے وہ اس کی نظیر نہیں ملے گی۔ اس یہ سچ ہے کہ عیسائی مذہب کو میں اس کی موجودہ صورت کے لحاظ سے ہرگز صحیح نہیں سمجھتا۔ کوئی انسان کیسا ہی برگزیدہ ہو اس کو ہم کسی طرح خدا نہیں کہہ سکتے۔ بلاشبہ وہ تعلیم جو انسان کو سچی توحید سکھاتی اور حقیقی خدا کی طرف رجوع دیتی ہے وہ قسم ان کریم میں پائی جاتی ہے۔ قرآن بڑی سادگی سے اسی خدا کو خدا قرار دیتا ہے جو قدیم ہے اور ازل سے قانون قدرت کے آئینہ میں نظر آتا رہا ہے۔ اسی خدا کا ہے۔ پس جس مذہب کی خدادانی ہی غلطی ہے اس مذہب سے عقلمند کو پرہیز کرنا چاہیے۔ ہر لوگ انسانی اہستی سے خدا ہو گئے ان کو ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ خدا ہے ہی نکلے ہیں کیونکہ انہوں نے خدا میں ہو کر ایک نئی اور نوانی پیدا کر لی۔ اور خدا نے ان کو اپنے ساتھ سے ایسا صاف کیا کہ فی الحقیقت وہ ایک نئے طور سے پیدا ہوئے لیکن ہم کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ درحقیقت اللہ العالمین وہی ہیں۔ خدا میں خدائی ہو کر نئی پیدائش پانا کسی ایک انسان سے خصوصاً نہیں بلکہ جس نے دیکھا وہاں وہ پائے گا اور جو آیا ہے اُسے دکھایا جائے گا۔ لیکن جس کریم خدا نے میں یہ باتیں سکھائی ہیں اس لئے وہ بھی سکھایا ہے کہ ہم حسن گورنمنٹ کے شکر گزار ہیں۔ قرآن کریم کی تعلیم نہیں ہے کہ ہم کسی کو کر اس کے خلاف بدکاریں بلکہ یہ تعلیم ہے کہ انسان کے عوض احسان کریں اور لوگ کسی شخص سلطنت

کہ انسان جتنے بڑا کچھ اس کی نسبت بداد اور بے دل میں رکھتے ہیں وہ وحشی نادان ہیں نہ مسلمان
 اور ہم نے اگر کسی کتاب میں بدادوں کا نام دیا ہے تو یہاں تک کہ اسے یا اپنے تئیں مسیح موعود قرار دیا ہے
 تو اس کے وہ معنی مراد نہیں جو بعض ہمارے مخالف مسلمان سمجھتے ہیں۔ ہم کسی ایسے دجال کے
 متقابل نہیں جو اپنا کفر بڑھانے کے لئے خوشنویاں کرے اور نہ کسی ایسے مسیح اور مہدی کے قابل
 ہیں جو انوار کے ذریعہ سے دین کی ترقی چاہے۔ یہ اس زمانہ کے بعض کورہ اندیش مسلمانوں کی غلطیاں
 ہیں جو کسی غوثی مہدی یا غوثی مسیح کے منتظر ہیں۔ چاہیے کہ گوشت ہمارے کتابوں کو دیکھ کر کہیں کہ
 ہم اس ہمت کے دشمن ہیں اور کس قدر عام بولہوی اس وجہ سے میرے دشمن ہو گئے ہیں کہ میں نے
 ان کے غوثی مہدی اور غوثی مسیح سے انکار کر دیا اور نہ صرف بلکہ بنیاداً ان کا حق کا صحیح
 بیان کیا اور ان کے اور مہدی اور مسیح کے منصب کو صرف دھواں تعلیم تک محدود رکھا کہ ان کی آرزو
 کو خاک میں ملا دیا۔ اور میں ان کا کہنا ہوں کہ دین کا کمال یہ نہیں ہے کہ کوئی مصلح آئے ہی خدا
 تعالیٰ کے بندوں کو قتل کرنا شروع کرے یا قتل کے منصوبہ باندھے کوئی سچائی قتل کرنے سے
 محبت نہیں ہوگی بلکہ اس پر لازم آئے گا۔ بلکہ دین کا کمال یہ ہے کہ وہ اپنے ساتھ دلائل شافیہ
 اور براہین مضبوطہ کے روشن اور محلی ہتھیار رکھتا ہو نہ یہ کہ ایمان دین ہو کہ لوہے کی تلواروں کے
 ساتھ اپنی سچائی تسلیم کرنا چاہے اور اسلام نے اگر کسی زمانہ میں تلوار اٹھائی تو وہ دین کی شانیت
 کے لئے ہرگز نہیں تھی بلکہ جنہوں نے اسلام پر تلوار اٹھائی خدا اسلام کو نابود کرنا چاہا ان کو اسلام
 سے قطع کر دیا۔ ساتھ جواب دیا کہ اسی حد تک جو امن قدیم ہو رہا ہے اور عام آبادی میں کوئی ٹوک
 نہ رہے پھر دوسرے نفاقوں میں اکثر نادانوں میں غلطیاں پھیلی گئیں اور انہوں نے بتلائی جہاد
 کی اصل حقیقت کو اٹلے طور پر سمجھ لیا۔ پس انہیں غلطیوں کے نابود کرنے کے لئے ہم نے کمزورت
 باندھی۔ سو حال کے لحاظ سے مواد و مل کرنے والے لوگ ہیں یعنی ایسے لوگ جن کو کسی زمانہ
 میں حق و باطل ملنا نہ ہو بلکہ حق کو خالص نہ رہتے دیا بلکہ اس کے ساتھ باطل ملا دیا اور اس کے
 قلب چلایا۔ سو ہر ایک محقق کی دانست میں اس زمانہ کے پادری ایسے ہی ہیں کیونکہ ان کا ایک

پاک ہدایت ملی تھی اور وہ انجیل تھی جس میں سنا سر نیک اور پاک تعلیم اور انبی اسرار تھے۔ مگر انہوں نے اتفاقاً اس کے ساتھ اس قدر باطل ملایا اور باطل کا طعن کیا کہ اب اُس کا وہ خدا نہیں جس کا بھول ظاہر کرنے کے لئے حضرت مسیح تشریف لائے تھے اور جو ایک سادہ تعلیم سے انجیل میں بیان کیا گیا تھا بلکہ انہوں نے اپنی دیکھ تاملوں کے ساتھ اس پاک تعلیم کو ایسا بدل ڈالا کہ گویا ایک نئی انجیل بنائی۔ پس جبکہ دجل کی حقیقت ان پر ثابت ہے تو اس صورت میں ایسے معظموں کو اگر ہم وصال نہ کہیں تو اور کیا کہیں۔

وصال کے لئے ضروری ہے کہ کسی نبی پر حق کا تعلق ہو کر پھر اس کے ساتھ باطل ملا دے۔ بیشک حضرت مسیح با خدا انسان تھے۔ خدا تعالیٰ کے پیادے تھے۔ نہایت مقدس تھے۔ مگر یہ تعلیم ان کی نہیں ہے جو آج کل دی جاتی ہے۔ الہی انصاف ہرگز یہ حکم نہیں دے سکتا کہ نیکو گنا کر سے اور خالص پکٹا جائے اور نہ یہ ہو سکتا ہے کہ خدا بھی بیٹے دکھتا ہو اور پھر باپ بیٹا عرض کمال میں بھول میں۔ سادی اور تین بھی بول اور پھر ایک بھی۔ یہ سب الہی تعلیم پر زیادت ہے جو بد قسمت انسانوں نے دلیری سے کر لی ہے وہ انجیل میں تثلیث کا نام و نشان نہیں۔ اگر حق محض پر زیادت کی جائے تو اس زیادت کا نام عتی لبان میں دجل ہے اور اس کے متعلقہ کا نام وصال ہے اور چونکہ اُنہ کوئی شیخی نہیں آسکتا اس لئے پہلے نبی کے تابع جب دجل کا کام کریں گے تو وہی وصال کہلائیں گے سو یہ دجل ہادیوں کے حصہ میں آیا۔ اس لئے جو شخص اس کی اصلاح کرے اس کا نام مسیح ہے کیونکہ اس نے مسیح کی بجٹی اور پاک تعلیم کو جوڑ کر سے الگ کر کے دکھلایا۔ پس اس خیال سے جو اس نے خدا سے قوت پا کر مسیح کے قاصی جہ سے کام کیا مسیح کہلایا اور مسیح موعود بظہر اور چونکہ اس نے خدا تعالیٰ سے ہدایت پائی نہ کسی دوسرے ہادی سے اس لئے وہ جہدی بھی ٹھیل سوا ہمارے مذہب کی اصل حقیقت یہ ہے اور جو شخص اس کے برخلاف کہے وہ دروغ گو ہے۔ ماسلام علی بن ابی طالب

المشتہ خا کسار مرزا غلام احمد قادیانی۔ مورخہ اوردسمبر ۱۸۹۷ء

دہشتہ ۱۳۰۰ھ کے مضمون سے

دہشتہ ۱۳۰۰ھ کے مضمون سے

(۱۲۴)

استہد قابل توہ کو نمٹ اور نیز عام اطلاع کے لئے

پیر محمد شیعہ محمد حسین بٹالوی اور دو عمر سے خود غرض مخالف واقعات صحیحہ کو چھپا کر عام لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ ایسے ہی دھوکوں سے متاثر ہو کر بعض انگریزی اخبارات جن کو واقعات صحیحہ نہیں مل سکے، ہماری نسبت اور ہماری جماعت کی نسبت جیسے بنیادیں شائع کرتے ہیں۔ سو ہم ہی مستحق ہمارے مذہب سے بنی محسن گورنمنٹ اور پبلک پریس بات ظاہر کرتے ہیں کہ ہم کفار اور کفار کے طریقوں سے بالکل متنفر ہیں اور ہم اور ہماری جماعت اولیٰ درجہ پورہ امن اور صلح و دوست اور غیر خواہ مکران انگریزی ہیں۔ ہماری تعلیم ہی ہے کہ جو شخص ہم سے تعلق رکھتا ہے وہ اپنے تئیں ہر ایک شرارت اور جذبات نفسانی سے پاک کرے اور اپنی نیک بلقی اور صبر اور علم کا لوگوں کو نمونہ دکھاوے اور کوشش کرے کہ نیک راستہ اور بے شرافسان ثابت ہو اور جہان تک ممکن ہو ہر ایک دشمن اور یا وہ گوئی بدگوئی پر صبر کرے اور ہر ایک اشتعال اور جذبہ نفسانیہ سے اپنے تئیں بچاوے اور اپنی موت سیاد رکھے اور ایک غریب مزاج آدمی کی طرح اپنے تئیں بنائے رکھے اور بندگان خدا کا سچا غیر خواہ اور تعصب سے دور رہے۔ یہ تو اخلاقی نصیحت ہے اور ساتھ اس کے اصول پر اس سے ہیں اچھی جماعت کو بھی کھجارا ہوں کہ گورنمنٹ انگریزی کے سچے غیر خواہ بننے لہو اور دل سے اس کا شکر کرو کیونکہ اس گورنمنٹ کی برکت اور توجہ سے ہماری تمام کلیقیں دور ہوئیں۔ ہم مظلوم تھے ہمارے لئے عدالت کے دروازے کھلے ہم قید میں تھے ہمارے لئے آزادی حاصل ہوئی اور ہمارے حقوق خلیل کئے گئے تھے اور پھر وہ قائم کئے گئے۔ کیا کوئی شریف انسان ایسی بد ذاتی کرے گا کہ اپنے محسن سے دل میں کینہ رکھے اور نیکی کی جگہ بری کرنے کے لئے ناکہ دے۔ ہر کوئی نہیں

پس جو شخص ہم میں سے اور ہماری جماعت میں سے ہے چاہیے کہ وہ اس نصیحت کو ہماری آخری نصیحت سمجھے اور ہمیشہ مرتے دم تک اسی کا پابند رہے اور جو شخص اس اصول کو اپنا دستور العمل نہ بنا دے وہ ایک ناپاک طبع اور ہم سے خارج ہے اور ہم میں سے وہی ہے اور وہی ہوگا جو اس نصیحت کا پابند رہے۔ یہ وہ نصائح ہیں جو بار بار ہم اپنی جماعت کو دیتے ہیں جن سے ہماری ۱۶ برس کی تالیفات بھری ہوئی ہیں اور نہ صرف چھپ کر بلکہ ہمارے ہاں کر غیر ملکوں اور عربستان اور بلاد روم میں ہم نے اس رائے کو شائع کیا ہے۔ اب نتیجہ نکالنے والے نکالیں کہ اس شد و حد سے دولتِ برطانیہ کے فرماں بردار ہونے کے لئے برابر ۱۶ برس سے نصیحت کرتے رہنا اور غیر ملکوں تک کتابوں کو پہنچانا یہ کس کا کام ہے۔ آیا مخالفین مانع کیا ہے یا سچے غفلت کا۔ اور مذہبی امور میں ہمارا طریقہ کسی اور باشندہ عیسیٰ پر ہرگز معنی نہیں۔ ہاں یہ بات بالکل سچ ہے کہ ہم توحید کو اس پاک نبی سے پیار کرتے ہیں جس کے ذریعہ سے دوبارہ سچے خدا کی شناخت دنیا میں قائم ہوئی سو یہ سچائی کبھی جھوٹا نہیں ہے جو ہم میں ہے اور ہمارے ساتھ جائے گا۔ اں یہ بھی سچ ہے کہ محبت اور پیار سے ہمارے دل وہ کوئی بھی دعا کرتے ہیں کہ اللہ ہمارے دشمنوں پر بھی یہ احسان کرے کہ وہ تجھ کو پہچان لیں اور دنیا میں ان کو خوش رکھ اور سعادت کے ابدی حصہ کی بھی توفیق بخش۔ اور یاد رہے کہ ہمارے ہرگز پیشوہ نہیں کہ خواہ مخواہ لوگوں سے بخشیں کرتے ہیں یا خود بخود کسی کے لئے پیشین گوئیاں کریں جس تک کسی کی طرف سے خود اصرار اور درخواست نہ ہو اور نہ کوئی ہماری ایسی پیشین گوئی شائع ہوئی جس کو کوئی منصف خود کرنے کے بغیر مائل کہہ سکے اور ہم انتہائی دروہ ایک مسعودہ مضمون میں اس کا ثبوت دیا گئے۔ واللہ اعلم بالصواب علیٰ من اتبع الهدی۔

المشہور

مرزا غلام احمد قادیانی

مؤرخ، مہر فردی ۱۲۹۵ھ

(یہ اشتہار ۱۲۹۵ھ کے ایک نمبر پر ہے)

اسلامیہ پریس لاہور

(۱۴۸)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُكَ وَنُحِبُّكَ

اشتیاقِ کتابِ بنِ الرحمن

یہ ایک نہایت عجیب و غریب کتاب ہے جس کی طرف قرآن شریف کے بعض
 چمکتے آیات نے ہمیں توجہ دلائی جو قرآن عظیم نے یہ بھی دیا ہے کہ ایک بھاری ہتھیار کیا
 ہے جو مختلف حکمت کا اس فلسفہ بیان کر دیا اور ہمیں اس دقیق حکمت پر مطلع فرمایا کہ انسان
 کو یہ کیا کس منبع اور حوالہ سے ملے گی۔ اور کسے وہ لوگ دھوکہ میں رہے جنہوں نے اس بات
 کو قبول کیا ہے انسان کوئی کی بزرگداشت کی تعظیم ہے اور واضح ہو کہ اس کتاب میں
 تحقیق کا یہ سہارا ہے کہ دنیا میں صرف قرآن شریف ایک ایسی کتاب
 ہے جس میں وہ مافوق الفطریہ اور اہل علم اور اہل ایمان کا منبع اور
 حوالہ ہے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ اسی کتاب کی تمام تزیینت اور فضیلت اسی میں ہے جو
 اس میں ہے اور جو خدا تعالیٰ کے منہ سے اور انہی طریقوں میں تمام زبانوں سے بڑھی ہوئی اور
 اپنے نظام میں کامل ہے اور جب ہم کسی زبان میں کمال پاویں جس کے پیدا کرنے میں انسانی
 قوتیں اور بشری مفاہیض عاجز ہوں اور وہ خوبیاں دیکھیں جو دوسری زبانیں ان سے قاصر اور
 محروم ہوں اور وہ خاص مشاہدہ کریں جو بجز خدا تعالیٰ کے قدیم اور صحیح علم کے کسی مخلوق کا
 ذہن مان کا موجود نہ ہو سکے تو ہمیں ماننا پڑتا ہے کہ وہ زبان خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے جو
 کامل اور حقیقی حقیقت کے اور معلوم ہوا کہ وہ زبانِ عربی ہے اگرچہ بہت سے لوگوں نے
 ان باتوں کی تحقیقات میں اپنی عمریں گزاری ہیں اور بہت کوشش کی ہے جو اس بات کا پتہ

لکھوین جو اتم اہلسنہ کوں بھی زبان ہے مگر چونکہ ان کی کوششیں خط مستقیم پر نہیں تھیں اور
 نیز خدا تعالیٰ سے توفیق یافتہ نہ تھے اس لئے وہ کامیاب نہ ہو سکے اور یہ بھی وجہ تھی کہ عربی زبان
 کی طرف ان کی پوری توجہ نہیں تھی بلکہ ایک بخل تھا۔ لہذا وہ حقیقت شناسی سے محروم رہ گئے
 اب ہم خدا تعالیٰ کی مقدس اور پاک کلام قرآن شریف سے اس بات کی ہدایت ہوئی کہ وہ
 الہامی زبان اور ام اہلسنہ جس کے لئے پارسیوں نے اپنی جگہ اور عبرانی والوں نے اپنی جگہ
 اور آدیہ قوم نے اپنی جگہ دعویٰ کئے کہ انہیں کی وہ زبان ہے۔ وہ عربی میں ہے۔ اور
 دوسرے تمام دعویٰ غلطی پر اور غلط ہیں۔ اگرچہ ہم نے اس رائے کو سرسری طور پر ظاہر نہیں
 کیا بلکہ اپنی جگہ پر پوری تحقیقات کر لی ہیں اور ہزار الفاظ سنسکرت وغیرہ کا مقابلہ کر کے اور
 ہر ایک لغت کے ماہروں کی کتابوں کو جسکا درخوب سبق نظر ڈال کر اس نتیجہ تک پہنچے ہیں
 کہ زبان عربی کے سامنے سنسکرت وغیرہ زبانوں میں کچھ بھی خوبی نہیں پائی جاتی بلکہ عربی کے الفاظ
 کے مقابل چنان زبانوں کے الفاظ لنگھتوں، لولوں، انتہوں، پتروں، پتروں، پتروں کے
 مشابہ ہیں جو فطری نظام کو بلی کہہ آیتے ہیں اور کافی ذخیرہ لغات کا جو کمال زبان کے لئے
 شہرہ ضروری ہے اپنے ساتھ نہیں رکھتے۔ لیکن اگر ہم کسی تہذیب صاحب یا کسی پادری صاحب کی
 رائے میں غلطی کو ہیں اور ہماری تحقیقات ان کی رائے میں اس وجہ سے صحیح نہیں ہے کہ ہم ان
 زبانوں سے واقف ہیں تو اول الہامی طرف سے یہ جواب ہے کہ جس طرف سے ہم نے اس
 بحث کا فیصلہ کیا ہے اس میں کچھ ضروری مذاق کہ ہم سنسکرت وغیرہ زبانوں کے علاوہ انشا
 کے بخوبی واقف ہو جائیں ہمیں صرف سنسکرت وغیرہ کے مفردات کی ضرورت تھی سو ہم نے
 کافی ذخیرہ لغات کا جمع کر لیا اور ہندوؤں اور یورپ کے زبانوں کے ماہروں کی ایک جماعت
 سے ان مفردات کے ان معنوں کی بھی وہاں تک ممکن تھا استخراج کر لی اور اگر یہ محققوں کی کتابوں
 کو بھی بخوبی خود سے سن لیا اور ان باتوں کو مباحثات میں ڈال کر بخوبی صاف کر لیا۔ اور پھر
 سنسکرت وغیرہ کے زبان دانوں سے مکث شہادت لی جس سے یقین ہو گیا کہ وہ حقیقت یہ کہ

سنسکرت وغیرہ زبانیں ان قوموں سے معاری اہد بے ہرہ ہیں جو عربی زبان میں ثابت ہو گئے۔
 یہ سب چیزیں عربی زبان میں یہ ہے کہ اگر کسی آریہ صاحب یا کسی اور مخالف کے تحقیقات جاری منظور
 نہیں تو ان کو ہم بغیر اس اشتہار کے اطلاع دیتے ہیں کہ ہم نے زبان عربی کی فضیلت
 وہ کہ الہ اور فوق الاسنہ ہونے کے وہ ہیں لہٰذا اس کتاب میں مبسوط طور پر لکھ دیئے ہیں جو
 تفصیل ذیل میں۔

۱۔ عربی کی مغربیت کا نظام کامل ہے۔ ۲۔ عربی اعلیٰ درجہ کی علمی وجہ تحسین پر مشتمل ہے۔
 ۳۔ عربی کی لغات میں۔ ۴۔ عربی کا سلسلہ اطراف مواد اتم و کامل ہے۔
 ۵۔ عربی کی ترکیب میں الفاظ کا اہد معانی زیادہ ہیں۔

۶۔ عربی زبان انسانی خدا کا پورا نقشہ کھینچنے کے لئے پوری پوری طاقت اپنے اندر رکھتی ہے۔
 ۷۔ عربی کی ترکیب کا اختیار ہے کہ ہر ایک کتاب کے چھپنے کے بعد اگر ممکن ہو تو یہ کمالات سنسکرت
 یا کسی اور زبان میں ثابت کرے یا اس اشتہار کے چھپنے کے بعد ہمیں اپنے منشاء سے اطلاع
 دے کہ وہ کون کون سے قوم سے اپنی تسمی کو چاہتا ہے یا اگر اس کو ان فضائل میں کچھ کام ہے
 یا نہیں اور وغیرہ کی کوئی فرق نہیں بلکہ چاہتا ہے تو شک پیش کرے ہم فوراً اس
 کلامتک نہیں گئے مگر یہ کہ اگر وہی مزاج اس قسم کے ہی ہر ایک قوم میں پائے جاتے ہیں کہ یہ
 خداوند کے فضل میں باقی رہتا ہے کہ شاید سنسکرت وغیرہ میں کوئی ایسے چھپنے ہوئے کمالات
 ہوں جو ہمیں کوئی معلوم ہوں جو ان زبانوں کی کتابوں کو بڑھتے پڑھتے ہیں اس لئے ہم نے
 ان کا جملہ کے ساتھ ہی ہندو روپ کا انسانی اشتہار شائع کر دیا ہے اور یہ پانچ ہزار روپے
 کھنے کی بات نہیں بلکہ کسی آریہ صاحب یا کسی اور صاحب کی درخواست کے آئے ہوئے ہی
 آئے ہوئے جمع کروایا جائے گا جس میں وہ آریہ صاحب یا اور صاحب بخوبی مطمئن ہوں اور کچھ
 ہیں کہ فتح بابی کی حالت میں بغیر حرج کے وہ روپیہ ان کو وصول ہو جائے گا۔ مگر یاد رہے کہ
 روپیہ جمع کرانے کی درخواست اس وقت آتی چاہیے جبکہ تحقیق الاسنہ کی کتاب چھپ کر شائع

شائع ہو جائے اور جمع کرانے والے کو اس امر کے بارے میں ایک تحریری اقرار دینا ہوگا کہ اگر وہ
پانچ ہزار روپیہ جمع کرنے کے بعد مقابلہ سے گریز کر جائے یا اپنی لاٹ و گراف کو انجام تک پہنچا
نہ سکے تو وہ تمام جوہر ادا کرے جو ایک تجارتی روپیہ کے لئے کسی مدت تک بند رہنے کی حالت
میں ضروری الوقوع ہے۔ ماسلام علی من اتبع الهدی۔

عبدالحق خزنوی کے قبائیل کا بقیہ

عبدالحق خزنوی نے اپنے یہودہ اشتہار میں مباہر میں فتحیاب ہونے کا بہت سوچ کر
کے بعد یہ بیلہ نکالا تھا کہ بھائی کے مرنے سے اس کی بیوی میرے قبضہ میں آئے۔ اہ یہ بھی
اشارہ کیا تھا کہ آئندہ لڑکا پیدا ہونے کی امید ہے۔ اس کے جواب میں ہم نے اپنے صاحبزادے ابو الہدایہ
میں لکھ دیا تھا کہ بھائی کا مرنے اور اس کی ضعیفہ بیوہ کو نکاح میں لانا کوئی مراد بانی کی بات نہیں۔
بلکہ اس کا ذکر کتاب ہی جلد سے شرم ہے۔ وہ ضعیفہ جو زنی جوانی کا اکثر حصہ کھا چکی تھی اُس کو
نکاح میں لانا کہ تو ناحق عبدالحق نے دعویٰ کیا تھا کہ وہ بے گناہ ہے۔ اب معلوم ہوا ہوگا کہ ایسے
یہودہ نکاح سے وکھ خریدو یا خوشی ہوئی۔ باقی لڑکا پیدا ہونا اس کا عبدالحق نے جنگ کوئی
اشتہار نہیں دیا۔ شاید وہ بیٹ کے اندر ہی اندر گم ہو گیا یا بموجب آیت فرقانی لڑکی پیدا ہوئی
اور مومنہ کا لاد ہو گیا۔ لیکن ہمیں خدا تعالیٰ نے عبدالحق کی یادہ کوئی کے جواب میں بشارت دی
تھی کہ تجھے ایک لڑکا دیا جائے گا جیسا کہ ہم اُنسی رسالہ ابو الہدایہ میں اس بشارت کو شائع
کے کر چکے ہیں۔ سوا اللہ والہ المنہ کہ اس الہام کے مطابق، خزنوی قدس سرہ میں مطابق
۲۲ جنوری ۱۸۹۵ء میرے گھر میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام شریعت احمد رکھا گیا۔ واللہ
علیہ الصلوٰۃ والسلام

باقی خاکسار غلام احمد مہدی

طبرہ ۱۸۹۵ء (یہ اشتہار ضیاء الحق طبرہ ۱۸۹۵ء کے مئی مہینہ اندونی قاری اسٹون ہے)

(۱۲۹)

کسیاں کے کتاب اس کو پادشہ

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا

سوی ان کی کتاب جو دل پاک

آریہ صاحبوں کے مانتے کیلئے ایک نئی اشتہار

چونکہ اس وقت کتاب منہج الرشیدیت میری طرف سے مطبع ضیاء الاسلام قدیمان میں چھپ رہی ہے اور اس کتاب میں ایک تقریباً پورے آریہ صاحبوں اور عام ہندوؤں کے مسئلہ نیوگ کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اس لئے کہ اس نے قریب مصلحت سمجھا کہ اس اشتہار کے ذریعہ سے بعض واقعات آریہ صاحبوں سے بحث کر لوں اور پھر اس مسئلہ کو اپنی کتاب میں لکھوں۔ یہ اگر وہ

یہ کتاب میں لکھنا لوں گی تحقیق اور تحقیق کے لئے جس نے لکھنا ہے۔ اس کتاب کا مقصد یہ ہے کہ صرف عربی زبان میں لکھی ہوئی زبان ہے کہ جو خدا کے طور پر ملحق ہوئی اور انہیں سے لے کر انسانیت میں انسان کوئی اور ہی اقل الا انسانیت۔ لہذا تمام زبانوں کی ماں ہے اور نہ صرف اسی قدر کہ تمام زبانیں اسی میں سے نکلی ہیں بلکہ میں نے اس کتاب میں یہ بھی ثابت کیا ہے کہ ہر ایک زبان ہے جو پاک اور کامل اور علوم عالیہ کا خطیہ ہو کہ اپنے مفردات میں رکھتی ہے اور دوسری زبانیں ایک کائنات اللہ تعالیٰ کے گھر سے بڑی ہوئی ہیں۔ اس لئے وہ اس قدر بزرگ ہو نہیں سکتیں کہ خدا تعالیٰ کا کامل اور حیدر کلام الہی میں داخل ہو کیونکہ ان زبانوں کی کمزوری اور کمی اور ناقص بیانی معارف الہیہ کے فوق الطاقات بوجہ کو اٹھا نہیں سکتی۔ غرض اس کتاب میں بڑی صفائی ہے اور بڑے روشن اور بڑے دلایل سے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کا پاک اور کامل اور روشن اور بڑا ہزار اور بڑا حکمت کام جو دایمی ہدایت ہے

مجھے اس کی معقولیت سمجھا دیں تو لکھنے سے دستکش رہوں کیونکہ میری نظر میں نیوگ کا عقیدہ ایک ایسا قابل شرم عقیدہ ہے کہ اس کے بیان میں گو کیسا ہی تہذیب سے کام لیا جائے پھر بھی ابوجہت نفس مضمون کے ناگفتنی باتیں لکھنا پڑتا ہیں اور میں نہیں چاہتا کہ کوئی صاحبِ تیجے سے کوئی بات زبان پر لا دیں بلکہ یہ چاہتا ہوں کہ اگر کسی کا کچھ غلط ہو تو اب پیش کرے میں بخوشی اس کے غلط کو سنوں گا اور اگر قبول کے قابل ہو تو قبول کر لوں گا کیونکہ اس جگہ نفسانیت منظور نہیں صرف اظہار حق منظور ہے۔ اب ضروری استفسار ذیل ہیں لکھتے ہوں۔

گوئیہ میں آیا ہو وہ صرف اسی زبان میں آ سکتا ہے جو ان محافض اور محققین کو بیان کرنے کے لئے اپنے اندر کامل وسعت رکھتی ہو۔ سو اس فیصلہ کے مطابق صرف قرآن شریف ہی اللہ تعالیٰ کی وہ کامل کتاب ظہور ہے جو حقیقی اور کامل ادا بدی تعلیم لے کر دنیا میں آئی۔ اور دوسری کتابیں جو آسمانی کہلاتی ہیں اگر مان بھی لیں کہ کوئی ان میں سے خدا تعالیٰ کی طرف سے تھی تو وہ ایک قانون مختص القوم یا مختص القوم کی طرح صرف چند دون مصلحت کے لئے آئی ہوگی لہذا جیسا کہ وہ خود ناقص تھیں ایسا ہی ناقص بولی میں اُنہیں گو کامل کتاب کے لئے کامل بولی میں اُنہیں ضروری تھا۔ کیونکہ کامل اور ناقص کا یہ دو نہ وسعت پہنچ نہیں سکتا لہذا قرآن شریف عربی زبان میں اُنہیں جو اپنے ہر ایک پہلو کے دو سے کامل ہے۔

فرض منقح الرحمن کو ہم نے اسی مدعا سے تالیف کیا ہے کہ کتاب کامل بولی کے ذریعہ کامل کتاب کا ثبوت دیں۔ اسی وجہ سے ہم نے اس کتاب کے ساتھ پانچہزار قرعہ کا اشتہار بھی دیا ہے جو شخص چاہے یہ روپیہ ہم سے پہلے جمع کرالے۔ اگر وہ ثابت کر دیوے کہ وہ وہابی جو اس طرف سے عربی زبان کے امثالہ اور وحی اللہ ہونے کے بارے میں پیش کیے گئے ہیں ایسے دلائل یا اہل حق سے بہتر کسی اور زبان کے بارے میں پیش ہو سکتے ہیں تو وہ پانچ ہزار روپیہ جو جمع کیا جائے گا اس کا ہواگا۔ یہ اشتہار صرف کہنے کی بات نہیں۔

استفسار

اسے اگر وہ صاحبان آپ لوگ اس سے بیخبر نہیں کہ پڑت دیانتد صاحب نے دید
کی شریوں کے حوالہ سے نیوگ کی تفصیل ذکر کرتے ہوئے ایک یہ بھی قسم لکھی ہے کہ اگر وہ
اس مردی کی قوت سے ناقابل پوچس سے اولاد پیدا ہو سکے تو وہ اپنی بیوی کو اجازت دیوے
تا کسی دوسرے سے اولاد حاصل کرے۔ تب وہ شخص جس کو اجازت دی گئی ہے اسی گھر میں جہاں
اس عورت کا خاوند رہتا ہے اس کی بیوی سے ہم بستر ہوگا۔ اور نہ صرف ایک دفعہ بلکہ کئی سال

بلکہ ہر طرف سے یہ ایمانی اقرار ہے کہ ہر ایک ایسا شخص جو مقابلہ کرنے کے لئے علمی لیاقت
لکھتا ہو یعنی اگر وہ انگریزی کا عالمی ہے تو انگریزی دانی ہو اور اگر سنسکرت کا حامی ہے تو سنسکرت
دانی ہو۔ اس کی درخواست آنے کے وقت نقد پانچ ہزار روپیہ ایسی جگہ پر جمع کر دیا جائے گا کہ
اس کی مرضی کے مطابق اور قرین انصاف ہو۔ غرض یہ اس کا حق ہوگا کہ ہر طرح سے پوری تسلی
کر لے۔ ان اس پر یہ لازم ہوگا کہ جہاں تقریری اقرار کا مسئلہ کہ اپنی طرف سے بھی یہ اقرار پھر
لکھ دے کہ اگر وہ ایک مدت مقررہ تک جس کا تقصیر بعد میں ہو جائے گا مقابلہ پر کچھ نہ لکے
یا پھر لکھے جو منصفوں کی نظر میں ایسا ہو تو اس مدت تک وہ تجارت کے کام کا دہیہ جو اس
کے انتظار پر بند رہے گا اس کا مناسب ہر جانہ اس کو دینا ہوگا اور یہ روپیہ منصفوں کی دگری
بیشتر ہے اس شخص کو مل جائے گا جو اپنی زبان کو فضائل خاصہ غالبہ کی رو سے ام الامنہ ثابت
کرے اور اس کا اختیار ہوگا کہ رسید باضابطہ کے ذریعہ سے وہ تمام روپیہ منصفوں کے پاس
جمع کرادوے اور ہم اس بات کو بدل قبول کرتے ہیں کہ اس فیصلہ کے لئے مسلمانوں میں سے

لے آئیں میں نیوگ نہ فرمائے بلکہ واجب ہے پخت دیانتد قیادہ پکاش میں لکھتے ہیں ہاپ تو نیوگ کے دو کئے میں
ہے جو جس کا نہ کرنا پاپ ہے اس کا کرنا واجب ہے۔ دیکھو متیادہ پکاش صفحہ ۱۱۵ مطبوعہ امیر اور ہم مستقل رسالہ
میں جو تقریر چھپنے والا ہے اس کو مفصل بیان کر دیں گے جو

تک اس وجہ تک کہ دس چھتے ہو جائیں وہ اس سے مجسری کر سکتا ہے مگر ساتھ اس کے یہ بھی حکم ہے کہ عورت اپنے خاوند کی خدمت اور سیوا میں بھی لگی رہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اسی گھر میں اس دیوث خاوند کا رہنا بھی ضروری ہے جس کی عورت سے دن رات ایک اجنبی اس کی آنکھوں کے سامنے بیکاری کر رہا ہے اور ایسے زانی کا نام جو پرانی عورت سے بیکاری کرے۔ وید کی رو سے بیروج داتا ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ وہ بیروج داتا اسی عورت سے اپنے لئے بھی اولاد لے سکتا ہے۔ اور یہ بھی درج ہے کہ اگر کسی عورت کے لڑکیاں ہی پیدا ہوں تو اس کا بھی فرض ہے جو اپنے بھتی کی اجازت سے بیوگ کو اداسے اور کسی بیروج داتا کو اپنے گھر میں بلاوے اور وہ اس کی آنکھوں کے سامنے یعنی اسی گھر میں اس عورت سے صحبت کرے اور ایک وراز مدت تک کرتا رہے۔ اب آپ لوگ تعاف فرماویں کہ ہم نے آپ کے وید کی تعلیم کی تعلیم کا یہ حصہ اس غرض سے نہیں لکھا کہ آپ کے دلوں کو دکھادیں بلکہ صرف اس استقلال کی غرض سے تحریر کیا ہے کہ کیا آپ لوگ ایسی شرتیوں کو بھی ایشر بانی سمجھتے ہیں۔ اور کیا آپ لوگوں میں سے کسی کی انسانی حیثیت اور غیرت اس بات کو قبول کرتی ہے کہ اس کے جیسے سچی بیوگ کے ہاں سے اس کا چھوٹا بھائی یا برادری میں سے کوئی مشنڈ اس کی پیادہ کی بیوی پر صحبت کی غرض سے حملہ کرے بلکہ باجائزت وید کام بھی کر ڈالے یا کوئی برہمن اس کی عورت کے ساتھ ایسی حرکت کا مرتکب ہو اور وہ باوجود قوت اور شہوت اور طاقت اور روہم و موہم ہونے کے ملک ہو بیٹھے

کوئی انصاف نہ ہو۔ بلکہ اگر مثلاً یہ نزاع گریہ صاحبوں کی طرف سے ہو تو ہمیں منظور ہے کہ نصف دو شریف اور قاضی آریہ اور دو معزز اور پائین عیسائی انگریز ہوں جو دونوں زبانوں میں مہارت رکھتے ہوں اور کثرت رائے پر فیصلہ ہو مگر اس شرط سے کہ وہ کثرت رائے حلف کے ساتھ ہو کہ ہو اور اگر یہ نزاع بعض پادری صاحبوں کی طرف سے ہو تو ایسا ہی نہیں بھی اختیار ہے کہ اپنے نصف دو عیسائی اور دو اور شخص جو رائے ظاہر کرنے کے قابل ہوں مقرر کر لیں۔ ہمیں یہ تقرری بہر حال منظور ہوگی۔ کچھ بھی حذر نہیں ہوگا۔ جسدہ

وید
اور
قاضی
آریہ
اور
معزز
اور
پائین
عیسائی
انگریز
ہوں
جو
دونوں
زبانوں
میں
مہارت
رکھتے
ہوں
اور
کثرت
رائے
پر
فیصلہ
ہو
مگر
اس
شرط
سے
کہ
وہ
کثرت
رائے
حلف
کے
ساتھ
ہو
کہ
ہو
اور
اگر
یہ
نزاع
بعض
پادری
صاحبوں
کی
طرف
سے
ہو
تو
ایسا
ہی
نہیں
بھی
اختیار
ہے
کہ
اپنے
نصف
دو
عیسائی
اور
دو
اور
شخص
جو
رائے
ظاہر
کرنے
کے
قابل
ہوں
مقرر
کر
لیں
ہمیں
یہ
تقرری
بہر
حال
منظور
ہوگی
کچھ
بھی
حذر
نہیں
ہوگا
جسدہ

اور بچے چل نہ کرے۔ لگ پاس کی کوٹری میں خاموش پڑا رہے اور اپنی آنکھوں سے دیکھے کہ ایک
 اجنبی اسی کے بہروں کی منکوں اور بات کی بیاہتا ہے جو نام و ننگ کے خاندان سے آئی
 تھی، پنجواب اور نعل گیر ہے اور مہرند لوسی و کفار پولیس نہیں کیا بلکہ حرکت نسا سے اس
 کجخت خاوند کی ساری پست اور عزت کو خاک میں ملا دیا اور پھر بھی ذرا غیرت اس کی جو شہ نہ
 مارے۔ اسے آریہ صاحبان میں اس وقت تمہارے ہی پریشگر کی تہیں قسم دیتا ہوں
 اور تمہاری ہی کاشننس کی شہادت تم سے چاہتا ہوں کہ کیا تمہاری مردانہ غیرت اور شہرہ یقاند
 حیثیت اس بات پر برداشت کر سکتی ہے کہ یہ بے شرمی کا کام تمہارے گھر میں اور تمہاری نظر
 کے سامنے ہو اور تم چپکے اس کو دیکھتے رہو اور ایسی تعلیموں سے بیزار نہ ہو جنہوں نے بے
 دن تہیں دکھلائے۔ اور لجنٹ کا طبق تمہارے گلے میں ڈالا۔ میں اس بات کو خوب
 جانتا ہوں کہ کس قدر ایک شریف انسان کو قدرتی اور طبعی طور پر اپنی عورت کے لئے محبت
 اور غیرت ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ اس قدر بھی دعا نہیں رکھتا کہ اس کے گھر سے اس کی
 بیوی کی اونچی آواز اٹھے اور اجنبی لوگ اس کو شمس یہی وجہ ہے کہ کبھی ایک غیر متد انسان
 تھوڑے نلن کے ساتھ اپنی عورت کو قتل بھی کر دیتا ہے اور زنا کی حالت میں تو ٹکڑے ٹکڑے
 کر کے کٹوں کی طرح پھینک دیتا ہے اور اپنے لئے اس بے شرمی کی زندگی سے مرزا قبول
 کر لیتا ہے۔ پھر میں نہیں سمجھ سکتا کہ آپ لوگوں کا وید یہ کیسی ہدایت لایا جو انسانی فطرت
 کی طبعی شرم اور حیا اور حیثیت کے برخلاف ہے۔ کیا کوئی شریف الفطرت اس بات
 پر راضی ہو سکتا ہے کہ اولاد کی خواہش سے یا لڑکیوں کی کثرت کے بعد لڑکا پیدا ہونے
 کی تمنا سے ایک اجنبی کو اپنے گھر میں آپ بلا لاوے اور اپنی عورت کو اس سے بستر
 کراوے اور آپ الگ بیٹھا جوش شہوت کی حرکات دیکھتا رہے۔ کیا اب بھی آپ لوگ
 اس تعلیم کو خدا تعالیٰ کی تعلیم کہیں گے و

اے میرے پیارے ہموطنو! اس خدا سے ڈو جو ہرگز نا پاک کے راہوں کو پسند نہیں

کر دے مگر نہیں چاہتا کہ اس کے ہندوں میں زنا پھیلے اور حرامی اولاد پیدا ہو۔ اسے
بیٹے کی خواہش پر بھی ہزار لعنت ہے جس کی خالہ اپنے عزیز خاوند کو چھوڑ کر دوسرے
کے آگے پڑتی ہے اور نف ایک اولاد پر جو حرام کاری کے خدیوہ سے حاصل کی جاتی
ہے عزیز و اقارب سوچو! کہاں ہے تمہاری شرفیت کہاں ہے تمہاری انسانی حیثیت۔
کہاں ہے تمہارا کاشنغیر کا لطفہ تمہارا بیٹا ہوگا اور نا حتیٰ جیسے بیٹی سے اپنی
عورتوں کی پاکدامنی کو گنہ گار میں ڈال دے گا۔ دنیا میں کنجر سب سے زیادہ بے شرم
اور فاسق قوم ہے مگر وہ بھی اپنی بہو سے حرام کاری نہیں کراتے۔ مگر تم پر فوسوس کہ
جہاں دیکھو کہ تمہاری بہو بھی تمہارے بیٹے کے سوا کسی اور کے پاس جلاوے نہیں بھیج
کہتا ہوں کہ اس زندگی سے مرنا بہتر ہے میں نے اسکی تفتیش کے لئے قادیان میں ایک
جلسہ قرار دے کر آریہ صاحبوں سے اس حقیقت کو دریافت کرنا چاہا پھر ۲۰ جولائی
۱۸۹۵ء کو ایک مسجد میں یہ جلسہ منعقد ہوا۔ اور چلا آریہ صاحبان شامل جلسہ ہوئے۔
اور جب ان سے دریافت کیا گیا تو بعض نے کہا کہ ہمیں خبر نہیں۔ ہم نے ستیارتھ پرکاش
کا یہ مقام نہیں پڑھا اور بعض نے اسے استقلال سے بیان کیا کہ آریہ دھرم کا صرف
یہ عقیدہ ہے کہ بیوہ نیوگ کے ذریعہ سے اولاد لے سکتی ہے۔ میں نہیں جانتا کہ انہوں
نے اصل واقعہ کو کیوں چھپایا۔ میرے خیال میں انسانی شرم نے ان کو اجانت نہیں دی
اور جب میرے بعض مخلصوں نے ان کو وہ مقام پڑھ کر سنا یا تو پھر دوسرا عذر پیش
کہا کہ یہ طریق اس حالت میں ہے کہ جب خاوند مر گز عورت کے پاس جانے سکے پھر جب
کھول کر بتایا گیا کہ ستیارتھ پرکاش میں یہ معاملہ لکھا ہے کہ ایسا نامرد ہو سکتا ہے قابل اولاد ہو
پس اس میں وہ غلام بھی داخل ہیں جو صحبت کے بعد تو بوسے قادر ہیں مگر منی قابل اولاد
نہیں مثلاً منی میں کیڑے نہیں یا بتلی ہے۔ یہ نہیں لکھا کہ ایسا ہو کہ ہرگز صحبت نہ کر سکتا ہو
بلکہ یہاں تک لکھا ہے کہ اگر مرد قابل اولاد ہو مگر لڑکیاں ہی پیدا ہوتی ہوں تب بھی نیوگ ہوگا۔

تو یہ جواب سن کر وہ لوگ خاموش ہو گئے۔ اور ان میں سے ایک پنڈت جی بولے کہ
 بیشک ایسی باتوں میں بھی نیوگ کرنا کچھ مضائقہ نہیں۔ اور ہم ایسے نیوگ پر راضی
 ہیں۔ غرض اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ عام ہدایت وید کی یہی ہے کہ آریہ لوگ ضرورتوں کے
 وقت اپنی بیویوں اور بہن بیٹیوں سے نیوگ کرایا کریں۔ مگر ظاہر ہے کہ انسانی کائنات
 اس کو قبول نہیں کرتا۔ اور انسان کی فطرتی حمیت اور غیرت ہزار بیزاری سے اس کام
 پر راضی نہیں ہوتی ہے۔ اور انسان تو انسان ایک مرغ بھی اپنی مرغیوں کے لئے غیرت
 رکھتا ہے۔

اب حاصل کلام یہ ہے کہ اگر اس بارے میں کوئی اور آریہ صاحب بھی بحث کرنا چاہتے
 ہوں تو ہم اپنے غور سے ان کو ان کی درخواست پر قادیان میں بلا سکتے ہیں۔ اور
 ہر گز شک نہیں ہے۔

راق

میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

۳۱ جولائی ۱۸۹۵ء

(یہ اشتہار ۱۸۹۵ء کے دو صفحوں پر علیحدہ ہے اور

تاریخ مہرم طبع اول کے حاشیہ صفحہ ۲ نہایت ۱۲ پر بھی ہے)

نوٹ۔ شاید آریہ کہیں گے کہ یہ زنا نہیں۔ مگر جس حالت میں خاندان موجود ہے اور بیٹا بھی
 اسی کا بیٹا کہ بیٹا اور بیٹا کی موت ہو گئی تو پھر یہ زنا نہیں تو اور کیا ہے۔ اور
 منو کہتا ہے کہ نیوگ کے دنوں میں بھی خاندان کو بھت کرنے کا اختیار ہے (دیکھو منو)

THE JOURNAL OF THE AMERICAN MEDICAL ASSOCIATION
PUBLISHED WEEKLY
CHICAGO, ILL., U.S.A.

Vol. 41, No. 10, May 1, 1928
PUBLISHED BY THE AMERICAN MEDICAL ASSOCIATION
535 N. Dearborn Ave., Chicago 10, Ill.
Subscription price, \$5.00 per annum in advance.
Single copies, 15 cents.

Entered as Second-Class Matter, May 26, 1917.
Postpaid at Chicago, Ill., May 1, 1928.
Acceptance for mailing at special rate of postage provided for in
Act of October 3, 1917, authorized on May 1, 1928.
Postage paid by the American Medical Association.

Copyright, 1928, by American Medical Association
Printed at the American Medical Association Press, Chicago, Ill.

Published by the American Medical Association
535 N. Dearborn Ave., Chicago 10, Ill.
Subscription price, \$5.00 per annum in advance.
Single copies, 15 cents.

Entered as Second-Class Matter, May 26, 1917.
Postpaid at Chicago, Ill., May 1, 1928.
Acceptance for mailing at special rate of postage provided for in
Act of October 3, 1917, authorized on May 1, 1928.
Postage paid by the American Medical Association.

Copyright, 1928, by American Medical Association
Printed at the American Medical Association Press, Chicago, Ill.

Published by the American Medical Association
535 N. Dearborn Ave., Chicago 10, Ill.
Subscription price, \$5.00 per annum in advance.
Single copies, 15 cents.

Entered as Second-Class Matter, May 26, 1917.
Postpaid at Chicago, Ill., May 1, 1928.
Acceptance for mailing at special rate of postage provided for in
Act of October 3, 1917, authorized on May 1, 1928.
Postage paid by the American Medical Association.

Copyright, 1928, by American Medical Association
Printed at the American Medical Association Press, Chicago, Ill.

Published by the American Medical Association
535 N. Dearborn Ave., Chicago 10, Ill.
Subscription price, \$5.00 per annum in advance.
Single copies, 15 cents.

Entered as Second-Class Matter, May 26, 1917.
Postpaid at Chicago, Ill., May 1, 1928.
Acceptance for mailing at special rate of postage provided for in
Act of October 3, 1917, authorized on May 1, 1928.
Postage paid by the American Medical Association.

(۱۲۰)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مُحَمَّدًا وَآلِهِ

کہاں میں ہوتا تک کے ہیں شک پا
جو کہتے ہیں اس میں جہاں خدا
وہ سچیں کہ کیا کہہ گپ پیشوا
دیت میں کیا کہہ گپ برطا

کہ اسلام ہم اپنا دیں رکھتے ہیں
خُجّہ کی رہ پڑتیں رکھتے ہیں
اچھو مونیو الو کہ وقت آگیا
تمہارا گرو تم کو سمجھا گیا

مبارکباد

مبارکباد

آج ہم بڑی خوشی سے اس اشتہار کو جو محض ہمدردی بنی نوع کے لحاظ سے
لکھا گیا ہے، شائع کرتے ہیں۔ اور ان تمام صاحبوں کو تہ دل سے مبارک باد دیتے
جو پنڈت دیانند کے اُن دلازار الفاظ سے شکستہ دل تھے جو انہوں نے اپنی کتاب
ستیارتھ پر کاشش میں اپنے قریبی بغل اور تعصب کی وجہ سے باوا نانک صاحب
جیسے نیک دل سادہ قوم کے برگزیدہ گرو کی نسبت لکھے ہیں۔ اور محض سفلی پن اور ایک
کینہ حسد سے باوا صاحب کی نسبت یہ کلمات استعمال کئے ہیں کہ وہ جاہل اور نادان اور
لوچی اور دنیا پرست اور مکار اور فریبی اور گنوار اور بے علم اور متکبر اور مغرور
اور اپنی اغراض نفسانی کی وجہ سے لوگوں کو دھوکا دینے والا ایک ٹھگ اور گمراہ
تھا۔ ان کمرہ اور دلازار باتوں سے جو گالیوں کی حد تک پہنچ گئی ہیں۔ کون شریف اور
نیک سرشت ہے جو دیانند کی اس کارروائی کو قابل اعتراض نہیں سمجھتا اور کون منصف
اور حق شناس ہے جو ان کلمات کے قائل کو ایک گندہ طبع اور بد زبان خیال نہیں کرتا۔
ہمیں یقین تھا کہ سیکہ صاحبان ان ناپاک کلمات کا جواب ضرور دیں گے اور اپنی اس محبت
اور غیرت کو جو باوا نانک صاحب کی نسبت وہ رکھتے ہیں لوگوں پر ظاہر کریں گے۔ مگر
خفوس کہ اب تک ان کی طرف سے آواز نہیں اٹھی۔ لہذا ہمیں ایسے راست باز انسان کے

لئے بچی ہمدردی نے مجبور کیا کہ ہم ہی کچھ لکھیں۔ اور جب کہ ہم نے غور کی کہ کس بات نے وابستہ کو ایسی سخت زبانی پر آمادہ کیا تو اسی کی تحریر سے معلوم ہوا کہ بادا نانک صاحب نے اپنے گرنہتھ میں آویلاں کے ویدک نسبت محض حق گوئی کی راہ سے جیسا کہ حق پسندان کی عادت تھی، وہ لائے ظاہر کی جو حقیقت میں سچی اور اپنے محل پر ہے اور راست گوئی کے جوش میں کسی کی بھی پروا نہیں رکھی یہاں تک کہ یہ بھی کہہ دیا کہ ویدوں میں بھوکراہ کرنے والی باتوں کے اور کچھ بھی نہیں ^۱ اور ہم جانتے ہیں کہ بادا نانک صاحب

فوفٹ ^۲ ہم نے رسالہ سمت بچن میں صرف یہی ثابت نہیں کیا کہ بادا نانک صاحب نے چاروں ویدوں کی اپنے پُر زور کام سے تکذیب کی ہے۔ بلکہ ایک بڑی بات جو شکر گزاری کے قابل ہے۔ یہ ہے کہ بادا صاحب موموت نے نہایت عمدہ دلائل کے ساتھ ثابت کر دیا کہ دنیا میں سچا مذہب جو ذریعہ نجات ہے صرف اسلام ہے اور اپنی زندگی میں اپنے قول اور فعل سے صداقت اسلام پر گواہیاں دیں اور نہایت وضاحت سے بیانیہ ثبوت پہنچا دیا ہے کہ وہ اس پاک جماعت کے سرگرم مسلمانوں میں سے ^۳ اور اس راہ میں فدا شدہ ہیں چنانچہ وہ تمام ثبوت ہم نے رسالہ سمت بچن میں لکھ دیئے ہیں۔ تاہم بادا صاحب کے روحانی کمالات لوگوں پر کس جہاں۔ سوہر یک حق کے طالب کو چاہیے کہ یہ دو نور سائے منکواٹھے۔ اور ہمارے مخالفت نامہ مولوی ڈوب مریں کہ باوجود اسی قدر لات و گزاف کے انہوں نے اسلام کی کچھ بھی خدمت نہیں کی۔ صرف مسلمانوں کو کافر بنانا جانتے ہیں۔ مگر بادا صاحب چھ کہ ڈھنڈوؤں کو اپنے قول و فعل سے اسلام کی ترفیع دے گئے اور ایسے حلقے اپنے اقوال سے اور اپنے افعال سے اسلام کی سچائی کی گواہی دی کہ جب تک انسان خدا تعالیٰ کی راہ میں سچے فدا شدہ نہ ہو ایسا کامل نمود ہرگز دکھلا نہیں سکتا۔ واہ بادا نانک صاحب آپ بیشک عزت کے لائق ہیں۔ آپ کا وصیت نامہ جو اسلام کی سچائی کے لئے ایک سوتی کپڑا پر لکھا ہوا کالی مل کی اولاد میں اب تک موجود ہے (اس کے آگے سے چند حروف پھٹ گئے ہوتے ہیں ترتب)

خوف محض، حقیقت شناسی اور ہمدردی کی حمد دی ہے نصیحت کے طور پر ایسی باتیں کہی ہیں اور کچھ کہا ہے جو کچھ کہا ہے۔ باوانانک صاحب کو دید ہے کچھ نقص نہ تھا بلکہ اسی قوم میں پیدا ہوئے تھے اور درد سے خوب واقف تھے کیونکہ گیارہ فی اور عارف تھے۔ بہرہ کو نہ ممکن تھا کہ وہ بے اصل طور پر دید کی مذمت کرتے لیکن اس نااہل پنڈت نے باوانانک صاحب کی قدر و منزلت کو نہیں پہچانا اور نہ ان کے عارفانہ کلام کو سمجھا اور ناحق گالیاں دینی شروع کر دیں۔ اس لئے ہم نے باوانانک صاحب کی تائید میں دوسرے سالے لکھے ہیں۔ (۱) اول ایک رسالہ ہے جس کا نام ہم نے **سمت بچن** رکھا ہے کیونکہ اسی رسالہ میں باوانانک صاحب کے بچن کی تصدیق کی گئی ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ ان کا یہ بچن جو چاروں دید کہانی اور خدا کی سچی تعریفوں سے بے نصیب ہیں فی الواقع صحیح اور درست ہے اور نیز ہم نے اس رسالہ میں دیانند کے ان تمام الزامات کے جوابات دیئے ہیں۔ جو وہ بابا صاحب پر قائم کرتا ہے۔ اور نیز باوا صاحب کی کچھ کرامتیں لکھی ہیں اور باوا صاحب کی زندگی اور دیانند کی زندگی کا موازنہ کیا ہے۔ ایسا ہی بعض معارف اہل گیارہ فی باتیں باوا صاحب کی درج کی ہیں (۲) دوسرے رسالہ کا نام **آلپید و صرم** رکھا ہے جس میں باوا صاحب کے اس قول کا ثبوت دیا ہے جو دیدوں کی نسبت انہوں نے بڑے زور سے اپنے ہتھیاروں کو بتایا ہے اور خوب ثابت کیا ہے کہ باوا صاحب اپنے اس قول میں بے شک سچے ہیں اور دیدوں کی خراب تعلیم کا ایک ایسا نمونہ دیا ہے جس کے ماننے کے بغیر کسی عقلمند کو بن نہیں پڑتا۔ اور اُس میں باوانانک صاحب کے قول کی خوب تصدیق ہوتی ہے۔ اور یہ دونوں رسالے ایک ہی جلد میں چھاپے گئے ہیں جو ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں ہو سکتے اور قیمت دونوں رسالوں کی ۴۰ علاوہ محسولہ اک رکھی گئی ہے۔ جن صاحبوں کو شوق ہو قیمت بھیج کر منگا سکتے ہیں۔

بالآخر واضح رہے کہ عنقریب دوسرا نمبر رسالہ **نور اللہ** بھی نکلنے والا ہے جس میں

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق اور حضرت مسیح علیہ السلام کے اخلاق اور قرآن کی تعلیم اور انجیل کی تعلیم کا موازنہ کیا گیا ہے۔ اور پہلا نمبر جس میں ضرورت قرآن کے دلائل اور انجیل کی ناقص تعلیم کے بد نتیجے لکھے گئے ہیں پہلے چھپ چکا ہے جو موجود ہے ہر اس کے بعد ایک بڑی کتاب **صَلْنُ السَّخْمَنُ** شائع کی جائے گی۔ جس سے ویدوں کا سارا پردہ کھل جائے گا۔ اس روز عام ہندوؤں کو معلوم ہوگا جو حقیقت میں وہ تمام باتیں سچی تھیں جو باوانانک صاحب نے ویدوں کی نسبت کہیں اور نہ صرف اسی قدر بلکہ باوا صاحب کی اس سے بڑی کرامت ثابت ہوگی جو انہوں نے اپنی روشن ضمیری سے پہلے ویدوں کی نسبت وہ باتیں کہیں جو کامل تحقیقات کے بعد سچی نکلیں اور اسی بات کا نام کرامت ہے۔ اور کتاب **صَلْنُ السَّخْمَنُ** میں بڑی مضبوط دلائل سے یہ بھی ثابت کیا گیا ہے کہ سنسکرت زبان اور ایسا ہی دوسری زبانیں عربی کے بگڑے ہوئے الفاظ ہیں۔ اور یہ زبانیں صحیح سے شائع ہوئی ہیں اور سب زبانوں کی ماں جو خدا تعالیٰ کی وحی اور الہام سے پہلے انسان کو ملی عربی ہے۔ اسی وجہ سے خدا تعالیٰ کی کامل کتب جو قرآن شریف ہی ہے عربی ہی میں نازل ہوئی۔ غرض یہ کتب ایسی رکھتوں اور مطابق جدید سے بھری ہوئی جس سے ہم ہمہ حکم تمام قومیں عام پرکتیں جن سے حاصل کریں گی۔ **وَاللّٰهُ عَلٰی مَا نَسَبُ الْمَدٰی** خاں

غلام احمد قادیانی ۹ ستمبر ۱۹۰۵ء

(یہ اشتہار ۲۶۰۰ کے ایک صفحہ پر ہے)

نوش

بہم آئیرہ صاحبان و پادری صاحبان و دیگر صاحبان مذاہب مختلفہ
ان مسلمانوں کی طرف سے جن کے نام نیچے درج ہیں نیز ایک التماس

گورنمنٹ عالیہ کی توجہ کے لائق

اے صاحبان مندرجہ عنوان نہایت ادب و تہذیب سے آپ صاحبوں کی
خدمت میں عرض ہے کہ ہم سب فرقے مسلمان اور ہندو اور عیسائی وغیرہ ایک ہی
سکھ کے جو سکھ انگریز کا ہے اور عیسائی ہیں۔ لہذا ہم سب لوگوں کا فرض ہے کہ ایسے امور
سے دست کش رہیں جن سے وقتاً فوقتاً ہم سب کے حکام کو قیقین پیش آویں یا یہی چیزیں باہمی
ہو کر کثرت سے مقدمات دائر ہوتے رہیں اور نیز جب کہ ہم سب کی اور قرب و جوار کے حقوق
درمیان ہیں۔ تو یہ بھی مناسب نہیں کہ مذہبی مباضعات میں ناحق ایک فرقہ دوسرے فرقہ
پر بے اصل افتراء قائم کر کے اسی کا دل دکھاوے اور ایسی کتابوں کے حوالے پیش کرے

پادری صاحبان اگر ہماری اس نصیحت کو غور سے سنیں تو بیشک اپنی بزرگی اور شرافت
ہم پر ثابت کریں گے اور اس حق پسندی اور صلحکاری کے موجب ہوں گے جس سے
ایک راستباز اور پاک دل شناخت کیا جاتا ہے اور وہ نصیحت صرف دو باتیں ہیں
جو ہم پادری صاحبوں کی خدمت میں عرض کیا چاہتے ہیں۔

جو اس فریق کے نزدیک مسلم نہیں ہیں یا ایسے اعتراض کرے جو خود اپنے دین کی تعلیم پر بھی
داد ہوتے ہیں۔ چونکہ اب تک مناظرات و معاشات کے لئے کوئی ایسا قاعدہ باہم قرار پایا
نہیں تھا جس کی پابندی یا وہ گو لوگوں کو ان کی فضول گوئی سے روکتی لہذا پادریوں میں سے
پادری عماد الدین و پادری ٹٹا کر اس و پادری قنڈلی صاحب وغیرہ صاحبانِ اودا وید صاحبوں
میں سے منشی کنہیا لال لکھ دھاری اور منشی احمد حسن مراد آبادی اور لکھرام پشوری نے اپنا
یہی اصول مقدر کر لیا کہ ناحق کے اختلافوں اور بے اصل روایتوں اور بے بنیاد قصوں کو وہ بھی

اولیٰ یہ کہ وہ اسلام کے عقائد پر ان پیروہ روایات اور بے اصل حکایات سے محبت نہیں
جو پادری مسلم اور متحول کتابوں میں موجود نہیں اور ہمارے عقیدہ میں داخل نہیں اور نیز قرآنی کے
معنی اپنی طرف سے نہ مگر لیا کریں۔ بلکہ وہی معنی کریں جو تواریات قرآنی اور احادیث صحیحہ
سے ثابت ہوں اور پادری صاحبان اگرچہ انجیل کے معنی کرنے کے وقت ہر ایک نے قیدی
کے مجاز ہوں مگر ہم مجاہد نہیں ہیں۔ اور انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ ہمارے مذہب میں تفسیر
باللہ تعالیٰ معیت غنیہ ہے قرآنی کی کسی آیت کے معنی اگر کریں تو اس طور سے کہنے چاہیے
کہ دوسری قرآنی آیتیں ان معنوں کی مؤید اور تفسیر تھیں، اختلاف اور تناقض پیدا نہ ہو
کیونکہ قرآن کی بعض آیتیں بعض کے لئے بطور تفسیر کے ہیں۔ اور پھر ساتھ اس کے یہ بھی
ضروری ہے کہ کوئی حدیث صحیح مرفوع متصل و متوالہ اللہ علیہ السلام کی بھی انہیں معنوں
کی تفسیر نہ کیونکہ جس پاک اور کامل نبی پر قرآن نازل ہوا وہ سب سے بہتر قرآن قرین
کے معنی ماننا ہے غرض وہ تمام اہل طریق سمجھ گہنے کا تو یہ ہے لیکن اگر کسی آیت
کے بارے میں حدیث صحیحہ مرفوع متصل مذکور ہو تو اسے استعمال کیا ہے
کہ قرآن کی ایک آیت کے معنی دوسری آیات و نجات سے کہے جائیں۔ لیکن ہرگز یہ
درست نہیں ہوگا کہ بغیر ان دو قسم کے مترجم کے کہ نہ ہی خیال اور رائے سے
معنی کریں کاش اگر پادری عماد الدین وغیرہ اس طریق کا احترام کرتے تو نہ اب پاک

اعتراضات کی مدافعت میں پیش کیا۔ مگر اصل قصور تو اس میں پادری صاحبوں کا ہے۔ کیونکہ
 ہندوؤں نے اپنے ذاتی تعصب اور کینہ کی وجہ سے جووش تو بہت دکھلایا مگر بلا واسطہ اسلام
 کی کتابوں کو وہ دیکھ نہ سکے۔ وجہ یہ کہ ہمارے جہالت اور کم استعدادی دیکھنے کا مادہ نہیں
 تھے۔ سو انہوں نے اپنی کتابوں میں پادریوں کے اقوال کا نقل کر دینا غنیمت سمجھا۔ غرض ان
 تمام لوگوں نے جسے قیدی اور آزادی کی گنجائشیں پا کر دخترانوں کو انتہا تک پہنچا دیا۔ اور انہی
 بیوجہ اپنی اسلام کا ولی دکھایا اور بہتوں نے اپنی بد عزالتی اور مادری بد گوہری سے ہمارے
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان لگائے یہاں تک کہ کھلی خباثت اور اس پلیدی سے جو
 اس کے اصل میں تھی اس مستحکم المخصوصین پر سراسر دروغ گوئی کی راہ سے زنا کی تہمت
 لگائی۔ مگر غیرت مند مسلمانوں کو اپنی محسن گوشت کا پاس نہ ہوتا تو ایسے شریروں کو جن کے
 اعتراض میں یہاں تک فوجت پہنچی، وہ جواب دیتے جو ان کی بد اسکی کے مناسب حال

ہوتے اور نہ دوسروں کی ہلاکت کا موجب ٹھہرتے۔

دوسری غصیت اگر پادری صاحبان نہیں تو یہ ہے کہ وہ ایسے اعتراض ہے
 پر مزید کریں جو خود ان کی کتب مقدسہ میں بھی پایا جاتا ہے۔ مثلاً ایک بڑا اعتراض جس
 سے کہ شیعہ ان کی نظر میں اور کوئی اعتراض ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نہیں ہے
 وہ ان نیاں ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو باذن اللہ ان کلمہ سے کہنے پڑیں جنہوں نے
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ میں تیرے بری ملک و انواع اقسام کے فہم کئے اور ہر یک طریق
 سے ستایا اور دیکھا دیا اور پھر قتل کا ارادہ کیا جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ
 ہتھیار صحاب کے کھمبہ چڑھنا پڑا۔ اور پھر جسی بازار آئے اور تقاب کیا اور ہر یک پہنچائی
 اور کتیرے کا حصہ لیا۔ اور جو کہ میں خدا مسلمانوں میں سے نہ گئے تھے ان کو خاکیت دہر
 دیکھ دیا۔ اور شہرہ و کینہ ہندوہ ملک خدا تعالیٰ کی نظر میں اپنے ظالمہ کاموں کی وجہ سے
 ہیں۔ انہی شہر گئے کہ ان پر جو سخت عتاب قدیم الہید کے کوئی مناب نازل ہو اور اس عتاب

ہوتا مگر شریعت انہوں کو گورنمنٹ کی پاسداریاں ہر وقت دیکھتی رہیں اور وہ ملانچر جو ایک
 گل کے بعد دوسری گل پر بیٹھیں گے کھانا چاہیے تھا ہم لوگ گورنمنٹ کی اطاعت میں
 محو ہو کر پادریوں اور ان کے ہاتھ کے اکسائے ہوئے آریوں سے کھا رہے ہیں۔ یہ سب
 بُد بھاریاں ہم اپنی محسن گورنمنٹ کے لحاظ سے کرتے ہیں اور کریں گے کیونکہ
 ان احسانات کا ہم پر شکر کرنا واجب ہے جو مسکھوں کے زوال کے بعد
 ہی خدا تعالیٰ کے فضل سے اس جہان گورنمنٹ کے ہاتھ سے ہماری نصیب کئے۔ اور
 نہایت بد ذاتی ہوگی۔ اگر ایک لحظہ کے لئے بھی کوئی ہم میں سے ان نعمتوں کو فراموش
 کر دے جو اس گورنمنٹ کے ذریعہ سے مسلمانوں کو ملی ہیں۔ بلاشبہ ہمارا جان و مال گورنمنٹ
 انگریزی کی غیر خواہی میں فدا ہے اور ہوگا۔ اور ہم غائبانہ اس کے اقبال کے لئے دعا گو
 ہیں۔ اور اگرچہ گورنمنٹ کی عسلیات سے ہر ایک کو مخالفت مذہب کے لئے آزاد کیا ملی

کی وہ فریق بھی سزاوارتیں جنہوں نے کہ دلوں کو مدد دی اور نیرودہ قومیں بھی جنہوں نے
 اپنے طوطے سے لیزا اور گنڈب کو انتہائی گنہگار بنایا اور اپنی طاقتوں سے اسلام کی مخالفت
 سے روکے۔ یہ وہ جنہوں نے اسلام پر تلواریں اٹھائیں وہ اپنی شہریتوں کی جہ سے تلواریں
 سے ہی ہلاک کی گئے۔ اب اپنی مخالفت کی انہیں پرستش کرنا اور حضرت موسیٰ اور
 دوسرے اسرائیلی نبیوں کی ان تلواریں کو بنو دین جن میں وہ کون شہر خود پتے قتل کئے
 گئے کیا یہ دیانت کا طریق ہے یا اسحق کی شرافت اور غیبت اور فساد انگیزی ہے اس
 کے جواب میں حضرت عیسیٰ نے کہے ہیں کہ اس حضرت علیہ السلام کی تلواریں میں بہت
 ہی نرمی پائی جاتی ہے کہ اسلام لانے پر کھول دیا جائے شہر خود پتے قتل نہیں کیا اور
 نہ عورتوں کو اور نہ بڑھوں کو اور نہ فقیروں اور مسافروں کو مارا اور نہ عیسائیوں اور
 یہودیوں کے گرجاؤں کو محسوس کیا۔ لیکن اسرائیلی نبیوں نے ان سب باتوں کو کیا یہاں
 تک کہ تین لاکھ سے بھی کہ نیرودہ شہر خود پتے قتل کئے گئے کیا حضرت پادریوں کی فخر

ہے۔ لیکن ہر مروج کو دیکھ جائے تو اس آزادی کا پلہ پورا قائمہ محض مسلمان اُٹھا سکتے ہیں۔
 اور اگر خدا آپ نے انہیں تو ان کی ہر قسمی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ گورنمنٹ نے اپنی عام مہربانی
 کی وجہ سے یہ بھی آزادی کا ہر ایک قوم کو عام قائمہ دیا اور کسی کو اپنے اصولوں کی اشاعت کو
 نہیں روکا۔ لیکن جن مذہبوں میں سچائی کی قوت اور طاقت نہیں اور ان کے اصول صرف
 انسان فی معاشرت میں اولیٰ سے تعلق رکھتے ہیں جو ایک محقق کو ان کی یہودہ کتھا اور کہانیاں سن
 کر جبہ عقلانی سننے کی جاتی ہے کیونکہ ان مذہبوں کے واعظ اپنی ایسی باتوں کو وعظ کے وقت
 دلوں میں بٹھا سکتے ہیں اور کہیں کہ ایک باہری مسیح کو خدا کہتے ہوئے ایک دانشمند شخص کو اس
 حقیقی خدا پر ایمان رکھنے سے پریشان کر سکتا ہے جس کی ذات مرنے اور مصیبتوں کے اُٹھانے
 اور مختلف کے لئے اُٹھ کر قتل ہونے اور ہر مصلوب ہو جانے سے پاک ہے اور جس
 کا اولیٰ عام قانون انسانیت کے ہر ایک صفحہ میں چمکتا ہوا نظر آتا ہے۔ ہم نے خود بعض منصف
 مزاج مسلمانوں سے خلوت میں سنا ہے کہ جب ہم کبھی مسیح کی خدائی کا بالادلوں میں دیکھا

تھے تو اس خدائی کی طرف سے ہم کی لڑائیاں قلبی اعتراضات تھیں کہ ان میں وہ سختی نہیں جو
 حضرت مریم اور دوسرے اہل حق میں تھی۔ اگر اس دور کی سختی پر یہ لڑائیاں
 بھی ہوئیں تو قبول کر لیتے کہ وہ حقیقت پر بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ اب ہر ایک عقلمند
 کے ہر عقیدے کی طرف سے کہ یہ جواب دینا آزادی کا جواب ہے۔ حالانکہ آپ ہی کہتے ہیں کہ
 خدا رحم ہے اور اس کی عزت و نام سے قائم نہیں۔ ہر جواب کوئی کی لڑائیاں باوجود اس سختی کے
 قبول کی گئیں اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں تو کیوں اور کیا وجہ کہ یہ لڑائیاں ہر ایک رحم
 کی خوشبودار تھیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ اور ایسے لوگ کہ ان باتوں کو بھی
 خدا تعالیٰ کے حکام سمجھتے ہیں کہ شیر خوار بچے ہی کی ماؤں کے سامنے ٹوڑے ٹوڑے کئے جائیں
 اور ماؤں کو ان کے بچوں کے سامنے ہر قسم سے مارا جائے۔ لیکن ان لڑائیوں کو خدا تعالیٰ کی
 طرف سے یہ نہیں سمجھیں کہ یہ شر ہے بلکہ یہ ظلم ہے کہ ہر بچہ کو مارا جائے۔

کہتے ہیں تو بعض وقت مسیح کے عجز اور اضطراب کی سواخ پیش نظر آجانے سے بات کہتے
 کہتے ایسا انفعال دلی کو پکڑتا ہے کہ میں ہم مذمت میں غرق ہی ہو جاتے ہیں۔ غرض انسان
 کو خدا بنانے والا کیا وعظ کرے گا اور کیوں کر اس عاجز انسان میں اس قادر خدا کی عظمت کا
 نمونہ دکھائے گا جس کے حکم سے ایک ذرہ بھی زمین و آسمان سے باہر نہیں اور جس کا جلال
 دکھانے کے لئے سورج چمکتا اور زمین طرح طرح کے پھول نکالتی ہے۔ ایسا ہی ایک آریہ
 کی وعظ کرے گا کیا وہ دانشمندیوں کے سامنے یہ کہہ سکتا ہے کہ تمام رُوحیں اور انکھیاں
 تو میں اور طاقتیں اپنے وجود کی آپہنسی خدا میں اور کسی کے سہارے سے ان کا وجود اور
 بقا نہیں۔ اور یا یہ کہہ سکتا ہے کہ وید کی یہ تعلیم عمدہ ہے کہ خاوند والی عہد میں اولاد کی
 غرض سے دوسروں سے ہمستر ہو جایا کریں۔ ایسی ہمیں تجربہ ہوا ہے کہ جب ہمدردی بعض
 جماعت کے لوگوں نے کسی آریہ یا ان کے بنڈت سے نیوک کی حقیقت بازار میں پہنچ کر جہاں
 بہت سے آدمی موجود تھے تو وہ آریہ یا بنڈت شرمندہ ہوا۔ اور چپکے سے کہا کہ آپ اندر چل
 کر مجھ سے یہ گفتگو کریں۔ بازار میں لوگ اس کی سنسی کرتے ہیں۔ البتہ ظاہر ہے کہ جن لوگوں کا
 اپنا ہی یہ حال ہے کہ ایسے عقائد اور اعمال کی نصیحت دینا ہی کائنات انسان کا امن کے عقیدہ
 کو دھکے دیتا ہے اور قبول نہیں کرتا تو پھر وہ غیروں کو کیا وعظ کریں گے۔ اس لئے مسلمانوں
 کو نہایت ہی گورنمنٹ کا شکر گزار ہونا چاہیئے کہ گورنمنٹ کے اس قانون کا وہی اکیسٹہ خاندانہ
 اٹھا ہے ہیں۔ یہ چارے پادری صمد اللہ پیر خوجہ کو کے ایک جندہ کا قانون لائے ہیں اور
 وہ آخر بعد آزمائش مسلمانوں کی طرف آجنگا ہے اور یہ صریحی ہونٹ کا ہندہ ہو کر محض ذبیوی
 لاکھ سے انہیں میں گزارا کرتا ہے۔ لیکن ہمیں اپنے دلائل و ہدایتوں مخالفوں سے ایک اور
 شکایت ہے۔ اگر ہم اس شکایت کے دفع کے لئے اپنی محسن اور مہربان گورنمنٹ کو
 اس طرف توجہ نہ دلا دیں تو کس کو دلائل اور وہ یہ ہے کہ ہمارے مذہبی مخالفت صرف
 بے اصل روایات اور بے بنیاد فقہوں پر مبنی ہو رہے کہ جسے جو ہمدردی کتب سترہ اور قبولہ

کی دوسے ہرگز ثابت نہیں ہیں بلکہ منافقوں کے مغتربات ہیں۔ ہمارا دل دکھاتے ہیں۔ اور ایسی باتوں سے ہمارے سینہ و مولے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے ہیں اور گالیوں تک فوجتہ پہنچاتے ہیں جن کا ہمارا مختبر کتابوں میں نام و نشان نہیں۔ اس سے زیادہ ہمارے دل دکھانے کا اور کیا موجب ہوگا کہ چند بے بنیاد افتراؤں کو پیش کر کے ہمارا سینہ و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر زنا اور بدکاری کا الزام لگانا چاہتے ہیں جس کو ہم اپنی پوری تحقیق کی دوسے سینہ و لیسویں اویان تمام پاکوں کا سردار سمجھتے ہیں جو عورت کے کمیٹ سے نکلے اور اس کو خاتم الانبیاء جانتے ہیں کیونکہ اس پر تمام نبوتیں اور تمام پاکیزگیاں اور تمام کمالات ختم ہو گئے۔ اس صورت میں صرف یہی ظلم نہیں کہ ناحق اللہ پر ہر ہمارا دل دکھایا جاتا ہے اور اس انصاف پسند گورنمنٹ کے ملک میں ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دی جاتی ہیں اور بڑے بڑے پیرایوں میں ہمارے اس مقدس مذہب کی توہین کی جاتی ہے۔ بلکہ یہ ظلم بھی ہوتا ہے کہ ایک حق اور راست راست امر کو محض زیادہ گوئی کے ذریعہ سے مشتبہ اور کمزور کرنے کے لئے کوشش کی جاتی ہے۔ اگر گورنمنٹ کے بعض اعلیٰ درجہ کے حکام دو تین روز اس بات پر بھی غور کریں کہ ہم میں سے کسی منتخب کے دور و ایسے بیجا الزامات کی وجہ سے ہمارے مذکورہ بالا منافقوں سے دریافت فرمادیں تو زیرک طبع حکام کو فی الفور معلوم ہو جائے گا کہ کس قدر یہ لوگ بے ثبوت بہتانوں سے سرگراں گزریں گے و فائدہ نہایا اہل اسلام پر ظلم کر رہے ہیں۔

ہم نہایت ادب سے گورنمنٹ عالیہ کی جناب میں یہ عاجزانہ التماس کرتے ہیں کہ ہمارا یحسین گورنمنٹ ان احسانوں کو یاد کرے جو آپ تک ہم پر کئے ہیں ایک یہ بھی ہماری جانوں اور آبروؤں اور ہمارے ٹوٹے ہوئے دلوں پر احسان کرے کہ اس مضمون کا ایک قانون پاس کر دیوے یا کوئی سرکار جاری کرے کہ آئینہ جو مناظرات اور مجاہدات اور مجاہدات مذہبی امور میں ہوں ان کی نسبت ہر ایک قوم مسلمانوں اور عیسائیوں اور

تیلوں وغیرہ میں سے دواہر کے ضرور پابند رہیں۔

(۱) اول یہ کہ ایسا اعتراض جو خود معترض کے ہی الہامی کتاب یا کتابوں پر معترض کے الہامی ہونے پر وہ ایمان رکھتا ہے، وارد ہو سکتا ہو۔ یعنی وہ امر جو بنا، اعتراض کے ہے ان کتابوں میں بھی پایا گیا ہو جن پر معترض کا ایمان ہے۔ ایسے اعتراض سے چاہیئے کہ ہر ایک ایسا معترض پر نیز کرے۔

(۲) دوم اگر بعض کتابوں کے نام بذریعہ چھپے ہوئے اشتہار کے کسی فریق کی طرف سے اس عرض سے شائع ہو گئے ہوں کہ درحقیقت وہی کتابیں ان کی مسلم اور مقبول ہیں تو چاہیئے کہ کوئی معترض ان کتابوں سے باہر نہ جائے۔ اور ہر ایک اعتراض جو اس غرض پر کرنا ہو، انہیں کتابوں کے حوالہ سے کرے اور ہرگز کسی ایسی کتاب کا نام نہ لے جس کے مسلم اور مقبول ہونے کے بارے میں اشتہار میں ذکر نہیں۔ اور اگر اس قانون کی خلاف ورزی کرے تو بلا تامل اس سزا کا مستوجب ہو جو دفعہ ۲۹۸ تقریرات ہند میں مندرج ہے۔ یہ التماس ہے جس کا پاس ہونا ہم بذریعہ کسی ایکٹ یا سرکولر کے گورنمنٹ عالیہ سے چاہتے ہیں۔ اور ہر ایک نیا ایکٹ گورنمنٹ اس بات کو سمجھتی ہے کہ اس قانون کے پاس کرنے میں کسی خاص قوم کی رعایت نہیں بلکہ ہر ایک قوم پر اس کا اثر مساوی ہے اور نہ اس قانون کے پاس کرنے میں بے شمار برکتیں ہیں جن سے عامہ خلافت کے لئے امن اور عافیت کی راہیں کھلتی ہیں۔ اور صد ایہودہ نرائوں اور جھگڑوں کی صفت لپیٹ جاتی ہے اور اخیر نتیجہ صلیکادی اور ان شرارتوں کا دُور ہو جانا ہے جو قتلوں اور دیناوتوں کی جڑ ہو رہے ہیں اور دن بدن معاملہ کو ترقی دیتے ہیں۔ اور ہر ایک قوم جو ہر ایک وقت اس گورنمنٹ عالیہ کی مدد و شمار میں چلی رہی ہے اس قانون کے پاس ہونے سے اپنی گورنمنٹ کو دوسروں پر ترجیح دینے کے لئے ایک ایسا وسیع مضمون پائے گی جو آفتاب کی طرح چمکے گا۔ اور اگر ایسا نہ ہوا تو خدا معلوم کہ روز کی لڑائیوں اور یہودہ جھگڑوں کی کہاں تک فوجت پہنچے گی۔

یشک اس سے پہلے توین کے لئے دفعہ ۲۹۸ تعزیرات میں موجود ہے لیکن وہ ان مراتب کے تصنیف پا جانے سے پہلے فضول اور نکستی ہے اور خیانت پیشہ لوگوں کے لئے گریز گاہ دیکھ ہے۔

دوسرے ہم اپنے مخالف فریقوں کی طرف متوجہ ہو کر کہتے ہیں کہ آپ لوگ بھی برائے خدا ایسی تدبیر کو منظور کریں جس کا نتیجہ سراسر امن اور عافیت ہے۔ اور اگر یہ حسن انتظام نہ بھڑا تو علاوہ اور مفاسد اور فتنوں کے ہمیشہ سچائی کا خون ہوتا رہے گا۔ اور مصادیق اور مستانزدوں کی کوششوں کا کوئی عمدہ نتیجہ نہیں نکلے گا۔ اور نیز رعایا کی باہمی نا اتفاقی سے گونہ نشٹ کے مہلکت بھی ناستی نمانع ہوں گے۔ اس لئے ہم مراتب مذکورہ بالا کو آپ سب محکموں کی خدمت میں پیش کر کے یہ فہم آپ صاحبوں کے نام جاری کرتے ہیں۔ اور آپ کو یاد دلاتے ہیں کہ ہماری کتب مسلمہ مقبولہ جن پر ہم عقیدہ رکھتے ہیں اور جن کو ہم معتبر سمجھتے ہیں، یہ تفصیل ذیل میں ہے۔

اول قرآن شریف۔ مگر یاد رہے کہ کسی قرآنی آیت کے معنی ہمارے نزدیک وہی معتبر اور صحیح ہیں جس پر قرآن کے دوسرے مقامات بھی شہادت دیتے ہوں کیونکہ قرآن کی بعض آیات بعض کی تفسیر ہیں۔ اور نیز قرآن کے کاسل اور یقینی معنوں کے لئے اگر وہ یقینی مرتبہ قرآن کے دوسرے مقامات سے میسر نہ آ سکے۔ یہ بھی شرط ہے کہ کوئی حدیث صحیح مرفوع متصل بھی اسی کی مفسر ہو۔ غرض ہمارے مذہب میں تفسیر بالترائے ہرگز جائزہ نہیں۔ پس ہر ایک معتزلی پر لازم ہوگا کہ کسی اعتراض کے وقت اس طریق سے باہر نہ جائے۔

دوم دوسری کتابیں جو ہماری مسلمہ کتابیں ہیں ان میں سے اول درجہ پر صحیح بخاری ہے۔ اور اس کی وہ تمام احادیث ہمارے نزدیک حجت ہیں جو قرآن شریف سے مخالف نہیں۔ اور ان میں سے دوسری کتاب صحیح مسلم ہے اور اس کو ہم اس شرط سے مانتے ہیں۔ کہ قرآن اور صحیح بخاری سے مخالف نہ ہو۔ اور تیسرے درجہ پر صحیح ترمذی، ابن ماجہ، موطا،

نسائی، ابن داؤد، دارقطنی کتب حدیث ہیں۔ صحیح کی حدیثوں کو ہم اس شرط سے مانتے ہیں کہ قرآن اور صحیحین سے مخالفت نہ ہو۔ یہ کتابیں ہمارے دین کی کتابیں ہیں اور یہ شرائط ہیں جن کی مدد سے ہمارا عمل ہے۔

اب ہم قانونی طور پر آپ لوگوں کو ایسے اعتراضوں سے روکتے ہیں جو خود آپ کی کتابوں اور آپ کے مذہب پر وارد ہوتے ہیں۔ کیونکہ انصاف جن پر قوانین مبنی ہیں ایسی کارروائی کو صحت نیت میں داخل نہیں کرتا۔ اور ہم ایسے اعتراضوں سے بھی آپ لوگوں کو منع کرتے ہیں جو ان کتابوں اور ان شرائط پر مبنی نہیں جن کا ہم اشتہار میں ذکر کرتے ہیں۔ کیونکہ ایسی کارروائی بھی تحقیق حق کے برخلاف ہے۔ پس ہر ایک معترض پر واجب ہو گا کہ کسی اعتراض کے وقت ان کتابوں اور ان شرائط سے باہر نہ جائے۔ اور ضروری ہو گا کہ اگر آئینہ آپ صاحبوں میں سے کوئی صاحب ہمدانی کسی تالیف کا رد لکھے یا رد کے طور پر کوئی اشتہار شائع کریں یا کسی مجلس میں تقریری مباحثہ کرنا چاہیں تو ان شرائط مذکورہ بالا کی پابندی سے باہر قدم نہ رکھیں۔ یعنی ایسی باتوں کو بصورت اعتراض پیش نہ کریں جو آپ لوگوں کی الہامی کتابوں میں بھی موجود ہوں۔ اور ایسے اعتراض بھی نہ کریں جو ان کتابوں کی پابندی اور اس طریق کی پابندی سے نہیں ہیں جو ہم اشتہار میں شائع کر چکے ہیں۔

غرض اس طریق مذکورہ بالا سے تجاوز کر کے ایسی یہودہ روایتوں اور بے سرو پا قتلوں کو ہمارے سامنے ہرگز پیش نہ کریں اور نہ شائع کریں۔ جیسا کہ یہ خائنانہ کارروائیاں پہلے اس سے ہندوؤں میں سے اندرمن مراد آبادی نے اپنی کتابوں تحفۃ اسلام و پاداش اسلام وغیرہ میں دکھلائیں۔ اور پھر بعد اس کے یہ ناپاک حرکتیں مسیحی لیکچرر امپشادری نے جو محض نادان اور بے علم ہے، اپنی کتاب تذکرۃ براہین اور رسالہ جہاد اسلام میں کیں۔ اور جیسا کہ یہی یہودہ کارروائیاں پادری عماد الدین نے اپنی کتابوں میں اور پادری بٹھا کر اس نے اپنے رسائل میں اور صفدر علی وغیرہ نے اپنی تحریروں میں لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے کیں۔ اور سخت

دعوے دے دے کہ ایک ٹیلیوگنڈگی اور کچھ میں ڈال دیا۔ اور اگر آپ لوگ اب بھی لیتے
اس نوٹس کے جلدی ہونے کے بعد بھی اپنی خیانت ہمیشہ طبیعت اور عادت سے باز نہیں
آئیں گے تو دیکھو ہم آپ کو ہلا کر تختہ کر تے ہیں کہ اب یہ حرکت آپ کی صحت نیت کے
خوف بھی ہانے گی اور شخص دلاڑائی اور توہین کی مد میں مقصود ہوگی۔ اور اس صورت میں
ہمیں استحقاق ہوگا کہ عدالت سے اس افترا اور توہین اور دلاڑائی کی چارہ چوٹی کریں اور
دفعہ ۲۹۸ قمریات ہند کی رو سے آپ کو موقوفہ کر لیں اور قانون کی حد تک سزا دلائیں۔
کیونکہ اس نوٹس کے بعد آپ اپنی ناواقفی اور صحت نیت کا عندیہ پیش نہیں کر سکتے۔ اور
آپ سب صاحبوں کو بھی اختیار ہوگا کہ اپنی مقبولہ مسلمہ کتابوں کا اشتہار دے دیں۔
اور بعد اس کے اگر کوئی مسلمان معترض اپنے اعتراض میں آپ کے اشتہار کا پابند نہ ہو،
اور کوئی ایسا اعتراض کرے کہ جو ان کتابوں کی بنا پر نہ ہو جن کے مقبول ہونے کی نسبت
آپ اشتہار دے چکے ہیں۔ یا کوئی ایسا امر مورد اعتراض ٹھہرے جو خود اسلام کی تعلیم
میں موجود ہے تو بیشک ایسا معترض مسلمان بھی آپ لوگوں کے اشتہار کے بعد اسی دفعہ
۲۹۸ کی رو سے سزا پانے کے لائق ہوگا جس دفعہ سے ہم فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ اب
ذیل میں اس نوٹس دینے والوں کے دستخط اور مولا پیر ہیں۔ فقط

راقم خاکسار خادم دین مصطفیٰ غلام احمد قادیانی

۲۲ ستمبر ۱۸۹۵ء

(مطبوعہ ضیاء الاسلام قادیان)

(یہ نوٹس آئید دہرم مطبوعہ بار اول کے صفحہ ۵۶ سے آگے چار صفحات پر ہے)

(۱۳۲)

(یہ وہ خطوط ہیں جو مسلمانوں کی خدمت میں دستخط کرانے کے لئے بھیجے گئے ہیں)



السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ انا بعد اے مخدوم! دین اسلام و حجاب خیر الانام علیہ
الف الف سلام۔ میں اس وقت ایک نہایت ضروری التماس آپ لوگوں کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اور

خدا تعالیٰ سے دُعا کرتا ہوں

کہ اس التماس کے قبول کرنے کے لئے آپ لوگوں کے سینوں کو کھولے اور اس مقصد کے
فوائد آپ لوگوں کے دلوں میں ابھام کرے کیونکہ کوئی امر گو کہ کیسا ہی عمدہ اور سراسر خیر اور
مصلحت پر مبنی ہو مگر تب بھی اس کی بجا آوری کے لئے جب تک خدا تعالیٰ سے قوت نہ ملے
ہرگز انسان ضعیف البنیان سے ہو نہیں سکتا۔ اور وہ

التماس یہ ہے

کہ آپ صاحبوں پر یہ بات پوشیدہ نہیں ہوگی کہ ان دنوں میں دینی مباحثات و مناظرات
کا اس قدر ایک طوفان برپا ہے کہ جہان تک تاریخ و فاضلہ کہہ سکتی ہے اس کی کوئی نظیر پہلے زمانوں
میں معلوم نہیں ہوتی۔ اور اس معاملہ میں اس قدر تالیفات بڑھ گئی ہیں کہ پوری صاحبان کی
ایک رپورٹ میں میں نے پڑھا ہے کہ چند سال میں چھ کروڑ کتابیں ان کی طرف سے شائع
ہوئیں۔ ایسا ہی اہل اسلام کی طرف سے کروڑا تو نہیں مگر صد ہا رسالوں تک تو نوبت پہنچی
ہوگی۔ اور آریہ صاحبوں کی کتابیں جو اسلام کے مقابل پر یا عیسائیوں کے مقابل لکھی گئی ہیں
اگرچہ تعداد میں تو کم ہیں مگر گالیاں دینے اور دُعا و کلمات لکھنے میں اول نمبر پر ہیں۔ اور یہ

بے تہذیبی اور بدزبانی دن بدن بڑھتی جاتی ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے کہ جو کسی قوم کے پیشوا کو گالی دینا اس کا اصول نہیں۔ کیونکہ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ ہم اُن پیغمبروں پر ایمان لائے ہیں جن کا ذکر قرآن میں ہے۔ اور یہ بھی ہمارا عقیدہ ہے کہ ہر ایک قوم میں کوئی ہر کوئی مصلح گنوا ہے اور ہمیں یہ بھی تعلیم دی گئی ہے کہ ہم پودے علم کے بغیر کسی کی نسبت کوئی رائے ظاہر نہ کریں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا۔ سو یہ پاک عقائد ہمیں بے جا بدزبانوں اور متعصبانہ نکتہ چینوں سے محفوظ رکھتے ہیں۔ مگر ہمارے مخالف چونکہ تقویٰ کی راہوں سے بالکل دُور اور بے قید اور خلیع الرسن ہیں اور قرآن کریم جو سب سے پیچھے آیا اُن کو طبعاً برا معلوم ہوتا ہے۔ لہذا وہ جلد فحش گوئی اور بدزبانی اور توہین کی طرف مائل ہو جاتے ہیں اور سچی باتوں کے مقابل پر افتراؤں سے کام لیتے ہیں چنانچہ اس تیس سال کے عرصہ میں ہمارے مخالفوں نے اس قدر فحش گالیاں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی کتابوں میں دی ہیں اور اس قدر افتراء اسلامی تعلیم پر کئے ہیں کہ میں یہ دعویٰ سے کہتا ہوں کہ آپ لوگ تیرہ سو گزشتہ سالوں میں یعنی اسلام کے ابتدائی زمانہ سے آج تک اس کی نظیر نہیں پاؤ گے۔ اور اسی پر بس نہیں بلکہ یہ ناجائز طریق ترقی پر ہے۔ اس لئے ہر ایک ایسے سچے مسلمان کا فرض ہے کہ جو درحقیقت اپنے تئیں مسلمان سمجھتا ہے کہ ایسے موقع پر بے غیرتوں اور بے ایمانوں کے رنگ میں بیٹھنا نہ رہے۔ بلکہ جیسا کہ اپنی حفظ عزت کے لئے کوشش کرتا ہے اور جب عزت برباد ہونے کا کوئی موقع پیش آوے تو جہان شک طاقت و فاکرتی اور بس چل سکتا ہے اپنی آبرو کے بچاؤ کے لئے کوئی تدبیر باقی نہیں چھوڑتا بلکہ ہزار ہا روپیہ پانی کی طرح بہا دیتا ہے ایسا ہی شریف و نودلی۔۔ یعنی جس بات کا تم کو قطعی علم نہیں دیا گیا اس بات کا پیر و کار مت بن۔ اور یاد رکھ کہ کان اور آنکھ اور دل جس قدر اعضاء ہیں ان سب اعضاء سے باز پرس ہوگی۔ مگر

اور سچے مسلمانوں کے لئے بھی زیبا ہے کہ اس پیارے رسول کی عزت کے لئے بھی جس کی شفاعت کی امید رکھتے ہیں، کوشش کریں اور ایمانی نمونہ دکھلانے سے نامراد نہ جائیں۔

شاید بعض صاحبوں کی یہ رائے ہو کہ کیا ضرور ہے کہ اسلام کی طرف سے مذہبی تبلیغ ہوں اور کیوں اس طریق کو اختیار نہ کیا جائے کہ مخالفوں کی تحریرات کا جواب ہی نہ دیں۔ اس کے جواب میں عرض کیا جاتا ہے کہ اول تو کوئی مذہب بغیر دعوت اور امر معروف نہی منکر کے قائم نہیں رہ سکتا۔ اور اگر ایسا ہونا فرض بھی کر لیں تو پھر اسلام جیسا کوئی مذہب مصیبت زدہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ جس حالت میں پادری صاحبان و آریہ صاحبان وغیرہ پورے زور و شور سے اسلام پر حملہ کر رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس کو نابود کر دیں۔ اور ہریک رنگ سے کیا علم طبعی کے نام سے اور کیا علم طب اور تشریح کے بہانہ سے اور کیا علم ہیئت کے پردہ میں انواع اقسام کے دھوکے لوگوں کو دے رہے ہیں۔ اور مٹھے اور سنسی اور تحقیر کو انتہا تک پہنچا دیا ہے۔ پھر اگر ہمارے معزز بھائیوں کی طرف سے یہی تدبیر ہے کہ چُپ رہو اور سُننے جاؤ تو یہ خاموشی مخالفوں کی یکطرفہ دُگری کا موجب ہوگی اور نفوذ باللہ ہماری خاموشی ثابت کر دے گی کہ ہریک الزام اُن کا سچا ہے۔ اور اگر ہم الزامی جواب دیں چنانچہ کئی سال سے دئے جاتے ہیں تو کوئی ان کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ اور ہمارا وقت برباد جاتا ہے۔ اور بار بار وہی باتیں اور وہی بہتان ہنسک آمیز الفاظ کے ساتھ سُناتے ہیں۔ جو لوگ حیا اور شرم کو چھوڑ دیں ان کا مُنہ بھڑقانوں کے اور کون بند کرے۔ اور ہم اپنے بھائیوں کے صوابدید سے کُل مناظرات اور مباحثات اور تحریر اور تقریر سے دست بردار ہو سکتے ہیں اور چُپ رہ سکتے ہیں مگر کیا ہمارے عزیز بھائی درود ہو سکتے ہیں کہ مخالفانہ حملہ کرنے سے ہندوستان کے تمام پادریوں اور آریوں اور یہودیوں کو بھی چُپ کر دیں گے اور اگر نہیں کر سکتے اور اُن کی گالیوں اور سب و ختم کی کوئی اور تدبیر اُن کے ہاتھ میں نہیں

تو پھر یہ بات کیوں حرام ہے کہ ہم اپنی عُمس گورنمنٹ سے اس بارہ میں مدد لیں۔ اور اُن آئندہ خطرات سے اپنی قوم اور نیز دوسری قوموں کو بھی بچالیں جو ایسے بے قیدی کے مناظرات میں ضروری الوجود ہیں۔

سو بھائیو یہ تدبیر عمدہ نہیں ہے کہ ہر روز ہم گالیاں سُنیں اور روارکھیں کہ ہندو کے دُکے بازاروں میں بیٹھ کر اور عیسائیوں کی جماعتیں ہریک کو پیر گلی میں ہمارے بنی پاک صلے اللہ علیہ وسلم کو گندی گالیاں نکالیں اور آئے دن پُر توہین کتابیں شائع کریں بلکہ اس وقت ضروری تدبیر یہ ہے کہ ایسے لوگوں کا منہ بند کرنے کے لئے سرکاری قانون سے مدد لیں اور اس درخواست کے موافق جو گورنمنٹ کی توہر کے لئے علیحدہ لکھی گئی ہے، اس معنوں کا گورنمنٹ عالیہ سے قانون پاس کرویں کہ آئندہ مناظرات مجاہدات میں بغرض رفع فتنہ و فساد عام آزادی اور بے قیدی کو محدود کر دیا جاوے۔ اور ہریک قوم کے لوگ اعتراض و نکتہ چینی کے وقت ہمیشہ دو باتوں کے پابند رہیں۔

(۱) یہ کہ ہریک فریق جو کسی دوسرے فریق پر کوئی اعتراض کرے تو صرف اُس صورت میں اعتراض کرنے کے وقت نیک نیت سمجھا جائے کہ جب اعتراض میں وہ باتیں پائی جائیں جو خود اس کے مسلم عقیدہ میں پائی جاتی ہیں۔ یعنی ایسا اعتراض نہ ہو جو وہ اس کے عقیدہ پر بھی وارد ہوتا ہو اور وہ بھی اس سے ایسا ملزم ہو سکتا ہو جیسا کہ اُس کا مخالف۔ اور اگر کوئی اس قاعدہ سے تجاوز کرے اور وہ تجاوز ثابت ہو جاوے، تو بغیر حاجت کسی دوسری تحقیقات کے یہ سمجھا جاوے کہ اس نے محض بدعتی سے ایک مذہبی امر میں اپنے مخالف کا دل دکھانے کے لئے یہ حرکت کی۔

(۲) یہ کہ ہریک معتزض ایسے اعتراض کرنے کا ہرگز مجاز نہ ہو کہ جو اُن کتب مشتبہ کے مخالف ہو جن کو کسی فریق نے حصر کے طور پر اپنی مسلمہ کتابیں قرار دے کر ان کی نسبت اشتہار شائع کرایا ہے۔ اور اگر کوئی شخص ایسا کرے تو قانوناً یہ قرار دیا جاوے کہ اُس نے ایک ایسا امر کیا جو نیک عبتی کے برخلاف ہے۔ اور جو شخص ان دونوں تجاوز میں سے کوئی ایک تجاوز کرے یا دونوں کرے کسی قسم کی صریح ہجو یا اشادہ یا کنایہ سے

کسی فریق کا دل دکھاوے تو وہ دفعہ ۲۹۸ تعزیرات کا مجرم قرار دے کر اس سزا کا مستوجب سمجھا جائے جو قانون کی حد تک ہے۔

یہ قانون ہے جس کا پاس کرنا ضروری ہے۔ سوائے بزرگوں اور دین اسلام کے غمخوار۔ برائے خدا اس تحریر پر غور کر کے اس درخواست کو اپنے دستخطوں سے مزین کرو جو اس قانون کے پاس کرنے کے لئے لکھی گئی ہے تا فساد انگیز جھگڑے کم ہو جائیں اور گورنمنٹ کو آرام ملے اور ملک میں صلح کاری اور امن پیدا ہو۔ اور ملک کے باشندوں کے کیسے ترقی کرنے سے روکے جائیں۔ بھائیو اس قانون کے پاس ہونے میں بہت ہی برکتیں ہیں اور سچے دین کو اس سے بہت ہی مدد ملتی ہے اور مفیدوں اور افترا پردازوں کے مُنہ بند ہو جاتے ہیں۔ گورنمنٹ کے کسی منشاء کے مخالف یہ کارروائی نہیں۔ بلکہ ہماری دانا گورنمنٹ خود ایسی باتوں کو ہمیشہ سوچتی ہے جس سے اس ملک کے فتنے اور فساد کم ہوں۔ اور لوگ ایجنڈل ہو کر گورنمنٹ کی خدمت میں مشغول رہیں۔ اور نیز یہ وہ مبارک طریق ہے جن سے آئندہ بیجا حملہ کرنے والے رُک جائیں گے۔ اور ہریک جاہل متعصب مناظرہ اور مجادلہ کے لئے ہمت نہیں کر سکے گا۔ اور یہ امر تمام ان لوگوں کے لئے مفید ہے جو یا وہ لوگوں کا کسی تدبیر سے مُنہ بند کرنا چاہتے ہیں۔ اور اگر کسی صاحب نے ایسے مبارک محضر پر دستخط نہ کئے جس سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت مفتری لوگوں کے افتراؤں سے بچ جاتی ہے اور اسلام بہت سے کمینہ اور سراسر دروغ حملوں سے امن میں آجاتا ہے تو اس کا اسلام نہایت بودا اور تائیکی میں پڑا ہوا ثابت ہوگا۔ اور ہم عزم بالجزم رکھتے ہیں کہ جیسا کہ اس موقع پر بیہوشی غمخواروں کا یا عزت نام مخلصانہ دعائے خیر کے ساتھ نہایت شوق سے شائع کریں گے تا ان کی مروی اور سعادت عامہ شگافتی پر قیام ہو۔ ایسا ہی ہم ایک پُروردہ تقریر کے ساتھ ان جنیل ایڈیٹ فطرت لوگوں کے نام بھی اپنے رسالہ میں شائع کر دیں گے جنہوں نے ہمارے سید و مولیٰ محمد

مصطفیٰ خاتم الانبیاء و خیر الصغیر کی حمایت عزت کے لئے کچھ بھی غمخواری اور محبت ظاہر نہ کی۔ بھائیو کیا یہ مناسب ہے کہ آپ لوگ تو عزت کی کرسیوں پر بیٹھیں۔ اور بڑے بڑے القاب پائیں اور ہمارے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر یک طرف سے گالیاں دی جائیں اور تحقیر و تقریر میں سراسر افتراء سے نہایت بے عزتی اور توہین کی جائے اور آپ لوگ ایک ادنیٰ تدبیر کرنے سے بھی دریغ کریں۔ نہیں ہرگز نہیں۔ شریف اور نجیب لوگ ہرگز دریغ نہیں کریں گے اور جو خبیث النفس دریغ کرے گا وہ مسلمان ہی نہیں مبادا دل آں فرومایہ شاو کہ از بہر دنیا دہد دین بباد

راقم خاکسار خادم دین مصطفیٰ اعظم احمد قادیانی

۲۲ ستمبر ۱۸۹۵ء

(مطبوعہ ضیاء الاسلام قادیان)

(یہ اشتہار آریہ دھرم طبع اول کے صفحہ ۲۴ لغایت ۲۸ پر ہے)

(۱۳۳۱)
 در خواست مسلمانان برلن انڈیا کی طرف سے جن کے نام ذیل میں درج ہیں
 بحضور جناب گورنر جنرل ہندوستان اقبالہ اس غرض سے بھیجی گئی ہے کہ مذہبی مباحثات
 اور مناظرات کو اُن نامائز جھگڑوں سے بچانے کے لئے جو طرح طرح کے فتنوں کے
 قریب پہنچ گئے ہیں اور خطرناک حالت پیدا کرتے جاتے ہیں اور ایک وسیع بے قیڈی

ان میں طوفان کی طرح نمودار ہو گئی ہے۔ دو مندرجہ ذیل شرطوں سے مشروط فرمادیا جاوے اور اسی طرح اس وسعت اور بے قیدی کو روک کر ان خرابیوں سے رعایا کو بچایا جاوے جو دن بدن ایک ہمیب صورت پیدا کرتی جاتی ہیں۔ جن کا ضروری نتیجہ قوموں میں سخت دشمنی اور خطرناک مقدمات ہیں۔ ان دو شرطوں میں سے پہلی شرط یہ ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام وہ فرقے جو ایک دوسرے سے مذہب اور عقیدہ میں اختلاف رکھتے ہیں، اپنے فریق مخالف پر کوئی ایسا اعتراض نہ کریں جو خود اپنے پر وارد ہوتا ہو۔ یعنی اگر ایک فریق دوسرے فریق پر مذہبی نکتہ چینی کے طور پر کوئی ایسا اعتراض کرنا چاہے جس کا ضروری نتیجہ اس مذہب کے پیشوایا کتاب کی کسر شان ہو جس کو اس فریق کے لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے ملتے ہوں تو اس کو اس امر کے بارے میں قانونی ممانعت ہو جائے کہ ایسا اعتراض اپنے فریق مخالف پر اس صورت میں ہرگز نہ کرے جبکہ خود اس کی کتاب یا اس کے پیشوا پر وہی اعتراض ہو سکتا ہو۔ دوسری شرط یہ ہے کہ ایسے اعتراض سے بھی ممانعت فرمادی جائے جو ان کتابوں کی بنیاد پر نہ ہو جن کو کسی فریق نے اپنے مسلم اور مقبول کتاب میں شہرہ کر ان کی ایک چھپی ہوئی فہرست اپنے ایک کھلے کھلے اعلان کے ساتھ شائع کرادی ہو۔ اور صاف اشتہار دے دیا ہو کہ یہی وہ کتابیں ہیں جن پر میرا عقیدہ ہے اور جو میری مذہبی کتابیں ہیں۔ سو ہم تمام درخواست کنندوں کی التماس یہ ہے کہ ان دونوں شرطوں کے بارے میں ایک قانون پاس ہو کر اس کی خلاف ورزی کو ایک مجرمانہ حرکت قرار دیا جاوے اور ایسے تمام مجرم دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند یا جس دفعہ کی ان سے سرکار مناسب سمجھے، سزا یاب ہوتے رہیں اور جن ضرورتوں کی بنیاد پر ہم رعایا سرکار انگریزی کی اس درخواست کے لئے مجبور ہوئے ہیں وہ بہ تفصیل ذیل ہیں:-

اول یہ کہ ان دنوں میں مذہبی مباحتوں کے متعلق سلسلہ تقریروں اور تحریروں کا اس قدر ترقی پذیر ہو گیا ہے اور ساتھ ہی اس کے اس قدر سخت بددعا بنوں نے ترقی کی

ہے کہ دن بدن باہمی کینے بڑھتے جاتے ہیں اور ایک زور کے ساتھ فحش گوئی اور مٹھے اور منہسی کا دریا بہہ رہا ہے۔ اور چونکہ اہل اسلام اپنے برگزیدہ نبی اور اس مہدی سے کتاب کے لئے جو اس پاک نبی کی معرفت اُن کو ملی نہایت ہی غیر متند ہیں۔ لہذا جو کچھ دوسری قومیں طرح طرح کے مفریانہ الفاظ اور رنگارنگ کی بُرخیانت تحریر اور تقریر سے ان کے نبی اور ان کی آسمانی کتاب کی توہین سے اُن کے دل دکھا رہے ہیں یہ ایک ایسا زخم اُن کے دلوں پر ہے کہ شاید اُن کے لئے اس تکلیف کے برابر دنیا میں اور کوئی بھی تکلیف ہو۔ اور اسلامی اصول ایسے ہندیانہ ہیں کہ یا وہ گوئی کے مقابل پر مسلمانوں کو یا وہ گوئی سے روکتے ہیں۔ مثلاً ایک معترض جب ایک بیجا الزام مسلمانوں کے نبی علیہ السلام پر کرتا ہے اور مٹھے اور منہسی اور ایسے الفاظ سے پیش آتا ہے جو بسا اوقات گالیوں کی حد تک پہنچ جاتے ہیں تو اہل اسلام اس کے مقابل پر اس کے پیغمبر اور مقتدا کو کچھ نہیں کہہ سکتے کیونکہ اگر وہ پیغمبر اسرائیلی نبیوں میں سے ہے تو ہر ایک مسلمان اس نبی سے ایسا ہی پیارا کرتا ہے جیسا کہ اس کا فریق مخالفت۔ وجہ یہ کہ مسلمان تمام اسرائیلی نبیوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور دوسری قوموں کی نسبت بھی وہ جلدی نہیں کرتے کیونکہ انہیں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ کوئی ایسا آباد ملک نہیں جس میں کوئی مصلح نہیں گذر اس لئے گذشتہ نبیوں کی نسبت خاص کر اگر وہ اسرائیلی ہوں۔ ایک مسلمان ہرگز بد مذہبی نہیں کر سکتا۔ بلکہ اسرائیلی نبیوں پر تو وہ ایسا ہی ایمان رکھتا ہے جیسا کہ نبی آخر الزمان کی نبوت پر، تو اس صورت میں وہ گالی کا گالی کے ساتھ مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اُن جب بہت دُکھ اٹھاتا ہے تو قانون کی رُو سے چارہ جوئی کو ناجائز سمجھتا ہے۔ مگر قانونی تدارک بدینی کے ثابت کرنے پر موقوف ہے جس کا ثابت کرنا موجودہ قانون کی رُو سے بہت مشکل امر ہے۔ لہذا ایسا مستغیث اکثر ناکام رہتا ہے اور مخالف فتویٰ کو اور بھی توہین اور تحقیر کا موقع ملتا ہے۔ اس لئے یہ بات بالکل سچی ہے کہ جس قدر تقریریں اُن

تحریروں کی رو سے مذہب اسلام کی توہین ہوتی ہے۔ ابھی تک اس کا کوئی کافی تدارک قانون میں موجود نہیں۔ اور دفعہ ۲۹۸ حق الامر کے ثابت کرنے کے لئے کوئی ایسا معیار اپنے ساتھ نہیں رکھتی۔ جس سے صفائی کے ساتھ نیک نیتی اور بد نیتی میں تمیز ہو جائے۔ یہی سبب ہے کہ نیک نیتی کے بہانہ سے ایسی دلائل کتابوں کی کروڑوں تک نوبت پہنچ گئی ہے۔ لہذا ان شرائط کا ہونا ضروری ہے جو واقعی حقیقت کے کھلنے کے لئے بطور مؤید ہوں۔ اور صحتِ ثبوت اور عدم صحت کے پرکھنے کے لئے بطور معیار کے ہو سکیں۔ سو وہ معیار وہ دونوں شرطیں ہیں جو اوپر گزاریش کر دی گئی ہیں۔ کیونکہ کچھ شک نہیں کہ جو شخص کوئی ایسا اعتراض کسی فریق پر کرتا ہے جو وہی اعتراض اس پر بھی اس کی الہامی کتابوں کی رو سے ہوتا ہے۔ یا ایسا اعتراض کرتا ہے جو ان کتابوں میں نہیں پایا جاتا جن کو فریق معترض علیہ نے اپنی مسلمہ مقبولہ کتابیں قرار دے کر ان کے بارے میں اپنے مذہبی مخالفوں کو بذریعہ کسی چھپے ہوئے اشتہار کے مطلع کر دیا ہے تو بلاشبہ ثابت ہو جاتا ہے کہ شخص معترض نے صحتِ ثبوت کو چھوڑ دیا ہے۔ تو اس صورت میں ایسے متکار اور فریبی لوگ جن جیلوں اور تالیفوں سے اپنی بد نیتی کو چھپانا چاہتے ہیں وہ تمام جیلے نکتے ہو جاتے ہیں اور بڑی سہولت سے حکام پر اصل حقیقت کھل جاتی ہے۔ اور اگرچہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ یادہ گوگوں کی زبانیں روکنے کے لئے یہ ایک کامل علاج ہے مگر اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ بہت کچھ یادہ گوٹیوں اور ناتی کے الزاموں کا اس سے علاج ہو جائے گا۔

دوسری ضرورت اس قانون کے پاس ہونے کے لئے یہ ہے کہ اس بے قیدی سے ملک کی اخلاقی حالت روز بروز بگڑتی جاتی ہے۔ ایک شخص سچی بات کو من کر پھر اس فکر میں پڑ جاتا ہے کہ کسی طرح جھوٹ اور افتراء سے مدد لے کر اس سچ کو پوشیدہ کر دیوے اور فریقِ ثانی کو خواہ مخواہ ذلت پہنچا دے۔ سو ملک کو تہذیب اور راست روی

میں ترقی دینے کے لئے اور بہتان طرازی کی عادت سے روکنے کے لئے یہ ایک ایسی عمدہ تدبیر ہے جس سے بہت جلد دلوں میں سچی پرویز گاری پیدا ہو جائے گی۔

تیسری ضرورت اس قانون کے پاس کرنے کی یہ ہے کہ اس بے قیدی سے ہمدلی محسن گورنمنٹ کی قانون پر عمل اور کائنات کا اعتراض ہے۔ چونکہ یہ دانا گورنمنٹ ہریک نیک کام میں اول درجہ پر ہے تو کیوں اس قدر الزام اپنے ذمہ رکھے کہ کسی کو یہ بات کہنے کا موقع ملے کہ مذہبی مباحثات میں اس کے قانون میں احسن انتظام نہیں ظاہر ہے کہ ایسی بے قیدی سے صلح کاری اور باہمی محبت دن بدن کم ہوتی جاتی ہے۔ اور ایک فریق دوسرے فریق کی نسبت ایسا اشتعال رکھتا ہے کہ اگر ممکن ہو تو اس کو نابود کر دیکو اور اس تمام نا اتفاقی کی بڑی مذہبی مباحثات کی بے اعتدالی ہے۔ گورنمنٹ اپنی رطیلا کے لئے بطور معلم کے ہے۔ پھر اگر رعایا ایک دوسرے سے درندہ کا حکم رکھتی ہو۔ تو گورنمنٹ کا فرض ہے کہ قانونی حکمت عملی سے اس درندگی کو دور کر دے۔

چوتھی یہ کہ اہل اسلام گورنمنٹ کی وہ وقادار رعایا ہے جن کی دلی غیر خواہی روز بروز ترقی پو ہے اور اپنے ہان و مال سے گورنمنٹ کی اطاعت کے لئے حاضر ہیں۔ اور اس کی ہر بانیوں پر بھروسہ رکھتے ہیں اور کوئی بات خلاف مرضی گورنمنٹ کرنا نہایت بجا خیال کرتے ہیں اور دل سے گورنمنٹ کے مطیع ہیں۔ پس اس صورت میں ان کا حق بھی ہے کہ ان کی دردناک فریاد کی طرف گورنمنٹ عالیہ توجہ کرے۔ پھر یہ درخواست بھی کوئی ایسی درخواست نہیں جس کا صرف مسلمانوں کو قائمہ پہنچتا ہے اور دوسروں کو نہیں۔ بلکہ ہریک قوم اس قائمہ میں شریک ہے۔ اور یہ کام ایسا ہے جس سے ملک میں صلح کاری اور امن پیدا ہوتا ہے اور مقدمات کم ہوتے ہیں اور بدنیت لوگوں کا منہ بند ہوتا ہے۔ اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے اس کا اثر مسلمانوں سے خاص نہیں۔ ہریک قوم پر اس کا برابر اثر ہے۔ آخر ہم دُعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہماری اس گورنمنٹ

کو ہمیشہ کے اقبال کے ساتھ ہملائے سروں پر خوش و خرم رکھے اور ہمیں
سچی شکر گزاری کی توفیق دے۔ اور ہماری محسن گورنمنٹ کو اس مخلصانہ اور
حاجزانہ درخواست کی طرہ تو جہ دلا دے کہ ہر یک توفیق اسی کے ارادہ اور حکم سے
ہے۔ آمین۔

الملة مسین

اہل اسلام رعایا گورنمنٹ جن کے نام علیحدہ نقشوں میں درج ہیں

(مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۸۹۵ء)

(مطبوعہ ضیاء الاسلام قادیان)

(یہ اشتہاد آریہ دھرم طبع اول کے صفحہ ۶۹ لغایت ۷۲ پر ہے)

(۱۳۴۲)



مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب ایڈیٹر اشاعت السنۃ شریفی ہمارے اُس خط
کے جواب میں جو ہم نے ۲۲ ستمبر ۱۸۹۵ء کو بمبارہ دستخط کرانے مسلمانوں کے درخواست
توسیع دفعہ ۲۹۸ پر معہ درخواست مذکور کے شائع کیا تھا اور مولوی صاحب موصوف

کی خدمت میں بھی اس غرض کے لئے رجسٹری کر کر بھیجا گیا تھا۔ آپ نے ایک مختصر رسالہ میں جو درد کا قدر چھپا ہے بڑی مضبوطی اور استقلال سے یہ وعدہ کیا ہے کہ ”اس خدمت کا بیڑا اٹھانے کے لئے ہم حاضر ہیں بشرطیکہ آپ اپنا قدم بھیج سے نکال دیں اور اپنا اور اپنے گروہ کا استعفاء بذریعہ اخبارات و اشتہارات مشتہر کر دیں۔ پھر دیکھیں بندہ اس کام کو کیونکر سمجھاتا ہے۔ آپ علیحدہ ہو جائیں۔ پھر اس کام کا حسن انجام ملاحظہ فرمائیں۔“ یہ ان کی عبارت ہے جس کو انہوں نے بڑے پُر زور وعدہ کے ساتھ شائع کیا ہے بلکہ یہ بھی لکھا ہے کہ یہ بندہ ایسے کام پہلے کر چکا ہے اور اس کی قومی خدمات گورنمنٹ اور قوم میں مستم ہیں۔ اور سپریم گورنمنٹ اور لوکل گورنمنٹوں تک عزت و اعتبار کے ساتھ رسائی ہے۔ اور اس کی گزارش مؤدبانہ کو گورنمنٹ عزت و اعتبار کی نگاہ سے دیکھتی اور سُنتی ہے۔ اس تمام تحریر پر میں نے غور کی اور ایک عمیق فکر کے بعد میرے دل نے یہی فتویٰ دیا کہ چونکہ ہماری جماعت ابھی بہت تھوڑی ہے اور اکثر لوگ ان مولوی صاحبوں کے ایسے مسخر ہیں کہ ہماری سیدھی بات بھی ان کی نظر میں اُلٹی معلوم ہوتی ہے اور ہمارا قدم درمیان آنے سے ایک ایسی کھابہ دہت دلوں میں پیدا ہو جاتی ہے کہ اگر وہ کام کرنا بھی ہو تب بھی ہرگز نہ کریں۔ اس لئے اگر یہ کام ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں ہو جو فوٹ، یہ رسالہ مولوی محمد حسین صاحب کا فضل اللہ چشتی رحاں کی معرفت ہم کو ملا مولوی صاحب نے اپنے اس چودہ رسالہ میں جو میری طرف بھیجا اپنے ہی ہاتھ سے ۲۰ غلطیاں نکال کر نہایت بد شکل کر دیا۔ عربی لغتوں کی غلطیوں میں تو خیر متعدد رہے مگر ساتھ اس کے اردو کی غلطیاں بھی حائے تعجب ہے۔ اب بہتر ہے کہ اس رسالہ کو وہ دوبارہ چھپوا دیں تاکہ کسی کو بد نظمی کا موقع نہ ملے۔ مولوی صاحب کو غلطی غلطیاں تو رسالہ کے چھپنے کے بعد یاد آ گئیں۔ مگر اس درایت کی غلطی پر وہ مطلع نہ ہو سکے، کہ فاضل معجم کے معنی اُٹنے لگے کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ یہی کرنے والوں کو نیکی سے ہٹا کر ان کے کام کی آپ کو تائید کریں یا یہ کہ وہ بھی کریں اور آپ بھی ان کے شریک ہو جائیں۔ ہمنہ

جس کی تجویزات سے قوم کو کراہت نہ ہو تو ہمارا مدعا جو خدمت دین متین ہے۔ بہر حال حاصل ہے۔ اور تازہ تجربہ نے اس بات کی طرف اور بھی قویہ دلائی۔ کیونکہ میں نے اس کام کے لئے کسی قدر سخت الفاظ سے طبیعتوں کو بوش بھی دلایا اور کسی قدر رشتی بھی اپنے خط اور کارڈ میں جو اس بارہ میں چھاپا گیا، استعمال کی۔ مگر اکثر لوگوں نے مجھ سے اور میرے کام سے ایسی نفرت ظاہر کی کہ بجز انکار یا گالیوں کے اور کچھ بھی جواب نہیں دیا۔ ہاں میں اس وقت شکر کے ساتھ مولوی قلف حسین صاحب دہلوی اور مولوی ابو محمد عبد الحق صاحب دہلوی مصنف تفسیر حقانی اور شیخ حاجی عبد الرحیم صاحب انبالوی شافعی المذہب اور مولوی محمد بشیر صاحب بھوپالوی اور شیخ حسین عرب صاحب یمانی تم بھوپالوی کا ذکر کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنی سعادت فطرت اور بوش حمیت اسلام اور محبت حضرت خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم سے نقشہ منسلکہ درخواست پر اپنے اپنے دستخط کر کے میرے پاس بھیج دیئے۔ میں اُن کا تہ دل سے شکر کرتا ہوں کہ انہوں نے باوجود بعض مسائل کی لغت کے پھر میرے پر ثابت کیا کہ وہ درحقیقت اللہ جل شانہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے غیرت رکھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ اُن کو اس کا اجر بخشے اور ان کے اس عمل کو قبول فرمادے۔ ایسا ہی مولوی امید حسین صاحب متوطن بھین ضلع جہلم نے وعدہ کیا اور لکھا کہ میں بھی اپنے دستخط اور بہت سے لوگوں کے دستخط کر اگر بھیجوں گا مگر ابھی ان کی کارروائی میرے پاس نہیں پہنچی۔ خدا اُن کو بھی اس کا بہت اجر دے۔ آمین۔

بہر حال اب تک دو ہزار پچتر ^{۲۰۴۵} دستخط اکثر معزز لوگوں کے ہو کر میرے پاس پہنچے جن میں بعض علماء اور بعض رئیسان پنجاب ہندوستان اور بعض عہدہ داران تحصیلدار وغیرہ اور بعض انگریزی دفتروں کے کلرک و ہیڈ کلرک اور بعض وکلاء اور مختار کاران اور بعض نامی تاجران پنجاب و ہندوستان ہیں، اس کام میں وہ بڑے صدق سے پیش قدم

ہوئے۔ خدا تعالیٰ سب کو بڑائے خیر دے۔ غرض اس کارروائی کے لئے پشاور اور
 حیدر آباد اور بمبئی اور کلکتہ اور آٹا وہ اور مدراس وغیرہ بلاد ہندوستان اور پنجاب
 میں اس عاجز کے مخلص سرگرمی سے کوشش کر رہے ہیں۔ اور ہر روز ان کی کارروائی
 کے نقشے پہنچتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ہمارے سب دوستوں کو اپنی خاص رحمتوں سے متمتع
 فرماوے۔ اور میں اس وقت نواب محسن الملک سید مہدی علی خاں صاحب مقیم
 علی گڑھ کے تعلق اور مہربانی کا بھی شکر کرتا ہوں کہ انہوں نے بھی اس موقع پر نہایت
 ہمدردی سے خط لکھا۔ اور ان کے خط سے مترشح ہوا کہ وہ کثرت رائے اور اجتماع اہل
 بصیرت کے بعد دستخط کرنے کو تیار ہیں اور انہوں نے اپنے خط میں بہت ہی امید دلائی
 کہ وہ کسی طرح ہمدردی دینی سے دریغ نہیں کریں گے۔ غرض ہماری کارروائی اس حد
 تک پہنچی تھی۔ اور ابھی پشاور اور کلکتہ اور مدراس اور بمبئی اور حیدر آباد کے دوستوں
 کی کارروائی ہمیں موصول نہیں ہوئی تھی کہ مولوی محمد حسین صاحب نے ۱۶ اکتوبر ۱۹۰۵ء
 کو اپنا سالانہ ایک چٹھی رسال کے لئے بھیج دیا۔ اس رسالہ میں بہت زور کے ساتھ مولوی صاحب نے دعویٰ کیا
 ہے کہ یہ کام فقط مجھ سے ہی کامیابی کے ساتھ انجام پذیر ہو گا کسی دوسرے سے نہیں۔ تب میں نے خیال کیا کہ
 شاید یہ دعویٰ صحیح ہو کیونکہ مولوی صاحب موصوف ایک گروہ کثیر کے ہم خیال ہیں۔ اور میں دیکھتا ہوں
 کہ اس قانون کے پاس کرانے کے لئے جس میں پاس کے بعد فریق مخالف اسلام پر
 نہایت مشکلات پڑیں گے اور جہاں تک ممکن ہو گا زور لگائیں گے کہ گورنمنٹ کو اس
 قانون کے پاس کرنے سے روک دیا جاوے۔ وہر یہ کہ اس سے ان کی پُرخیانت کارروائیاں
 ایک لذت بند ہو جائیں گی۔ لہذا اس وقت وہ طریق اختیار کرنا مناسب ہے جس طریق سے
 ایسی درخواست پر لاکھوں دستخط ہو جائیں۔ اگرچہ مجھے اپنے دوستوں کی کوششوں پر نظر کر کے
 حق یقین کی طرح یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ہماری سعی اور جہد سے کم سے کم پچاس ہزار
 یا ساٹھ ہزار کے قریب دستخط ہو جائیں گے اور بڑی آسانی سے ہو جائیں گے کیونکہ نہایت

زور شور سے یہ کارروائی شروع ہے۔ لیکن جب میں غور کرتا ہوں کہ یہ کس مرتبہ کی درخواست ہے اور اسلام کے لئے کیسے اعلیٰ نتائج اس میں مخفی اور مستور ہیں اور دینی مخالفوں کے لئے قانون پاس ہونے کی حالت میں کیا کیا ناکامیاں اور نادرادیاں دامگیر ہونے والی ہیں تو میرا دل یہ قطعی فیصلہ دیتا ہے کہ کم سے کم ایسے دستخط دس لاکھ سے کم نہ ہوں۔ اور کچھ شک نہیں کہ علماء اور مولوی صاحبوں کے دستخط ایسی درخواست پر بہت ہی مؤثر ہونگے کیونکہ گورنمنٹ جانتی ہے کہ مذہبی امور کے بہت سے مصالح کی لگام انہیں کے ہاتھ میں ہے۔ ہاں ایسی درخواست کو ایک واجب درخواست بنانے کے لئے ایسے قانون دانوں کے دستخط بھی ضرور ہونے چاہئیں جو نامی و کلامی اور بیرسٹر ہوں۔ ناگورنمنٹ کو درخواست پر غور کرنے کے لئے ان لوگوں کے دستخط بطور مؤید کے ہو جائیں۔ لیکن چونکہ یہ کام بہت عظیم الشان ہے اور مولوی صاحبوں کا کسی طرح سے یہ منشاء نہیں کہ یہ کام ہمارے ہاتھ سے ہو اس لئے امر قسر کے مولوی صاحبوں نے ہماری وجہ سے اس کام کو فضول اور غیر مفید ٹھہرایا۔ اور بہتوں نے مجھے یہ بھی کہا کہ ہم جانتے ہیں کہ تمہارا فتنہ پادریوں اور آریوں سے زیادہ ہے اور جا بجا اشتہار شائع کر کے اس کا رد و انکسار چاہا اور میرے کہنے سے رد رکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ وہ ناجائز افتراء ہوتے رہیں۔ جو مومنوں کے دلوں کو پاش پاش کرتے ہیں۔ جیسا ابھی پادری ٹی ولیمس ریلواری نے وہ افتراء کیا اور وہ گندی گالیاں دیں کہ کسی ادنیٰ حیثیت کے آدمی کو بھی نہیں دی جاتیں۔ پس میں نے سوچا کہ چونکہ مولویوں کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کی کچھ بھی پروا نہ کرنا دراصل میرے ہی کینہ کی وجہ سے ہے، ایسا نہ ہو کہ ان کی مصیبت میں میں بھی شریک سمجھا جاؤں۔ اس لئے میں نے مولوی محمد حسین صاحب کی درخواست پر اس کام سے اپنے تئیں علیحدہ کرنا مناسب سمجھا کیونکہ دراصل ان علماء کی لاپرواہی اور سخت دلی کاباعث میرا ہی وجود ہے اور میرے کہنے سے یہ رد رکھا جاتا ہے کہ جو کچھ مخالفت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے ہیں، وہ دیتے رہیں بلکہ ان کو معذور اور ناقابل الزام ٹھہرایا جاتا ہے۔ تو اس صورت میں اگر میرا قدم درمیان نہ ہونے سے مولوی صاحبان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کچھ غیرت دکھلاویں اور اس گناہ سے اپنے تئیں بچا لیں جو میری وجہ سے بھونٹے بہانوں کے ساتھ ان کو اختیار کرنا پڑا۔ تو یقین ہے کہ مجھے اس سے ثواب ملے گا۔ اصل غرض تو یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دین اسلام کی حمایت کے لئے ایک کام انجام دیا جاوے۔ سو مناسب نہیں کہ میری وجہ سے وہ کام ہیتر التوا میں نہ جاوے۔ اگرچہ میرا دل دینی خدمت سے استعفاء نہیں دیتا۔ اور اللہ جل شانہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماہ میں فدا ہے اور ہو گا جب تک کہ میں اس جہان سے گذر جاؤں۔ واللہ ان حیاتی و مساقی باللہ رب العالمین۔ لیکن میری اس میں کوئی کسر نشان ہے کہ میں چند الفاظ سے اپنے اندر دینی مخالفتوں کو خوش کر کے ان کے ہاتھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایسی خدمت لوں۔ اس لئے میں بڑی خوشی سے مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اگر آپ اس چاکری کو قبول کرتے ہیں اور صدق دل سے مکر باندھنے کو تیار ہیں تو میں اس کام اور شغل سے اپنے تئیں فارغ کرتا ہوں۔ اور آپ کے وعدے پر بھروسہ کر کے میری طرف سے یہی تحریر بطور استعفاء ہے۔ سو یاد رہے کہ ہم اپنا اور اپنے گروہ کا استعفاء اس شرط سے پیش کرتے ہیں کہ آپ اپنے وعدہ کو پورا کریں اور

مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب نے جو کچھ آخر کو کرنا ہے وہ تو خدا تعالیٰ کو معلوم ہے۔ مگر بالفعل تو انہوں نے ہمارے چلتے کام کو روک دیا۔ اس بات کے اظہار کی کچھ حاجت نہیں کہ بڑے زور سے یہ کارروائی تمام پنجاب اور ہندوستان میں چل رہی تھی۔ چنانچہ آج کی تاریخ ۲۱ اکتوبر ۱۹۱۹ء تک دستخط کرنے والوں کا عدد دو ہزار پچتر تک پہنچ گیا۔ یہ لوگ کچھ عناصر الناس میں سے نہیں۔ بلکہ گورنمنٹ کے معزز عہدہ دار اور وکلاء اور مختار کاران اور رئیس پنجاب و ہندوستان و معزز سوداگر اس میں بکثرت داخل ہیں۔ اور ابھی بہت سے شہر باقی ہیں جن سے

امیں کسی ناموری کا موس نہیں اور نہ کسی شکر کی خواہش۔ صرف یہ خواہش ہے کہ آپ
 عبادگی اور نیک نیتی سے ہماری اس تحریر کو قبول کر کے جلد کام میں لگ جائیں کہ عمر کا احتساب
 نہیں۔ اب ایسا ہی ہوگا کہ یہ درخواست ہماری یا ہمارے گروہ کی کسی شخص کی طرف سے
 گورنمنٹ میں بھیجی نہیں جائے گی اور ہماری جماعت کا اس میں کچھ دخل نہیں ہوگا۔ آپ کا
 دوازی ہے کہ ایسے کاموں کے لئے میرے اوقات وقف ہیں اور گورنمنٹ سے میرے حکم
 تعلقات ہیں۔ سو ہمیں اس روز بہت خوشی ہوگی جب آپ کا یہ قول مقرون عمل سمجھا
 جائے گا اور اس سے زیادہ اس دن جب آپ کی محنت حسب مراد پھل لائے گی۔ اب
 جہانمک الفاظ سمجھتے ہیں اپنی بے تعلقی اور اپنی جماعت کی بے تعلقی کے اظہار میں ادا کر
 چکا۔ باقی رہا آپ کا اپنی اس تحریر میں بھی مجھے جہاں کہا، شیطان اور کافر کے نام سے
 موسوم کرنا۔ سو میں اس وقت ان باتوں کا جواب دیتا نہیں چاہتا اور نہ سختی کے مقابل
 سختی کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ میں نے یہ خط بعض جناب مقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہٖ وسلم کو واپس نہیں آئے۔ اگرچہ مولیٰ صاحب موصوف نے اس کام کے وقت بھی اپنی
 معمولی دودھ لگی کو نہیں چھوڑا بلکہ سب و شتم کے الفاظ زور سے ظاہر کیے۔ مگر ہم نہیں سمجھتے
 کہ اس وقت اپنے بدگو کو بدگوئی سے یاد کر کے ایک اور بحث شروع کر دیں۔ یہ لطف و نرمی
 اور مدارات کا ہے۔ لیکن نہ ہو کہ کوئی شخص ہماری مدارات کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کی تائید میں دریغ کرے۔ ہماری مسند عزتیں اللہ اور رسول کے راہ میں قربان
 ہیں۔ اگر کسی نے ہمیں دجال کہا یا شیطان کہا یا کافر کہا تو اگر ہم فی الحقیقت ایسے ہی
 ہی ہیں۔ تو ایسے شخص کو تو آپ کا مستحق سمجھنا چاہیے، لیکن اگر اس عالم الغیب کے نزدیک
 جس کی دلوں پر نظر ہے، اصل واقعات اس کے برخلاف ہیں تو وہ ایسے شخص کو جو مومن
 کو دلائل کو ناچاہتا ہے اور اپنے معاندانہ اصرار سے باز نہیں آتا، بے ہیز نہیں سمجھو گیگا۔

بیشک دنیا کا شیطانی اغراض واسلحہ ہمارے پیش نیچک اور اہل اللہ ظاہر کرتے ہیں۔ اور

مسلم کی عزت اور سچائی اور بزرگی کی حمایت کی نیت سے لکھا ہے۔ اور اس وقت اگر میری نظر کے سامنے کسی کی سخت باتیں اور دشنام دہی ہے تو پادری ٹی ولیمس اور عواد اللہ وغیرہ اور پادری فتح مسیح کی وہ گالیاں ہیں جو انہوں نے ہمارے سید و مولیٰ سید المظہرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں نہایت مکروہ الفاظ میں لکھی ہیں۔ پادری فتح مسیح کا خط اس وقت میرے سامنے پڑا ہے جس میں اس ناپاک طبع نے لکھا ہے کہ نعوذ باللہ وہ شخص یعنی آنحضرت ایک زانی آدمی تھا اور اس کے اعتراضات کا رد رسالہ نور القرآن میں بلکہ رد ہوں۔ ایسا ہی اس وقت پادری ٹی ولیمس ریواڑی کا رسالہ میری نظر کے سامنے موجود ہے جس میں یہ لکھا ہے کہ نعوذ باللہ وہ شخص یعنی آنحضرت سرغنہ ڈکٹیٹی، دغا باز، زینب کا عاشق تھا جس نے زینب کو دیکھ کر بدخواہش کی، پوری کرانے والا، ڈکٹیٹی کرانے والا بت پرست، ناحق کا خون کرنے والا تھا۔ مرتے دم تک ڈکٹیٹی اعداؤں کا اس کا طریق رہا۔ اب جب یہ گالیاں اس پاک کو دی جاتی ہیں جو تمام پاکوں کا سردار ہے پھر اگر اس پر ظلمت نمانہ میں مجھ کو سبھی کسی نے مجال کہا یا شیطان کہا تو میں کیا افسوس کروں۔ ان بزدلوں پتھروں میں سے جو اس پاکوں کے سردار پر پھینکے جاتے ہیں، اگر ایک دو پتھر میرے پر بھی پھینکے

اپنے کاموں میں دہل اور تلخیں رکھتے ہیں عند اللہ کتوں سے بدتر ہیں اور ان کا انجام برا ہوتا ہے کیونکہ وہ غفالت کو شائع کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن دراصل کوئی ایسا نہ ہو اور صرف کھجوں کا پھیر ہو، تو کیا خدائے کریم اس کو ضائع کر دے گا، ہرگز نہیں۔ بلکہ جو حالات کسی شخص کے اس غیب دان کے نزدیک محقق ہیں وہ انہیں کے لحاظ سے اس کے ساتھ معاملہ کرے گا کیونکہ انجام کار ان کے لئے ہے۔ جو اس کے ہیں سو وہ باتیں اس وقت تذکرہ کے لائق نہیں۔ صرف ہم مولوی صاحب کی خدمت میں امتحان کرتے ہیں کہ اپنی کسل اور غفلت سے ہماری اس تمام کارروائی کو ہمارے کر دیں بلکہ سارے دل اور ساری جان سے کوشش کریں تاہی نام کے لائق ٹھہریں جس نام کے حاصل کرنے کا انہوں نے ارادہ کیا ہے اور اس سے ڈریں کہ انہیں کو نقصان ہوگا ان کا کوئی اور نام نہ رکھ دیں۔ واللہ اعلم بالصواب

گئے تو مجھے فکر کرنا چاہیئے کہ ظلمت نے مجھ سے بھی دشمنی کی جیسا کہ اس نور سے دشمنی کی۔ مگر مجھے ہر قسم کے مولویوں پر سخت افسوس ہے جنہوں نے واشگاف لکھ دیا ہے کہ یہ گالیاں تہلہ گالیوں سے کچھ بڑی نہیں۔ افسوس کہ اگر یہ گالیاں ان کے باپ یا ماں کو دی جائیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئیں تو کب کے عدالتوں میں استغاثہ کرنے کے لئے دوڑتے ہائے افسوس یہ دل کیسے پتھر ہو گئے۔

اور آپ نے جو میرے حق میں گورنمنٹ کے ہانگی ہونے کا لفظ استعمال کیا ہے یہ شاید اس لئے کیا کہ آپ جانتے ہیں کہ نالاش اور استغاثہ کرنے کی میری عادت نہیں درنہ آپ ایسے صریح جھوٹے سے ضرور پتھے جس میں قانونی گرفت کے نیچے ایسا مدعی آسکتا ہے۔ آپ نے ایک واپسیات بات بنا رکھی ہے کہ ہشت سالہ پیشگوئی ایسی سچی۔ مگر آپ قانونی مواخذہ سے نہیں ڈستے۔ کیا آپ کی بھی دیانت ہے کہ اس بارہ میں نہ آپ نے کوئی میری تحریر دیکھی اور نہ تقریر سنی، ناحق ایک غلط اور بے اصل خیال دل میں جما لیا۔ میں آپ کو بطور نصیحت کہتا ہوں کہ گو آپ کی گورنمنٹ سے کیسی ہی محبت اور اُلفت کے تعلقات ہوں تاہم ضرور اختراؤں سے ڈرا کریں کہ یہ باتیں جو آپ کے منہ سے نکلتی ہیں آپ کے لئے سخت خطرناک ہیں۔ میں گورنمنٹ عالیہ انگریزی کا دل سے خیر خواہ ہوں اور وہ خیر خواہی جو مال اور جان اور قلم سے مجھ سے اور میرے بزرگوں سے گورنمنٹ مدد دہ کی نسبت ظہور میں آئی، اگر آپ کے وجود اور آپ کے بزرگوں کے وجود میں کوئی شخص اس کا نوہ تلاش کرنا چاہے تو قضیح اوقات ہے۔ اس سے زیادہ اور کیا خیر خواہی ہوگی کہ میں سچے دل سے سے نہ منافقانہ طور پر اس گورنمنٹ کی نسبت بغاوت کا خیال بھی دل میں لانا گناہ سمجھتا ہوں اور اس بات کو فرض جانتا ہوں کہ اس کی شکر گزاری کی جائے۔ اور اس کی خدمت گزاری میں قصور نہ کریں اور اس کی اطاعت میں دریغ نہ کریں۔ اور میں آپ کی طرح کسی نفونی ہمدی کا منتظر بھی نہیں تا گورنمنٹ کی نظر میں میرے اصول خطرناک ہوں۔ آپ

لوگ جو دلوں میں خیالات رکھتے ہیں اس دانا گورنمنٹ پر پشیدہ نہیں۔ آپ لوگوں کے عقیدے
 کچھ چھپے ہوئے نہیں۔ مگر میں تو ایسے عقیدہ پر لعنت بھیجتا ہوں کہ کسی وقت بھی اس شخص
 گورنمنٹ کی نسبت کوئی بغاوت کا ارادہ مخفی طور پر بھی دل میں رکھا جاوے۔ کئی ہزار روپیہ
 کی کتابیں اس غرض کے لئے شائع کر چکا ہوں کہ تا لوگ اس غلطی سے بچ جائیں کہ ناحق اس
 گورنمنٹ کو غیر مذہب کی گورنمنٹ تصور کر کے دزدگی اور تو خناری کے خیالات ظاہر کریں۔ اور
 ہر وقت بھی چاہتا ہوں کہ مسلمانوں کے دلوں میں سچی محبت اس گورنمنٹ کی پیدا ہو بیشک
 میں جیسا کہ میرے خدا نے میرے پر ظاہر کیا صرف اسلام کو دنیا میں سچا مذہب سمجھتا
 ہوں۔ لیکن اسلام کی سچی پابندی اسی میں دیکھتا ہوں کہ ایسی گورنمنٹ جو درحقیقت محسن
 اور مسلمانوں کے خون اور آبدی کی محافظ ہے اس کی سچی اطاعت کی جائے۔ میں گورنمنٹ سے
 ان باتوں کے ذریعہ سے کوئی انعام نہیں چاہتا۔ میں اُس سے درخواست نہیں کرتا کہ اسی
 غیر خراجی کی پاداش میں میرا کوئی لڑکا کسی محرز عہدہ پر ہو جائے۔ یہ میرا ایک عقیدہ ہے جو
 سچائی اور شکر گزاری کی پابندی سے رکھتا ہوں نہ کسی اور غرض سے۔ میری ہوائے
 قدیم سے گورنمنٹ کی نسبت یہی ہے جو میں نے بیان کی۔ سو تم خدا تعالیٰ سے ڈرو۔ اور
 ناحق کی باتیں مت لگاؤ کہ یہ دنیوی زندگی معاہدہ اپنے تمام لوازم کے بہت جلد ختم ہو جائیگی۔
 اور جلد تو ایک تبدیلی ہو کہ دوسرے عالم میں پہنچائے جاؤ گے اور اس سچے حاکم کی جناب
 میں پیش کئے جاؤ گے جس کی دلوں اور جانوں پر حکومت ہے۔ سو جو اور خوب سوچو کہ
 عنقریب اس ذات سے معاملہ ہے جو دلوں کے مخفی و مخفی مجیدوں کو جانتا ہے۔ ولہذا
 اللہ اکبر من مقرر کہ لو کہتمہ تعلمون۔ خدا تعالیٰ ہدایت دے اور وہ باتیں الہام
 کرے جن سے وہ راضی ہو جائے۔ آمین

بافوٹ۔ میں نے صد اکتالیس جہاد کے مخالفت تحریر کر کے عرب اور مصر اور بلاد شام اور افغانستان
 میں گورنمنٹ کی تائید میں شائع کیں ہیں۔ کیا آپ نے بھی ان ملکوں میں کوئی ایسی کتاب شائع کی۔ باوجود
 اس کے میری یہ خواہش نہیں کہ اس خدمت گزاری کی گورنمنٹ کو اطلاع کروں یا اس سے کچھ صلہ مانگوں
 جو انصاف کی نگاہ سے اعتقاد تھا۔ وہ ظاہر کر دیا۔ ص ۵۰

بالآخر میں اپنے دوستوں کو آگاہ کرتا ہوں کہ میں نے محض لٹرمولوی محمد حسین صاحب کے مواعید پر نظر کر کے اپنے مخلصوں کے دستخطوں کی اور درخواست کے بھیجنے کی کارروائی سے اپنے تئیں الگ کر لیا ہے۔ آپ صاحبان رنجیدہ نہ ہوں کیونکہ مہارے کام مفدا قمر کے لئے ہیں اور چاہیے کہ آپ لوگ ان کی منشاء کے موافق ہی کارروائی سے الگ ہو جاویں۔ کیونکہ ان کی طرف سے یہ شرط ہے کہ ہم بالکل اس کام سے الگ ہو جاویں اور اگر اسی طور سے آنحضرت صلعم کی خطا عزت کے لئے آسن طور پر قانونی وسائل پیدا ہو جاویں تو ہمیں کیا ضرورت ہے کہ اس کے مخالفت کوئی حرکت کریں اور کام کے خارج ہوں۔ آپ لوگوں کو خدا تعالیٰ بیشک سہی اور منتہی کا اجر دے گا۔ وَاللّٰهُ لَا يُضَيِّعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ

۱۸ اکتوبر ۱۹۹۵ء

راق
خاکسار غلام احمد قادیانی



ہم اسلام کے سچے ہمدرد اور شریف اہل اسلام اور پیران اخبار کی لٹری ہمتوں سے امید رکھتے ہیں کہ اس خط کو اپنے اپنے اخبار میں چھاپ کر ثواب حاصل کریں و غلام احمد
اشتہار کتب موجودہ

آئینہ کلمات اسلام ۴۰ آئینہ کلمات اسلام ۴۰ آئینہ کلمات اسلام ۴۰
سالہ نوہ القرآن نمبر اول ۴۰ فتح اسلام ۴۰ توضیح مرام ۴۰

(۴۰ اشتہار ۲۰ کے آٹھ صفحہ پر ہے) (مطلوبہ ضمیمہ ۱۸ اسلام قادیان)

۴ نوٹ۔ شریاہ ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب ماہ ہمداد اپنی کارروائی شائع کرتے رہیں منہ

(۱۳۵)

اشتہار کتاب ست پجن و آریہ دھرم

واضح ہو کہ پہلے اس سے جس قدر اشتہار کتاب ست پجن اور آریہ دھرم کی نسبت شائع ہوئے تھے وہ اس وقت لکھے گئے تھے کہ جبکہ ابھی کتاب موصوف تمام و کمال چھپی نہیں تھی۔ اور ہمارا خیال تھا کہ شاید تین یا چار جڑ تک اس کتاب کی ضخامت ہو جائیگی۔ سو اسی خیال سے قیمت تھوڑی رکھی گئی تھی۔ لیکن بعد میں کتاب ست پجن بوجہ طرح طرح کے تاڈر اور عجیب تحقیقاتوں کے بہت بڑھ گئی۔ اور دونوں کتابوں کی ضخامت دو سو صفحہ سے بھی زیادہ ہو گئی۔ اور بابا نانک صاحب کی صحیح صحیح سوانح کے متعلق بڑی محنت ہمیں اٹھانی پڑی اور اپنے دوستوں کو تحقیقات موقعہ کے لئے دود و دراز فاصلہ کے شہروں میں بھیجنا پڑا۔ اور بعض سفر ہم نے معہ اپنی جماعت کے خود بھی کئے۔ اس لئے سمت پجن کی تابلیغات میں اس قدر مالی خرچ بڑھ گیا کہ اگر ہم فی نسخہ پانچ روپیہ بھی قیمت رکھتے تو ان مصارف اور جدوجہد کے مقابل پر یہ قیمت بہت تھوڑی تھی۔ لیکن ہم نے عوام کے فائدہ کے لئے ایک ادنیٰ قیمت یعنی ڈیڑھ روپیہ قیمت مقرر کر دی ہے۔ اور پھر زیادہ تر یہ رقم بھی دی گئی کہ یہ قیمت دونوں رسالوں ست پجن اور آریہ دھرم کی ہے۔ مگر یاد رہے کہ اگر ایسے سکھ صاحبان جو والی ریاست یا معزز جاگیردار یا امراء اور کسی نشینوں میں سے ہیں یا وہ تمام صاحبان جو معزز عہدوں پر یا ول لئے ملک ہیں۔ اس کتاب کو خریدنا چاہیں تو کسی صورت میں پانچ روپیہ سے کم نہیں لئے جائیں گے کیونکہ یہ قیمت چھپائی اور کاغذ وغیرہ کے لحاظ سے نہیں بلکہ ایسے مصارف کے لحاظ سے ہے جو ہمیں اس تحقیق اور تقشیش میں پیش آئے۔

• نوٹ: کتاب ست پجن اور آریہ دھرم ایک ہی جلد میں ہے۔ چٹھہ علیحدہ فروخت نہیں ہوگی۔ منہ

اور اس کتاب کے ساتھ جا بجا ہر یک موقعہ مناسب کے نقشے بھی شامل ہیں۔ اور انگریزی تحقیقاتوں کا خلاصہ انگریزی زبان میں آخر کتاب کے شامل کیا گیا ہے۔ اور بہت سے ایسے حقائق و معارف اس میں درج ہیں کہ طالب حق لوگوں کے لئے بے بہا جواہرات کے حکم میں ہیں۔ اور ایک باب میں بابا نانک صاحب کے وہ کرامات بیان کی گئی ہیں۔ جن سے اُن کی قبولیت کا ثبوت ملتا ہے۔ مگر شاید سکھ صاحبان اس بات کے سننے سے خوش نہ ہوں گے کہ میں نے بابا نانک صاحب کے مذہب کے بارے میں اُن اتفاق نہیں کیا۔ اس کی وجہ یہی تھی کہ کامل تحقیقات نے جس طرف مجھے کھینچا، اضطراری طور پر اسی طرف مجھے جانا پڑا۔ مگر با این ہمہ مجھے بار بار اپنی کتاب میں اقرار کرنا پڑا ہے کہ درحقیقت بابا نانک صاحب ان منتخب لوگوں میں سے تھے جن کی زندگی کو عنایت الہی اپنے لئے خاص کر لیتی ہے۔ اور اس پاک گردہ میں سے تھے جن کے دلوں میں محبت الہی یوں بھر جاتی ہے جیسے ایک شیشہ عطر سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ چنانچہ میں نے بابا صاحب کے روحانی کمالات کی نسبت ایسی حمد کی اور خوبی اور صفائی سے مدلل بیانون کا جلوہ دکھایا ہے کہ اگر آدمی نہایت درجہ کا غبی نہ ہو تو ضرور اس کو اقرار کرنا پڑے گا کہ وہ بیانات صحیح ہیں۔ اور آریہ دھرم میں ویدوں کی تعلیم کا نمونہ دکھلایا گیا ہے۔ اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ میں نے ہر یک امر میں صحبت نیت اور نتائج تحقیق سے کام لیا ہے۔ اور بلاشبہ میری یہ کتاب اُن لوگوں کے لئے چشمہ آب حیات کا حکم رکھتی ہے جو سچائی کے طالب ہوں و

المشہد تھیں

خاکسار غلام احمد

۵ نومبر ۱۸۹۵ء

(مطبوعہ ضیاء الاسلام قادیان)

(یہ اشتہار ۲۰ × ۲۶ کے ایک صفحہ پر ہے)

(۱۳۶)

الایق توبہ گورنمنٹ

چونکہ مکہ صاحبوں کے بعض اخبار نے اپنی غلط فہمی سے ہمارے رسالہ مست بچن کو ایسا خیال کیا ہے کہ گویا ہم نے وہ رسالہ کسی بد بختی اور دلازاری کی نیت سے تالیف کیا ہے۔ اس لئے ہم گورنمنٹ کے حضور میں اس بات کو یقیناً ہر کرنا مناسب سمجھتے ہیں کہ یہ رسالہ جو مست بچن کے نام سے موسوم ہے، نہایت نیک نیتی اور پوری پوری تحقیق کی پابندی سے لکھا گیا ہے۔ اصل غرض اس رسالہ کی اُن بیجا الزاموں کا رفع دفع کرنا ہے جو آریوں کے سرگودہ دیانند پنڈت نے بابائیک صاحب پر اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں لگائے ہیں اور نہایت نالائق لفظوں اور تحقیر آمیز فقروں میں باوا صاحب موصوف کی توہین اور تحقیر کی ہے۔ پھر اس کے ساتھ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ نہایت قوی اور مضبوط دلائل سے ثابت ہو گیا ہے کہ باوا صاحب اپنے کمال معرفت اور گیان کی وجہ سے ہندوؤں کے دیویوں سے بالکل الگ ہو گئے تھے۔ اور انہوں نے دیکھا کہ جس خدا کی خواہیوں میں کوئی نقص اور کسی عیب کی تاریکی نہیں۔ اور نہر یک جلال اور قدرت اور تقدس اور کامل الوہیت کی بے انتہا چمکیں اس میں پائی جاتی ہیں۔ وہ وہی پاک ذات خدا ہے جس پر اہل اسلام عقیدہ رکھتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے اپنی کمال خاطر سے اپنا عقیدہ اسلام ٹھیرایا۔ چنانچہ یہ تمام وجوہات ہم اس رسالہ میں لکھ چکے ہیں۔ اور ایسے واضح اور بدیہی طور پر یہ ثبوت دے چکے ہیں کہ بغیر اس کے ماننے کے انسان کو بن نہیں پڑتا۔ اور ماسوائے اس کے یہ رائے کہ باوا صاحب اپنی باطنی صفائی اور اپنی پاک زندگی کی وجہ سے مذہب اسلام کو قبول کر چکے تھے صرف ہماری

ہی رائے نہیں بلکہ ہماری اس کتاب سے پہلے بڑے بڑے محقق انگریزوں نے بھی
 ہی رائے لکھی ہے اور وہ کتابیں مدت دلاز پہلے ہماری اس تالیف سے برٹش انڈیا
 میں تالیف ہو کر شائع بھی ہو چکی ہیں۔ چنانچہ میں نے بطور نمونہ پادری بیسوز کی وکٹری
 کے چند اوراق انگریزی اس رسالہ کے آخر میں شامل کر دیئے ہیں جن میں پادری صاحب
 موصوف بڑے دعویٰ سے باوا صاحب کا اسلام ظاہر کرتے ہیں۔ اور یہ وکٹری تمام
 برٹش انڈیا میں خوب شائع ہو چکی ہے۔ بلکہ صاحبان بھی اس سے بے خبر نہیں ہیں۔
 اس صورت میں یہ خیال کرنا کہ اس رائے میں میں ہی اکیلا ہوں یا میں نے ہی پہلے اس
 رائے کا اظہار کیا ہے یہ بڑی غلطی ہے۔ ان میں نے وہ تمام دلائل جو دوسروں کو نہیں
 مل سکے اس کتاب میں اکٹھے کر کے لکھ دیئے ہیں۔ جن محقق انگریزوں نے مجھ سے پہلے
 یہ رائے ظاہر کی کہ باوا صاحب درحقیقت مسلمان تھے ان کے پاس کاہل دلائل کا ذخیرہ
 نہ تھا۔ مگر میری تحقیق سے یہ امر بدیہی طور پر کھل گیا۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ
 عالیہ پادری بیسوز کی اس رائے پر جو بزبان انگریزی کتاب ہذا کے آخر میں شامل ہے
 توجہ فرماوے۔ اور میں سکھ صاحبوں سے اس بات میں اتفاق رکھتا ہوں۔
 کہ بابا نانک صاحب درحقیقت خدا تعالیٰ کے مقبول بندوں میں سے تھے۔ اور
 ان میں سے تھے جن پر انہی برکتیں نازل ہوتی ہیں اور جو خدا تعالیٰ کے ساتھ سے مناسبت
 رکھتے جاتے ہیں۔ اور میں ان لوگوں کو شہر پر اور کینہہ طبع سمجھتا ہوں کہ ایسے بابرکت
 لوگوں کو توہین اور ناپاکی کے الفاظ کے ساتھ یاد کریں۔ ان میں نے تحقیق کے بعد وہ
 پاک مذہب جس سے پتے خدا کا پتا لگتا ہے اور جو توحید کے بیان میں قانون قدرت
 کا ہر زبان ہے، اسلام کو ہی پایا ہے۔ سو میں خوش ہوں کہ جس دولت و مہار و شہنشاہی کو
 مجھے دیا گیا مجھ سے پہلے خدا تعالیٰ کے فضل اور عنایت نے باوا صاحب کو بھی وہی
 دولت دی۔ سو یہ ایک سچائی ہے جس کو میں چھپا نہیں سکتا۔ اور میں اپنا اور باوا صاحب

کا اس میں فخر سمجھتا ہوں کہ یہ پاک توحید خدا کے فضل نے ہمیں دی +

لکھنؤ

غلام احمد قادیانی ۲۰ نومبر ۱۸۹۵ء

(یہ اشتہار سلت پین آریہ دھرم طبع اول کے ٹائٹل پر ہے)

(۱۳۷)

کتابت پین کا تھوڑا سا مضمون پنجم کے طور پر

ہم مناسب دیکھتے ہیں کہ کتاب ست پین کا کسی قدر مضمون نمونے کے طور پر شائع کریں۔ تاکہ صاحبان اور دیگر صاحبان کو کچھ حقیقت معلوم ہو۔ یہ کتاب معہ آریہ دھرم کے ۲۲۲ صفحہ کے قریب ہے اور دونوں ایک ہی جلد میں ہیں۔ اور ایک دوسری سے علیحدہ فروخت نہیں ہوگی۔ اور باوجود مصارف کثیرہ کے قیمت صرف ڈیڑھ روپیہ رکھی ہے۔ اس میں بہت سے معارف اور حقائق ایسے درج ہیں کہ اگر اس کے فروخت ہونے کے بعد کسی کو اس کی خوبیوں پر اطلاع ہوئی تو اُسے آہ کھینچ کر کہنا پڑے گا کہ کیوں میں نے اس کا ایک نمونہ خرید نہ لیا۔ اور جس قدر بابا نانک صاحب پر آریوں نے جھوٹے الزام لگائے ہیں اور جس قدر دیانند نے توہین کے ارادہ سے بابا صاحب موصوف کی نسبت بدزبانی کی ہے اُن تمام اعتراضات کا اس کتاب میں دندان شکن جواب دیا گیا ہے اور اس میں عام فائدہ کے لئے سچے مذہب کی شناخت کی علامتیں بھی لکھی ہیں۔ اور نیز مذاہب کی تفتیش اور تحقیق کے بارہ میں ایک مبسوط بیان ہے۔ غرض یہ ایک جدید طرز کی کتاب ہے جو بادشاہ صاحب کے وفادار سکھوں کو جو پنجاب میں سترہ لاکھ سے کم نہیں ہوں گے، اس بزدل

خدا رسیدہ کے پیروی کے لئے بڑھتی ہے۔ اس کتاب میں بابا نانک صاحب کی بزرگیاں اور خوبیاں آسمان کے ستاروں کی طرح چمک رہی ہیں۔ سچے اخلاص مندوں کو لازم ہے کہ اب خریداری میں دیر نہ کریں۔ کیونکہ میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ بابرکت کتاب بہت جلد فروخت ہوگی۔ اور جو شخص دیر کے بعد درخواست بھیجے گا مجھے کو کم امید ہے کہ اس کے لئے یہ کتاب باقی رہے۔ اور اب ہم کتاب کے مضامین میں سے ایک مضمون بطور نمونہ کے لکھتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔

بابا نانک صاحب کے پادریوں کا حملہ

یہ عجیب بات ہے کہ اس زمانہ کے پادری جس قدر دوسرے مذاہب پر نکتہ چینی کرنے کے لئے اپنا وقت اور اپنا مال خرچ کر رہے ہیں اس کا کروڑوں حصہ بھی اپنے مذہب کی آزمائش اور تحقیق میں خرچ نہیں کرتے۔ حالانکہ جو لوگ ایک عاجز انسان کو خدا بنا رہے ہیں اور خدائے ازلہ الہی غیر متغیر قدوس پر یہ مصیبت روا رکھتے ہیں کہ وہ ایک عورت کے پیٹ میں نو مہینہ تک بچہ بن کر رہا اور خون حیض کھاتا رہا اور انسانوں کی طرح ایک گندے راہ سے پیدا ہوا۔ اور پکڑا گیا اور صلیب پر کھینچا گیا، ایسے قابل شرم اعتقاد والوں کو چاہیئے تھا کہ گفتارہ کا ایک جھوٹا منصوبہ پیش کرنے سے پہلے اس قابل رحم انسان کی خدائی ثابت کرتے اور پھر دوسرے لوگوں کو اس عجیب خدا کی طرف بلاتے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ ان لوگوں کو اپنے مذہب کا ذرہ بھی فکر نہیں۔ تھوڑے دن ہوئے ہیں کہ ایک پرچہ امریکن مشن پریس لودھیہ میں سے پنجاب ریجنس ہک سوسائٹی کی کالہ دایوں کے واسطے ایم وائی مینجر کے اہتمام سے نکلا ہے۔ جس کی سُرخی یہ ہے۔ وہ گرو جو انسان کو خدا کا فرزند بنا دیتا ہے۔ اس پرچہ میں ہیکہ صاحبوں پر حملہ کرنے کے لئے آد گرنٹھ کا یہ شعر ابتدائی تقریر میں لکھا ہے۔

جے سوچاندا او گویں صولج چڑھے ہزا ایتے چان ہندیال گر بن گھورا اندھلا۔

یعنی اگر سوچا جائے اور ہزار سورج طلوع کر سے تو اتنی روشنی ہونے پر بھی گورو یعنی
 مرشد انسانوں کے بغیر سخت اندھیرا ہے۔ پھر اس کے بعد لکھا ہے کہ افسوس ہمارے
 سکھ بھائی ناچتی دس ہزار میلوں کو گورو مان بیٹھے ہیں۔ اور اس سمت گورو کو نہیں ڈھونڈتے
 جو منشی کو دیتا رہا سکتا ہے۔ پھر آگے لکھتا ہے کہ وہ سمت گورو یسوع مسیح ہے جس نے
 اپنی جان قربان کی اور گنہگاروں کے بدلے آپ لعنتی ہوا۔ اس کے ماننے سے لوگ گناہوں
 سے پاک ہو جاتے ہیں۔ اور پھر سکھ صاحبوں کو مخاطب کر کے لکھتا ہے کہ جن لوگوں کو آپ
 اب تک گورو سمجھے بیٹھے ہیں اب ان سے روشنی پانے کی امید رکھتے ہیں، وہ لوگ اس لائق
 نہیں ہیں کہ آپ کے تائیک دل کو دیکھیں گیں۔ ان اس گورو یسوع مسیح میں یہ خاصیت
 ہے کہ کیسا ہی دل تاریک اور ناپاک کیوں نہ ہو وہ اس کو روشن اور پاک کر سکتا ہے۔
 غرض یہ کہ تم یسوع کو خدا کر کے مان لو۔ پھر تم خاصے پاک اور پوتر ہو جاؤ گے اور سب گناہ
 پھر جانیں گے اور منشی سے دیوتا بن جاؤ گے۔ مگر افسوس کہ یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ اگر انسانوں
 کو ہی خدا بنانا ہے تو کیا اس قسم کے خدا ہندوؤں میں کچھ کم ہیں۔ بادا صاحب ہندوؤں کے
 مت سے کیوں بیزار ہوئے۔ اسی لئے تو جوئے کہ ان کا وہ بھی فانی چیزوں کو خدا قرار دیتا
 ہے۔ اور پانی اور آگ اور ہوا اور سورج اور چاند کو پرستش کے لائق سمجھتا ہے اور اس
 پتے خدا سے بچ رہے جو ان سب چیزوں کو پیدا کرنے والا ہے۔ پھر جبکہ بادا صاحب
 اس پتے خدا پر ایمان لائے جس کی بے مثل اور کامل ذات پر زمین و آسمان گواہی
 دے رہا ہے۔ اور نہ صرف ایمان لائے بلکہ اس کے انوار کی برکتیں بھی حاصل کر لیں۔
 تو پھر ان کے پیروؤں کی عقلمندی سے بہت بعید ہے کہ وہ اس تعلیم کے بعد جو ان کو
 دی گئی ہے پھر باطل خداؤں کی طرف رجوع کریں۔ ہندو لوگ ہزار ہا برس ایسے خداؤں
 کی آزمائش کر چکے ہیں۔ اور نہ سترہویں صدی پر بلکہ بہت تحقیق کے بعد ایسے خداؤں کو
 چھوٹے بڑے۔ اب پھر اہل جموٹی کی مہیا کی تمنا ان کی دانشمندی سے بہت دور ہے۔

بادشاہ صاحب نے اس خدا کا دامن پکڑا تھا جو مرنے اور جہنم لینے سے پاک ہے اور جو لوگوں کے گناہ بخشنے کے لئے آپ لعنتی بننے کا محتاج نہیں اور نہ کسی کی جان بچانے کے لئے اپنی جان دینے کی اُس کو حاجت ہے۔ مگر عیسٰی سمجھ میں نہیں آتا کہ عیسائیوں کا یہ کیا خدا ہے جنھیں کو دوسروں کے چھوڑانے کے لئے بھڑاپے تلے ہلاک کرنے کے اور کوئی تدبیر ہی نہیں سوجھتی۔ اگر درحقیقت ذہین و آسمان کا مدبر اور مالک اور خالق بھی بیچارہ ہے تو پھر خدائی کا انتظام سخت خطرہ میں ہے۔ بیشک یہ خواہش تو نہایت عمدہ ہے جو انسان گناہ سے پاک ہو کر کیا گناہ سے پاک ہونے کا ہی طریق ہے کہ ہم کسی غیر آدمی کی خودکشی پر بھروسہ نہ کر لیں کہ ہم گناہ سے پاک ہو گئے۔ بالخصوص ایسا آدمی جو انجیل میں خود اقرار کرتا ہے، جو میں نیک نہیں۔ وہ کیونکر اپنے اقتدار سے دوسروں کو نیک بنا سکتا ہے۔ اصل حقیقت نجات کی خدا شناسی اور خدا پرستی پر ہے۔ پس ویسے لوگ جو اس غلط فہمی کے دوزخ میں پڑے ہوئے ہیں جو مریم کا صاحبزادہ ہی خدا ہے۔ وہ کیسے حقیقی نجات کی امید رکھ سکتے ہیں۔ انسان کی عملی اور اعتقادی غلطیاں الہی عذاب کی جڑیں ہیں۔ وہی درحقیقت خدا تعالیٰ کے غضب سے آگ کی صورت پر متمش ہوں گی۔ اور جس طرح پتھر پر سخت ضرب لگانے سے آگ نکلتی ہے۔ اسی طرح غضب الہی کی ضرب انہیں بد اعتقادیوں اور بد عملیوں سے آگ کے شعلے نکالے گی اور وہی آگ بد اعتقادیوں اور بھکاریوں کو کھا جائیگی جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ بجلی کی آگ کے ساتھ خود انسان کی اندرونی آگ شامل ہو جاتی ہے تب دونوں مل کر اس کو جہنم کر دیتی ہیں۔ اسی طرح غضب الہی کی آگ بد اعتقادی اور بد عملی کی آگ کے ساتھ ترکیب پا کر انسان کو جلا دے گی۔ اسی طرف اشارہ کر کے اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے۔ نَارُ اللَّهِ الْمَوْجُودَةُ الَّتِي تَقْلَعُ عَلَى الْإِنْسَانِ۔ یعنی جہنم کی آگ ہے وہ خدا کے غضب کی آگ ہے جو دلوں پر بھڑکے گی۔ یعنی وہ دل جو بد اعمالی اور بد اعتقاد

کی آگ اپنے اندر رکھتے ہیں وہ غضب الہی کی آگ سے اپنے آگ کے شعلوں کو مشتعل کریں گے تب یہ دو قسم کی آگ باہم مل کر ایسی ہی اُن کو بھسم کرے گی جیسا کہ صافقہ گرنے سے انسان بھسم ہو جاتا ہے۔ پس نجات وہی پائے گا جو براعتقاد ہی اور بد عملی کی آگ سے دُور رہے گا۔ سو جو لوگ ایسے طور کی زندگی بسر کرتے ہیں کہ نہ تو سچے خدا شناسی کی وجہ سے اُن کے اعتقاد درست ہیں اور نہ وہ بد اعمالیوں سے باز رہتے ہیں۔ بلکہ ایک جھوٹے کفارہ پر بھروسہ کر کے دلیری سے گناہ کرتے ہیں وہ کیونکر نجات پاسکتے ہیں یہ سچا ہے اب تک سمجھ نہیں کہ درحقیقت ہر ایک انسان کے اندر ہی دوزخ کا شعلہ اور اندر ہی نجات کا چشمہ ہے۔ دوزخ کا شعلہ فرد ہونے سے خود نجات کا چشمہ جوش مارتا ہے۔ اُس عالم میں خدا تعالیٰ یہ سب باتیں محسوسات کے رنگ میں مشاہدہ کرادے گا اگر جیسا یوں کو اس سچے فلسفہ کی خبر ہوتی تو مارے شرمندگی کے کسی کو منہ نہ دکھا سکتے ہزاروں فسق و فجور اور مکر اور فریب کے ساتھ یہ دعویٰ کرنا کہ ہم گناہ سے پاک ہو گئے ہیں عجیب قسم کی چالاکی ہے جس مذہب کا یہ اصول ہے کہ مسیح کی خود کشی نے تمام عبادتوں اور نیک کاحوں اور نیک عملوں کو نکلتا اور بیچ کر دیا ہے اور ان کی ضرورت کچھ بھی باقی نہیں رہی۔ کیا ایسے عقیدے کے لوگوں کی نسبت کچھ امید کر سکتے ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کی بندگی میں دل لگاویں اور سچے دل سے تمام بدکاریوں کو چھوڑ دیں۔ پھر جبکہ ایسے قابلِ شرم عقیدہ میں گرفتار ہو کر انواع اقسام کی غفلتوں اور فریبوں اور ناچالائیوں میں گرفتار ہو رہے ہیں تو تعجب ہے کہ اپنے حال پر کچھ بھی نہیں روتے اور اپنی مصیبت پر ایک ذرہ ماتم نہیں کرتے۔ بلکہ خود اندھے ہو کر دوسروں پر کمری بصارت کی تہمت لگاتے ہیں۔ ہم سچ سچ کہتے ہیں کہ جس قدر با دانا تک صاحب کے اشعار میں توحید الہی کے متعلق اور سچی وحدانیت کے بیان کرنے میں عمدہ عمدہ مضامین پائے جاتے ہیں، اگر وہ مژدہ انجیلوں میں پائے جاتے تو ہمیں بڑی ہی خوشی ہوتی۔ مگر ایسی جلی کتابوں میں سچے تعقلاتی

اور معارف کیونکر پائے جائیں جو حقیقی خدا دانی اور حقیقی خدا پرستی اور حقیقی نجات کے
 بعید سے بہت ہی دُور جا پڑے ہیں۔ نادانوں کے مُتنبہ ہر وقت کفارہ اور مسیح کی خودکشی
 اور ایک فانی انسان کا خدا ہونا پڑھا ہوا ہے اور باقی تمام اعمال صالحہ سے فراغت کر
 رکھی ہے۔ بیشک خدا کے بندوں اور اپنے بنی نوع کے لئے جان دینا اور انسان کی
 بھلائی کے لئے دُکھ اٹھانا نہایت قابلِ تعریف امر ہے۔ مگر یہ بات ہرگز قابلِ تعریف نہیں
 کہ ایک شخص بے اہل دہم پر بھروسہ کر کے کنوئیں میں کود پڑے کہ میرے مرنے سے لگ
 نجات پا جائیں گے۔ جان قربان کرنے کا یہ طریق تو بیشک صحیح ہے کہ خدا کے بندوں کی
 معقول طریقہ سے خدمت کریں اور ان کی بھلائی میں اپنے تمام انفاس خرچ کر دیں اور
 اُن کے لئے ایسی کوشش کریں کہ گویا اس راہ میں جان دے دیں۔ مگر یہ ہرگز صحیح نہیں
 ہے کہ اپنے سر پر پتھر مار لیں یا کنوئیں میں ڈوب مریں یا پھانسی لے لیں۔ اور پھر تصور
 کریں کہ اس بیجا حرکت سے نوع انسان کو کچھ فائدہ پہنچے گا۔ عیسائیوں کو سمجھنا چاہیے کہ باوا
 نانک صاحب حقیقی نجات کی راہوں کو خوب معلوم کر چکے تھے۔ وہ خوب سمجھتے تھے کہ وہ پاک
 ذات بجز اپنی سعی اور کوشش کے نہیں ملتا۔ اور وہ خوب جانتے تھے کہ خدا ہر ایک جان سے اُسی
 جان کی قربانی چاہتا ہے نہ کسی غیر کی۔ زید کی خودکشی کر کے کام نہیں آتی۔ بات یہی تھی کہ خدا
 کو وہی پاتے ہیں جو آپ خدا کے ہو جاتے ہیں۔ جو لوگ ہر ایک ناپاکی کے دروازے اپنے پر
 بند کرتے ہیں انہیں پر اس پاک کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور درحقیقت مروجہ ہی
 ہیں کہ آپ نیک کام کر کے اس کا پھل پاویں ۛ

حقاً کہ باعقوبت و دوزخ برابر است رفتن بہ پائے مردی ہمسایہ در بہشت

المشتر خاکسار غلام احمد قادیانی

۲۵ فروری ۱۸۹۵ء

(مطبوعہ ضیاء الاسلام قادیان)

(یہ اشتہار ۲۶ × ۳۲ کے چار صفحہ پر ہے)

(۱۳۸)

جلسہ تحقیق مذاہب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

چونکہ خدائے عزوجل نے مختلف مذاہب کے لوگوں کو جو پریشانیوں میں مبتلا
 پذیر ہیں گوشت و نباتات کے زیر سایہ رکھ کر ہر طرح کا امن اور آزادی بخشی ہے جس کا
 شکر و سپاس ہم سب پر واجب ہے اور نہ صرف اسی قدر بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق
 نے وہ سادے سامان ہم لوگوں کے لئے میسر کر دیئے ہیں جو مذاہب کے تحقیق اور
 تدقیق کے لئے ضروری ہیں۔ پھر اس پر زیادہ رحمت الہی یہ ہے کہ ہر ایک فریق اپنے
 مذہبی کتابوں کا پورا پورا سامان اپنے پاس رکھتا ہے۔ اور ایک گروہ دوسرے گروہ سے
 کو کسی ہی درمیان بعد مسافت ہو، بڑے آرام سے ملاقات کر سکتا ہے۔ اور جو لوگ
 دنیا میں نیکی کے پھیلانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ہر ایک پہلو سے اُن کے لئے آسانی ہو
 گئی ہے۔ دین کے خادموں کے لئے کئی طور سے خادموں پیدا ہو گئے ہیں۔ چنانچہ
 سفر کے لئے ذیل خادموں میں سے کسی کی سواری پہلے زمانے کے بادشاہوں کو بھی میسر نہیں تھی
 اور خیروں کے جلد پہنچانے کے لئے تار برقی خادموں ہیں۔ اور کالیفات کے چھاپنے
 کے لئے چھاپے خانے خادموں ہیں۔ اور کتابوں کے شائع کرنے کے لئے ڈاکخانے
 خدمت دے رہے ہیں۔ کتابت کے لئے عمدہ سے عمدہ کاغذ میسر آسکتے ہیں اور لکھنے
 کے لئے اچھی قلمیں موجود ہیں۔ جن کے تراشنے اور بھاننے کی بھی حاجت نہیں۔ حفظ
 اوقات کے لئے غار نادر اور نفیس گھڑیاں مل سکتی ہیں۔ حفظ صحت کے لئے
 انواع اقسام کی ادویہ میسر آسکتی ہیں۔ ہر ایک انسان اپنے ہم مشروں پر اگرچہ دین

کے کفارہ پر ہوں، اطلاع پاسکتا ہے۔ ہر ایک شخص اپنے مذہب کے عارفوں سے
 پوچھنے طور پر مشورہ لے سکتا ہے۔ ایک جگہ بالمشافہ گفتگو کرنے کے لئے مشرق اور
 مغرب کے آدمی بڑی آسانی سے اکٹھے ہو سکتے ہیں۔ چند گھنٹے میں صد ہا کوس کا سفر
 طے ہو سکتا ہے۔ ہر ایک مذہب میں کتابیں اس قدر تالیف ہو گئی ہیں جن کا شمار صرف
 خدا تعالیٰ کو معلوم ہے۔ علاوہ ان سب باتوں کے ہر ایک قوم میں قدرتی طور پر مذہب
 کے بارے میں ایک جوش بھی پایا جاتا ہے۔ مذہبی تحقیق کے لئے غیبی محرک سے ایک ہوا
 پہل نہی ہے۔ تمام رہیں کھل گئیں۔ تمام مشکلات حل کر دی گئی ہیں۔ مختلف مذاہب
 کا علم لوگوں میں بڑھتا جاتا ہے گویا خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمام قوموں کو ایک قوم
 بنا دے۔ سو یہ بات بالکل سچ ہے کہ اگر ان تمام وسائل کو احقاق حق کے لئے اس
 طور پر استعمال میں لایا جاوے اور تمام قوموں کے اکابر دین اور صاحبان معرفت
 نیک نیتی سے حق کے ظاہر ہونے کے لئے ایک جگہ مل کر کوشش کریں اور تعصبات سے
 دور ہو کر بھائیوں کی طرح باہمی اتفاق سے اپنے اپنے دین اور کتاب کی خوبیاں
 آہنگی اور ٹھنڈے دل سے ایک دوسرے پر ظاہر کریں تو کچھ تعجب نہیں کہ اس اتفاق
 کی برکت سے سچے مذہب کے انوار لوگوں پر ظاہر ہو جاویں۔ اور یہ بات نہایت
 قابل افسوس ہوگی کہ جب اس قدر وسائل اظہار حق کے خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے موجود
 کر دیئے ہیں تو ہم ان عدادِ نعمتوں سے کچھ بھی فائدہ نہ اٹھاویں اور ایسی تجویز نہ پیش
 جو بذریعہ استعمال ان وسائل کے اظہار حق کے لئے مدد دے سکتے ہیں۔ اور ایسے جیسے
 بجانہ لاویں جو بنی نوع کی ہمدردی کے لئے نہایت موثر ہوں۔ بلکہ اس صورت میں ہم
 بڑے گنہگار ٹھہریں گے اگر ہم ان عدادِ نعمتوں کا قدر نہ کریں اور عملی طور پر خلقِ اللہ کو
 ان کا فائدہ نہ پہنچاویں اور یونہی غفلت سے ان تمام نعمتوں کو ضائع کر دیں۔ اور اپنی
 بنی نوع کی ہمدردی سے لاپرواہی اختیار کریں۔ لہذا اللہ تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے

میں نے یہ تجویز کی ہے کہ اس کام کے انجام دینے کے لئے ایک مہذبانہ جلسہ مذاہب متفرقہ کا اسی جگہ یعنی قادیان ضلع گورداسپور پنجاب میں انعقاد پاوے۔ اور اس جلسہ کے متعلق جو قواعد ہیں جن کی پابندی ہر ایک فریق کو ضروری ہوگی۔ تفصیل ذیل ہیں۔

(۱) اول یہ کہ جہانگیر مکان ہو اس جلسہ پر ہر ایک قوم کے اکابر علماء میں سے ایک نامی فاضل تشریف لادیں۔ یعنی موسوی مذہب کا ایک فاضل اور عیسائی مذہب کا ایک فاضل اور آئیر مذہب کا ایک فاضل اور مجوسی مذہب کا ایک فاضل اور برہمن مذہب کا ایک فاضل اور جین مذہب کا ایک فاضل اور بدھ مذہب کا ایک فاضل اور شتاتی دھرم کا ایک فاضل اور دھریوں میں سے ایک فلاسفر اور ہماری طرف سے ہم۔

(۲) دوسرے یہ کہ ہندوگان مذاہب کا تہجد مہمانداری اخیر تک ہمارے ذمہ رہیگا اور وہ پاک چیزیں جن پر شرع اور تہذیب کا اعتراض نہ ہو، ہر ایک فریق کے مذہب کے موافق ان کے لئے میسر کر دی جائیں گی (۳) تیسرے یہ کہ ان بزرگوں کی آمد و رفت کا کرایہ اگر وہ آپ ادا کرنے میں خوشی ظاہر نہ کریں، ہمیں دینا ہوگا اور جو کرایہ قادیان تک پہنچنے کے لئے کافی متصور ہوگا، اسی قدر آمد و رفت کے حساب سے دیا جائے گا۔ اور ان میں سے ہر ایک صاحب اختیار رکھتے ہیں کہ وہ اپنی قوم سے جس قدر آدمی چاہیں ساتھ لے آویں۔ مگر ہماری طرف سے صرف ایک شخص کے حساب سے ان کو کرایہ دیا جائے گا اور مہمانداری میں بھی حفظ انتظام کے لئے ہی قاعدہ ملحوظ رہے گا۔ اور جو بزرگ آمد و رفت کا کرایہ ہم سے طلب کرنا چاہیں ان پر لازم ہوگا کہ وہ پہلے سے اطلاع دے دیں۔ تا ان کے لئے کاٹل روپیہ ایک جگہ جمع رہے کہ ہر ایک خواستگار کو رخصت کے وقت دیا جائے (۴) چوتھے یہ کہ فروکش ہونے کے مکانات کا کرایہ بھی ہمارے ذمہ رہے گا۔ اور اس کا تمام انتظام بھی جو رہنے کے لئے کافی ہو، ہمیں ہی کرنا ہوگا (۵) پانچویں یہ کہ یہ جلسہ برابر ایک ماہ

تک رہے گا۔ اور مہینہ کے تیس دن تمام تقریر کرنے والوں میں مساوی طور پر تقسیم کئے جائیں گے مثلاً اگر تقریر کرنے والے دس ہوں گے تو ہر ایک منظم کے حصے میں تین تین آئیں گے۔ اور اگر چھ ہوں گے تو پانچ پانچ دن حصہ میں آئیں گے۔ (۶) چھٹے ہر ایک صاحب کی تقریر کرنے کی ترتیب یہ ہوگی کہ جن صاحبوں کو اپنے مذہب کے اول ہونے کا دعویٰ ہو۔ یعنی جو صاحب اپنی کتاب کی نسبت تقدم زمانی کے مدعی ہوں۔ جیسے آریہ صاحبان یہی صاحب پہلے دن میں تقریر کریں گے۔ اور دوسرے دن وہ تقریر کریں گے جو دوسرے درجہ پر باعتبار زمانہ کتاب کے ہوں۔ علیٰ ہذا القیاس سب سے آخر دن میں وہ صاحب تقریر کریں گے جن کی الہامی کتاب اُن کے بیان کے موافق آخری ہو۔ اور جبکہ ہر ایک گروہ ایک ایک دن کے حساب سے اپنی اپنی تقریریں ختم کر لیں گے تو پھر نئے سرے سے اسی ترتیب سے تقریر کرنا شروع کریں گے۔ غرض اسی انتظام کے لحاظ سے تیس دن کی ميعاد پوری کی جائے گی۔ اور اگر ایسی صورت ہو کہ آخری دنوں میں آخر پر تقریر کرنے والوں کو ميعاد مقررہ میں سے دن نہ مل سکیں تو دو یا تین دن اور بڑھا دیئے جائیں گے تاکہ کوئی صاحب اس وقت سے محروم نہ رہے جو دوسروں کو دیا گیا ہے۔

(۷) ساتویں ہر ایک تقریر کرنے والا دوسرے مذہب کا ذکر ہرگز نہیں کرے گا بلکہ صرف اپنے مذہب اور اپنے اصول کی خوبیاں بیان کرے گا۔ اس کے لئے یہ ضروری ہوگا کہ جو اعتراض اس کے مذہب پر غیر قویں کرتی ہیں نرمی اور تہذیب سے اس کا جواب دے اور اگر وہ ایسا نہ کرے تو کوئی اس پر اعتراض نہیں کر سکتا کیونکہ وہ اس صحت میں اپنی تقریر کا نقصان آپ اٹھائے گا۔

(۸) آٹھویں یہ کہ مذہب کی خوبیوں کے بیان کرنے کے وقت یہ ضروری ہوگا کہ بیان کرنے والا سب سے پہلے اس طریق معرفت کو بیان کرے جو خدا تعالیٰ کے اقرار یا انکار کی نسبت اُس کو معلوم ہے اور اپنے مشرب کے موافق اس بات پر بھی دلائل پیش

کرے کہ مذہب کی کیوں ضرورت ہے اور انسان کی نجات اُن وسائل پر کیوں موقوف ہے جن کو وہ پیش کرتا ہے۔ یا اگر دہریہ ہے تو اس بارے میں جو چاہے بیان کرے اور ہر ایک کو اختیار ہوگا کہ جس طور اور جس طرز سے چاہے اپنے مذہب اور اپنی کتاب اور اپنی لائے کی تائید میں مفصل تقریر کرے، اگر کسی مذہب کی تحقیر اور توہین سے قطعاً پرہیز کرنا ہوگا۔ ہاں یہ ضروری ہوگا کہ ہر ایک پابن کتاب جو جو خوبی اپنے مذہب کی بیان کرتا ہے وہ سب خوبیاں اپنی الہامی کتاب کی اصل زبان سے مد پورے پتہ اور نشان کے پیش کرے مثلاً اسہم کے عالیہ پر فرض ہوگا کہ اس کی تائید میں قرآن کی آیت سناٹے فقط کوئی ترجمہ پیش نہ کرے۔ اور عیسائی عالم پر فرض ہوگا کہ اپنے عقیدہ کے موافق اُس اصل کتاب کی عبارت پڑھے جس کے الفاظ کو وہ الہامی مانتا ہے فقط کسی ترجمہ کو نہ لے گا اور آریہ پنڈت پر وہ جب ہوگا کہ وید کی اصل سنسکرت عبارت کا وہ مقام مد ترجمہ لے گا اور یہ تمام عبارتیں تحریری مضمون میں مد صحیح صحیح حوالہ کے لکھے ہوئے ہونا شرط ہے۔

(۹) فوین یہ کہ ہر ایک قوم میں سے ایسا فاضل منتخب ہو کر آنا چاہیے جو اپنی الہامی کتاب پر نظر رکھتا ہو اور فی الواقعہ اس کو اس کتاب کا علم بھی ہو جس کتاب کی تائید میں وہ کام کرتا ہے۔ مثلاً اگر آریہ صاحب ہوں تو وہ ایسے چاہیے کہ وید کو ہامانی پڑھ سکتے ہوں۔ اور اگر عیسائی صاحب ہوں تو ایسے چاہیے کہ بائبل کو اس کی اصل زبان میں پڑھ سکتے ہوں۔ کیونکہ جو شخص آپ بے خبر ہے اس کی تقریر محققوں کی نظر میں قابل اعتماد نہیں ٹھہر سکتی اور نہ کچھ وقعت اور عزت رکھتی ہے۔ مگر جو صاحب کسی کتاب کے پابند نہیں جیسے برہمہ اور دہریہ وہ ان شرائط سے مستثنیٰ ہیں۔

(۱۰) یہ یاد رہے کہ یہ تمام تحریریں جو سنائی جائیں گی اُردو میں ہوں گی۔ اور الہامی کتابوں کی اصل عبارتیں اصل زبان میں لکھ کر اُردو میں اُن کا ترجمہ ہوگا۔ ہاں ہر ایک صلب کا اختیار ہوگا کہ اگر وہ اُردو میں اپنے مضمون کو لکھ نہ سکیں یا وہ کسی دن بیماری وغیرہ سے

مختصر ہوں تو وہ مضمونوں کو اپنے کسی ایسے رفیق کے سپرد کر دیں کہ ان کی تحریر کا ترجمہ اردو میں کر کے یا انہیں کی اردو تحریر حاضرین جلسہ کو سنادیں۔ مگر اس تمام تحریر کے وہی ذمہ دار ہوں گے اور انہیں پر لازم ہوگا کہ اس تحریر پر دستخط کر کے ہمارے اس سکریٹری کے حوالہ کریں جو اس کام کے لئے مقرر کیا گیا ہو۔ اور وہ تمام تحریر انہیں کی تحریر منظور ہوگی۔

(۱۱) گیارہویں کوئی مقرر کرنے والوں میں سے مجاز نہ ہوں گے کہ بغیر تحریر کے زبانی تقریر کریں اور نہ اس بات کے لئے مجاز ہوں گے کہ تحریر پڑھنے کے وقت کچھ زبانی کلمات اس میں ملا دیں۔ بلکہ وہ ایک ایسی تحریر اپنی طرف سے سنائیں گے جو خوشخط اردو میں اور اردو کے دستخط میں لکھی ہوئی ہوگی۔ اور نیچے اس کے پورے پتہ کے ساتھ ان کے دستخط ہوں گے اور سنانے کے بعد وہی تحریر سکریٹری کے حوالہ کر دیں گے اور ان کو اختیار ہوگا کہ ایک نقل اس کی اپنے پاس بھی رکھیں۔

(۱۲) بارہویں یہ کہ جس صاحب کی کوئی تحریر قواعد منضبطہ بالا کی رو سے نہ ہو، وہ کسی تقریر کرنے کے مجاز نہ ہوں گے اور نہ ان کا حق ہوگا کہ آمدورفت کا کرایہ طلب کریں۔ ہاں ان کی ہمانداری اور عزت اسی طرح کی جائے گی جیسا کہ اور مہمانوں کی۔

(۱۳) تیرہویں یہ کہ یہ بات ہمارے ذمہ ہوگی جو ان تمام تقریروں کو چھاپ کر ایک جلد میں شائع کر دیں اور وہ تمام تقریریں ہمارے سکریٹری کے حوالہ کر دی جائیں گی۔

(۱۴) چودھویں یہ کہ ہر ایک صاحب جو جلسہ مذہب میں تقریر کرنے کی غرض سے شامل ہونا چاہیں۔ اُن کو چاہیے کہ اپریل ۱۹۶۷ء کے اخیر تک ہم کو اپنے اس ارادہ سے اطلاع دے دیں۔ اور اگر کسی ایک قوم کی طرف سے ایسی درخواست کرنے والے کئی صاحب ہوں گے تو ان میں سے صرف ایک ایسا شخص انتخاب کیا جائے گا جو اس قوم کی کثرت رائے سے تجویز کیا گیا ہو

(۱۵) پندرہویں یہ کہ جب یہ تصفیہ ہو چکے گا کہ مذہبی تقریروں کے لئے قلائد فلاں صاحب مقرر ہوئے تو پھر ایک دوسرے اشتہار سے اس جلسہ کی تاریخ کو شائع کیا جائے گا۔ مگر وہ

تاریخ کہ سے کم چھ ماہ بعد تصفیہ مذکورہ سے ہوگی۔ لہذا یہ اشتہار شائع کیا جاتا ہے کہ ہر ایک دین کے بزرگ فاضل اس کی طرف متوجہ ہوں اور بغرض احقاق حق اور ہمدردی بنی نوع قواعد متذکرہ بالا کو مدنظر رکھ کر اس جلسہ میں شامل ہونے کے لئے ہمیں اطلاع بخشیں اور جہاں تک ممکن ہو ہمیں اپنے عنایت و تاحیات سے اپنے ارادہ سے جلد مطلع فرمادیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ جلسہ اظہار حق کے لئے بہت مؤثر ہوگا۔ اس میں ہر ایک فریق تہذیب اور نوری سے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرے گا دوسرے مذہب سے کچھ سروکار نہیں ہوگا۔ میں اس بات کا ذمہ لیتا ہوں کہ یہ جلسہ نہایت امن اور اطمینان سے ہوگا۔ مگر میں دوبارہ اس بات کو یاد دلانا مناسب سمجھتا ہوں کہ چونکہ غرض اظہار حق ہے۔ اس لئے مناسب ہے کہ یہ جلسہ ایک ماہ تک رہے دُنیا کے ادنیٰ ادنیٰ مقدمات جب عدالتوں میں دائر ہوتے ہیں تو حکام وقت تحقیق اور تفتیش کی غرض سے کئی مہینوں کے بعد ایک پیچیدہ مقدمہ کو فیصلہ کرتے ہیں۔ مگر دین کے مسائل تو دُنیا کے مقدمات کی نسبت نہایت دقیق در دقیق ہیں۔ اور طالب حق پر لازم ہے جو ان کو بار بار سوچے اور خدا تعالیٰ سے دُعا مانگے تا وہ چھپی ہوئی حقیقتیں اس پر ظاہر کرے۔ سو ان وجوہات کے باعث سے ایک ماہ اس جلسہ کے لئے ضروری طور پر قرار پایا۔ اور جو صاحب دین کی تحقیق کو نہایت ضروری سمجھتے ہیں۔ اور ایسی تحقیقاتوں میں بنی نوع کی ہمدردی دیکھتے ہیں امید ہے کہ وہ اس قلیل عرصہ کی نسبت کچھ عذر مغفرت نہیں کریں گے۔ انصاف دُنیا کے کاموں میں بہت سے برس ضائع کر دیتا ہے۔ اور دین تو وہ نعمت ہے جس کے نتائج جاودانی ہیں۔

اب میں اس دُعا پر ختم کرتا ہوں کہ اے خدائے قادر و کریم اس جلسہ میں شریک ہونے کے لئے ہر ایک مذہب کے بزرگ کو دل میں شوق اور محبت ڈال اور خاتمہ اس کارروائی کا بخیر و عافیت کے موافق کر امین۔

بالآخر یاد رہے کہ اگر اس اشتہار کے شائع ہونے کے بعد اخیر اپریل تک کسی فریق

کی طرف سے کوئی درخواست نہ پہنچی تو نہایت افسوس کے ساتھ انوارِ جلسہ کا باعثِ اشتہار کے ذریعہ سے شائع کر دیا جائے گا۔

المنشور _____ تہر

میرزا غلام احمد قادیانی

۲۹ دسمبر ۱۹۰۵ء

مطبوعہ مطبع ضیاء الامتلاذ کولیان
(یہ اشتہار ۲۰ × ۲۶ کے چار صفحہ پر ہے)

(۱۳۹)

ناظرین کیلئے ضروری اطلاع

ہم اس بات کو افسوس سے ظاہر کرتے ہیں کہ ایک ایسے شخص کے مقابل یہ نمبر نور القرآن کا جاری ہوا ہے۔ جس نے بجائے ہندیانہ کلام کے ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت گالیوں سے کام لیا ہے۔ اور اپنی ذاتی خیانت سے اس امام الیقین و سید المظہرین پر سراسر افتراء سے ایسی تہمتیں لگائی ہیں کہ ایک پاک دل انسان کا ان کے منہ سے بدن کانپ جاتا ہے۔ لہذا محض ایسے یا وہ گو لوگوں کے علاج کے لئے جو اب ترکی بہ ترکی دینا پڑا۔ ہم ناظرین پر ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ حضرت مسیح علیہ السلام پر نہایت نیک عقیدہ ہے اور ہم دل سے یقین رکھتے ہیں کہ وہ خدا قہ کے سچے نبی اور اس کے پیارے تھے۔ اور ہمارا اس بات پر ایمان ہے کہ وہ جیسا کہ قرآن شریف ہمیں خبر دیتا ہے۔ اپنا نجات کے لئے ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر دل و جان

ہے ایمان لائے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے صدقہ خادموں میں سے
 ایک مخلص خادم وہ بھی تھے۔ پس ہم اُن کی حیثیت کے موافق ہر طرح اُن کا ادب ملحوظ
 رکھتے ہیں۔ لیکن عیسائیوں نے ایک ایسا یسوع پیش کیا ہے جو خدا کی دعویٰ کرتا تھا اور
 بھڑاپے نفس کے تمام اولین و آخرین کو لعنتی سمجھتا تھا۔ یعنی اُن بدکاریوں کا مرتکب خیال
 کرتا تھا جن کی سزا لعنت ہے۔ ایسے شخص کو ہم بھی رحمت الہی سے بے نصیب سمجھتے ہیں۔
 قرآن نے ہمیں اس گستاخ اور بد زبان یسوع کی خبر نہیں دی۔ اس شخص کی چال چلن پر ہمیں
 نہایت حیرت ہے جس نے خدا پر مرنے کا جائزہ لکھا اور آپ خدا کی دعویٰ کیا۔ اور ایسے
 پاکوں کو جو ہزار درجہ اس سے بہتر تھے، گالیاں دیں۔ سو ہم نے اپنے کلام میں ہر جگہ عیسائیوں
 کا فرضی یسوع مراد لیا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کا ایک عاجز بندہ عیسیٰ ابن مریم جو نبی تھا
 جس کا ذکر قرآن میں ہے وہ ہمارے درشت مخاطبات میں ہرگز مراد نہیں۔ اور یہ طریق
 ہم نے برابر چالیں برس تک پادری صاحبوں کی گالیاں سن کر اختیار کیا ہے۔ بعض
 نادان مولوی جن کو اندھے اور نابینا کہنا چاہیے، عیسائیوں کو معذور رکھتے ہیں کہ وہ بچہ
 کچھ بھی منہ سے نہیں بولتے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ بے ادبی نہیں
 کرتے۔ لیکن یاد رہے کہ درحقیقت پادری صاحبان تحقیر توہین اور گالیاں دینے میں
 اول نمبر پر ہیں۔ ہمارے پاس ایسے پادریوں کی کتابوں کا ایک ذخیرہ ہے۔ جنہوں
 نے اپنی عبارت کو صد گالیوں سے بھر دیا ہے جس مولوی کی خواہش ہو وہ اگر
 دیکھ لیوے۔ اور یاد رہے کہ آئندہ جو پادری صاحب گالی دینے کے طریق کو چھوڑ
 کر ادب سے کلام کریں گے ہم بھی ان کے ساتھ ادب سے پیش آویں گے۔ اب تو وہ
 اپنے یسوع پر آپ حملہ کر رہے ہیں کہ کسی سب و شتم سے باز ہی نہیں آتے۔ ہم
 صُنتے صُنتے تنہک گئے۔ اگر کوئی کسی کے باپ کو گالی دے۔ تو کیا اس مظلوم کا حق
 نہیں ہے کہ اس کے باپ کو بھی گالی دے۔ اور ہم نے جو کچھ کہا۔ واقعی کہا۔ وَ

خاکسار غلام احمد

۲۰ دسمبر ۱۸۹۵ء

یہ اشتہار نور القرآن حصہ دوم کے ٹائٹل پر ہے

(۱۴۰)

مِسرِ اِہتم صاحب اور پادری فتح مسیح

یہ بات ناظرین کو معلوم ہے کہ ہم اس وقت تک پانچ اشتہار اس بارے میں نکال چکے ہیں کہ درحقیقت وہ ہماری پیشگوئی جو اِہتم صاحب کے متعلق تھی پوری ہو گئی چاہئے تھا کہ عیسائی صاحبان اپنی غلطی سے رجوع کرتے اور پیشگوئی کے پورا ہونے کا اقرار شائع کر دیتے۔ ان پر اس بات کا سمجھنا نہایت آسان تھا کہ پیشگوئی کے ساتھ رجوع الی الحق کی شرط لگی ہوئی تھی اور اِہتم صاحب سے ایسی حرکات صادر ہو گئیں جنہیں کچھ باہادار بلند پکار رہی تھیں کہ شرط پوری ہو گئی اور انہوں نے پیشگوئی کے بعد اپنے ڈرتے رہنے کا اقرار صاف لفظوں میں کر دیا تھا۔ اور ان باتوں کا اب تک انہوں نے ثبوت نہیں دیا تھا۔ جو اپنے خوف کی بنیاد انہوں نے قرار دی تھیں یعنی سانپ کا حملہ اور تلواروں اور نیزوں والوں کا حملہ۔ سو بالضرور یہ بات کھل گئی تھی کہ وہ صرف پیشگوئی سے ہی ڈرتے رہے۔ اور تنزیل کے طور پر اِہتم صاحب کو یہ بھی کہا گیا تھا کہ اگر وہ اپنے بے دلیل دعووں کو کوئی اور ثبوت نہیں دے سکتے تو وہ قسم ہی کھا جائیں مگر انہوں نے قسم کھانے سے بھی انکار کیا۔ اب اس سے زیادہ ان کے جھوٹ کھلنے پر اور کیا دلیل ہو سکتی تھی کہ انہوں نے خود اپنے مونہ سے خوف کا اقرار کر کے اور اپنے خیال سے وہ خوف دکھلا کر پھر یہ ثبوت نہیں

دیا کہ ان کا وہ خوف پیشگوئی کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ ان حملوں کی وجہ سے تھا جو ان پر کئے گئے اور نہ قسم کھائی۔ الہامی شرط خود بتلا رہی تھی کہ اس پیشگوئی میں رجوع الی الحق ممکن تھا میں سے ہے۔ تبھی تو الہام میں یہ شرط داخل کی گئی تھی۔ اور یہ نہایت غلطی تھی کہ باوجود شرط کے صرف مرنے کی ہی انتظار کی جائے بلکہ ہر ایک شخص کو چاہیئے تھا کہ شرط کے معنوں پر بھی غور کرتا اور آئتم صاحب کے حال اور قال کو جانچتا کہ کیا وہ پیشگوئی کے بعد اپنے پہلے استقلال اور استقامت اور متعصبانہ وضع پر قائم رہے۔ یعنی انہوں نے اپنی ثابت قدمی اور عادت معبود کا مرکز نہ چھوڑا۔ لیکن افسوس کہ باوجود اس کے کہ آئتم صاحب سے بہت سی بے قراریاں ظاہر ہوئیں اور بہت سے قوی قراین ان کی خوف زدہ حالت پر پیدا ہوئے۔ لیکن ان کی طرف سے ان خوفوں کی نسبت یہودہ عذرات کا کوئی ثبوت بھی پیش نہ ہوا۔ یہاں تک کہ انہوں نے قسم بھی نہیں کھائی۔ مگر عیسائی صاحبان اب تک پیشگوئی کی نسبت یہی خیال کرتے ہیں کہ وہ پوری نہیں ہوئی۔ یہ بیچارے ذرہ نہیں سوچتے کہ کیا اس پیشگوئی کا پورا ہونا صرف ایک پہلو رکھتا تھا یا دو پہلو میں سے کسی ایک پر پوری آسکتی تھی۔ اگر آئتم صاحب کی پہلی حالت میں کچھ بھی تزلزل نہ آتا اور نہ وہ خوف کا اقرار کرتے تو موت کا پہلو پیشگوئی کے واقعہ ہو جانے کی ضروری نشانی ہوتی لیکن جبکہ ان کا ڈرنا ثابت ہو گیا اور وہ وہ خوف کے ثابت نہ ہو سکے جو آئتم صاحب نے پیش کئے تھے۔ تو رجوع الی الحق کا پہلو بپایہ ثبوت پہنچ گیا جس کے ساتھ پیشگوئی کا پورا ہونا اس بات میں محصور ہو گیا کہ آئتم صاحب موت سے بچ جاویں۔ ہم نے رسالہ ضیاء الحق میں یہ باتیں تفصیل سے لکھ دی ہیں۔ ہر ایک صاحب اس کو غور سے پڑھ لیں۔

لیکن اب اس اشتہار کے شائع کرنے کا یہ موجب ہے کہ ہمارے ایک غلط دوست مولوی عبد الکریم صاحب بیان فرماتے ہیں کہ ان دنوں میں بٹالہ کے ٹیلیشن پر پادری فتح مسیح سے ان کی ملاقات ہوئی اور پادری صاحب نے آئتم صاحب کا ذکر کو کے فرمایا۔

کہ انہوں نے قسم کھانے سے اس وجہ سے انکار کیا ہے کہ یہ جماعت ایک حقیر اور ذلیل جماعت ہے جن کی تعداد چار پانچ یا زیادہ سے زیادہ پندرہ آدمی ہوں گے۔ ان کے مقابل پر کیا قسم کھائیں۔ اور بھڑاؤن کے تمام مسلمان بھی یقین رکھتے ہیں کہ آئتم صاحب فقیہ ہو گئے ہیں۔ پس چونکہ یہ تقریر فتح مسیح صاحب کی سراسر واقعہ کے برخلاف ہے اور آئتم صاحب نے ہرگز یہ عذر نہیں کیا۔ اور یہ بھی سراسر جھوٹ ہے کہ ہماری جماعت صرف پندرہ آدمی ہیں بلکہ وہ کئی ہزار اہل علم اور عقل آدمی ہیں۔ جن میں بہت سے معزز مولوی صاحبان بھی داخل ہیں۔ اور یہ بھی جھوٹ ہے کہ تمام مسلمان آئتم صاحب کی فتح پر یقین رکھتے ہیں اور پیشگوئی کو جھوٹی سمجھتے ہیں۔ کیونکہ ہماری نظر میں ہزار اہل ایسے آدمی موجود ہیں کہ وہ سچے دل سے سمجھتے ہیں کہ پیشگوئی اپنے دو فو پہلوؤں میں سے ایک پہلو پر پوری ہو گئی ہو چونکہ فتح مسیح صاحب نے اپنی قدیم حادث کی وجہ سے یہ ایک صریح جھوٹ بولا ہے جیسا کہ مثال میں ایک مرتبہ اپنے ملہم ہونے کا ایک جھوٹا دعویٰ کر دیا تھا۔ اس لئے قرین مصلحت معلوم ہوا کہ یہ مکروہ جھوٹ ان کا پبلک پر کھول دیا جائے۔ سو ہم اشتہار دیتے ہیں کہ فتح مسیح صاحب اگر سچے ہیں تو بذریعہ کسی چھپی ہوئی تحریر کے ہم کو اطلاع دیں کہ کس قدر ایسے آدمیوں کے دستخط وہ چاہتے ہیں جو اس بات کا اقرار کرتے ہوں جو حقیقت میں پیشگوئی پوری ہو گئی۔ اور پادری صاحبوں کو شکست آئی۔ اگر ہم پندرہ سے سو گنا زیادہ پیش کر دیں تو کیا وہ آئتم صاحب سے قسم دلائیں گے یا نہیں۔ بیشک ان کی عیسائی ایمانداری کا اب یہ تقاضا ہونا چاہیئے کہ وہ اپنی بات اور دعویٰ پر قائم رہ کر بلا توقف ہمیں اطلاع دیں کہ کس عدد کے پیش کرنے پر وہ آئتم صاحب سے قسم دلا دیں گے۔ کیا ہزار یا دو ہزار یا تین ہزار یا چار ہزار آدمی کے دستخط پر ان کا پندرہ کا دعویٰ باطل ہو جائے گا یا نہیں۔ ہم ہر طرح اس بات کا تصفیہ کرنا چاہتے ہیں۔ پادری فتح مسیح صاحب کو چاہیئے کہ جلد اطلاع دیں کہ پندرہ سے زیادہ ان کی اصطلاح میں کس قدر جماعت کا نام ہے۔ اور ان کے نزدیک جس قدر کا

نام کلیسیا ہے۔ وہ جماعت کس عدد تک ہے تا اسی قدر جماعت کے دستخط کران کے پاس بھیجے جائیں۔ اور ان کے ذمہ ہوگا کہ ایسے مفسرانہ کہے پہنچنے کے بعد اہل اہم صاحب کو میدان میں لادیں۔ اور اگر وہ اشتہار کے شائع ہونے کی تاریخ سے بیس دن تک ایسی درخواست نہ بھیجیں تو ایک دوسرے اشتہار سے ان کی دروغ گوئی شائع کی جائے گی۔ ہم خوب جانتے ہیں کہ اگرچہ دس ہزار مسلمان کا بھی یہ تحریری بیان پیش کیا جائے۔ کہ اہم صاحب کے متعلق پیشگوئی سچی نکلی ہے مگر تب بھی اہم صاحب ہرگز قسم نہیں کھائیں گے۔ اگر پادری صاحبان طاعت کرتے کرتے ان کو ذبح بھی کر ڈالیں۔ تب بھی وہ میرے مقابل پر قسم کھانے کے لئے ہرگز نہیں آئیں گے۔ کیونکہ وہ دل میں جانتے ہیں کہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ میری سچائی کے لئے یہ نمایاں دلیل کافی ہے کہ اہم صاحب میرے مقابل پر میرے مواہبہ میں ہرگز قسم نہیں اٹھائیں گے اگرچہ عیسائی لوگ ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں اور اگر وہ قسم کھالیں تو یہ پیشگوئی بلاشبہ دوسرے پہلو پر پوری ہو جائے گی۔ خدا کی باتیں ٹل نہیں سکتیں۔ بد بخت انسان چاہتا ہے کہ اپنے مومن کو کئی پٹھانوں سے سچائی کے نور کو بجھا دے۔ مگر وہ نور جو آسمان سے نازل ہوتا ہے اس کی الہی طاقت محافظ ہوتی ہے وہ کسی کے بجائے سے بچھ نہیں سکتا۔ اب ہم منتظر رہیں گے کہ پادری فتح مسیح کی طرف سے کیا جواب آتا ہے۔ گو یاد رکھنا چاہیے کہ کوئی ایسا جواب نہیں آئے گا جو ایمان داری اور طلب حق پر مبنی ہو۔ صرف جھوٹا عذر ہوگا جس کی بدولت دور سے آئیگی۔

والسلام علی من اتبع الهدی ۛ

المشتہر خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان ۳۰ دسمبر ۱۸۹۵ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام قادیان

(یہ اشتہار ۲۶/۱۲ کے چار صفحہ پر ہے)

(۱۴۱)

ضیاء الحق

گر نہ بیند بروز شپہ چشم چشم آفتاب لہجہ گناہ

رسالہ ضیاء الحق کی نسبت ہمارا یہ ارادہ تھا کہ منن الرحمن کے ساتھ اس کو شائع کریں اور اسی کے حصوں میں سے ایک حصہ اس کو ٹھہرا دیں۔ لیکن بالفعل ہم نے رسالہ مذکورہ کی چند کاپیوں کا شائع کرنا اس لئے مناسب سمجھا کہ بعض نادانوں اور متعصب اب تک اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ گویا وہ پیشگوئی جو آئتم کی نسبت کی گئی تھی وہ غلط نکلی ہو جس قدر ضیاء الحق کی کاپیاں اب ہم اپنے ہاتھ سے روانہ کرتے ہیں۔ اس کے سوا کسی کی درخواست پر ہرگز یہ رسالہ روانہ نہیں ہوگا۔ مگر اس صورت میں کہ درخواست کنندہ منن الرحمن کی خریداری کی درخواست کرے۔ کیونکہ یہ رسالہ اسی کتاب کا ایک حصہ کیا گیا ہے۔ اور کتاب منن الرحمن انشاء اللہ دسمبر ۱۸۹۵ء تک چھپ جائے گی۔ تب اس کے نکلنے کے وقت یہ رسالہ بھی ایک حصہ اس کا متصور ہو کر شائع کیا جائے گا۔ بالفعل ہم چند نسخے جو پچاس سے زیادہ نہیں محض اس غرض سے شائع کرتے ہیں کہ تا آئتم کے مقدمہ میں ان لوگوں کو جو کہتے ہیں کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی جلد تر اس غلط فہمی کے گڑھے سے نکالیں کیونکہ ہمارے اندھے مخالف اب تک اس سچائی کو دیکھ نہیں سکے، جو پیشگوئی میں چمک رہی ہے۔ چنانچہ چند روز ہوئے ہیں کہ ہم نے فوراً اشیاں ۱۳ ستمبر ۱۸۹۵ء میں پریچ بھارت سدھار ۲۴ اگست ۱۸۹۵ء کا ایک مضمون پڑھا ہے جس میں صاحب پرچہ یہ لکھتا ہے کہ ایک سال اور بھی گزر گیا اور عبد اللہ آئتم اب تک زندہ موجود ہیں۔ فقط جو لوگ ایسے خیالات شائع کرتے ہیں ان کی حالت دُور سورتوں سے عالی نہیں۔ ایک تو

یہ کہ شاید اب تک انہوں نے ہمارے رسالہ انوار الاسلام کو بھی نہیں دیکھا جس میں اُن تمام وساوس کا جواب مفصل موجود ہے۔ اور دوسری یہ کہ گو انہوں نے رسالہ انوار الاسلام کو دیکھا ہو بلکہ دوسرے تمام اشتہاروں کو بھی دیکھ لیا ہو مگر وہ تعصب جو آنکھوں کو اندھا کر دیتا اور دل کو تارک کر دیتا ہے اس نے دیکھا ہوا بھی اُن دیکھا کر دیا۔ ہائے افسوس ان لوگوں کی عقل پر، انہوں نے تو انسان بن کر انسانیت کو بھی داغ لگایا۔ بھلا ان سے کوئی پوچھے کہ ہم نے کب اور کس وقت کہا تھا کہ اگر عبد اللہ آتھم ہماری درخواست پر ہمارے سامنے وہ قسم نہیں کھائے گا جس کے الفاظ بارہا ہم نے اپنے اشتہاروں میں شائع کئے ہیں تب بھی وہ ضرور ایک سال تک مرجائے گا۔ اور جبکہ ہم نے ایسا اشتہار کوئی شائع نہیں کیا بلکہ اس کا سال کے اندر فوت ہو جانا قسم کے ساتھ مشروط رکھا تھا۔ پس اس صورت میں تو اس کے ایک سال تک نہ مرنے کی وجہ سے ہماری ہی سچائی ثابت ہوئی۔ کیونکہ اس نے اپنی اس گریز سے رجوع الی الحق پر ایک واضح دلیل بھی کھلا کھلا قائمہ اُٹھالیا۔ یہ الزام تو اس وقت زریبا تھا کہ وہ ہمارے مقابل پر میدان میں آکر اُس قسم کو بالفاظ کھالیتا جو ہم نے پیش کی تھی اور پھر سال کے اندر فوت نہ ہوتا۔ ہم نے تو چار ہزار روپیہ پیش کر کے صاف صاف یہ کہہ دیا تھا کہ آتھم صاحب شرطی روپیہ پہلے جمع کرالیں اور جلسہ عام میں تین مرتبہ یہ قسم کھائیں کہ پیشگوئی کے دنوں میں ہرگز میں نے اسلام کی طرف رجوع نہیں کیا اور ہرگز اسلام کی عظمت میرے دل پر مؤثر نہیں ہوئی۔ اور اگر میں جھوٹ کہتا ہوں تو اسے قادر خدا۔ ایک سال تک مجھ کو موت دے کر میرا جھوٹ لوگوں پر ظاہر کر۔ یہ مضمون تھا جو ہم نے نہ ایک مرتبہ بلکہ کئی مرتبہ شائع کیا۔ اور ہم نے ایک ہزار سے چار ہزار تک انعام کی نوبت پہنچائی۔ اور کئی دفعہ کہہ دیا تھا کہ یہ زبانی دعویٰ نہیں۔ پہلے روپیہ جمع کرالو اور پھر قسم کھاؤ۔ اور اگر ہم روپیہ داخل نہ کریں اور صرف فغلول گوئی ثابت ہو تو پھر ہمارے جھوٹے ہونے کے لئے کسی اور دلیل

کی حاجت نہیں۔ لیکن کوئی ہمیں سمجھا دے کہ آہتم نے ان باتوں کا کیا جواب دیا کیا وہ میدان میں آیا۔ کیا اس نے قسم کھالی۔ کیا اس نے ہم سے رویہ کا مطالبہ کیا۔ کیا اس نے اپنے اُس بیان کو بیانیہ ثبوت پہنچا دیا کہ میں آیام پیشگوئی میں ڈرتا تو ضرور رہا مگر اسلام کی عظمت سے نہیں بلکہ تین حملے بند و قول اور تلواروں والوں نے میرے پر کئے جن میں سے پہلا حملہ تعلیم یافتہ سانپ کا تھا جس نے اتر سے نکالا۔ آپ لوگ جانتے ہیں کہ اس الہام کا صفا یہ مطلب تھا کہ صرف اس صورت میں آہتم صاحب پندرہ مہینہ میں ادویہ میں گرائے جائیں گے کہ جب وہ حق کی طرف رجوع نہیں کریں گے۔ اور آپ لوگوں کو اس بات کا بھی اقرار کرنا عقلاً و انصافاً ضروری ہے کہ اگر یہ بات سچ ہے کہ انہوں نے رجوع بحق کیا تھا تو پھر اس کا لازمی نتیجہ یہی تھا کہ وہ مرنے سے محفوظ رکھا جاتا۔ کیونکہ اگر تب بھی مرجاتا تو اس میں کیا شک ہے کہ اس صورت میں پیشگوئی کی شرط بھوٹی ٹھہرتی۔ بلکہ پیشگوئی ہی باطل ثابت ہوتی۔ وجہ یہ کہ پیشگوئی کا مفہوم یہی چاہتا تھا کہ شرط کے پوری کرنے کی حالت میں ضرور آہتم ميعاد معینہ میں زندہ رہے۔ اب جبکہ یہ امر طے ہو گیا کہ پیشگوئی صرف موت کی ہی خبر نہیں دیتی تھی بلکہ اپنے دوسرے پہلو سے آہتم کو اس کے حیات کی بھی خوشخبری دیتی تھی اور شرط کے بجالانے کے وقت اس کا زندہ رہنا ایسا ہی پیشگوئی کی سچائی پر دلالت کرتا تھا جیسا کہ اس محصل میں دلالت کرتا کہ وہ بوجہ عذاب بندی شرط فوت ہو جاتا تو پھر یہ کسی ہٹ دھرمی ہے کہ پیشگوئی کی شرط کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔ اور نہ خدا سے ڈرتے ہیں اور نہ اُس ذلت سے جو انصاف کو چھوڑنے کی حالت میں لعنت کی طرح دامنگیر ہو جاتی ہے۔

صاحبو اگر پہلے نہیں سمجھا تو اب سمجھ لو کہ یہ پیشگوئی درحقیقت دو پہلو رکھتی تھی جس کی تاثیر نہ صرف مرنا تھا بلکہ دوسرے پہلو کے لحاظ سے زندہ رہنا اور موت سے بچ جانا بھی اس کی ضروری تاثیر تھی۔ پھر اگر ہمارے مخالفوں اور جلد بازوں کے دلوں میں انصاف ہوتا تو صرف عدم موت پر سیما پانہ کیا جاتا بلکہ شرط کے مفہوم کو یہ مطلب

مرٹھہراتے یعنی یہ امر کہ آیا اہم نے حق کی طرف رجوع کیا یا نہیں۔ پھر اگر دیکھتے کہ اس کے ان حالات سے جو اُس نے پیشگوئی کے اثناء میں ظاہر کئے۔ اور ان حالات سے جو مطالبہ قسم کے وقت اُس نے دکھلائے رجوع ثابت نہیں ہوتا تو جس طرح چاہتے شور مچاتے لیکن افسوس کہ ان ظالم بداندیشوں نے اس طرف دُشخ بھی نہیں کیا۔ اسے دُنیا کے دانشمند و خدا کے لئے بھی کچھ عقل خرچ کرو۔ اور ذرا سوچو کہ جس حالت میں پیشگوئی میں شرط موجود تھی اور اہم نے نہ صرف اپنی مضطربانہ افعال سے ثابت کیا کہ پیشگوئی کے اثناء میں عیسائیت کا استقلال اس سے الگ ہو گیا تھا اور اسلامی عظمت نے ایک دیوانہ سا اس کو بنا دیا تھا بلکہ اُس نے اپنی زبان سے بھی اقرار کیا جو فوراً فاش میں چھپ گیا کہ میں اثناء پیشگوئی میں ضرور ڈرتا رہا لیکن نہ اسلام سے بلکہ اس لئے کہ میرے پر متواتر تین حملے ہوئے یعنی امرت سر اور لودھیانہ اور فیروز پور میں۔ مگر وہ ان حملوں کو ثابت نہ کر سکا بلکہ مارٹن کارک وغیرہ نے نالاش کے لئے اس کو بہت اٹھایا اور بہت ہی زور لگایا جس سے اس نے صاف انکار کر دیا اور میت کی طرح اپنے تئیں بنا لیا۔ اگر وہ سچا تھا تو سچائی کا جوش ضرور اس میں ہونا چاہیئے تھا۔ اور اگر اپنے لئے نہیں تو اپنے دین کے لئے ضرور اس بات کا ثبوت دینا اس کے ذمہ تھا کہ جس ڈر کا اس کو اقرار ہے وہ محض تین حملوں کے وجہ سے تھا نہ اسلامی عظمت کی وجہ سے۔ اور ہر ایک ادنیٰ استعداد کا انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ اس نے اپنے اس دعویٰ کا ثبوت نہیں دیا جو بطور روک کے اس کی طرف سے پیش ہوا تھا بلکہ تین حملوں کا ڈر ایک بے ثبوت بناوٹ اور بیہودہ روک تھی جو واقعی ڈر کے غنّی رکھنے کے لئے پیش کی گئی تھی۔ اگر وہ سچا ہوتا تو ضرور نالاش کر کے اس کو ثابت کرتا یا کسی اور طور سے اس واقعہ کو بپایہ ثبوت پہنچاتا۔ پس جبکہ اس نے خوف کا اقرار تو کیا مگر ان دہرہ کو ثابت نہ کر سکا جو خوف کی بنیاد ٹھہرائی تھی۔ تو ضروری طور پر اس خوف کو پیشگوئی کی عظمت اور اسلام کے رُعب کی طرف منسوب کرنا پڑا۔ اسی صورت میں ہمیں کچھ ضرر نہیں تھا کہ کوئی انعامی اشتہار

دیتے یا قسم کے لئے اس کو مجبور کرتے۔ کیونکہ ان قرآن نے جو اُس نے آپ ہی اپنے اقوال اور افعال اور حرکات سے ظاہر کئے تھے، اس بات کو بخوبی ثابت کر دیا تھا کہ وہ ضرور اسلامی عظمت سے ڈرتا رہا اور قرآن کریم اندیز عیسائیوں کی کتابوں کے موافق رجوع کے لئے اسی قدر بات کافی تھی کہ اس کے دل نے اسلامی عظمت کو مان لیا۔ مگر ہم نے صرف اس قرآنی ثبوت پر اکتفا نہ کیا بلکہ ہتھواتر چار اشتہار مع انعام رقم کثیر کے جاری کئے اور اُن میں لکھا کہ وہ قرآن جو تم نے آپ ہی اپنے افعال اور اقوال اور حرکات سے پیدا کئے تھے اس امر کا ملزم کرتے ہیں کہ تم ضرور عظمت اسلامی سے ڈر کر اُس مشد کو پورا کرنے والے ٹھہرے جو پیشگوئی میں درج تھی۔ پھر اگر تم سے بہت ہی نرمی کریں اور فرض کے طور پر ثابت امر کو مشتبہ تصور کر لیں تب بھی اس اشتباہ کا دور کرنا جو تم نے اپنے انھوں سے آپ پیدا کیا، انصافاً و قانوناً تمہارے ہی ذمہ ہے۔ سو اس کا تصفیہ یوں ہے کہ اگر وہ خود جس کا تمہیں خود اقرار ہے اسلام کی عظمت سے نہیں متا بلکہ کسی اور وجہ سے تھا تو قسم کھا جاؤ۔ اور اس قسم پر تمہیں چار ہزار روپیہ نقد ملے گا اور ایک سال گزرنے کے بعد اگر تم سالم رہ گئے تو وہ سب روپیہ تمہارا ہی ہو جائے گا۔ لیکن اس نے ہرگز قسم نہ کھائی۔ میں نے اس کو اس کے خدا کی بھی قسم دی۔ مگر حق کی بیعت کچھ ایسی دل پر بیٹھ گئی تھی کہ اس طرف منہ کرنا بھی اس کو موت کے برابر تھا۔ میں نے اس پر یہ بھی ثابت کر دیا کہ عیسائی مذہب میں کسی نزاع کے فیصلہ کرنے کے لئے قسم کھانا منع نہیں بلکہ ضروری ہے۔ مگر انھم نے ذرہ توجہ نہ کی۔ اب ایمانا سوچو کہ یہ امر تنقید طلب ہو سکتی رائے ظاہر کرنے کا مدار تھا کس کے حق میں فیصلہ ہوا۔ اور کون بھاگ گیا۔

اے مخالف لوگو! کیا کوئی تم میں سے سوچنے والا نہیں! کیا ایک بھی نہیں؟ کیا کسی کو بھی خدا تعالیٰ کا خوف نہیں۔ کیا کوئی بھی تم میں سے ایسا نہیں کہ جو سیدھے دلی سے

اس واقعہ میں غور کرے۔ اس قدر افتراء کیوں ہے۔ کیوں دلوں پر ایسے پردے ہیں جو سیدھی بات سمجھ نہیں آتی۔ اس بات کو کہتے ہوئے کہ پیشگوئی غلط نکلی۔ کیوں تم کو خدا کا خوف نہیں پکڑتا۔ کیوں تمہارا دل کانپ نہیں جاتا۔ کیا تم انسان ہو یا بالکل مسخ ہو گئے۔ وہ آنکھیں کہاں گئیں جو حق کو دیکھتی ہیں۔ وہ دل کدھر چلے گئے جو سچائی کو فی الفور سمجھ لیتے ہیں۔ اس سے کوئی بے ایمانی بڑھ کر نہیں کہ جو سچی بات کو ناحق جھوٹ بنایا جاوے۔ اور نہ اس سے کوئی بد ذاتی زیادہ بدتر ہے جو جھوٹ پر خواہ مخواہ ضد کی جادے۔ اب کوئی دلائل باقی ہیں جو ہم تمہارے پاس بیان کریں۔ اور ثبوت میں کوئی کسر رہ گئی ہے جو وہ کسر نکلی جاوے۔ خدا یا یہ کیسے اندھے ہیں کہ اس بات کو منہ پر لانے کے وقت کہ پیشگوئی غلط نکلی، پیشگوئی کی شرط کو بھول جاتے ہیں۔ یا الہی یہ کیسی بے ایمانی اور بد ذاتی ہے جو ہمیں ناحق بار بار ستایا جاتا ہے اور کوئی بھلا مانس آتم کو جا کر نہیں پوچھتا کہ تم اس ضروری قسم سے کیوں گریز کر گئے اور کیوں عیسائی مذہب پر سیاہی مائل دی۔ اور کیوں ایسی قسم نہ کھائی جو عقلاً و انصافاً و قانوناً نہایت ضروری تھی اور تم پر واجب ہو چکی تھی۔

اسے لوگو اس قدر غلط سے باز آجھاؤ اور ڈرو کیونکہ وہ ہستی حق ہے جس کو تم بھولتے ہو اور وہ پاک ذات سچ ہے جس کی اس تعصب میں تمہیں کچھ بھی پروا نہیں اُس سے ڈرو۔ کیونکہ کوئی یہودہ بات نہیں جس کا حساب نہیں لیا جائے گا۔ اور مجھے اسی کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر آتم اب بھی قسم کھانا چاہے۔ اور انہیں الفاظ کے ساتھ جو میں پیش کرتا ہوں ایک مجمع میں میرے دو بر دین مرتبہ قسم کھاوے اور ہم آئیں کہیں تو میں اسی وقت چار ہزار روپیہ اس کو دوں گا۔ اگر تاریخ قسم سے ایک سال فٹ بیو آتم نے قسم کھا کر اس شبہ کو دور نہ کیا جو ڈرتے رہنے کے اقرار سے اس کی نسبت جم گیا تھا۔ بلکہ قسم کھانے سے سخت گریز کر کے ایک اور شبہ اپنے پر قائم کر لیا۔

تک زندہ سالم رہا تو وہ اس کا روپیہ ہوگا۔ اور پھر اس کے بعد یہ تمام قومیں مجھ کو جو سزا چاہیں دیں۔ اگر مجھ کو تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کریں تو میں عذر نہیں کروں گا۔ اور اگر دنیا کی سزاؤں میں سے مجھ کو وہ سزا دیں جو سخت تر سزا ہے تو میں انکار نہیں کروں گا اور خود میرے لئے اس سے زیادہ کوئی رسوائی نہیں ہوگی کہ میں ان کی قسم کے بعد جس کی میرے ہی الہام پر بنا رہے تھوٹا ٹکڑوں۔

پس اسے یاد ہو لوگو۔ بذاتی کے منصوبوں کو چھوڑو اور کسی طرح انکم صاحب کو اس بات پر راضی کرو تا رہاستبازوں کے حق میں وہ فیصلہ ہو جائے جو ہمیشہ سنت اللہ کے موافق ہوا کرتا ہے۔ اور اگر صرف گالیاں دینا مطلب ہے تو ہم تمہارا مونہہ پکڑ نہیں سکتے اور نہ کچھ اس سے غرض ہے کیونکہ قدیم سے یہی سنت اللہ ہے کہ ہمیشہ نابکار اور بدسرشت سچوں کو گالیاں دیا کرتے ہیں اور ہر ایک طرف سے دھک دیا جاتا ہے اور آخر انجام اُن کے لئے ہوتا ہے۔ میں آج تم میں ظاہر نہیں ہوا۔ بلکہ سولہ برس سے حق کی دعوت کر رہا ہوں۔ تمہیں یہ بھی سمجھ نہیں کہ مقررہ جلد ضائع ہو جاتا ہے اور خدا پر جو ٹھ بولنے والا جھاگ کی طرح نابود کیا جاتا ہے۔ جن کو لوگ اس صدی کے لئے سچے مجدد کہتے تھے وہ مدت ہوئی کہ مر گئے۔ اور جو اُن کی نظریں جھوٹا ہے وہ اب تک صدی کے بازاراں برس گزرنے پر بھی زندہ ہے۔ پس اسے مسلمان مخالفو جو اپنے تئیں مسلمان سمجھتے ہو اپنی جانوں پر رحم کرو۔ کیونکہ یہ اسلام نہیں ہے جو تم سے ظاہر ہو رہا ہے۔ نئی صدی نے تمہیں ایک مجدد کی حدیث یاد دلائی۔ تم نے اس کی کچھ بھی پروا نہیں کی۔ کسوف خسوف نے تمہیں مہدی کے آنے کی بشارت

بخشہ۔ نوٹ۔ شیخ ثناءوی محمد حسین نے مولوی نواب صدیق حسن خان کو مجدد صدی چہار دہم ٹٹھرایا تھا۔ سوہ صدی کے آتے ہی اس جہان سے گزر گئے اور بعض ملاؤں نے مولوی عبدالحی لکھنوی کو صدی کا مجدد خیال کیا تھا۔ انہوں نے پہلے فوت ہو کر اپنے ایسے دوستوں کو شرمندہ کیا۔ منہ ۰

دی مگر تم نے اس کو بھی ایک یہودہ بات کی طرح ٹال دیا۔ تمام ہندوگوں کی فرستیں اور مکاشفات مسیح موعود کے لئے ایک اجماعی قول کی طرح چودھویں صدی تک تم نے سن لیں۔ پر تم نے اس کو بھی رد کر دیا۔ قرآن کو چھوڑا۔ اور ان حدیثوں کو بھی ترک کر دیا جو قرآن کے مطابق ہیں۔ مگر یاد رکھو کہ قسم کا کذب ہو۔ ضرور تھا کہ تم اس آخری صادق کے مذب ہو تے کیونکہ جو کچھ اس پاک نبی نے تمہارے حق میں فرمایا تھا۔ ضرور تھا کہ وہ سب پورا ہو۔

بعض لوگ نہایت نا جمعی سے کہا کرتے ہیں کہ اس طور سے پیشگوئی کے پورے ہونے میں فائدہ کیا نکلا اور حق کے ظاہروں کو کیا فیض حاصل ہوا۔ سو انہیں اگر دانشمند ہیں تو ان تمام پیشگوئیوں کو نظر کے سامنے لے آنا چاہیئے جو خدا کے پاک نبیوں کی معرفت پوری ہوئیں۔ تا معلوم ہو کہ پیشگوئیوں میں خدا تعالیٰ کی ایک خاص غرض نہیں ہوتی بلکہ بعض وقت قدرت کا ظاہر کرنا منظور ہوتا ہے اور بعض وقت اُن علوم اور اسرار کا ظاہر کرنا مقصود الہی ہوتا ہے جو پیشگوئیوں کے متعلق ہیں جن کو عوام نہیں جانتے۔ اور بعض وقت ایک باریک پیشگوئی لوگوں کے امتحان کے لئے ہوتی ہے تا خدا تعالیٰ انہیں دکھلا دے کہ اُن کی عقلیں کہاں تک ہیں۔ اہم ہم کچھ چکے ہیں کہ حدیث نبوی کی رو سے اس پیشگوئی میں کچھ دل لوگوں کا امتحان بھی منظور تھا اس لئے باریک طور پر پوری ہوئی۔ مگر اس کے اور بھی لوازم ہیں جو بعد میں ظاہر ہوں گے جیسا کہ کشف ساق کی پیشگوئی اس کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ والسلام علی من اتبع الهدی،

راقم
میرزا غلام احمد علیہ السلام

قادیان۔ گورداسپور

(۱۴۲)

باعث تالیف آریہ دھرم و مت پنچن

یہ بات ہر ایک کو معلوم ہے کہ ہم برسوں تک آریوں کے مقابل پر بالکل خاموش رہے۔ قریباً چودہ برس کا عرصہ ہو گیا کہ جب ہم نے پٹنٹ دیانند اور اندرمن اور گنہیا لال کی سخت بدزبانی کو دیکھ کر اور ان کی گندھی کتابوں کو پڑھ کر کچھ ذکر ہندوؤں کے وید کا براہمین احمدیہ میں کیا تھا مگر ہم نے اس کتاب میں بجز واقعی امر کے جو ویدوں کی تعلیم سے معلوم ہوتا تھا، ایک ذرہ زیادتی نہ کی۔ لیکن دیانند نے اپنی ستیارتھ پرکاش میں اور اندرمن نے اپنی کتابوں میں اور گنہیا لال نے اپنی تالیفات میں جس قدر بدزبانی اور اسلام کی توہین کی ہے، اس کا اندازہ ان لوگوں کو خوب معلوم ہے جنہوں نے یہ کتابیں پڑھی ہوئی خاص کر دیانند نے ستیارتھ پرکاش میں وہ گالیاں دیں اور سخت زبانی کی جن کا مرتکب مرنے والا آدمی ہو سکتا ہے جس کو نہ خدا تعالیٰ کا خوف ہو نہ عقل ہو نہ شرم ہو، نہ نکر ہو، نہ سوچ ہو۔ غرض ہم نے ان سفلہ منافقوں کے اعتراضوں کے بعد صرف چند ورق براہین میں آریوں کے خیالات کے بارہ میں لکھے۔ اور بعد ازاں ہم باوجودیکہ لیکھرام وغیرہ نے اپنی ناپاک طبیعت سے بہت سا گند ظاہر کیا اور بہت سی توہین مذہب کی کی، بالکل خاموش رہے۔ اس سلسلہ چشم آریہ اور شمنہ حتی جن کی تالیف پر نو برس گزر گئے، آریوں کی ہی تحریک اور سوالات کے جواب میں لکھے گئے چنانچہ سرہ چشم آریہ کا اصل موجب منشی مرلیدھر آریہ تھے جنہوں نے بمقام ہوشیار پور کمال اصرار سے مباحثہ کی درخواست کی۔ اور سرہ چشم آریہ درحقیقت اس سوال و جواب کا مجموعہ ہے جو مابین اس عاجز اور منشی مرلیدھر کے ملاقات ۱۸۸۶ء میں ہوا۔ پھر ان کتابوں کی تالیف کے بعد آج تک ہم خاموش رہے اور چودہ برس سے آج تک

یا اگر ہوشیار پور کے مباحثہ سے حساب کرو تو نو برس سے آج تک ہم بالکل چُپ رہے۔ اور اس عرصہ میں طرح طرح کے گندے رسالے آریوں کی طرف سے نکلے اور گالیوں سے بھری ہوئی کتابیں اور اخباریں انہوں نے شائع کیں۔ مگر ہم نے بھڑا عرض اور خاموشی کے اور کچھ بھی کارروائی نہیں کی۔ پھر جب آریوں کا غلو حد سے بڑھ گیا اور ان کی بے ادبی انتہا تک پہنچ گئیں تو اب یہ رسالہ آریہ دھرم لکھا گیا۔

ہمارے بعض اندھے مولوی جو ہر ایک بات میں ہم پر یہ الزام لگاتے ہیں اور آریوں اور عیسائیوں کو بالکل معذور سمجھ کر ہر یک سخت زبانی ہمداری طرف سے منسوب کرتے ہیں ان کو کیا کہیں اور ان کی نسبت کیا لکھیں۔ وہ تو بخنی اور حسد کی زہر سے مر گئے۔ اور ہمارے بغض سے اللہ اور رسول کے بھی دشمن ہو گئے۔ اسے سیاہ دل لوگو! تمہیں صریح جھوٹ بولنا اور دن کو رات کہنا کس نے سکھایا۔ گو یہ سچ ہے کہ ہم نے براہین میں دیدوں کا کچھ ذکر کیا۔ مگر اس وقت ذکر کیا کہ جب دیانند ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ستیارتہ پرکاش میں صدا گالیاں دے چکا اور اسلام کی سخت توہین کر چکا اور ہندو پتے ہر یک گلی کوچہ میں اسلام کے مُنہ پر تھوکنے لگے۔ پس کیا اس وقت واجب نہ تھا کہ ہم بھی کچھ دیدوں کی حقیقت کھولیں اور آیت کریمہ وَالَّذِينَ إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُونَ پر عمل کر کے اپنے مولیٰ کو راضی کریں۔ اور پھر اس وقت سے آج تک ہم خاموش رہتے۔ لیکن آریوں کی طرف سے اس قدر گندی کتابیں اور گندی اخباریں توہین اسلام کے بارے میں اس وقت تک شائع ہوئیں کہ اگر ان کو جمع کریں تو ایک انبد لکتا ہے۔ یہ کیسا خشت باطن ہے کہ مسلمان کہلا کر پھر ظاہر کے طور پر ان لوگوں کو ہی حق بجانب سمجھتے ہیں جو سالہا سال سے ناحق شرارت اور افتراء کے طور پر اسلام کی توہین کر رہے ہیں۔

اے مولویت کے نام کو داغ لگانے والو!!! ذرا سوچو کہ قرآن میں کیا حکم ہے۔ کیا

یہ ہے کہ ہم اسلام کی توہین کو چپکے سننے جائیں۔ کیا یہ ایمان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نکالی جائیں اور ہم خاموش رہیں۔ ہم نے برسوں تک خاموش رہ کر یہی دیکھا۔ ہم دُکھ دیئے گئے اور صبر کرتے رہے۔ مگر پھر بھی ہمارے بدگمان دشمن باز نہ آئے۔ اگر تمہیں شک ہے اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ ہم نے ہی عیسائیوں اور آریوں کو توہین مذہب کے لئے براہِ گنہگار کیا ہے۔ ورنہ یہ بھارے نہایت سلیم المزاج اور اسلام کی نسبت خاموش تھے۔ بے ادبی اور توہین نہیں کرتے تھے اور نہ گالیاں نکالتے تھے تو اُنہذا ایک جلسہ کرو۔ پھر اگر یہ ثابت ہو کہ ذیاباتی ہماری طرف سے ہے اور ابتداء سے ہم ہی محرک ہوئے اور ہم نے ہی ان لوگوں کے بزرگوں کو ابتداء گالیاں دیں تو ہم ہر ایک سزا کے مستحق ہیں۔ لیکن اگر اسلام کے دشمنوں کا یہی ظلم ثابت ہو تو ایسے ضیعتِ طبع مولویوں کو کسی قدر سزا دینا ضروری ہے جو ہماری عداوت کے لئے اسلام کو درندوں کو آگے بھیکتے ہیں۔ ہر ایک امر کی حقیقت تحقیقات کے بعد ٹھکتی ہے۔ اگر سچے ہیں تو ایک جلسہ کریں۔ پھر اگر ہم کا ذنب نکلیں تو بیشک ہندوؤں اور عیسائیوں کی تائید میں ہماری کتابیں جلا دیں اور ہرگز ایسا نہیں کریں گے۔ کیونکہ ان لعنتی لوگوں کے اب دل مجھوم ہو گئے ہیں۔ اور یہ جانتے ہیں کہ محض افتراء کے طور پر بخل کے تقاضا سے ان کی مُنہ سے یہ باتیں نکل رہی ہیں۔ لیکن باوانانک صاحب کے بارہ میں جو ہم نے رسالہ مست بچن لکھا ہے اس میں ہم نے باوانانک کے نسبت کوئی توہین کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ بلکہ ہمارا یہ رسالہ اُن کی تعریف اور توصیف سے بھرا ہوا ہے اور ہم ایسے نیک منش اور قابلِ تعریف انسان کی مذمت کرنا سرِ سرِ خبیث اور ناپاکی کا طریق جانتے ہیں۔ اور ہماری رائے ان کی نسبت یہ ہے کہ وہ سچے دل سے خدا تعالیٰ کی راہ میں خدا تھے اور اُن لوگوں میں سے تھے جن پر خدا تعالیٰ کے برکات نازل ہوتی ہیں۔ والسلام

عَلَى مَنْ اتَّبَعَ الْهُدَى ۝

الراحم خاکسار غلام احمد

(یہ اشتہار اُردو دہرم دست بچن طبع اول کے ٹائٹل کے اتوی دونوں پر ہے)

(۱۳۳) جمعہ کی تعطیل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اما بعد اسی برادران دین و غمخواران شرع متین۔ آپ کو معلوم ہو گا کہ میں نے پہلے اس سے محض ہمدردی دین اسلام کی نیت سے گورنمنٹ میں ایک عرضداشت مسلمانوں کی طرف سے بھیجنے کی تجویز کی تھی اور یہ چاہا تھا کہ جو مخالفوں کی طرف سے تحقیر اور توہین ہمارے سید و مولیٰ خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو رہی ہے اور ناخدا ترس مخالفت انواع اقسام کی بیجا ہمتیں اور بے اصل بہتان اس سید المعصومین پر لگا رہے ہیں اور سب و شتم اور سخت زبانی کو انتہا تک پہنچا دیا ہے، اس کے روکنے کے لئے کوئی احسن انتظام ہو جائے چنانچہ اسی غرض کے لئے میں نے یہ کوشش کی کہ غیر متند مسلمان اس عرضداشت پر دستخط کریں اور اس قانون کو پاس کرنا چاہیں کہ آئندہ کل مذہبی مباحثات و مناظرات کو خواہ تحریری ہوں یا تقریری دو شرطوں میں محدود کر دیا جائے یعنی یہ شرط کہ کوئی معترض دوسرے فریق پر کوئی ایسا اعتراض نہ کرے جو خود اسی کے مذہب پر وارد ہوتا ہو۔ کیونکہ یہ امر نیک نیتی کے برخلاف ہے۔ دوسری یہ شرط کہ کوئی معترض دوسرے فریق پر ایسے طور سے اعتراض کرنے کا مجاز نہ ہو کہ اعتراض کی بناء وہ کتابیں ٹھیرائی ہوں جو فرقی محض علیہ کی اُن مسئلہ مقبولہ کتابوں میں سے نہیں ہیں جن کے ناموں کی فہرست وہ چھاپ کر شائع کر چکا ہو۔ یہ انتظام ایسا تھا کہ نہ صرف اسلام کو مفید تھا بلکہ ہر ایک گروہ اس سے فائدہ اٹھا سکتا تھا۔ اور ایسی سرگرمی سے یہ اشتہاد شائع کئے گئے کہ چند روز میں پانچ ہزار سے کچھ زیادہ مسلمانوں کے دستخط ہو کر میرے پاس پہنچ گئے۔ چنانچہ دو ہزار پچہتر دستخط کا ہونا

تو میں پہلے ہی شائع کر چکا ہوں۔ اور بعد میں جو دستخط پہنچے ان کے ملانے سے پانچ ہزار کی نویت پہنچی۔ اور مجھے یقین تھا کہ اگر یہ کام دو ماہ تک بھی ہمارے ہاتھ میں رہتا تو کپاس ہندو یا ساٹھ ہزار تک بڑی آسانی سے عرضداشت پر مسلمانوں کے دستخط ہو جاتے اور تین چار ماہ تک تو یقینی اور قطعی امر تھا کہ ایک لاکھ معزز مسلمانوں کے دستخط ہو کر درخواست کو گورنمنٹ کی خدمت میں روانہ کیا جاتا۔ مگر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے ہمارے اشتہارات کے شائع ہونے کے ساتھ ہی ایک اشتہار شائع کر دیا کہ میں اس کام کو بہت جلدی انجام دے دوں گا اور نہ صرف اسی قدر بلکہ گورنمنٹ سے اس کام کو منظور بھی کرادوں گا کیونکہ میرا گورنمنٹ میں نہایت درجہ رسوخ ہے اور درخواست کی کہ تم اس کام سے بجلی کنارہ کش ہو کہ یہ کام میرے سپرد کر دو پھر دیکھو کہ کیسی کامیابی میرے ہاتھ سے ہوتی ہے۔ سو میں نے مولوی صاحب موصوف کی اس تقریر کو پڑھ کر خیال کیا کہ جس حالت میں انہوں نے یہ وعدہ کر لیا ہے کہ وہ اس قانون کو پاس کرا سکتے ہیں اور بڑے زور سے وعدہ کیا ہے کہ کامیابی کی بڑی امید ہے تو بہتر ہے کہ اُن کی درخواست کے موافق ہم اس کام سے کنارہ کش ہو جائیں اور اُن کی شرط کے موافق اپنا اور اپنی جماعت کا قدم نیچے سے نکال دیں۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اور اسراکٹوبر ۱۸۹۵ء کو اپنے استعفاء اور کنارہ کشی کا اشتہار شائع کر دیا اور لکھ دیا کہ اب یہ کام مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے اور وہ یقین دلاتے ہیں کہ جس طور پر اس کام کو انجام دیں گے اور بڑی امید دلاتے ہیں کہ حسب مرضی ہمارے قانون تو وسیع دفعہ ۲۹۸ کو پاس کرا دیں گے۔ مگر افسوس کہ آج تک اس پر دو ہجینہ سے کچھ زیادہ گزر گئے مگر اب تک کوئی کارروائی ان کی غہور میں نہیں آئی اور نہ آئندہ آنے کی امید ہے کیونکہ پہلے تو انہوں نے بڑے زور شور سے زرد پور وقہ اس کام کے پورا کر دینے کے لئے شائع کیا تھا اور لکھا تھا کہ اگر میرے ہاتھ میں یہ کام دیا جائے

۱۔ یہ اشتہار جلد ہذا کے صفحہ ۱۷۱ پر زیر نمبر ۱۳۳ درج ہے (المترقب)

تو میں اس کو حسب المراد انجام دے دوں گا۔ لیکن جب یہ کام ان کو سپرد کیا گیا تو چونکہ ان کی صرف اتنی ہی غرض تھی کہ ہمارا چلتا ہوا کام روک دیا جائے اس لئے وہ چپکے ہو کر بیٹھ گئے اور میری طرف ایک خدائے کجی کا ماحصل یہ تھا کہ تم اپنی کتابیں کہ جو حال میں مخالفین مذہب کے عملوں کے رد میں لکھی گئی ہیں شائع ہونے سے روک دو اور اس طرح ان کو تلف کر کے وہ بُرا اثر لوگوں میں پھیلنے دو جس کے مٹانے کے لئے یہ تالیفات ہیں تب میں یہ کارروائی کروں گا ورنہ نہیں۔ جب یہ خط ان کا پہنچا تو مجھ کو ان کے حال پر رونا آیا کہ یا الہی ان لوگوں کی کہاں تک فوجت پہنچ گئی۔ یہ عجیب حکم ہے کہ ہمارے مخالف ہیں سید و مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صریح گالیاں دیں۔ طرح طرح کی ناپاک تمہیں لگا دیں یہاں تک کہ نعوذ باللہ زنا و ذلکیتی وغیرہ کے بہتان اس پاک ذات کی نسبت شائع کریں اور نہایت بُری باتیں اس جناب کے حق میں کہیں۔ اور یہ مولوی ہمیں اس قدر قم اٹھانے سے بھی منع کریں کہ ہم بطریق مباحثت ان کا جواب لکھیں اور ان کی زہرناک باتوں سے لوگوں کو بچاویں اور دستخط کرانے کے لئے یہ شرط ٹھیرا دیں کہ مخالفت جو چاہیں کریں مگر ہم اپنے پیارے رسول کی عزت کے لئے کچھ بھی غیرت نہ دکھلاویں۔ ہائے افسوس یہ کیسا زمانہ ہے۔ یہی قیامت کی نشانیاں ہیں۔ اگر یہ مولوی صاحب پہلے ہمارے مخالفوں کو اسلام پر حملہ کرنے سے روکتے ان کی کتابیں اور رسالے اور اخباریں شائع ہونے سے بند کر دیتے اور پھر ہمیں بھی بند کرنے کے لئے کہتے یا بالمقابل ان سے بھی بند کرنے کا وعدہ لے لیتے تو ایک بات بھی تھی مگر یہ کس قسم کا حکم ہے کہ ہم تو پانچ چھ سال تک جب تک گورنمنٹ قانون پاس نہ کرے مخالفوں کی گالیاں اور جھوٹے الزام سُن کر ان کے زہرناک اثر رد کرنے کے لئے مجاہد ہوں مگر وہ لوگ جو چاہیں سو کریں۔

پھر جس حالت میں ہماری کتابوں میں صرف واقعات صحیحہ کا بیان ہے اور تمام مخالفوں کی کتابیں بیجا افتراؤں سے بھری ہوئی ہیں تو کیا ہماری کتابوں کو شائع ہونے

سے روکنا اور اُن کی کتابوں کے شائع ہونے پر رضامندی ظاہر کرنا کسی سچے مسلمان کا کام ہے اگر مولوی صاحب آریوں اور پادریوں کے وکیل بن کر ہماری کتابوں پر کوئی نکتہ چینی کریں اور کوئی افتراء ثابت کرنا چاہیں تو ہرگز ان کو میسر نہ ہوگا مگر ہم آریوں اور پادریوں کے صدمہ افتراء ثابت کرتے ہیں۔

اب حاصل کلام یہ کہ اس طرح پر مولوی صاحب موصوف نے ہماری اس کارروائی کو برباد کیا۔ لوگ اس انتظار میں ہوں گے کہ مولوی صاحب کچھ کام کر رہے ہیں۔ مگر مولوی صاحب کا مطلب صرف دین کو نقصان پہنچانا تھا اور ہمارے کام میں حرج ڈالنا تھا۔ اُن کو ہماری کتابوں کے تلف کرنے کی کیوں فکر پڑ گئی اور مخالفوں کی وہ کروڑا کتابیں اُن کو بھول گئیں جو گالیوں اور ہتانون سے بھری ہوئی ہیں۔ یہ تو ظاہر تھا کہ قانون پاس ہونے سے ایسے لوگوں کی کتابیں خود ردی ہو جائیں گی جو خلاف واقعہ باتوں پر مشتمل ہوں گی اور اُن کی اشاعت ایک جرم میں داخل ہوگی۔ انہیں اغراض کے لئے تو قانون کی حاجت تھی۔ غرض مولوی محمد حسین صاحب کی حقیقت معلوم ہو گئی۔ اُن سے یہ کام ہونا ممکن نہیں اگر ان میں ایک ذرہ اسلام کی خیر خواہی باقی ہے تو چاہیے کہ اپنا استعفاء اسی طرح شائع کریں جس طرح ہم نے شائع کیا تھا اور خدا تعالیٰ سے اس گناہ کی معافی چاہیں جو ناحق فضول گوئی سے چلنے کا کام کو روک دیا اور ہم یہ وعدہ نہیں کرتے کہ ضرور قانون کو پاس کرا دیں گے۔ یہ امر تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ لیکن ہم مولوی صاحب کی طرح فارغ نہیں بیٹھیں گے اور جہاں تک بشری طاقت ہے اس کام کے لئے کوشش کریں گے۔

اب اسے بجائیو ایک دوسرا کام ہے جو میں شروع کرنا چاہتا ہوں۔ آپ لوگ یقیناً سمجھیں کہ سسکار انگریزی اس درخت کی طرح ہے جو پھلوں سے لدا ہوا ہو۔ اور ہر ایک شخص جو میوہ چینی کے قواعد کی رعایت سے اس درخت کی طرف ہاتھ لمبا کرتا ہے تو کوئی نہ کوئی پھل اس کے ہاتھ میں آجاتا ہے۔ ہماری بہت سی مرادیں ہیں جن کا رتبہ اور مدار

خدا اہمیت خالی نے اس گورنمنٹ کو بنا دیا ہے۔ اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ رفتہ رفتہ وہ ساری مملوئیں اس مہربان گورنمنٹ سے ہمیں حاصل ہوں۔ مگر اس مقصد کے بعد جو دفعہ ۲۹۸ کی توسیع کے متعلق ہے ایک اور ہمارا مقصد ہے جس کے حصول سے پنجاب اور ہندوستان کے مسلمانوں کو گورنمنٹ کی عنایات سے وہ عزت ملے گی جس کو وہ مدت دراز سے کھو چکے ہیں۔ اور اس صورت میں ایک نئی شکر گزاری کے گیت اُن پر واجب ہوں گے اور نہایت خوشی سے گورنمنٹ کی بقا، دولت اور حکومت کے لئے نعرے ماریں گے۔ وہ مقصد یہ ہے کہ جب سے اس ملک ہند میں اسلامی سلطنت نے اپنی بنیاد ڈالی تب سے جمعہ کی تعطیل صد برسوں سے اس ملک میں جاری رہی۔ چنانچہ اس کے آثار باقیہ میں سے یہ بات ہے کہ اب تک بعض ریاستوں میں باوجود ہندو ہونے کے جمعہ کی تعطیل ریاست کے دفتروں اور عدالتوں میں رہی ہے۔ اور چونکہ گورنمنٹ عالیہ نے اتوار کی تعطیل کو مقرر کر کے عیسائیوں اور ہندوؤں کو وہ حق دے دیا ہے جو ایک مذہبی دن کے متعلق ان کو ملنا چاہیئے تھا تو پھر مسلمان بھی اس بات کے مستحق ہیں کہ اس مہربان گورنمنٹ سے اپنے حق کا بھی ادب اور انکسار کے ساتھ مطالبہ کریں۔

بھائیو! آپ خوب جانتے ہو کہ جمعہ اسلام میں صرف ایک عید کا ہی دن نہیں بلکہ وہ تجدید احکام دین کا بھی ایک خاص روز ہے جس میں مسلمانوں کے قانون میں اسلام کے پاک و صابا تازہ طور پر پڑتی ہیں۔ اور بھولے ہوئے مسائل نئے سرے سے یاد دلائے جاتے ہیں۔ اس دن میں ہر ایک مسلمان پر فرض ہے کہ مسجد میں حاضر ہو اور دینی وصایا کو سنے اور اپنے ایمان کو تازہ کرے اور اپنی معلومات کو بڑھا دے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ اس خواست سے کہ ملازمت پر پیشہ لوگوں کو جمعہ کے لئے فرصت نہیں ملتی بہت سی مسجدیں دیران نظر آتی ہیں چونکہ جمعہ مسلمانوں کے لئے دو قسم کے غسل کا دن ہے۔ ایک جسم کا غسل جس کے بعد سفید پوشاک پہنی جاتی ہے اور ایک دل کا غسل یعنی توبہ اور متعارف بعد لباس التقویٰ پہنایا جاتا ہے

اس لئے جمع میں یہ خاصیت ہے کہ جو شخص اخلاص اور سچی ایمان داری سے جمعہ کی نماز میں ملوث ہوتا رہے اور ہدایتوں کو مستند رہے اور گھڑیں توبہ نصوح کا تحفہ ساتھ لاتا رہے اس کو دوسرے دنوں میں بھی نماز کی توفیق دی جاتی ہے اور جمعیت باطنی اس کو عطا کی جاتی ہے جس کی طرفت جس کے نفع میں بھی ایک لطیف اشارہ ہے۔ علاوہ اس کے اس سے یوں کاتھارت بڑھتا ہے۔ بعض کا بعض پر اثر پڑتا ہے۔ نیک اخلاق میں ایک شخص دوسرے کا دورث بن جاتا ہے۔ اور اس سے زیادہ کہا ہوگا کہ خدا تعالیٰ نے قرآن میں خاص طور پر جمعہ کے لئے تاکید کی ہے۔ بلکہ سورۃ کا نام بھی سورہ جمعہ رکھ دیا ہے۔ اور احادیث میں جمعہ کے ترک کرنے میں سخت وعید بھی ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ ہر ایک مسلمان گورنمنٹ سے اس حق کے طلب کرنے کے لئے اس درخواست پر دستخط کرے جو اسی غرض سے گورنمنٹ میں بھیجی جائے گی جس کی ایک نقل آپ کی خدمت میں بھیجی جاتی ہے۔ اور یاد رکھیں کہ یہ نہایت مبارک کام ہے اور اس کے فوائد میں سے ایک یہ بھی ہوگا کہ جمعہ کی تعطیل سے نماز کی طرف مسلمانوں کو ایک خاص توجہ پیدا ہو جائے گی اور کروڑا نئے آدمی مساجد میں داخل ہو کر تمام ملک کی مساجد کو آباد کر دیں گے۔ اسلامی شوکت بھی ظاہر ہوگی اور بہت سے ایسے نیک نتیجے نکلیں گے جن کی تحریر مبسوط بیان کو چاہتی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ ہر ایک نیک دل انسان ضرور اس درخواست پر دستخط کرے گا بجز ایسے شخص کے کہ درحقیقت ناپاک طبع اور مرتدوں کے رنگ میں ہو۔ خدا تعالیٰ آپ لوگوں کے دلوں میں القاء کرے اور اپنے الہام سے اس بابرکت کام کی طرف توجہ دلاوے۔

اس جگہ مولوی صاحبوں کی خدمت میں خصوصیت کے ساتھ عرض ہے کہ وہ بھی دستخط کرنے سے ثواب آخرت حاصل کریں۔ یہ فرض کیا کہ ہم اُن کی نظر میں کافر اور بیدین اور اس

عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان الذبی علیہ اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لقوم یتخلفون عن الجمعة لقلادھمت ان امریچلا یصلی بالناس ثم احرق علی رجال یتخلفون عن الجمعة یتیم

جہنم کے لائق ہیں جس کی سزا ابد الابد اور جس کا عذاب دائمی اور غیر منقطع ہے۔ مگر اپنے اس بے دلیل خیال سے اس نیکی سے محروم نہ رہ جائیں۔ یونہی سمجھ لیں کہ کبھی دین کو خدا ایتہ تعالیٰ فاسقوں کے ذریعہ سے بھی مدد دیتا ہے۔ بالخصوص جبکہ کسی مجبوری سے اس پودھوں صدی کے مزہ پر جس کی طرف مدت سے آنکھیں لگی ہوئی تھیں کوئی صالح بحیثیت مجدد مبعوث نہ ہو سکا جو اعلا کلمہ اسلام کے لئے یہ تمام ضروری کام کرتا تو ناچار اس صالح کی جگہ ایک فاسق کام کرنے کے لئے کھڑا ہو گیا ہے۔ رہا ان باتوں کا اصل تصفیہ سو وہ جلد دن آئے گا کہ خدا تعالیٰ آپ فیصلہ کر دے گا اسمہ حوایا قومی و اترکوا لومی و ما ادعوکم الا الی السداد -

الراقم خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

یکم جنوری ۱۸۹۶ء

نوٹ :- یہ بات یاد رہے کہ جو صاحب اس درخواست پر دستخط نہیں کرینگے وہ اس حرکت سے ظاہر کریں گے کہ انہوں نے اس ملک کو دارالحرب قرار دیا ہے۔

مطبع ضیاء الاسلام قادیان

(یہ اشتہار ۲۶-۲۰ کے چار صفحات پر شائع ہوا ہے)

(۱۴۴)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

درخواست بھجور نواب گورنر جنرل و افسر کے کشور ہند بالقابہ

بمراہ منطوری تعطیل جمعہ

یہ عرضداشت مسلمانان برٹش انڈیا کی طرف سے جن کے نام ذیل میں درج ہیں بھجور

جناب گورنر جنرل ہندوستان اقبالہ اس غرض سے بھیجی گئی ہے کہ تا گورنمنٹ عالیہ معروضات ذیل پر توجہ فرما کر تمام برٹش انڈیا کے مسلمانوں کے لئے جمعہ کی تعطیل منظور فرماوے۔ وجوہات مرصداشت یہ ہیں۔

(۱) اول یہ کہ جمعہ کا دن مسلمانوں کے لئے مذہبی عبادات اور دینی فرائض کے ادا کرنے کے عطا سے بعینہ ایسا ہے جیسا کہ اتوار عیسائیوں اور ہندوؤں کے لئے۔ پس چونکہ گورنمنٹ عالیہ نے عیسائیوں اور ہندوؤں کی بجا آوری رسوم عبادت وغیرہ کے لئے اتوار کی تعطیل مقرر کر رکھی ہے تو اس صورت میں یہ گروہ کثیر مسلمانوں کا جو گورنمنٹ کے لطف اور احسان کا ایسا ہی امیدوار ہے جیسا کہ عیسائی اور ہندو گروہ یہ حق رکھتا ہے کہ گورنمنٹ عالیہ ان کے لئے بھی جمعہ کے دن کی تعطیل عطا فرماوے۔

(۲) دوسرے یہ کہ صرف یہی بات نہیں کہ جمعہ کا دن مسلمانوں کے لئے بعض خاص عبادات اور رسوم کی بجا آوری کے لئے مقرر ہے۔ بلکہ اس کے ترک کرنے کی حالت میں قرآن شریف اور احادیث میں سخت وعید ہے۔ لہذا مذہبی حیثیت سے جمعہ ترک کرنے میں ہر ایک مسلمان و بنیاد اپنے تئیں ایک گناہ عظیم کا مرتکب خیال کرتا ہے اور ہر ایک بڑے بوش سے اس بات کا خواہاں ہے کہ سرکار انگریزی ضرور یہ تعطیل برٹش انڈیا میں منظور فرماوے۔

(۳) تیسرے یہ کہ تمام نیک دل اور پاک طبع مسلمان جو گورنمنٹ عالیہ کے پیچھے خیر خواہ ہیں التزام جمعہ کی رسم کو اس محسن گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی اور دلی وفاداری کے لئے ایک عطا ٹھہراتے ہیں مگر بعض دوسرے نالائق نام کے مسلمان جن کی تعداد قلیل ہے اس ملک برٹش انڈیا کو دارالہرب قرار دے کر اپنے خود تراشیدہ خیالات کے دوسے جمعہ کی فرضیت سے منکر ہیں۔ کیونکہ ان کا گمان ہے جو برٹش انڈیا دارالہرب ہے اور دارالہرب میں جمعہ فرض نہیں رہتا۔ پس کچھ مشک نہیں کہ جمعہ کی تعطیل سے ایسے بد باطن کمال صفائی سے شناخت کئے جائیں گے۔ کیونکہ اگر باوجود تعطیل کے پھر بھی وہ جمعہ کی نمازوں میں حاضر

نہ ہوئے تو یہ بات کھل جائے گی کہ درحقیقت وہ تلافی اس گورنمنٹ کے ملک کو دارالحرب ہی قرار دیتے ہیں۔ تبھی تو جمعہ کی پابندی سے عہدہ گرہ کرتے ہیں۔ سو اس صورت میں یہ مبالغہ دن نہ صرف مسلمانوں کی عبادات خاصہ کا ایک دن ہوگا بلکہ گورنمنٹ کے لئے بھی ایک پختہ مخبر کا کام دے گا اور ایک معیار کی طرح کھرے اور کھوٹے میں فرق کر کے دکھاتا رہے گا۔ چنانچہ اس درخواست پر بھی صرف انہیں پختہ خیر خواہوں کے دستخط درج ہیں جو اس ملک کو دارالحرب قرار نہیں دیتے۔ اور دلی سچائی سے گورنمنٹ کی حکومت کو قبول کر لیا ہے اور اپنے لئے مراسلہ برکت اور رحمت سمجھا ہے۔ اور کچھ شک نہیں کہ جمعہ کی تعطیل سے ایسے لوگ جو غلطیوں میں پڑے ہوئے ہیں اثر پذیر بھی ہوں گے اور گورنمنٹ کے دلی خیر خواہ بہت ترقی پذیر ہوں گے اور بد باطن تارک الجمعہ بڑی آسانی سے شناخت کئے جائیں گے۔ یہ بات دوبارہ گورنمنٹ کو یاد دلانی جاتی ہے کہ ایک جمعہ ہی مسلمانوں میں اس بات کی علامت ہے کہ کون شخص اس ملک گورنمنٹ کو دارالحرب قرار دیتا ہے اور کون اس کی نفی کرتا ہے۔ سو جو شخص گورنمنٹ برطانیہ کی رحمت ہو کر جمعہ کی فرضیت کا قائل ہے اور اس کا ترک کرنا معصیت سمجھتا ہے وہ ہرگز اس ملک کو دارالحرب قرار نہیں دے گا اور پختہ دل سے گورنمنٹ کا خیر خواہ ہوگا لیکن جو شخص برٹش انڈیا میں جمعہ کی فرضیت کا منکر ہے وہ درپردہ اس ملک کو دارالحرب قرار دیتا ہے اور سچا خیر خواہ نہیں۔ سو جمعہ ان دونوں فریقوں کے پرکھنے کے لئے ایک معیار ہے۔

(۴) چوتھے یہ کہ اسلامی تعطیلیں ہندوؤں کی تعطیلوں سے نصف سے بھی کم ہیں پس اس صورت میں بھی گورنمنٹ کے مراحم خسروانہ کا یہی تقاضا ہونا چاہیے کہ جمعہ کی تعطیل کرنے سے اس نقصان کا جبر کرے۔

(۵) پانچویں یہ کہ چونکہ جمعہ کی تعطیل ہم مسلمانوں کے لئے نہایت ضروری ہے۔

اس لئے ہم یہ بھی بادب التماس کرتے ہیں کہ اگر ہماری گورنمنٹ اتوار کی تعطیل کو ہمارے لئے موقوف رکھ کر اس کی عوض ہمیں صرف جمعہ کی تعطیل دے دے تو ہم تب بھی بصدق دل راضی ہیں۔ مگر بہر حال ہم رعایا کی درخواست یہی ہے کہ جمعہ کی تعطیل ہو۔

(۶) چھٹے یہ کہ ہماری ہریان گورنمنٹ کو اس بات کا خوب علم ہے کہ تمام اسلامی سلطنتیں اور ریاستیں قدیم سے جمعہ کی تعطیل کرتے ہیں۔ سلطنت روم میں جمعہ کی تعطیل ہو اور حیدرآباد کی ریاست وغیرہ میں بھی جمعہ کی تعطیل ہی مقرر ہے تو اس صورت میں گورنمنٹ کے احسانات پر ہمیں یہی توقع ہے کہ ہم اس فیاض گورنمنٹ کی رعایا ہو کر پھر ایسے بد قسمت نہ ٹھیریں کہ دوسرے مسلمانوں کی یہ خوش قسمتی دیکھ کر کہ وہ دوسری ریاستوں میں ہاں عظیم الشان مذہبی دن کی تعطیل سے مذہبی فرائض کو بخوبی بجالاتے ہیں آتش رشک میں جلا کر یں چونکہ ہم سچے دل سے گورنمنٹ کے اور گورنمنٹ ہماری ہے اور دائمی تعلقات اور بقاء دولت۔ گورنمنٹ کے لئے سچے دل سے دعا کرتے ہیں تو کیا ہم گوارا کر سکتے ہیں کہ ہمیشہ اور ہر زمانہ میں یہ ارمان ہمارے دل میں چلا جائے کہ کیوں ہمارے لئے وہ بات حاصل نہیں جو دوسری ریاستوں کی رعایا کو حاصل ہے۔ یہ بھی عاجزانہ عرض ہے کہ ہم رعایا نے اب تک گورنمنٹ میں اس بات کی کبھی تحریک نہیں کی کیونکہ یہی رعیتانہ ادب کا تقاضا دیکھا کہ صبر اور ہمتی سے اس درخواست کو پیش کریں۔ سو اب بڑی امید کے ساتھ پیش کی گئی۔

(۷) ساتویں یہ بات بھی گورنمنٹ عالیہ میں عرض کر دینے کے لائق ہے کہ یہ روز جمعہ جس کی تعطیل کے لئے ہم مسلمان رعایا یہ عرضداشت بھیجتے ہیں۔ اگرچہ بہت اہم کام اس میں عبادات کا خاص طور پر ادا کرنا اور اسلامی ہدایات کو اپنے علمائے شرف سے سننا ہے لیکن اور کئی رسوم مذہبی بھی اسی دن میں ادا ہوتی ہیں۔ اور خدا نے ہمیں قرآن میں اس دن کے التزام کی اس قدر تاکید کی ہے کہ خاص اسی کے التزام کے لئے ایک ثورت قرآن میں ہے جس کا نام سورۃ الجمعہ ہے اور حکم ہے کہ سب کام چھوڑ کر جمعہ کے لئے مسجدوں میں حاضر ہوجاؤ

سو ہر ایک دیندار کو یہی غم ہے کہ ہم ہمیشہ کے لئے خدا کے نافرمان نہ بنیں۔
(۸) آٹھویں یہ کہ اسلامی سلطنت کے زمانہ میں ہمیشہ اس ملک میں جمعہ کی ہی تعطیل ہوتی تھی۔

(۹) ہم رعایا کی یہ بھی تمنا ہے کہ جس طرح اسلامی ریاستوں میں ان سلاطین کا شکر کے ساتھ خطبہ میں ذکر ہوتا ہے جو مذہبی امور میں قرآن کے منشاء کے موافق مسلمانوں کو آزاد دیتے ہیں، ہم بھی جمعہ کی تعطیل کے شکریہ میں اور بلاد کے مسلمانوں کی طرح یہ دائمی شکر جمعہ کے مہموں پر اپنا وظیفہ کر لیں کہ سرکار انگریزی نے علاوہ اور مراحم اور الطاف کے ہم پر یہ بھی عنایت کی نظر کی جو ہمارے دینی عظیم الشان دن کو جو مدت سے اس ملک برٹش انڈیا میں مردہ کی طرح پڑا تھا پھر نئے سرے سے زندہ کر دیا۔ سو بلاشبہ یہ ایسا احسان ہوگا کہ مسلمانوں کی ذریت کبھی اس کو فراموش نہیں کرے گی اور اسلامی تاریخ میں ہمیشہ عزت کے ساتھ یہ شکر ادا ادا کیا جائے گا۔

بالآخر ہم رعایا کی دعا ہے کہ ہماری گورنمنٹ کو خدا تعالیٰ ہمارے سروں پر رکھے اور ہماری اس عاجزانہ التماس کو قبول کرنے کے لئے آپ اس کے دل میں القا کرے پھر ہمیں اس شکر کی توفیق بخشے جو ایسی خسروانہ مراحم کے پاداش میں ہر ایک انسان کا فرض ہے اور ہم رعایا جو اس درخواست کو باہم منظوری گورنمنٹ عالیہ میں روانہ کرتے ہیں ان کے نام معہ کل پتہ و نشان منسلکہ نقشوں میں درج ہیں۔

الملتین

اہل اسلام وفادار رعایا گورنمنٹ برٹش انڈیا
جو اس ملک کو دارالحرب نہیں سمجھتے
یکم جنوری ۱۸۹۶ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان

(یہ اشتہار ۲۶x۳۰ کے چار صفحوں پر درج ہے)

(۱۴۵)

قابل توجہ گورنمنٹ از طرف مہتمم کاروبار تجویز تھیں جمعہ

میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

چونکہ قرین مصلحت ہے کہ سرکار انگریزی کی خیر خواہی کے لئے ایسے ناہم مسلمانوں کے نام بھی نقشہ جات میں درج کئے جائیں جو دہ پردہ اپنے دلوں میں برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتے ہیں اور ایک چھپی ہوئی بغاوت کو اپنے دلوں میں رکھ کر اسی اندرونی بیماری کی وجہ سے فرضیت جمعہ سے منکر ہو کر اس کی تعطیل سے گریز کرتے ہیں۔ لہذا یہ نقشہ اسی غرض کے لئے تجویز کیا گیا کہ اس میں ان ناہم شناس لوگوں کے نام محفوظ رہیں کہ جو ایسے باغیانہ سرشت کے آدمی ہیں۔ اگرچہ گورنمنٹ کی خوش قسمتی سے برٹش انڈیا میں مسلمانوں میں ایسے آدمی بہت ہی تھوڑے ہیں جو ایسے مفسدانہ عقیدہ کو اپنے دل میں پوشیدہ رکھتے ہوں۔ لیکن چونکہ اس امتحان کے وقت بڑی آسانی سے ایسے لوگ معلوم ہو سکتے ہیں۔ جن کے نہایت مخفی ارادے گورنمنٹ کے برخلاف ہیں۔ اس لئے ہم نے اپنی حسن گورنمنٹ کی پولیس خیر خواہی کی نیت سے اس مبارک تقریب پر یہ چاہا کہ جہانگیر ملکن ہو ان شریر لوگوں کے نام ضبط کئے جائیں جو اپنے عقیدہ سے اپنی مفسدانہ حالت کو ثابت کرتے ہیں۔ کیونکہ جمعہ کی تعطیل کی تقریب پر ان لوگوں کا شناخت کرنا ایسا آسان ہے کہ اس کی مانند ہمارے ہاتھ میں کوئی بھی ذریعہ نہیں۔ وجہ یہ کہ جو ایک ایسا شخص ہو جو اپنی نادانی اور جہالت سے برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتا ہے۔ وہ جمعہ کی فرضیت سے ضرور منکر ہو گا اور اسی علامت سے شناخت کیا جائے گا کہ وہ درحقیقت اس عقیدہ کا آدمی ہے۔ لیکن ہم گورنمنٹ میں بادب اطلاع کرتے ہیں کہ ایسے نقشے ایک پولیس راز کی طرح اس وقت تک ہمارے پاس محفوظ رہیں گے جب تک گورنمنٹ ہم سے طلب کرے۔ اور ہم امید رکھتے ہیں کہ ہماری گورنمنٹ حکیم مزاج بھی ان نقشوں کو ایک علی راز کی طرح اپنے کسی

دفتر میں محفوظ رکھے گی۔ اور بالفعل یہ نقشے جن میں ایسے لوگوں کے نام مندرج ہیں گوڈمنٹ میں نہیں بھیجے جائیں گے۔ صرف اطلاع دی کہ طور پر ان میں سے ایک سادہ نقشہ چھپا ہوا جس پر کوئی نام درج نہیں فقط یہی مضمون درج ہے ہمراہ درخواست بھیجا جاتا ہے۔ اور ایسے لوگوں کے نام معہ پتہ و نشان یہ ہیں

[illegible]

مطبع ضیاء الاسلام قادیان

(یہ اشتہار ۲۰ تا ۲۶ کے چار صفحوں پر وعدہ نقشہ دار ہے)

(۱۴۶)
پادری صاحبوں کیلئے ایک عظیم اشان خوشخبری یعنی
تفسیر انجیل متی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نحمدہ و نصلى على رسولہ الکریم

یہ بات ظاہر ہے کہ پادری صاحبوں نے کلمہ کھارو یہ اسلام کی نکتہ چینی میں خرچ بھی کیا مگر پھر بھی ناکام ہی رہے اور بجائے اس کے کہ قرآنی تعلیم میں کوئی عیب نکال سکتے خود محرک اس بات کے ہوئے کہ تا اس پاک کلام کے اذکار اور برکات دنیا پر ظاہر ہوں۔ اس جگہ یہ بھی سوال ہے کہ کیا انہوں نے اب تک کوئی انجیل کی خوبی دکھائی۔ کیا کوئی ایسی تفسیر لکھی جس سے انجیل کے اسرا ظاہر ہوتے ہوں۔ اس کے جواب میں بافوس کہنا پڑتا ہے کہ کچھ بھی نہیں جس قدر تفسیروں پر ہمیں نظر پڑی ہیں وہ ایسی اہل اور مبہودہ ہیں جو ہر یک سطر کے پڑھنے سے ہنسی آتی ہے۔ اور پھر ان کی غفلت اور جہالت پر ایک کامل غور کے بعد رونا بھی آتا ہے۔ اب چونکہ پادری صاحبان کسی انجیل کی تفسیر ایک محقق کی طرز پر لکھ نہیں سکے۔ اور ایسی تفسیر کے لئے درحقیقت زمانہ موجودہ تڑپ رہا ہے۔ اور اب تک ہم عیسائی صاحبوں کا منہ دیکھتے رہے کہ شاید ان کی طرف سے کوئی تفسیر مخفیانہ طرز سے شائع ہو۔ مگر اب ان کی موٹی عقول اور سطحی خیالوں کا بار بار تجربہ ہو کر ثابت ہو گیا کہ وہ اس لائق ہی نہیں ہیں کہ انجیل کی تفسیر لکھ سکیں۔ اور یقین ہو گیا کہ ان پر ایسی امید رکھنا محض لاساصل ہے۔ لہذا ہم نے ان کے حال زار پر دم کر کے یہ کام اپنے ذمہ لے لیا اور خدا اے تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے وہ حقائق اور معانی ہم پر کھٹے کہ جب تک کامل تائید الہی کسی شخص کے شامل حال نہ ہو ہرگز ایسے حقائق کسی پر کھل نہیں سکتے۔ اور میں اس وقت اس تفسیر مقدس کی زیادہ تعریف لکھنا کچھ ضروری نہیں سمجھتا

کیونکہ ہر ایک شخص چھپنے اور شائع ہونے کے بعد خود معلوم کرے گا کہ کس پایہ کی تفسیر ہے۔ بعض پادری صاحبوں نے باوجود نہایت تنگ اور محدود ہونے معلومات کے قرآن شریف کا ترجمہ لکھ کر شائع کیا اور بجز اس کے کچھ نہ دکھایا کہ چند مشہور ترجموں میں سے اپنی مرضی کے موافق اتقاط کر کے کچھ دجل اور تبیس کے طور پر بھی اس کے ساتھ شامل کر دیا۔ مگر ظاہر ہے کہ یہ کام نہ کچھ مشکل اور نہ عجیب تھا۔ ہاں اگر اس میں کچھ عجیب بات تھی تو وہی قدیمی تحریف تھی جو اس قوم کے حصہ میں آگئی ہے۔ مگر عنقریب منصفین معلوم کریں گے جو ہماری تفسیر انجیل محتقانہ طرز پر ہوگی اور دلوں کو ان سچائیوں سے منور کرے گی جو حق کے طالبوں کی مراد اور مقصود ہیں۔ واضح رہے کہ اس تفسیر کی دنیا کو نہایت ضرورت تھی اور ہزاروں کے دل اس فیصلہ کے لئے جوش میں تھے کہ اس زمانہ میں کس تعلیم کو تمام تعلیموں سے اکمل و اعلیٰ و ارفع سمجھا جائے چنانچہ عیسائی بجائے خود اصرار کرتے تھے کہ انجیل کی تعلیم اعلیٰ اور اکمل ہے اور اہل اسلام نہ اپنے دعوٰی سے بلکہ خدا کی پاک کلام کی رو سے اس بات پر زور دیتے تھے کہ وہ تعلیم جو اعلیٰ اور اکمل دنیا میں آئی وہ صرف قرآن شریف ہے مگر عیسائیوں کو اس بھی بات کے سننے کی برداشت نہیں تھی بلکہ جیسا کہ ہمیشہ جاہلوں اور سفیہوں اور کمعنت جلد بازوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ سچا ٹکرا اور تدبر کے ٹھٹھے اور ہنسی کی طرف جھک جاتے ہیں یا بے اصل افتراؤں سے کام لیتے ہیں یہی عادت عیسائیوں کی تھی۔ سو ہم نے اس تفسیر کو یکطرفہ طور پر نہیں لکھا بلکہ اس خیال سے کہ اس تقریب پر قرآن اور انجیل کا مقابلہ اور موازنہ بھی ہو جائے، جا بجا انجیلی تعلیم کے مقابل پر قرآنی تعلیم کو دکھلایا ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ یہ طرزان لوگوں کے لئے بہت مفید ہوگی جو انجیل اور قرآن شریف کی تعلیم کو بالمقابل وزن کرنا چاہتے ہیں۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ نو تعلیم یافتہ لوگ جو زیرک ہیں اس طرز سے سب سے زیادہ فائدہ اٹھائیں گے۔ اور میں نے اس تفسیر میں یہ بھی مناسب دیکھا ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ حضرت خاتم الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) اور یسوع صاحب کے اخلاق کا بھی باہم مقابلہ کیا جائے۔ کیونکہ اس بارے میں بھی اکثر عیسائی صاحبوں

کو بہت دھوکا لگا ہوا ہے۔ لہذا یہ تمام التزام تفسیر میں کئے گئے ہیں۔ اور یہ تفسیر محض ان پادری صاحبوں کی امداد کے لئے لکھی گئی ہے کہ جواب تک انہیں کو وہ مرتبہ دیتے ہیں جو قرآن مجید کو دینا چاہیئے تھا۔ مگر ہم اس بلکہ پادری فتح مسیح صاحب متعین فنکار ضلع گورداسپورہ کا شکر ادا کرنے سے رو نہیں سکتے۔ جنہوں نے بڑے اصرار سے اس تفسیر کے لکھنے کے لئے ہمیں آمادہ کیا۔ ہاں اس شکر کے کسی قدر پادری عماد الدین صاحب بھی حصہ دار ہیں جنہوں نے ترجمہ قرآن شریف لکھ کر ہمیں اس بات کے لئے توجہ دی کہ تاہم ان پر ظاہر کریں کہ تفسیر لکھنا اس کو کہتے ہیں۔ افسوس کہ پادری عماد الدین صاحب نے اپنی بے اصل تالیفات میں عربی ضائع کی۔ اب چاہیئے کہ اس تفسیر کو خرید کر کے بہت محنت اور پیار سے پڑھیں۔ بلکہ ہم پادری ٹٹا کر اس صاحب اور پادری صفدر علی صاحب اور ڈاکٹر مارٹن کلاؤک صاحب اور پادری طامس اول صاحب اور اس تفسیر کے اصل موجب پادری فتح مسیح صاحب کو بھی صلاح دیتے ہیں کہ وہ ضرور اس تفسیر مقدس کو اس کے چھپنے کے بعد منگوائیں اور خدا تعالیٰ سے دعا مانگ کر غور سے پڑھیں کہ وہ بلاشبہ ان کو ایک سچے معلم کی طرح نور اور راستی کا سبق دے گی اور بہت سی تاریکیوں سے نکال دے گی پڑ

والسلام علی من اتبع الهدی

۲۶ جنوری ۱۸۹۶ء

المشتر خاں سار غلام احمد ارقادیان ضلع گورداسپور

موسیٰ شیخ بطل محمد حسین بطالوی جہاں قبلہ کو کافر کہنے سے باز نہیں آتے۔ اب اس تفسیر کے شائع ہونے سے پہلے ہی انہیں کی تفسیر لکھے تا اس کی علمی اور ایمانی قوت معلوم ہو۔ ورنہ ایسی ہاقت قابلِ شرم ہے جیسا کہ اس نے مسلمانوں کے مباحثہ کی نسبت ہمارے پندرہ دن فی البدیہہ تقریر پر ہماری ہی باتیں چھاپا کر ڈھائی برس میں گھر میں بیٹھ کر نیکو چینی کا مضمون تیار کیا اور مرکر اور دوسو گندو لیکر ہمارے پندرہ دن کی جگہ تیس پیچھے خرچ کئے۔ منہ

مطبوعہ ضیاء اسلام قادیان

(یہ مشق ۲۰ x ۲۶ کے ایک صفحہ پر درج ہے)

دو عیسائیوں میں محاکمہ

انجیل متی ۵ باب میں ہے ”تم سُن چکے ہو کہ کہا گیا۔ آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت۔ پر میں تمہیں کہتا ہوں کہ ظالم کا مقابلہ نہ کرنا“ اس تعلیم پر ایک صاحب خیر الدین نام عیسائی نے ڈرتے ڈرتے اعتراض کیا ہے کہ ایسے احکام اس طبعی قانون خود حفظی کے برخلاف ہیں جو جمیع حیوانات بلکہ پرندوں اور کیڑوں میں بھی نظر آ رہا ہے اور ثابت نہیں ہو سکتا کہ کسی زمانہ میں باستانہ ذات مسیح کے ان احکام پر کسی شخص نے عمل بھی کیا ہے۔ چنانچہ یہ سوال ان کا نور افشاں ۲۰ دسمبر ۱۸۹۵ء میں درج ہو چکا ہے۔ درحقیقت یہ سوال خیر الدین صاحب کا نہایت عمدہ اور کامل اور ناقص تعلیم کے لئے ایک معیار تھا مگر افسوس کہ پرچہ نور افشاں ۲ جنوری ۱۸۹۶ء میں پادری ٹھاکر داس نے اس قابل قدر اور بیش قیمت سوال کا ایسا نکتہ اور یہودہ جواب دیا ہے جس سے ایک محقق طبع انسان کو ضرور ہنسی آئے گی۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ سوال اور جواب کی کچھ حقیقت محاکمہ کے طور پر ظاہر کر کے اُن لوگوں کو فائدہ پہنچاؤں جو حقیقی سچائیوں کے بھوکے اور پیاسے ہیں۔

واضح ہو کہ پادری ٹھاکر داس صاحب اس بات پر زور دیتے ہیں کہ انجیل میں جانی یا مالی ضرر کی حالت میں ترک مقابلہ کے یہ معنی ہیں کہ ظالم سے انتقام حکومت ہی لیوے آپ مقابلہ نہ کریں۔ مطلب یہ کہ اگر کوئی ظالم کسی جان کو ضرر شدید پہنچا دیوے یا مال کو لے لیوے تو انجیل کا منشاء یہ ہے کہ توسط حاکم چارہ جوئی کی جائے۔ اب غور سے سوچنا چاہئے کہ انجیل متی کی اصل عبارت جس کے یہ معنی کئے گئے ہیں یہ ہے ”تم سُن چکے ہو کہ کہا گیا کہ آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت۔ پر میں تمہیں کہتا ہوں کہ ظالم کا مقابلہ نہ کرنا۔ اس جگہ غور طلب

یہ امر ہے کہ ترک مقابلہ کے کیا معنی ہیں؟ کیا صرف یہ کہ اگر کوئی ظالم آنکھ پھوڑ دے، یا دانت نکال دے تو توسط حکام اس کو سزا دلانی چاہیئے۔ خود بخود اس کی آنکھ نہیں پھوڑنی چاہئے۔ اعدہ دانت نکالنا چاہیئے۔ اگر یہی معنی ہیں تو توریت پر زیادت کیا ہوگی۔ کیونکہ توریت بھی تو یہی ہدایت دیتی ہے کہ ظالموں کو قاضیوں کی معرفت سزا ملے۔ خروج ۲۱ باب میں خدا مومن کو کہتا ہے کہ تو جان کے بدلے جان لے اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت۔ اور توریت بتا رہی ہے کہ یہ تمام سزائیں قاضیوں کی تجویز کے موافق عمل میں آویں۔ مگر پادری مٹا کر اس صاحب کہتے ہیں کہ انجیل کی تعلیم میں توریت پر یہ زیادت ہے کہ ایک مظلوم حکام کی معرفت انتقام لیوے۔ یعنی یہودیوں کو تو اختیار تھا کہ ظالم کو بغیر توسط حکام کے خود سزا دے دیں۔ مگر انجیل نے قاضیوں اور حاکموں کے سوا کسی کو سزا دینے کے لئے مجاز قرار نہیں دیا۔ گویا قاضیوں کے عہدے تجویز کرنے والی انجیل ہی ہے۔ توریت میں اس کا کچھ ذکر نہیں۔ مگر ظاہر ہے کہ ایسا خیال صریح خلاف واقعہ ہے۔ اور پادری صاحب نے بھی کوئی ایسی آیت توریت کی پیش نہیں کی جس سے یہ سمجھا جائے کہ توریت ہر ایک کو سزا دینے کا اختیار دیتی ہے۔ بلکہ یہ بات تو ہر ایک توریت پڑھنے والے کو معلوم ہے کہ توریت کی تمام سزائیں اور حدود قاضیوں کی معرفت عمل میں آتی تھیں۔ اور جرائم کی پاداش کا توریت میں بھی انتظام تھا کہ قاضیوں کے ذریعہ سے ہر ایک مجرم سزا پاوے۔ اور اگر اس تقریر سے پادری صاحب کا یہ مطلب ہے کہ گو توریت میں قاضیوں کے ذریعہ سے سزائیں تو ہوتی تھیں مگر خود حفاظتی کے لئے جس قدر مقابلہ کی ضرورت تھی یہودی لوگ اس مقابلہ کے لئے مجاز تھے۔ اب انجیل میں کمال یہ ہے کہ عیسائی اس مقابلہ کے لئے مجاز نہیں ہیں بلکہ حکم ہے کہ ظالم کا منشا پورا ہونے دیں۔ مثلاً اگر کوئی ظالم ایک عیسائی کی آنکھ پھوڑنا چاہے تو عیسائی کو چاہئے کہ بخوشی اس کو پھوڑنے دے اور پھر کانٹا یا اندھا ہونے کے بعد عدالت میں جا کر نالش کر دے۔ تو ہم نہیں سمجھ سکتے کہ یہ کس قسم کی اخلاقی تعلیم ہے اور ایسے اخلاق سے نفسانی

جذبات پر کس قسم کا اثر پڑے گا۔ بلکہ ایسا انسان نہایت بد بخت انسان ہے کہ اپنی آنکھ ناحق صانع کو اگر پھر صبر نہ کر سکا اور اپنی قوت انتقام کو حکام کے ذریعہ سے ایسے وقت میں عمل میں لایا جو اس کو کچھ نفع نہیں دے سکتا تھا۔ ایسے عیسائی سے تو یہودی ہی اچھا راجس نے خود حفاظتی کو کام میں لا کر اپنی آنکھ کو بچا لیا۔ شاید پادری مٹھا کر اس صاحب کہیں کہ ترک مقابلہ اس حالت میں ہے جبکہ کوئی شخص تھوڑی تکلیف پہنچانا چاہے۔ لیکن اگر سچ آنگھ پھوڑنے یا دانت نکالنے کا ارادہ کرے تو پھر خود حفاظتی کے لئے مقابلہ کرنا چاہیئے۔ تو یہ شہیال پادری صاحب کا انجیل کی تعلیم کے مخالفت ہو گا۔ متی باب ۵ آیت ۲۸ میں مرتبہ یہ عبارت ہے کہ تم من چمکے ہو کہ کہا گیا آنگھ کے بدلے آنگھ اور دانت کے بدلے دانت۔ ۳۹۔ پرئیں تہیں کہتا ہوں کہ ظالم کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ جو تیری داہنی گال پر طمانچہ مارے دوسری بھی اس کی طرف پھیر دے۔ اور ظاہر ہے کہ اگر کسی کے منہ پر ایک زور آور کے ہاتھ سے ظالمانہ ارادہ سے ایک زور کا طمانچہ لگے تو اس ایک ہی طمانچہ سے دانت بھی نکل سکتے ہیں۔ اور آنگھ بھی پھوٹ سکتی ہے۔ اور یسوع صاحب فرماتے ہیں کہ ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسرا بھی پھیر دے تو اس سے ان کا بھی یہی مطلب معلوم ہوتا ہے کہ تا دوسری طرف کے بھی دانت نکلیں اور آنگھ بھی پھوٹے اور اندھا ہو جائے نہ صرف کاٹا رہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ دشمن ظالم کا پُر زور طمانچہ مادر مہربان کے طمانچہ کی طرح نہیں ہو گا بلکہ وہ تو ایک ہی طمانچہ سے ایک ہی ضرب سے دانت بھی نکال ڈالے گا اور آنگھ بھی۔ پس اس تعلیم سے تو یہی ثابت ہوا کہ اگر سچے عیسائی ہو تو دانت اور آنگھ نکالنے دو اور مقابلہ نہ کرو۔ اور اپنی آنکھ اور دانت کو مت بچاؤ۔ سو اس وقت وہی اعتراض انجیل پر ہو گا جو خیر الدین صاحب نے پیش کیا ہے۔

اور اس آیت کا یہ بھی مطلب ہے کہ اگر کوئی ظالم تمہاری آنکھ نکال دے یا دانت توڑ دے تو یہ کوشش بھی مت کرو کہ اس کی آنکھ بھی بھڑی جائے یا اس کا دانت بھی نکل دیا جائے۔ یعنی نہ آپ انتقام لو اور نہ حکام کے ذریعہ سے انتقام کی خواہش کرو۔ کیونکہ اگر

انتقام ہی لینا ہے تو پھر ایسی تعلیم کو تدریت پر کیا فوجیت ہے۔ آپ سزا دینا یا حکام سے سزا دلوانا ایک ہی بات ہے۔ اور اگر کوئی عیسائی کسی ظالم کو حکام کے ذریعہ سے سزا دلائے، تو اسے یاد رکھنا چاہیے کہ تدریت بھی تو ایسے موقع پر یہ اجازت نہیں دیتی کہ ایسے مجرم کی شخص مظلوم آپ ہی آنکھ پھوڑ دے یا دانت نکال دے بلکہ ہدایت کرتی ہے کہ ایسا شخص حکام کے ذریعہ سے چارہ جوئی کرے۔ پس اس صورت میں مسیح کی تعلیم میں کونسی زیادتی ہوئی۔ یہ تعلیم تو پہلے ہی سے تدریت میں موجود تھی۔

اس جگہ ہم صفائی بیان کے لئے پادری صاحب سے دریافت کرتے ہیں کہ اگر مثلاً کسی موقع پر کوئی ایسا اتفاق ہو جائے کہ کوئی ظالم آپ کی آنکھ پھوڑ دے یا آپ کا ایک دانت نکال دے تو انجیل کی رو سے آپ ایسے ظالم سے کس طرح پیش آئیں گے۔ اگر کہو کہ اس وقت ہم بدی کا بدی کے ساتھ مقابلہ نہیں کریں گے مگر عدالت کے ذریعہ سے انتقام لیں گے۔ تو یہ کارروائی انجیلی تعلیم کا ہرگز منشا نہیں ہے۔ کیونکہ اگر آنکھ کے بدلے ضرور آنکھ کو پھوڑنا ہے۔ اور کسی قاضی یا حاکم کی طرف رجوع کرنا ہے تو یہ تدریت کی تعلیم ہے جو آپ کے یسوع صاحب کے وجود سے بھی پہلے بنی اسرائیل میں رائج تھی اور اب بھی کمزور اور ضعیف لوگ کب شریروں کا مقابلہ کرتے ہیں۔ وہ بھی تو فوجداری اور مالی مقدمات میں عدالتوں کی طرف ہی رجوع کرتے ہیں۔ مگر متی کے پانچ باب میں جس طرز بیان کو آپ کے یسوع صاحب نے اختیار کیا ہے یعنی تدریت کے احکام پیش کر کے جا بجا کہا ہے کہ انگوں سے یہ کہا گیا ہے مگر میں یہ کہتا ہوں اس طرز سے صاف طور پر ان کا یہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ وہ تدریت کی تعلیم سے کچھ علاوہ بیان کرنا چاہتے ہیں۔ پھر اگر مقام متنازعہ فیہ میں تدریت سے زیادہ کوئی بات نہیں بلکہ جیسا کہ ایک یہودی کسی ظالم کے ہاتھ سے ظلم اٹھا کر عدالت سے چارہ جوئی کرنا چاہتا ہے یہی انجیل کی تعلیم ہے تو پھر مسیح کا یہ دعویٰ کہ پہلی کتاب میں تو یہ کہا گیا ہے مگر میں یہ کہتا ہوں محض لغو ٹھہرتا ہے سوال تو یہ ہے کہ مسیح نے جو تدریت کی تعلیم آنکھ کے بدلے دانت، دانت کے بدلے دانت

بیان کر کے پھر اپنی ایک نئی تعلیم بتلائی جو اس سے بہتر ہے وہ کیا ہے۔ اب جبکہ نئی تعلیم کوئی بھی ثابت نہ ہو سکی۔ تو یہ کہنا پڑے گا کہ مسیح نے صرف دھوکہ دیا ہے اور پادری ٹھاکر اس صاحب یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کے یسوع صاحب کا ظالم کے مقابلہ سے اپنے چیلوں کو منع کرنا صرف چھوٹی چھوٹی باتوں تک محدود ہے اور کہتے ہیں کہ ترک مقابلہ سے یہ مطلب ہے کہ چھوٹی چھوٹی باتیں جیسے کہ مثلاً گال پر طمانچہ کھانا بدلہ لینے کا محل نہیں ہے بلکہ ایسی حالتوں میں برداشت کرنا فرض ہے۔ مگر وہ اپنے اس بیان سے ثابت کرتے ہیں کہ انجیل کی منشا سے وہ کیسے ناواقف ہیں۔ اے صاحب آپ نے کہاں سے اور کس سے سُن لیا کہ ظالم کا مونہ پر طمانچہ مارنا چھوٹی چھوٹی باتوں میں داخل ہے۔ شاید اب تک آپ نے کسی زبردست کا طمانچہ نہیں کھایا افسوس کہ موسیٰ کا طمانچہ بھی آپ کو یاد نہ رہا کہ اس کا کیا نتیجہ تھا۔ اگر اس جگہ طمانچہ سے صرف ایک پیار اور محبت کا طمانچہ ہے جس میں آنکھ یا دانت کے نکلنے کا خطرہ نہیں تو آپ کے یسوع صاحب ایک نادان اور ذلیلہ زبان ٹھہریں گے جن کا کلام غیر منظم اور پریشان ہے کہ تعلیمی مقابلہ دکھلانے کے وقت آنکھ اور دانت کے مقابل پر گال کے طمانچہ کا ذکر کرتے ہیں جو محض ایک بے تعلق امر ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر گال کے طمانچہ میں آنکھ اور دانت کا ذکر کچھ بھی طوط نہیں تو یہ عبارت سخت بے جوڑ اور منقطع ہوگی۔ اور ساتی اور لاحق کا کچھ بھی باہم ربط نہ ہوگا۔ اگر یسوع صاحب کا وہی منشا تھا جو پادری صاحب نے سمجھا ہے تو یوں کہنا چاہیئے تھا کہ تم مَن چکے ہو کہ آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت مگر میں تمہیں کہتا ہوں کہ آنکھ اور دانت کے عوض تو تم ظالم کا مقابلہ کرو لیکن اگر کوئی ہلکا سا طمانچہ مارے جس سے نہ آنکھ چھوٹے اور نہ دانت نکلے تو اس کی برداشت کرلو۔ مگر آپ کے یسوع صاحب نے ایسا نہیں کیا بلکہ انہوں نے تو آنکھ اور دانت کا ذکر کر کے پھر اپنی تعلیم کی فوقیت دکھلانے کے لئے ایسے عضو کا ذکر کیا جس پر ایک زور کا طمانچہ لگنے سے آنکھ اور دانت دونوں نکل سکتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایک نبی کا کلام بے ربط اور دیوانوں کی طرح نہیں ہونا چاہیئے۔ آپ جانتے ہیں کہ یسوع صاحب کا مدعا تو یہی تھا۔

کہ موسیٰ کی کتاب میں آنکھ نکالنے کی سزا آنکھ لکھی ہے مگر میری تعلیم اخلاقی صورت میں اس سے بڑھ کر ہے۔ پس اگر یسوع صاحب کے قول کے اس جگہ وہ معنی کئے جاویں جن سے موسیٰ اور یسوع کی تعلیم ایک ہی بن جائے تو پھر ان کا وہ اصل مقصد جو اخلاقی تعلیم کا زیادہ نمونہ دکھانا ہے بالکل فوت ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰ کی توریت میں کسی جگہ یہ نہیں لکھا کہ تم ہلکے ہلکے طمانچے کھا کر ان کے عوض بھی طمانچے مارا کرو اور ذرہ ذرہ سی باتوں میں مقدس بناؤ۔ بلکہ توریت میں صرف ایسی باتوں کو قانون قصاص میں داخل کیا ہے جن کو ایک متوسط العقل آدمی مواظفہ کے لائق سمجھتا ہے جیسے آنکھ پھوٹنا، دانت نکالنا، جان سے مارنا وغیرہ وغیرہ۔ کیونکہ اگر ایسے ایسے شدید حملوں کو نہ روکا جائے تو بنی آدم کی زندگی ایک دن بھی ممکن نہیں۔ یہ نہیں کہ اگر کوئی ذرہ جسم پر انگلی بھی لگا دے تو اس پر بھی مقابلہ کے طور پر انگلی لگا دینی چاہیے۔ یہ تو وحشیانہ حرکات ہیں اور انہی کی تعلیمیں ایسی ردیانہ مقابلہ کی ہرگز رغبت نہیں دیتیں کہ جس میں اخلاقی حالت کا بالکل ستیاناس ہو جائے اور انسان ان نادان بچوں کی طرح بن جائے جو ذرہ ذرہ سی بات میں ایک دوسرے پر حملہ کرتے ہیں۔

پھر پادری بھاکر اس صاحب نے جب دیکھا کہ انجیل کی بیکطرفہ تعلیم پر درحقیقت عقل اور قانون قدرت کا سخت اعتراض ہے تو ناچار ایک عرق بہنے والے کی طرح قرآن شریف گہاتہ مارا ہے تاکہ کوئی سہارا ملے چنانچہ پڑھتا ہے کہ قرآن جیسی کتاب میں بھی اس کے یعنی اس انجیل کے حکم کی تعریف کی گئی ہے اور پھر ایک آیت کا غلط ترجمہ پیش کرتے ہیں کہ اگر بدلہ دو تو اس قدر بدلہ دو جس قدر تمہیں تکلیف پہنچے اور اگر صبر کرو تو یہ صبر کرنے والوں کے لئے بہتر ہے اور اس آیت سے یہ نتیجہ نکالنا چاہتے ہیں کہ گویا یہ انجیلی تعلیم کے موافق ہے۔ مگر یہ کچھ نہ حاشیہ۔ یہ کہہ کہ قرآن جیسی کتاب میں بھی، ایک تحقیر کا کلمہ ہے کہ جو خدائے تعالیٰ کی بزرگ اور مقدس کتاب کی نسبت پادری صاحب نے استعمال کیا ہے۔ یہیں بڑا تعجب ہے کہ یہ مردہ پرست قوم اللہ جل شانہ کے پاک کلام سے اس قدر کیوں بغض رکھتی ہے۔ منہاج

تو ان کی غلطی اور کچھ شرارت بھی ہے۔ غلطی اس وجہ سے کہ یہ لوگ علم عربیت سے محض ناواقف اور بے بہرہ ہیں۔ اس لئے ان کو کچھ بھی استعداد نہیں کہ قرآن کے الفاظ سے اس کے صحیح معنی سمجھ سکیں۔ اور شرارت یہ کہ آیت صریح بتلا رہی ہے کہ اس میں انجیل کی طرح صرف ایک ہی پہلو درگزر اور عفو پر زور نہیں دیا گیا بلکہ انتقام کو تو حکم کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ اور عفو کی جگہ صبر کا لفظ ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے جو سزا دینے میں جلدی نہیں چاہیئے اور عفو کرنے کے لئے کوئی حکم نہیں دیا۔ مگر پھر بھی یاد رہی مٹھا کہ اس صاحب نے دانستہ اپنی آنکھ کو بند کر کے خواہ خواہ قرآن شریف کی کامل تعلیم کو انجیل کی ناقص اور نکمی تعلیم کے ساتھ مشابہت دینا چاہا ہے

ناظرین یاد رکھیں کہ قرآن شریف کی آیت جس کا غلط ترجمہ مٹھا کہ اس صاحب نے پیش کیا ہے، یہ ہے۔ وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ۔ یعنی اگر تم ایذا کے بدلے ایذا دو تو اسی قدر دو جس قدر تم کو ایذا دیا گیا اور اگر تم صبر کرو تو صبر کرنا ان کے لئے بہتر ہے جو سزا دینے میں دلیر ہیں اور اندازہ اور حد سے گزر جاتے ہیں اور بدرقتا ہیں یعنی محل اور موقعہ کو شناخت نہیں کر سکتے۔ الصابرين میں جو صبر کا لفظ ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ بے تحقیق اور بے محل سزا دینا۔ اسی وجہ سے آیت میں

۴ نوٹ۔ یہ بے علمی کی شامت ہے کہ ۱۸۹۶ء پرچہ نور افشاں میں کسی نادان عیسائی نے اپنے یسوع کو مصداق قول المغض غفری کا ٹھہرایا۔ سو انہیں یاد رہے کہ فقر قابل تحسین وہ ہے جس میں صاحب فقر کی سخاوت اور ایثار کا ثبوت ملے یعنی اس کو دنیا دی جائے مگر وہ دنیا کے مال کو دنیا کے محتاجوں کو دے دے۔ جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کہ لکھو کھا رو پیہ پایا اور محتاجوں کو دے دیا۔ ایک مرتبہ ایک کافر کو اونٹوں اور بکریوں کا پہاڑ بھرا ہوا بخش دیا۔ آپ کے یسوع کا کسی محتاج کو ایک روٹی دینا بھی ثابت نہیں۔ سو یسوع نے دنیا کو نہیں چھوڑا بلکہ دنیا نے یسوع کو چھوڑا۔ ان کو کب مال حاجس کو لے کر انہوں نے محتاجوں کو دے دیا۔ وہ خود تو بار بار روتے ہیں کہ میرے لئے سر رکھنے کی جگہ نہیں۔ ایسے فقر کے رنگ میں تو دنیا میں ہزار لنگوٹی پوش موجود ہیں جن کو داؤد نبی نے صبر و غضب الہی قرار دیا ہے۔ اور ایسے فقر کے لئے یہ حدیث ہے۔ الفق سواد الوجہ فی المناجحت۔ منہ ۶

خدا یتعالیٰ نے یہ نہ فرمایا لہو خیر لکم بلکہ فرمایا لہو خیر للذین ابین تم اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ اس جگہ صبر کے معنی نہیں ہیں جو پہلے لفظ میں ہیں۔ اور اگر وہی معنی ہوتے، تو بجائے لہو کے للذین ابین رکھنا بے معنی اور بلا غنت کے برخلاف ہوتا۔ لغت عرب میں جیسا کہ صبر روکنے کو کہتے ہیں۔ ایسا ہی یہ جاد لیری اور بد رفتاری، بے تحقیق کسی کام کرنے کو کہتے ہیں اب ناظرین سوچ لیں کہ اس آیت کا صرف یہ مطلب ہے کہ ہر ایک مومن پر یہ بات فرض کی گئی ہے کہ وہ اسی قدر انتقام لے جس قدر اس کو دکھ دیا گیا ہے۔ لیکن اگر وہ صبر کرے یعنی سزا دینے میں جلدی نہ کرے تو ان لوگوں کے لئے صبر بہتر ہے تین کی حادث چالاکی اور بد رفتاری اور بد استقامتی ہے یعنی جو لوگ اپنے محل پر سزا نہیں دیتے بلکہ ایسے لوگوں سے بھی انتقام لیتے ہیں کہ اگر ان سے احسان کیا جائے تو وہ اصلاح پذیر ہو جائیں یا سزا دینے میں ایسی جلدی کرتے ہیں کہ بغیر اس کے جو پوری تحقیق اور تفتیش کریں ایک بیگناہ کو بلا میں گرفتار کر دیتے ہیں۔ ان کو چاہیے کہ صبر کریں یعنی سزا دینے کی طرف جلدی نہ دوں۔ اول خوب تحقیق اور تفتیش کریں۔ اور خوب سوچ لیں کہ سزا دینے کا محل اور موقعہ جیسا ہے یا نہیں۔ پھر اگر موقعہ ہو تو دیں ورنہ رک جائیں۔ اور یہ مضمون صرف اسی آیت میں نہیں بیان کیا گیا بلکہ قرآن شریف کی اور کئی آیتوں میں بھی بیان ہے۔ چنانچہ ایک جگہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا فمن عفی واصلح فاجراً علی اللہ یعنی بدی کی سزا اسی قدر بدی ہے لیکن جو شخص عفو کرے اور ایسی عفو ہو کہ اس سے کوئی اصلاح مقصود ہو تو وہ خدا سے اپنا اجر پائے گا یعنی بے محل اور بے موقعہ عفو نہ ہو جس سے کوئی بد نتیجہ نکلے اور کوئی فساد پیدا ہو بلکہ ایسے موقعہ پر عفو ہو جس سے کسی صلاحیت کی امید ہو اور یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ بنی آدم کی طبیعتیں یکساں واقعہ نہیں ہوتیں اور گناہ کرنے والوں کی عادتیں اور استعدادیں ایک طور کی نہیں ہوا کرتیں بلکہ بعض تو سزا کے لائق ہوتے ہیں اور بغیر سزا کے ان کی اصلاح ممکن نہیں اور بعض عفو اور درگزر سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور سزا دینے سے چڑ کر اور بھی بدی ہے

مستحکم ہو جاتے ہیں۔ غرض یہ تعلیم وقت اور موقعہ یعنی کی قرآن شریف میں جا بجا پائی جاتی ہے اگر ہم تفصیل سے لکھیں تو ایک بڑا رسالہ بن جاتا ہے۔

یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ جیسا کہ تورات میں آیا ہے کہ ”خدا سینا سے آیا اور معبر سے طلوع کیا اور فسان ان کے پہاڑ سے ان پر چمکا“ اسی طرح حقیقی چمک ہر ایک تعلیم کی اسلام سے ہی پیدا ہوئی ہے۔ خدا کے کام اور خدا کی کلام کا کامل معانقہ قرآن نے ہی کر لیا ہے۔ تورات نے سزاؤں پر زور دیا تھا اور چونکہ انجیل ایسے وقت میں نازل ہوئی جبکہ یہود میں انتقام کشی کی عادتیں اور کینہ اور بغض حد سے بڑھ گیا تھا اس لئے انجیل میں مغفوت اور درگزر کی تعلیم ہوئی۔ مگر یہ تعلیم نفس الامریں عمدہ نہ تھی بلکہ نظام الہی کی دشمن تھی۔ لہذا حقیقی تعلیم کا تلاش کرنے والا انجیل کی تعلیم پر بہت ہی شک کرے گا اور ممکن ہے کہ ایسے معلم کو ایک نادان اور سادہ لوح قرار دے۔ چنانچہ یورپ کے محققوں نے ایسا ہی کہا۔ مگر یاد رہے کہ اگرچہ انجیل کی تعلیم بالکل نکتی اور سراسر سیچ ہے لیکن حضرت مسیح اس وجہ سے معذور ہیں کہ انجیل کی تعلیم ایک قانون دائمی اور مستمر کی طرح نہیں تھی بلکہ اس محدود ایکٹ کی طرح تھی جو شخص المقام اور مختص الزمان اور مختص القوم ہوتا ہے۔ یورپ کے وہ روشن دماغ محقق جنہوں نے یسوع کو نہایت درجہ کا نادان اور سادہ لوح اور علم و حکمت سے بے بہرہ قرار دیا ہے۔ اگر وہ اس عذر پر اطلاع پاتے تو یقین تھا کہ وہ اپنی تحریروں میں کچھ نرمی کرتے۔ لیکن مخلوق پرست لوگوں نے اور بھی اہل تحقیق کو بیزار کیا۔ عزیزو یہ زمانہ ایک ایسا زمانہ ہے کہ اس زمانہ کے محقق اور آزاد طبیعت ایک مژدہ خوار کو ایسا بڑا اور قابل لعن طعن اور حقیر نہیں سمجھتے جیسا کہ ایک مژدہ پرست مشرک کو۔

خو فاران عربی لفظ ہے جس کے معنی ہیں دو بھاگنے والے اور مصدر اس کا فرار ہے۔ چونکہ حضرت انجیل علیہ السلام اور ان کی والدہ مطہرہ صدیقہ ہامہ رضی اللہ عنہا سارہ کی بدخونی اور ظلم کے ہاتھ سے تنگ آکر الہام الہی سے مکہ منعمہ کی زمین میں بھاگ آئے اس لئے اس زمین کا نام فاران ہوا یعنی دو بھاگنے والے منہ

غرض انجیل کی ناقص اور نکی اور یہودہ تعلیم اگرچہ اہل تحقیق کے نزدیک نہایت ہی بددعا اور قابل نفرت ہے۔ لیکن چونکہ اُس وقت کے یہود بھی ایک گری ہوئی حالت میں تھے اور خدائے تعالیٰ جانتا تھا کہ اس تعلیم کو جلد تر نیست و نابود کیا جائے گا۔ لہذا ایک مختصر زمانہ کے لئے جو چھ سو برس سے زیادہ نہ تھا یہ تعلیم یہودیوں کو دی گئی۔ مگر چونکہ فی الواقع حق اور حکمت پر مبنی نہیں تھی اس لئے خدائے تعالیٰ کی کامل کتاب نے جلد نزول فرما کر دنیا کو اس یہودہ تعلیم سے نجات بخشی۔ یہ بات بدیہی اور صاف ہے کہ انسان اس دنیا میں بہت سے قوی لے کر آیا ہے اور تمام حیوانات کے متفرق قوی کا مجموعہ انسان میں پایا جاتا ہے اس لئے وہ دوسروں کا سردار بنایا گیا۔ پس انسان کی تکمیل کے لئے وہی تعلیم حقیقی تعلیم ہے جو اس کی تمام قوتوں کی تربیت کرے نہ کہ اور تمام شاخوں کو کاٹ کر صرف ایک ہی شاخ پر زور ڈال دے۔ تعلیم سے مطلب تو یہ ہے کہ انسان اپنی تمام قوتوں کو حد اعتدال پر چلا کر حقیقی طور پر انسان بن جائے اور اس کی تمام قوتیں خدائے تعالیٰ کے آستانہ پر کامل عبودیت کے ساتھ سر رکھ دیں اور اپنے محل اور موقع پر چلیں۔ اور ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں کہ انسان میں کوئی قوت بڑی نہیں۔ صرف اُن کی بد استعمالی بڑی ہے۔ مثلاً حسد کی قوت کو بہت ہی بُرا سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ ایک حاسد دوسرے کی نعمت کا زوال چاہتا ہے اور وہ نعمت اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ لیکن درحقیقت غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ حسد کا اصل مفہوم بُرا نہیں۔ کیونکہ اصل مفہوم اس قوت کا جو بد استعمالی سے بڑی شکل پیدا کر لیتا ہے صرف اس قدر ہے کہ سب سے بڑھ کر اگے قدم رکھے اور اچھی باتوں میں سب سے بھگت لے بھٹے اور پیش قدمی کا ایسا جوش ہو جو کسی کو اپنے برابر دیکھ نہ سکے۔ پس چونکہ حاسد میں سبقت کرنے کا مادہ جوش مادتا ہے لہذا ایک شخص کو ایک نعمت میں دیکھ کر یہ چاہتا ہے کہ یہ نعمت میرے لئے ہو اور اس کے دُور ہو جائے تا اس طرح پر اس کو سبقت حاصل ہو۔ سو یہ اس پاک قوت کی بد استعمالی ہے۔ ورنہ مجرد سبقت کا جوش اپنے اندر بُرا نہیں ہے۔ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ فاستبقوا الخیرات

یعنی خیر اور بھلائی کی ہر ایک قسم میں مسقت کرو اور زور مار کر سب سے اگے چلو۔ سو جو شخص نیک و صالحی سے خیر میں مسقت کرنا چاہتا ہے وہ درحقیقت جسد کے مفہوم کو پاک سورت میں اپنے اندر رکھتا ہے۔ اسی طرح تمام اخلاق و ذیلہ اخلاق فاضلہ کی مسخ شدہ صورتیں ہیں۔ خدا تعالیٰ نے انسان میں تمام نیک قوتیں پیدا کیں۔ پھر بد استعمالی سے وہ بد بنا ہو گئیں۔ اسی طرح انتقام کی قوت بھی درحقیقت بڑی نہیں ہے۔ فقط اس کی بد استعمالی بڑی ہے۔ اور انجیل نے جو انتقامی قوت کو بڑا قرار دیا اگر وہ عذر ہمیں یاد نہ ہوتا جو ابھی ہم کہہ چکے ہیں تو ہم ایسی تعلیم کو شیطانی تعلیم قرار دیتے۔ مگر اب کیونکر قرار دیں کیونکہ خود حضرت مسیح اپنی تعلیم کے نکستی اور ناقص ہونے کا اقرار کر کے اپنے حواریوں کو کہتے ہیں کہ

”بہت سی باتیں ہیں کہ ابھی تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب فارقیط آئے گا تو وہ تمام باتیں تمہیں سمجھا دے گا“

یہ اشارہ اس بات کی طرف تھا کہ میری تعلیم کمی اور ناقص ہے اور آنے والا نبی کامل تسلیم لائے گا۔ عیسائیوں کا یہ عذر بالکل جاہلانہ عذر ہے کہ یہ پیشگوئی اُس روز پوری ہوئی جب حواریوں نے طرح طرح کی زبانیں بولی تھیں۔ کیونکہ طرح طرح کی زبانیں بولنے کوئی نئی تعلیم نہیں ہو سکتی۔ وہ زبانیں تو عیسائیوں نے محفوظ بھی نہیں رکھیں بولنے کے ساتھ ہی معدوم ہو گئیں۔ ہاں اگر عیسائیوں کے ہاتھ میں کوئی ایسی نئی تعلیم ہے جو حضرت مسیح کے اقوال میں نہیں پائی جاتی تو اسے پیش کرنا چاہیئے تاکہ دیکھا جائے کہ وہ اس عفو اور درگذر کی تعلیم کو کیونکر بدلاتی ہے۔

اگر عیسائیوں میں انصاف ہوتا تو حضرت مسیح کا اپنی تعلیم کو ناقص قرار دینا اور ایک آنے والے نبی کی امید دلانا ہمارے مونی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی شناخت کے لئے مٹاقرینہ تھا خصوصاً اس حالت میں کہ خود انجیل کی ناقص تعلیم ایک کامل کتاب کو چاہتی تھی۔ پھر ایک یہ بھی بڑا قرینہ تھا کہ حضرت مسیح فرماتے ہیں کہ تم میں ان باتوں کی برداشت نہیں۔ اس میں صریح اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ تمہاری استعدادیں اور تمہاری

فطرتیں اس تعلیم کے مخالفت پڑی ہیں۔ پھر جبکہ فطرت میں تبدیلی ممکن نہیں اور نہ حضرت مسیح کے وقت میں وہ فطرتیں مبدل ہو سکیں تو پھر کسی دوسرے وقت میں ان کی تبدیلی کیونکر ممکن ہے۔ پس یہ صاف اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ وہ تعلیم تمہیں نہیں دی جائے گی بلکہ تمہاری ذریت اس تعلیم کا زمانہ پائے گی اور ان کو وہ استعدادیں دی جائیں گی جو تمہیں نہیں دی گئیں۔ یہ تو ہم نے پادری ٹھا کو اس صاحب کی نسبت وہ باتیں لکھی ہیں جن کا انصاف کی رو سے لکھنا مناسب تھا لیکن خیر الدین صاحب کی یہ غلطی ہے کہ وہ گمان کرتے ہیں کہ یسوع انجیلی تعلیم کا پابند تھا۔ انہیں سمجھنا چاہیے کہ اگر یسوع اس کی تعلیم کا پابند ہوتا تو فقیہوں فریسیوں کو بند زبانی سے پیش نہ آتا۔ یسوع کے ہاتھ میں صرف زبان تھی سو خوب چلائی۔ کسی کو حرامکار کسی کو سانپ کا بچہ، کسی کو سست اعتقاد قرار دیا۔ اگر کچھ اختیار ہوتا تو خدا جلنے کیا کرتا۔ ہم اس کے علم اور عقو کے بغیر امتحان کے کیونکر قائل ہو جائیں اور کیوں یہ بات سچ نہیں کہ ”مستری بی از میجادری“ کہان یسوع کو یہ موقع ملا کہ وہ یہود کے سزا دینے پر قادر ہوتا اور پھر مد گذر کرتا۔ اے یہ اخلاق فاضلہ ہمارے سید و مولیٰ افضل الانبیاء خیر الاصفیاء محمد مصطفیٰ خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم میں ثابت ہیں کہ آپ نے جب مکہ والوں پر فتح پائی جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ستایا تھا اور صد ہا تاتق کے خون کئے تھے اور یقین رکھتے تھے کہ اپنی خونریزیوں کے عوض میں ٹکڑے ٹکڑے کئے جاویں گے ان سب کو بخش دیا اور کہا کہ جاؤ میں نے سب کو آزاد کر دیا۔ جیسا یوں کی اگر نیک قسمت ہے تو اب بھی اس آفتاب صداقت کو شناخت کریں اور مردہ پرستی سے باز آئیں۔

والسلام علی من اتبع الهدی

سلام احمد قادیانی

طوبہ ضیاء الاسلام قادیان

خدا کا فیصلہ ہے

(۱۴۷)

یہ وہ رسالہ ہے جس کا نام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اِنْ حِمْزٌ وَاقْتَصَبَ عَلٰی سُوْرَةِ الْاٰیٰتِ

پنجاب اور ہندوستان کے تمام پادری صاحبوں

کیلئے ایک احسن طریق فیصلہ

عیسائی صاحبوں کا یہ اعتقاد ہے کہ جو لوگ تثلیث کا عقیدہ اور یسوع کا کفارہ نہیں مانتے وہ ہمیشہ کے بہن میں ڈالے جائیں گے۔ اور وہ اعتقاد جو خدا تعالیٰ نے اپنی پاک کلام قرآن شریف کے ذریعہ سے مسلمانوں کو سکھایا ہے وہ یہ ہے کہ بجز توحید کے نجات نہیں یہی توحید ہے جس کی رو سے تمام دنیا سے مواخذہ ہو گا خواہ قرآن ان کو نہ پہنچا ہو کیونکہ یہ انسان کے دل میں فطرتی نقش ہے کہ اس کا خالق اور مالک اکیلا خدا ہے جس کے ساتھ کوئی شریک نہیں۔ اس توحید میں کوئی بھی ایسی بات نہیں جو زبردستی منوانی پڑے۔ کیونکہ انسانی دل کی بناوٹ کے ساتھ ہی اس کے نقوش انسان کے دل میں منقش کئے جاتے ہیں۔ مگر جیسا کہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے غیر محدود خدا کو تین اقنوم میں یا چار اقنوم میں محدود کرنا اور پھر ہر ایک اقنوم کو کامل بھی سمجھنا اور ترکیب کا محتاج بھی اور پھر خدا پر یہ روا رکھنا کہ وہ ابتداء میں کلمہ تھا۔ پھر وہی کلمہ جو خدا تھا مریم کے بیٹ میں پڑا اور اس کے خون سے مجسم ہوا اور معمولی راہ سے پیدا ہوا اور سارے دکھ خسرہ پیچک دانتوں کی تکلیف جو انسان کو ہوتی ہیں، سب اٹھائے آخر کو جو ان ہو کر پڑا گیا اور صلیب پر چڑھایا گیا۔ یہ نہایت گندہ شرک ہے جس میں انسان کو خدا ٹھہرایا گیا ہے۔ خدا اس سے پاک ہے کہ وہ کسی کے بیٹ

میں پڑے اور مجسم ہو اور دشمنوں کے ہاتھ میں گرفتار ہو۔ انسانی فطرت اس کو قبول نہیں کر سکتی کہ خدا پر ایسے ذکھ کی مار اور یہ مصیبتیں پڑیں اور وہ جو تمام غلظتوں کا مالک اور تمام عزتوں کا سرچشمہ ہے اپنے لئے یہ تمام ذلتیں ردا رکھے۔ عیسائی اس بات کو مانتے ہیں کہ خدا کی اس رسوائی کا یہ پہلا ہی موقعہ ہے اور اس سے پہلے اس قسم کی ذلتیں خدا نے کبھی نہیں اٹھائیں کبھی یہ امر وقوع میں نہیں آیا کہ خدا بھی انسان کی طرح کسی عورت کے رحم میں نطفہ میں مخلوط ہو کر قرار پکڑ گیا ہو۔ جیسے کہ لوگوں نے خدا کا نام سنا کبھی ایسا نہیں ہوا کہ وہ بھی انسان کی طرح کسی عورت کے رحم میں پیدا ہوا ہو۔ یہ تمام وہ باتیں ہیں جن کا عیسائیوں کو خود اقرار ہے اور اس بات کا بھی اقرار ہے کہ گوبہلے یہ تین اقنوم تین جسم علیحدہ علیحدہ نہیں رکھتے تھے مگر اب اس خاص زمانہ سے جس کو اب ۱۸۹۶ برس جاتا ہے تینوں اقنوم کے لئے تین علیحدہ علیحدہ جسم مقرر ہو گئے۔ باپ کی وہ شکل ہے جو آدم کی کیونکہ اس نے آدم کو اپنی شکل پر بنایا دیکھو تو ریت پیدائش باب آیت ۳۷۔ اور بیٹا یسوع کی شکل پر مجسم ہوا۔ دیکھو یوحنا باب ۱ آیت ۱۔ اور روح القدس کبوتر کی شکل پر مشعل ہوا۔ دیکھو متی باب ۳ آیت ۱۶۔ اب جس نے عیسائیوں کے ان تینوں مجسم خداؤں کا درشن کرنا ہوا اور ان کی جسمانی تشلیث کا نقشہ دیکھنا منظور ہو تو کچھ ضرور نہیں کہ ان کی طرف التجا لے جائیے۔ بلکہ جیسا کہ ہم نے کتاب مت پجن میں سکھ صاحبوں کے مخفی چولہ کی تمام گرد کے چیلوں کو زیارت کرا دی ہے۔ اسی طرح ہم یسوع کے شاگردوں کو ابھی ان کے تین مجسم خداؤں کے درشن کرا دیتے ہیں اور ان کے سہ گوشہ تشلیثی خدا کو دکھا دیتے ہیں۔ چاہئے کہ اس کے آگے جھکیں اور سیس فزادیں اور وہ یہ ہے جس کو ہم نے عیسائیوں کی شائع کردہ تصویروں سے لیا ہے۔

عیسائیوں کا مثلث خدا اور اس کے تین ممبران کمیٹی

جو اقنوم کہلاتے ہیں

یہ تینوں مجسم خدا عیسائیوں کے زعم میں ہمیشہ کے لئے علیحدہ علیحدہ وجود رکھتے ہیں اور پھر بھی

یہ تینوں مل کر ایک خدا ہے۔ لیکن اگر کوئی بتلا سکتا ہے تو ہمیں بتلاوے کہ باوجود اس دائمی
تجسم اور تغیر کے یہ تینوں ایک کیونکر ہیں۔ سبلا ہمیں کوئی ڈاکٹر مارٹن کلاڈک اور پادری
عماد الدین اور پادری مٹا کر اس کو باوجود ان کے علیحدہ علیحدہ جسم کے ایک کر کے تو دکھنا دے
ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ اگر تینوں کو کوٹ کر بھی بعض کا گوشت بعض کے ساتھ ملا دیا جائے



پھر بھی جن کو خدا نے تین بنایا تھا ہرگز ایک نہیں ہو سکیں گے۔ پھر جبکہ اس فانی جسم کے حیوان باوجود امکان تحلیل اور تفرق جسم کے ایک نہیں ہو سکتے۔ پھر ایسے تین مجسم جی ہیں بموجب عقیدہ عیسائیاں تحلیل اور تفرق جائز نہیں، کیونکہ ایک ہو سکتے ہیں۔ یہ کہتا ہے جانہیں ہوگا کہ عیسائیوں کے یہ تین خدا بطور تین طبر کھینچی کے ہیں۔ اور بزعم ان کے تینوں کی اتفاق رائے سے ہر ایک حکم نافذ ہوتا ہے یا کثرت رائے پر فیصلہ ہو جاتا ہے۔ گویا خدا کا کاؤخانہ بھی جمہوری سلطنت ہے۔ اور گویا اُن کے گاڈ صاحب کو بھی شخصی سلطنت کی لیاقت نہیں۔ تمام مدار کو نسل پر ہے۔

غرض عیسائیوں کا یہ مرکب خدا ہے جس نے دکھنا ہو دیکھ لے۔ پادری صاحبان ایسے خدا والے مذہب پر تو ناز کرتے ہیں۔ لیکن اسلام جیسے مذہب کی جو ایسے خلاف عقل باتوں سے پاک ہے تو بین اور تحقیر کر رہے ہیں اور دن رات یہی شغل ہے کہ اپنے دجالی فربوں سے خدا کے پاک اور صادق نبی کو کاذب ٹھہرا دیں اور بڑی بڑی تصویریں میں اس نورانی شکل کو دکھلا دیں۔ بعض پلید فطرت پادریوں نے اپنی تالیفات میں اس طرح ہمارے سید و مولیٰ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر کھینچ کر دکھائی ہے کہ گویا وہ ایک ایسا شخص ہے جس کی خونی صورت ہے اور غصہ سے بھرا ہوا کھڑا ہے اور ایک ننگی تلوار ہاتھ میں ہے اور بعض غریب عیسائیوں وغیرہ کو ٹکڑہ ٹکڑہ کرنا چاہتا ہے لیکن اگر ان لوگوں کو کچھ انصاف اور ایمان میں سے حصہ ہوتا تو اس تصویر سے پہلے ٹوٹنے کی تصویر کھینچ کر دکھاتے اور اس طرح کھینچتے کہ گویا ایک نہایت سخت دل اور ہر دم آسان ہاتھ میں تلوار لے کر شیر غواہ پتوں کو اُن کی ماؤں کے سامنے ٹکڑے ٹکڑے کر رہا ہے۔ اور ایسا ہی یسوع بن نون کی تصویر پیش کرتے اور اس تصویر میں یہ دکھاتے کہ گویا اس نے لاکھوں بے گناہ بچوں کو اُن کی ماؤں کی سمیت ٹکڑے ٹکڑے کر کے میدان میں پھینک دیا ہے۔ اور چونکہ ان کے عقیدہ کے موافق یسوع خدا ہے اور یہ ساری ہیر جی کی کارروائیاں اُن کے

سے ہوئی ہیں اور وہ مجسم خدا ہے جیسا کہ بیان ہو چکا تو اس صورت میں نہایت ضروری تھا کہ صلب سے پہلے اس کی تصویر کھینچ کر اس کے ہاتھ میں کم سے کم تین تلواریں دی جاتیں پہلی وہ تلوار جو اُس نے موسیٰ کو دی اور بے گناہ خیر خواہ چٹوں کو قتل کر دیا۔ دوسری وہ تلوار جو شوع بن نون کو دی تیسری وہ تلوار جو داؤد کو دی۔ افسوس کہ اس حق پوش قوم نے بڑے بڑے ظلموں پر کم ہاندہ رکھی ہے۔

اگر تلوار کے ذریعہ سے خدا کا عذاب نازل ہونا خدا کی صفات کے مخالف ہے تو کیوں نہ یہ اعتراض اول موسیٰ سے ہی شروع کیا جائے جس نے قوموں کو قتل کر کے خون کی نہریں بہا دیں اور کسی کی قیہ کو بھی قبول نہ کیا۔ قرآنی جنگوں نے تو قیہ کا دروازہ بھی کھلا رکھا۔ یومین قانون قدرت اور خدا کے رحم کے موافق ہے کیونکہ اب بھی خدا تعالیٰ طاعون اور میضہ وغیرہ سے اپنا عذاب دنیا پر نازل کرتا ہے تو ساتھ ہی طیبیوں کو ایسی ایسی پوٹیاں اور تدبیروں کا بھی علم دے دیتا ہے جس سے اس آتش و با کا انسداد ہو ہو سکے۔ سو یہ موسیٰ کے طریق جنگ پر اعتراض ہے کہ اس میں قانون قدرت کے موافق کوئی طریق بچاؤ قائم نہیں کیا گیا۔ ہاں بعض بعض جگہ قائم بھی کیا گیا ہے مگر کئی طور پر نہیں۔ الغرض جبکہ یہ سنت اللہ تعالیٰ تلوار سے ظالم منکروں کو ہلاک کرنا قدیم سے چلی آتی ہے تو قرآن شریف پر کیوں خصوصیت کے ساتھ اعتراض کیا جاتا ہے۔ کیا موسیٰ کے زمانہ میں خدا کوئی اور تھا اور اسلام میں کوئی اور ہو گیا۔ یا خدا کو اس وقت لڑائیاں پیاری لگتی تھیں اور اب بُری دکھائی دیتی ہیں۔

اعد یہ بھی فرق یاد رہے کہ اسلام نے صرف ان لوگوں کے مقابل پر تلوار اٹھانا حکم فرمایا ہے کہ جو اول آپ تلوار اٹھائیں اور انہیں کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے جو اول آپ قتل کریں۔ یہ حکم ہرگز نہیں دیا کہ تم ایک کافر بادشاہ کے تحت میں ہو کہ اور اس کے عدل اور انصاف سے فائدہ اٹھا کر پھر اسی پر باغیانہ حملہ کر دو۔ قرآن کے

رو سے یہ بدرمعاشوں کا طریق ہے نہ نیکوں کا۔ لیکن توریت نے یہ فرق کسی جگہ کھول کر بیان نہیں فرمایا۔ اس سے ظاہر ہے کہ قرآن شریف اپنی جلالی اور جمالی احکام میں اس خط مستقیم عدل اور انصاف اور رحم اور احسان پر چلتا ہے جس کی نظیر دنیا میں کسی کتاب میں موجود نہیں۔ مگر اندھے دشمن پھر بھی اعتراض کرتے ہیں کیونکہ ان کی فطرت روشنی سے عداوت اور ظلمت سے محبت رکھتی ہے۔

اب اس اشتہار کی تحریر سے یہ غرض ہے کہ ہم نے بڑے لمبے تجربہ سے آزمایا ہے کہ یہ لوگ بار بار ملزم اور لاجواب ہو کر پھر بھی نیش زنی سے باز نہیں آتے اور اس شخص کو تمام عیبوں سے مبرا سمجھتے ہیں جس نے خود اقرار کیا کہ ”میں نیک نہیں“ اور جس نے شراب خواری اور قمار بازی اور کھٹے طور پر دوسروں کی عورتوں کو دیکھنا جائز رکھ کر بلکہ آپ ایک بدکار کجری سے اپنے سر پر حرام کی کھائی کا تیل ڈلوا کر اور اس کو یہ موقع دے کر کہ وہ اس کے بدن سے بدن لگا دے اپنی تمام امت کو اجازت دے دی کہ ان باتوں میں سے کوئی بات بھی حرام نہیں۔ سو ایسے شخص کو تو انہوں نے خدا بنا لیا۔ مگر خدا کے مقدس نبیوں کو جن کی زندگی محض خدا کے لئے تھی اور جو تقویٰ کے باریک راجوں کو سکھا گئے برا کہنا اور گالیاں دینا شروع کر دیا۔ چنانچہ اب تک یہ لوگ باز نہیں آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سچو میں نہایت ناپاک اور رنجہ تھیلٹر نکالتے ہیں اور نہایت بُری تصویروں میں اس پاک وجود کو دکھاتے ہیں۔

اب ایسے کذابوں سے زبانی مباحثات سے کیونکر فیصلہ ہو۔ ہم بھوٹے کو دندان شکن جواب سے ملزم تو کر سکتے ہیں مگر اس کا منہ کیونکر بند کریں۔ اس کی پلید زبان پر کونسی تعمیلی چڑھاویں؟ اس کے گالیاں دینے والے منہ پر کونسا قفل لگادیں؟ کیا کریں؟ کیا کوئی اس سے پیچھے ہے کہ تالائق عماد الدین نے اس پاک ذات نبی کی نسبت کیا کیا گندے الفاظ استعمال کئے جس سے تمام مسلمانوں کے کلیجے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ نوازشاہ

پرچہ نو دیانہ میں کیسے کیسے ہفتہ وار محض افزا کی بنیاد پر تو بین اسلام کے کلمات لکھے جا رہے ہیں۔ رپواڑی والے پادری نے کس قدر مسلمانوں کا دل جھلایا اور ہمارے سید و مولیٰ کوڑا کو اور ہزن قرار دیا۔ غرض کہاں تک نکلیں۔ ان ظالم پادریوں نے لاکھوں گایاں ہمارے نبی کریم کو دے کر ہمارے دلوں کو زخمی کر دیا۔

لیکن ہم ظالم ہوں گے اگر ساتھ ہی یہ بھی گواہی نڈیں کہ ان کا رد وائیوں میں گورنمنٹ پر کوئی الزام نہیں۔ بلاشبہ گورنمنٹ ہر ایک قوم کو ایک ہی آنکھ سے دیکھتی ہے۔ مذہبی منافرات کی آزادی جیسا کہ پادریوں کو حاصل ہے ویسا ہی ہمیں بھی ہے۔ اگر ہم گورنمنٹ کے انصاف پر یقین نہ رکھتے تو ممکن نہ تھا کہ ان اپنی شکایتوں کا اظہار بھی کر سکتے لیکن ہم گورنمنٹ کو یہ تکلیف دینا ہی نہیں چاہتے کہ وہ مذہبی مباحثات کی آزادی کو بالکل بند کر دے۔ ہاں ہمارا مدعا یہ ہے کہ ان شرائط کی پابندی سے کسی قدر اس آزادی کو محدود کر دیا جائے جس کی نسبت ہم ایک علیحدہ اشتہار شائع کر چکے ہیں لیکن گورنمنٹ اپنی جہات ملکیہ میں مصروف ہے۔ اس کو اس فیصلہ کے لئے تو فرصت نہیں کہ توجید اور تین مجتہدوں کے عقیدہ کے بارے میں کچھ اپنی رائے لکھے اور وہ کا رد وائی کرے جیسا کہ تیسری صدی کے بعد کائنات میں فرسٹ قسطنطنیہ کے بادشاہ نے اڑھائی سو بشپ کو جمع کر کے اپنے اجلاس میں موحّد عیسائیوں اور تین اقوام کے قائل عیسائیوں کا باہم مباحثہ کرایا تھا اور آخر کار فرقہ موحّدین کو ڈگری دی تھی اور خود ان کا مذہب بھی قبول کر لیا تھا۔ ایسا ہی یہ گورنمنٹ عالیہ بھی کرے ❀ لیکن یہ گورنمنٹ ایسے تنازعات

❀ **حاشیہ۔** عیسائیوں میں تثلیث کا مسئلہ تیسری صدی کے بعد ایجاد ہوا ہے جیسا کہ ڈبیر بھی اپنی کتاب میں بڑے بڑے علماء کے حوالہ سے لکھتا ہے۔ جو اس مسئلہ کا بشپ اتھاناسی اس الگزٹران تھا جو صدی سوم کے بعد ہوا ہے جب اس نے یہ مسئلہ شائع کرنا چاہا تو اسی وقت بشپ آیری اس کا منکر کھڑا ہو گیا اور یہاں تک اس مباحثہ میں عوام اور خاص کا جمع ہوا کہ روم کے بادشاہ تک خبر پہنچی

میں پڑنا نہیں چاہتی۔ پس یہ روز افزوں جھگڑے کیونکر فیصلہ پاویں۔ مباحثات کے نیک نتیجہ سے تو فوہیدی ہو چکی۔ بلکہ جیسے جیسے مباحثات بڑھتے جاتے ہیں ویسے ہی کہنے بھی ساتھ ساتھ ترقی پکڑتے جاتے ہیں۔ سو اس فوہیدی کے وقت میں میرے نزدیک ایک نہایت سہل و آسان طریق فیصلہ ہے اگر پادری صاحبان قبول کر لیں۔ اور وہ یہ ہے کہ اس بحث کا جو مسئلہ زیادہ بڑھ گئی ہے خدا تعالیٰ سے فیصلہ کرایا جائے۔

اول مجھے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ ایسا خدا کی فیصلہ کرانے کے لئے سب سے زیادہ بھجے پوش ہے اور میری دلی مراد ہے کہ اس طریق سے یہ روز کا جھگڑا انفعالی پا جائے۔ اگر میری تائید میں خدا کا فیصلہ نہ ہو تو میں اپنی کل املاک منقولہ و غیر منقولہ جو دکن ہزار روپیہ کی قیمت سے کم نہیں ہوں گی عیسائیوں کو دے دوں گا اور بطور پیشگی تین ہزار روپیہ تک ان کے پاس جمع بھی کرا سکتا ہوں۔ اس قدر مال کا میرے ہاتھ سے نکل جانا میرے لئے کافی سزا ہوگی۔ علاوہ اس کے یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ میں اپنے دستخطی اشتہار سے شائع کردوں گا کہ عیسائی فقیہ اب ہوئے اور میں مغلوب ہوا۔ اور یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ اس اشتہار میں کوئی

گئی۔ اتفاقاً اس کو مباحثات سے دلچسپی تھی۔ اس نے چاہا کہ اس اختلاف کو اپنے مضمون میں ہی فریقین کے علماء سے رفع کرادے۔ چنانچہ اس کے اجلاس میں بڑی سرگرمی سے یہ مباحثات ہوئے اور نہایت لطافت کے ساتھ کونسل کی کرسیاں بچھیں اور مناظرہ کرنے والے دوسو پچاس نامی پادری تھے۔ انہوں نے عین کافرقہ جو یسوع کو مضمون انسان اور رسول جانتا تھا غالب آیا۔ اسی دن بادشاہ نے یونی ٹیرن کا خط یہ اختیار کیا اور چہ بادشاہ اس کے بعد مودت رہے۔ چنانچہ جس قیصر کو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خط لکھا تھا جس کا ذکر صحیح بخاری میں پہلے صفحہ میں ہی موجود ہے وہ بھی مودت ہی تھا اس نے قرآن کے اس مضمون پر اطلاع پا کر کہ صبح صرف انسان ہے تصدیق کی جیسا کہ بخاشی نے بھی جو عیسائی بادشاہ تھا قسم کھا کر کہا کہ یسوع کا رتبہ اس سے ذرہ زیادہ نہیں جو قرآن نے اس کی نسبت لکھا ہے مگر بخاشی اس کے بعد کھلا کھلا مسلمان ہو گیا۔

بھی سندھ نہوگی خفا نہ معنا۔

اولدہانی فیصلہ کے لئے طریق یہ ہوگا کہ میرے مقابل پر ایک معزز پادری صاحب جو پادری صاحبان مندرجہ ذیل میں سے منتخب کئے جائیں پھر میدان مقابلہ کے لئے جو تراضی فریقین سے مقرر کیا جائے طیار ہوں۔ پھر بعد اس کے ہم دونوں معہ اپنی اپنی جماعتوں کے میدان مقررہ میں حاضر ہو جائیں اور خدا تعالیٰ سے دُعا کے ساتھ یہ فیصلہ چاہیں کہ ہم دونوں میں سے جو شخص درحقیقت خدا تعالیٰ کی نظر میں کاذب اور مورد غضب ہے خدا تعالیٰ نے ایک سال میں اس کاذب پر وہ قہر نازل کرے جو اپنی غیرت کی رو سے ہمیشہ کاذب اور کذب قوموں پر کیا کرتا ہے۔ جیسا کہ اس نے فرعون پر کیا۔ نمرود پر کیا اور نوح کی قوم پر کیا اور یہود پر کیا۔ حضرات پادری صاحبان یہ بات یاد رکھیں کہ اس بابہی دُعا میں کسی خاص فریق پر نہ لعنت ہے نہ بددُعا ہے۔ بلکہ اس جھوٹے کو سزا دلانے کی غرض سے ہے جو اپنے جھوٹ کو چھوڑنا نہیں چاہتا۔ ایک جہاں کے زندہ ہونے کے لئے ایک کا مرنہا ہوتا ہے۔

پادری صاحبان خوب جانتے ہیں کہ جھوٹوں پر یسوع نے بھی بددُعائیں کی ہیں۔ چنانچہ یسوع متی باب ۲۳ میں یہود کے علماء کو مخاطب کر کے کہتا ہے "اے سانپو اور سانپ کے بچے تم جہنم کے عذاب سے کیونکر بھاگو گے۔ ۳۶ میں تم سے کچھ کہتا ہوں کہ یہ سب کچھ اس زمانہ کے لوگوں پر آوے گا یعنی عذاب۔ اور باب ۱۳ میں یسوع بار بار جھوٹوں تکاروں کی تباہی چاہتا ہے اور ویل کا لفظ استعمال کرتا ہے جو ہمیشہ بددُعا کے لئے آتا ہے غرض ایسا جھوٹا جو جھوٹے کو کسی طرح چھوڑنا نہ چاہے اس کا وجود تمام فتنوں سے زیادہ فتنہ ہے اور فتنہ کو ہر یک طرح سے فرو کرنا راستبازوں کا فرض ہے۔ پس جس حالت میں میری

پلاٹ۔ ان صاحبوں میں سے کوئی منتخب ہونا چاہیے۔ اول ڈاکٹر مارٹین کلارک۔ دوسرے

پادری عماد الدین۔ پھر پادری بٹھا کر داس یا حسام الدین بمبئی یا صفدر علی سینڈا رو یا طامس اہل یا فتح مسیح بشر منگوری دیگران۔

نہایت غلو سے کہتے ہیں کہ دین اسلام انسان کا افتراء ہے اور اہل اسلام دلی یقین رکھتے ہیں کہ جیسا فی وحی حقیقت انسان پرست ہیں تو کیا لازم نہیں ہے کہ جس طرح ہو سکے یہ بات فیصلہ پا جائے۔

ہم نے بار بار سمجھایا کہ عیسائی پرستی بُترستی اور رام پرستی سے کم نہیں اور مریم کا بیٹا کشنیا کے بیٹے سے کچھ زیادت نہیں رکھتا مگر کیا کبھی آپ لوگوں نے توجہ کی۔ یوں تو آپ لوگ تمام دنیا کے مذہبوں پر حملہ کر رہے ہیں مگر کبھی اپنے اس مثلث خدا کی قیمت بھی کبھی غور کی۔ کبھی یہ خیال کیا کہ وہ جو تمام مخلوق کا مالک ہے اس پر انسان کی طرح کیونکر دُکھ کی مار پڑ گئی۔ کبھی یہ بھی سوچا کہ خالق نے اپنی ہی مخلوق سے کیونکر ملامت لی۔ کیا یہ سمجھ میں آ سکتا ہے کہ بندے ناچیز اپنے خدا کو کوڑے ماریں، اس کے مُنہ پر تھوکیں اس کو پکڑیں اس کو موتی دین اور وہ مقابلہ سے عاجز نہ بن جائے بلکہ خدا کہلا کر پھر اس پر موت بھی آجائے کیا یہ سمجھ میں آ سکتا ہے کہ تین جہنم خدا ہوں۔ ایک وہ جہنم جس کی شکل پر آدم ہوا۔ دوسرا یثوب تیسرا کبوتر بخارا اور تینوں میں سے ایک بچہ والا اور دو لا دلہ۔ کیا یہ سمجھ میں آ سکتا ہے کہ خدا شیطان کے پیچھے پیچھے چلے اور شیطان اسی سے بچہ چاہا اور اسی کو دنیا کی طمع دے۔ کیا یہ سمجھ میں آ سکتا ہے کہ وہ شخص جس کی ہڈیوں میں خدا گھسنا ہوا تھا ساری رات رو دو کر دُعا کرتا اور پھر بھی استجابت دُعا سے محروم اور بے نصیب رہی رہا۔ کیا یہ بات تعجب میں نہیں ڈالتی کہ خدائی کے ثبوت کے لئے یہود کی کتابوں کا حوالہ دیا جاتا ہے حالانکہ یہود اس عقیدہ پر ہزار لعنت بھیجتے ہیں اور سخت انکاری ہیں، اور کوئی دن میں ایسا فرقہ نہیں جو تثلیث کا قائل ہو۔ اگر یہود کو مولیٰ سے آخری نبیوں جیسے ہی تعلیم دی جاتی تو کیونکر ممکن تھا کہ وہ لاکھوں آدمی جو بہت سے فرقوں میں منقسم تھے اس تعلیم کو سب کے سب قبول کر لیں۔ عیسائی صاحبان کبوتروں کو شوق سے کھاتے ہیں حالانکہ کبوتر لہجہ کا دیوتا ہے۔ اُن سے بندہ کچھ دیکھ رہا ہے کہ اپنے دیوتاہیل کو نہیں کھاتے۔ منہ ۶

جاتے۔ کیا یہ بات سوچنے کے لائق نہیں کہ عیسائیوں میں قدیم سے ایک فرقہ متحد بھی ہے جو قرآن شریف کے وقت میں بھی موجود تھا اور وہ فرقہ بڑے زور سے اس بات کا ثبوت دیتا ہے کہ تثلیث کا گندہ مسئلہ صرف تیسری صدی کے بعد نکلا ہے اور اب بھی اس فرقہ کے لاکھوں انسان یورپ اور امریکہ میں موجود ہیں اور ہزار اکتیں ان کی شائع ہو رہی ہیں پس جبکہ اس قدر ملزم ہو کر پھر بھی پادری صاحبان اپنی بدذابیوں سے باز نہیں آتے تو کیا اس وقت خدا کے فیصلہ کی حاجت نہیں؟ ضرور حاجت ہے تا جو جھوٹا ہے ہلاک ہو جائے جو گروہ جھوٹا ہوگا اب بلاشبہ بھاگ جائے گا اور جھوٹے بہانوں سے کام لے گا۔

یہ اسے پادری صاحبان دیکھو کہ میں اس کام کے لئے کھڑا ہوں۔ اگر چاہتے ہو کہ خدا کے حکم سے اور خدا کے فیصلہ سے بچے اور جھوٹے میں فرق ظاہر ہو جائے تو آؤ تا ہم ایک میدان میں دُعاؤں کے ساتھ جنگ کریں تا جھوٹے کی پردہ دری ہو۔ یقیناً کچھ کہ خدا ہے اور بیشک وہ قادر و موجود ہے اور وہ ہمیشہ صادق و سچا ہے۔ کیا یہ بات یاد رکھو کہ جو شخص خدا کی نظر میں ذلیل ہے وہ اس جنگ کے بعد ذلت دیکھے گا اور جو اُس کی نظر میں عزیز ہے وہ عزت پائے گا۔

انتم کے مقدمہ میں دیکھ چکے ہو کہ باوجود اُس کے بہت سے منصوبوں کے پھر آخر حق ظاہر ہو گیا۔ کیا تمہارے دل قبول نہیں کر گئے کہ انتم کا قسم سے انکار کرنا اور حملوں کا ثبوت دینے سے انکار کرنا صرف اسی وجہ سے تھا کہ اُس نے ضرور الہامی غیروہ کے موافق حق کی طرف رجوع کر لیا تھا۔ تمہیں معلوم ہے کہ باوجود اس کے کہ لامتناہی اشتہادوں کی بہت سی اُن کو مار پڑی مگر وہ اس الزام سے اپنے خدائیں بری نہ کر سکا جو اس کے اقرار خوف اور بے ثبوت ہونے غرض حملوں سے اس پر وارد ہو چکا تھا یہاں تک کہ اُس موت نے اس کو آپکڑا جس سے وہ ڈرتا رہا اور ضرور تھا کہ وہ انکار کے بعد جلد مرتا کیونکہ خدا تعالیٰ

کی پاک پیشگوئیوں کی رو سے یہی مسزائس کے لئے مٹھ چکی تھی۔ سو اس خدا سے خوف کرو جس نے اہتم کو بڑی سرگردانیوں کے گرداب میں ڈال کر آخر اپنے وعید کے موافق ہلاک کر دیا۔ خدا کی کھلی کھلی پیشگوئیوں سے منہ پھیرنا بد طبیعتوں کا کام ہے نہ نیک لوگوں کا۔ اور جھوٹ کے مڑھار کو کسی طرح نہ چھوڑنا یہ کتوں کا طریق ہے نہ انسانوں کا۔ میاں حسام الدین عیسائی لکھتے ہیں کہ اہتم چار دن تک عیروش سامنگ وہ اس کے برتر نہیں بیان کر سکے کہ یوں چار دن تک عیروش رہا۔ سو جانا چاہیے کہ یہ چار دن کی سخت جہاں کندن کے اُن چار افراتفرافل کی اسی دنیا میں اُس کی منزادی گئی تو اُس نے عیروشانی کے اقدام کا افرہ کیا۔ سانپ جھوٹے کا افرہ کیا۔ لودیہ اور فریڈز پور کے حملہ کا افرہ کیا۔ اور عیسائیوں کے خوش کرنے کے لئے اصل دہر خوف کو چھپایا۔ سو عیسائیوں کے لئے اس سے زیادہ اور کوئی شرم کی جگہ نہیں کہ اہتم اُن کے مذہب کے جھوٹا ہونے پر گواہی دے گیا۔ اب اگر اہتم کی گواہی پر اعتبار نہیں تو اس نئے طریق سے دوبارہ حجت اللہ کو پورا کر لینا چاہیے اور اس نئے طریق میں کوئی عیب نہ لکھا جائے۔ سیدھی بات ہے کہ اگر باہم دُعا کرنے کے بعد جس کے ساتھ فرقہ کی طرف سے اہتم بھی ہوگی میرے مقابل کا شخص ایک سال تک خدا تعالیٰ کے فوق العادہ عذاب سے بچ گیا تو جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں تاہان مذکور بالا ادا کر دیں گا۔

اور میں حضرات پادری صاحبوں کو دوبارہ یاد دلاتا ہوں کہ اس طرح کا طریق دُعا اُن کے مذہب اور اعتقاد سے ہرگز منافی نہیں۔ اور حضرت یسوع صاحب نے باب ۲۲ آیت ۱۳ متی میں خود اس طریق کو استعمال کیا ہے اور ویل کے لفظ سے فقہوں اور فرسبیوں پر دُعا کی ہے۔ اب اگر عیسائی صاحبان کوئی اور لفظ استعمال کرنے سے تامل کریں تو ویل کے لفظ کو ہی استعمال کرنا تو خود ان پر واجب ہے کیونکہ ان کے مُرشد اور مادی نے عیسیٰ علیہ السلام کو ہی استعمال کیا ہے۔ ویل کے معنی سختی اور لعنت اور ہلاکت کے ہیں۔ سو ہم دونوں اس طرح پر دُعا کریں گے کہ اے خدائے قادر اس وقت ہم بالمقابل دو فریق کھڑے ہیں۔ ایک فرقہ

یہودی بن مریم کو خدا کہتا ہے: اے نبی! سلام کو پہنچا ہی نہیں جانتا اور دوسرا فریق عیسائی بن مریم کو رسول مانتا اور محض بندہ اسی کو یقین رکھتا اور پیغمبر سلام کو درحقیقت پہنچا اور یہود اور نصاریٰ میں یہ عقیدہ کہنے والا جانتا ہے: ہوا ان دونوں فریق میں سے جو فریق تیری نظر میں جھوٹا ہے اسی کو ایک سال کے اندر ہلاک کر اور اس پر اپنا ویل نازل کر۔ اور چاہیے کہ ایک فریق جب دیکھا کرے کہ دوسرا آمین کہے اور جب وہ فریق دُعا کرے تو یہ فریق آمین کہے۔

اور میری مدتی ہر ماہ ہے کہ اس مقابلہ کے لئے ڈاکٹر مارٹن کلاؤک کو منتخب کیا جائے کیونکہ وہ بوٹا اور جوان عمر اور اہل درجہ کا شخص ہے اور پھر ڈاکٹر ہے۔ اپنی عمر درازی کا تمام ہندو بہت کسے کہ لایقیت ڈاکٹر مارٹن کلاؤک صاحب ضرور ہماری اس درخواست کو قبول کر لیں گے۔ کیونکہ انہیں یسوع ابن مریم کے خدا بنانے کا بہت شوق ہے اور سخت ناموری ہوگی کہ اب وہ اس وقت بھاگ جائیں اور اگر وہ بھاگ جائیں تو پادری عماد الدین صاحب اس مقابلہ کے لائق ہیں جنہوں نے ابن مریم کو خدا بنانے کے لئے ہر ایک ممکنہ طریقہ کو استعمال کیا اور آفتاب پر حقو کا ہے اور اگر وہ بھی اس خوف سے بھاگ گئے کہ خدا کا ویل ضرور انہیں دکھائے گا۔ تو حسب الدین یحییٰ علی یا علی کہ اس یحییٰ اس اہل درجہ کا شخص ہے مسیح اس میدان میں آوے یا کوئی اور پادری صاحب نکلیں اور اگر اس رسالہ کے شائع ہونے کے بعد دو ماہ تک کوئی بھی نہ نکلا اور صرف شیطانی خدا بہانہ سے کام لیا تو پنجاب اور ہندوستان کے تمام پادریوں کے جھوٹے ہونے پر ٹھہر لگ جائے گی۔ اور پھر خدا اپنے طور سے جموٹہ کی بیج کھنی کرے گا۔ یاد رکھو کہ ضرور کرے گا کیونکہ وقت آگیا۔ والسلام علی من اتبع الهدی

۱۵ ستمبر ۱۸۹۶ء

میرزا غلام احمد رزقادیان

مطبع خیرہ الاسلام پریس قادیان

(یہ ۱۵ ستمبر ۲۰ ۱۸۹۶ء میں رقم کے ۳۲ لغات ۴۴ صفحہ ہے)

(۱۴۸)
(رسالہ دعوتِ قوم)
(مندرجہ انجام ۲ اکتوبر ۱۳۵۵ تا ۴۲)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِسْتِہْارُ مُبَاہِلَہٗ

بعض دعوت ان مسلمان مولویوں کے جو اس عاجز کو
کافر اور کذاب اور مفتری اور دجال اور جہنمی قرار دیتے ہیں

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ

اے ہمارے خدا ہم میں اور ہماری قوم میں سچا فیصلہ کر دے اور تو سب فیصلہ کرنے والوں میں بہتر ہے

چونکہ علماء پنجاب اور ہندوستان کی طرف سے فتنہ تکفیر و تکذیب حد سے زیادہ گذر

گیا ہے اور نہ فقط علماء بلکہ فقراء اور سجادہ نشین بھی اس عاجز کے کافر اور کاذب ٹھہرانے

میں مولویوں کی ہاں میں ہاں ملا رہے ہیں۔ اور ایسا ہی ان مولویوں کے اغوالے ہزارا

ایسے لوگ پائے جاتے ہیں کہ وہ ہمیں نصارے اور یہود اور ہنود سے بھی اکفر سمجھتے ہیں

اگرچہ اس تمام فتنہ تکفیر کا بوجھ نذیر حسین دہلوی کی گردن پر ہے مگر تاہم دوسرے مولویوں

کا یہ گناہ ہے کہ انہوں نے اس نازک امر تکفیر مسلمانوں میں اپنی عقل اور اپنی تفتیش سے

کام نہیں لیا بلکہ نذیر حسین کے دجالانہ فتویٰ کو دیکھ کر جو محمد حسین بٹالوی نے تیار کیا تھا بغیر

تحقیق اور تنقیح کے اس پر ایمان لے آئے۔ ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں کہ اس نالائق نذیر حسین

اور اس کے ناسعادتمند شاگرد محمد حسین کا یہ سراسر افتراء ہے کہ ہماری طرف یہ بات منسوب

کرتے ہیں کہ گویا ہمیں معجزات انبیاء علیہم السلام سے انکار ہے یا ہم خود دعوئی نبوت کرتے

ہیں یا نعوذ باللہ حضرت سید المرسلین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء نہیں سمجھتے یا ملائک سے انکاری یا شجر و نشر وغیرہ اول عقائد اسلام سے منکر ہیں یا صوم و صلوة وغیرہ ارکان اسلام کو نظر استخفاف سے دیکھتے یا غیر ضروری سمجھتے ہیں۔ نہیں بلکہ خدا تعالیٰ گواہ ہے کہ ہم ان سب باتوں کے قائل ہیں اور ان عقائد اور ان اعمال کے منکروں کو ملعون اور خسر الدنیا والاخرہ یقین رکھتے ہیں۔

اگر ہمیں ہمارے دعویٰ کے موافق قبول کرنے کے لئے یہی مابہ النزاع ہے تو ہم بلند آواز سے بار بار سناتے ہیں کہ ہمارے یہی عقائد ہیں جو ہم بیان کر چکے ہیں۔ ہاں ایک بات ضرور ہے جس کے لئے یہ اشتہار مباہلہ لکھا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس عاجز کو شرف مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف فرما کر اس صدی چہار دہم کا مجدد قرار دیا ہے اور ہر ایک مجدد کا بلحاظ حالت موجودہ زمانہ کے ایک خاص کام ہوتا ہے جس کے لئے وہ مامور کیا جاتا ہے۔ سو اس سُنّت اللہ کے موافق یہ عاجز صلیبی شوکت کے توڑنے کے لئے مامور ہے یعنی خدا تعالیٰ کی طرف سے اس خدمت پر مقرر کیا گیا ہے کہ جو کچھ عیسائی پادریوں نے کفارہ اور تثلیث کے باطل مسائل کو دُنیا میں پھیلا یا ہے اور خدائے واحد لاشریک کی کسر شان کی ہے۔ یہ تمام فتنہ سچے دلائل اور روشن براہین اور پاک نشانوں کے ذریعہ سے فرو کیا جائے۔ اس بات کی کس کو خبر نہیں کہ دُنیا میں اس زمانہ میں ایک ہی فتنہ ہے جو کمال کو پہنچ گیا ہے اور الہی تعلیم کا سخت مخالف ہے یعنی کفارہ اور تثلیث کی تعلیم جس کو صلیبی فتنہ کے نام سے موسوم کرنا چاہیے کیونکہ کفارہ اور تثلیث کے تمام اغراض صلیب کے ساتھ وابستہ ہیں۔ سو خدا تعالیٰ نے آسمان پر سے دیکھا کہ یہ فتنہ بہت بڑھ گیا ہے اور یہ زمانہ اس فتنہ کے توجہ اور طوفان کا زمانہ ہے۔ پس خدا نے اپنے وعدہ کے موافق چاہا کہ اس صلیبی فتنہ کو پارہ پارہ کرے اور اس نے ابتداء سے اپنے نبی مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے خبر دی تھی کہ جس شخص کی ہمت اور دُعا اور قوت بیان

اور تاثیر کلام اور انفاس کا فرکش سے یہ فتنہ فرد ہوگا اسی کا نام اس وقت عیسیٰ اور مسیح موعود ہوگا۔

اگرچہ وہ پیشگوئیاں بہت سے نازک اور لطیف استعارات سے بھری پڑی ہیں مگر اُن میں جو نہایت واضح اور کھل کھلا اور موٹا نشان مسیح موعود کے بارے میں لکھا گیا ہو وہ کسر صلیب ہے یعنی صلیب کو توڑنا۔ یہ لفظ ہر ایک عقلمند کے لئے بڑی غور کے لائق ہے اور یہ صاف بتلا رہا ہے کہ وہ مسیح موعود عیسائیت کے موبزن فتنہ کے زمانہ میں ظاہر ہوگا نہ کسی اور زمانہ میں۔ کیونکہ صلیب پر سارا مدارِ نجات کا رکھنا کسی اور دجال کا کام نہیں ہے۔ یہی گروہ ہے جو صلیبی کفارہ پر زور دے رہا ہے اور اس کو فروغ دینے کے لئے ہر ایک دجل کو کام میں لارہا ہے۔

دجال بہت گزرے ہیں اور قیادت آگے بھی ہوں مگر وہ دجال اکبر جن کا دجل خدا کے نزدیک ایسا مکروہ ہے کہ قریب ہے جو اس سے آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ یہی گروہ مشیتِ خاک کو خدا بنانے والا ہے۔ خدا نے یہودیوں اور مشرکوں اور دوسری قوتوں کے طرح طرح کے دجل قرآن شریف میں بیان فرمائے مگر یہ عظمت کسی کے دجل کو نہیں دی کہ اس دجل سے آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو سکتے ہیں۔ پس جس گروہ کو خدا نے اپنے پاک کلام میں دجال اکبر ٹھہرایا ہے ہمیں نہیں چاہیئے کہ اس کے سوا کسی اور کا نام دجال اکبر رکھیں۔ نہایت ظلم ہوگا کہ اس کو چھوڑ کر کوئی اور دجال اکبر تلاش کیا جائے۔

یہ بات کسی پہلو سے درست نہیں ٹھہر سکتی کہ حال کے پادریوں کے سوا کوئی اور بھی دجال ہے جو اُن سے بڑا ہے کیونکہ جبکہ خدا نے اپنی پاک کلام میں سب سے بڑا ہی دجال بیان فرمایا ہے تو نہایت بے ایمانی ہوگی کہ خدا کی کلام کی مخالفت کر کے کسی اور کو بڑا دجال ٹھہرایا جائے۔ اگر کسی ایسے دجال کا کسی وقت وجود ہو سکتا تو خدا تعالیٰ جس کا علم ماضی اور حال اور مستقبل پر محیط ہے اسی کا نام دجال اکبر رکھتا نہ ان کا نام۔ پھر یہ

نشان دجال اکبر کا جو حدیث بخاری کے صریح اس اشارہ سے نکلتا ہے کہ یکسر الصلیب صاف بتلا رہا ہے کہ اس دجال اکبر کی شان میں سے یہ ہوگا کہ وہ مسیح کو خدا ٹھہرائے گا اور مدار نجات صلیب پر رکھے گا۔

یہ بات عارفوں کے لئے نہایت خوشی کا موجب ہے کہ اس جگہ نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کا مظاہر ہو گیا ہے جس سے تمام حقیقت اس متنازعہ فیہ مسئلہ کی کھل گئی کیونکہ قرآن نے تو اپنے صریح لفظوں میں دجال اکبر پادریوں کو ٹھہرایا اور ان کے دجل کو ایسا عظیم الشان دجل قرار دیا کہ قریب ہے جو اس سے زمین و آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور حدیث نے مسیح موعود کی حقیقی علامت یہ بتلائی کہ اس کے ہاتھ پر کسر صلیب ہوگا اور وہ دجال اکبر کو قتل کرے گا۔ ہمارے نادان مولوی نہیں سوچتے کہ جبکہ مسیح موعود کا خاص کام کسر صلیب اور قتل دجال اکبر ہے اور قرآن نے خبر دی ہے کہ وہ بڑا دجل اور بڑا فتنہ جس سے قریب ہے کہ نظام اس عالم کا درہم برہم ہو جائے اور خاتمہ اس دنیا کا ہو جائے وہ پادریوں کا فتنہ ہے تو اس سے صاف طور پر کھل گیا کہ پادریوں کے سوا اور کوئی دجال اکبر نہیں ہے۔ اور جو شخص اب اس فتنہ کے ظہور کے بعد اور کی انتظار کرے وہ قرآن کا مکتذب ہے۔

اور نیز جبکہ لغت کی رو سے بھی دجال ایک گروہ کا نام ہے جو اپنے دجل سے زمین کو پلید کرتا ہے اور حدیث کی رو سے نشان دجال اکبر کا حمایت صلیب ٹھہرا تو باوجود اس کھلی کھلی تحقیق کے وہ شخص نہایت درجہ کور باطن ہے کہ جو اب بھی حال کے پادریوں کو دجال اکبر نہیں سمجھتا۔ ایک اور بات ہے جس سے ہمارے نادان مولوی اس حقیقت کو سمجھ سکتے ہیں کہ وہ اس بات کے خود قائل ہیں کہ دجال مہمود کا بجز حرمین کے تمام زمین پر تسلط ہو جائے گا۔ سو اگر دجال سے مراد کوئی اور رکھا جائے تو یہ حدیث قرآن کی صریح پیشگوئی سے مخالف ہو جائیگی کیونکہ قرآن شریف نے یہ فیصلہ کر دیا

ہے کہ قیامت تک زمین پر غلبہ اور تسلط دو قوموں میں سے ایک قوم کا ہوتا رہے گا۔ یا اہل اسلام کا یا نصاریٰ کا۔ پس قرآن کے رُوسے ایسے دجال کو جو اپنی خدا کی دعویٰ لے کر آئے گا زمین پر قدم رکھنے کی جگہ نہیں اور قرآن اس کو وجود کو روکتا ہے۔ ہاں استعارہ کے طور پر نصاریٰ کا دعویٰ خدا کی ثابت ہے کیونکہ چاہتے ہیں کہ کلوں کے زور سے تمام زمین و آسمان کو اپنے قابو میں کر لیں یہاں تک کہ مینہ برسانے کی قدرت بھی حاصل ہو جائے۔ پس اس طرح پر وہ خدا کی دعویٰ کرتے ہیں۔

غرض یہ وہ امور ہیں جن کو حال کے مولوی نہیں سمجھتے اور اہل اسلام میں انہوں نے بڑا بھاری فتنہ اور تفرقہ ڈال رکھا ہے اور نہایت یہودہ اور رکیک تاویلات و تفصیلات قرآنیہ اور حدیثیہ سے مونہہ پھیر رہے ہیں۔ دعویٰ کرتے تھے کہ ہم اہل حدیث ہیں مگر اب تو انہوں نے قرآن کو بھی چھوڑا اور حدیث کو بھی۔ سو جبکہ میں نے دیکھا کہ قرآن شریف اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُن کے دلوں میں عظمت نہیں اور جلیل الشان اکابر ائمہ کی شہادت بھی جیسا کہ امام بخاری اور ابن حزم اور امام مالک کی شہادت جو حضرت عیسیٰ کے فوت ہو جانے کی نسبت بار بار لکھی گئی ہے ان کے نزدیک کچھ چیز نہیں ہے۔ مجھ کو اس پہلو سے بکلی نوید ہی ہوئی کہ وہ منقولی بحث و مباحثہ کے ذریعہ سے ہدایت پاسکیں پس خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ میں دوسرا پہلو اختیار کروں جو اصل بنیاد میرے دعوے کی ہے یعنی اپنے سچے ملہم ہونے کا ثبوت کیونکہ اس میں کچھ شک نہیں کہ اگر وہ لوگ مجھے خدا لائے کی طرف سے سچا ملہم سمجھتے اور میرے الہامات کو میرا ہی افترا یا شیطانی وساوس خیال نہ کرتے تو اس قدر سب اور شتم اور

یہود و عیسویہ۔ منقولی بحث و مباحثہ کی کتابیں جو میری طرف سے بھیجی ہیں جن میں ثابت کیا گیا ہے جو حقیقت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اور دوبارہ آنا ان کا بطور بروز مراد ہے نہ بطور حقیقت۔ وہ یہ ہیں۔ فتح اسلام کو توضیح مرام۔ انا کہ اوام۔ تمام الجمعہ بخند و مسامتہ البشری۔ نور الحق و دھندہ کرامت القادریں بر الخلق۔ الخیر کا اسلام۔

ہنسی اور مٹھا اور تکفیر اور بدعتِ مذہب کے ساتھ پیش نہ آتے بلکہ اپنے بہت سے ظنونِ فاسدہ کا حسنِ ظن کے غلبہ سے آپ فیصلہ کر لیتے کیونکہ کسی کی سچائی اور منجانبِ اللہ ہونے کے یقین کے بعد وہ مشکلات ہرگز پیش نہیں آتیں کہ جو اس حالت میں پیش آتی ہیں کہ انسان کے دل پر اس کے کاذب ہونے کا خیال غالب ہوتا ہے۔ یہ سچا ہے کہ خدا تعالیٰ نے میری سچائی کے سمجھنے کے لئے بہت سے قرآنِ واضح ان کو عطا کئے تھے۔ میرا دعویٰ صدی کے سر پر تھا۔ میرے دعویٰ کے وقت میں شخصوں کو سو ف ماہ رمضان میں ہوا تھا۔ میرے دعویٰ الہام پر پورے مئیں برس گزر گئے اور مفتری کو اس قدر مہلت نہیں دی جاتی۔ میری پیشگوئی کے مطابق خدا نے اہل تم کو کچھ مہلت بھی دی اور پھر مارا بھی دیا۔ تجھ کو خدا نے بہت سے معارف اور حقائق بخشے اور اس قدر میری کلام کو معرفت کے پاک اسرار سے مہر دیا کہ جب تک انسان خدا تعالیٰ کی طرف سے پورا تائید یافتہ نہ ہو اس کو یہ نعمت نہیں دی جاتی لیکن مخالف مولویوں نے ان باتوں میں سے کسی بات پر غور نہیں کی۔

سوا ب چونکہ تکذیب اور تکفیر ان کی انتہا تک پہنچ گئی اس لئے وقت اُگیا کہ خدا نے قادر اور علیم اور خیر کے ہاتھ سے جھوٹے اور سچے میں فرق کیا جائے۔ ہمارے مخالف مولوی اس بات کو جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں ایسے شخص سے کس قدر بیزاری ظاہر کی ہے جو خدا تعالیٰ پر افتراء باندھے یہاں تک کہ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہے کہ اگر بعض قول میرے پر افتراء کرتا تو میں فی الفور پکڑ لیتا اور رگ جان کاٹ دیتا عرض خدا تعالیٰ پر افتراء کرنا اور یہ کہنا کہ فلاں فلاں الہام مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوا ہے حالانکہ کچھ بھی نہیں ہوا۔ ایک ایسا سخت گناہ ہے کہ اس کی سزا میں صرف جہنم کی ہی وعید نہیں بلکہ قرآن شریف کے نصوص قطعیہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسا مفتری اسی دنیا میں دستِ بدست سزا پا لیتا ہے اور خدا کا قادر و غیور کبھی اس کو امن میں نہیں چھوڑتا اور اس کی غیرت اس کو کچل ڈالتی ہے اور جلد ہلاک کرتی ہے۔ اگر ان مولویوں کا دل تقویٰ کے رنگ

سے کچھ بھی رنگین ہوتا اور خدا تعالیٰ کی عادتوں اور سنتوں سے ایک ذرہ بھی واقف ہوتے تو ان کو معلوم ہوتا کہ ایک مفتری کا اس قدر دراز عرصہ تک افترا میں مشغول رہنا بلکہ روز بروز اس میں ترقی کرنا اور خدا تعالیٰ کا اس کے افترا پر اس کو نہ پکڑنا بلکہ لوگوں میں اس کو عزت دینا دلوں میں اس کی قبولیت ڈالنا اور اس کی زبان کو چشمہ حقائق و معارف بنانا یہ ایک ایسا امر ہے کہ جب سے خدا تعالیٰ نے دنیا کی بنیاد ڈالی ہے اس کی نظیر ہر گز نہیں پائی جاتی۔ افسوس کہ کیوں یہ منافق مولوی خدا تعالیٰ کے احکام اور مواہید کو عزت کی نظر سے نہیں دیکھتے کیا ان کے پاس حدیث یا قرآن شریف سے کوئی نظیر موجود ہے کہ ایک ایسے غیبت طبع مفتری کو خدا تعالیٰ نہ پکڑے جو اس پر افترا پر افترا باندھے اور جھوٹے الہام بنا کر اپنے تئیں خدا کا نہایت ہی پیارا ظاہر کرے اور محض اپنے دل سے شیطانی باتیں تراش کر اس کو عہد خدا کی وحی قرار دیوے اور کہے کہ خدا کا حکم ہے کہ لوگ میری پیروی کریں اور کہے کہ خدا مجھے اپنے الہام میں فرماتا ہے کہ تو اس زمانہ میں تمام مومنوں کا سردار ہے حالانکہ اس کو کبھی الہام نہ ہوا ہو۔ اور نہ کبھی خدا نے اس کو مومنوں کا سردار مقرر کیا ہو۔ اور کہے کہ مجھے خدا مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ تو ہی مسیح موعود ہے جس کو میں کمر صلیب کے لئے بھیجتا ہوں حالانکہ خدا نے کوئی ایسا حکم اس کو نہیں دیا اور نہ اس کا نام عیسیٰ رکھا۔ اور کہے کہ خدا تعالیٰ مجھے مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ مجھ سے تو ایسا ہے جیسا کہ میری توحید۔ تیرا مقام قرب مجھ سے وہ ہے جس سے لوگ بے خبر ہیں۔ حالانکہ خدا اس کو مفتری مانتا ہے۔ اس پر لعنت بھیجتا ہے اور مردودوں اور غفلوں کے ساتھ اس کا حصہ قرار دیتا ہے۔ پھر کیا یہی خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ ایسے کذاب اور بیباک مفتری کو جلد نہ پکڑے یہاں تک کہ اس افترا پر بیس برس سے زیادہ عرصہ گزر جائے۔

کون اس کو قبول کر سکتا ہے کہ وہ پاک ذات جس کے غضب کی آگ وہ مسالقمہ ہے کہ ہمیشہ جھوٹے ملہوں کو بہت جلد کھاتی رہی ہے اس لیے عرصہ تک اس جھوٹے

کو چھوڑ دے جس کی نظیر دنیا کے صفحہ میں مل ہی نہیں سکتی۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا یعنی اس سے زیادہ تر ظالم اور کون ہے جو خدا تعالیٰ پر جھوٹ باندھے۔ بیشک مُفْتَرِیٰ خدا تعالیٰ کی لعنت کے نیچے ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ پر افتراء کرنے والا جلد مارا جاتا ہے۔

سو ایک تقویٰ شعار آدمی کے لئے یہ کافی تھا کہ خدا نے مجھے مفتر یوں کی طرح ہلاک نہیں کیا بلکہ میرے ظاہر اور میرے باطن اور میرے جسم اور میری روح پر وہ احسان کئے جن کو میں شمار نہیں کر سکتا۔ میں جو ان تھا جب خدا کی وحی اور الہام کا دعویٰ کیا اور اب میں بوڑھا ہو گیا۔ اور ابتداء دعویٰ پر میں برس سے بھی زیادہ عرصہ گزر گیا بہت سے میرے دوست اور عزیز جو مجھ سے چھوٹے تھے فوت ہو گئے اور مجھے اس نے عمر دراز بخشی اور ہر یک مشکل میں میرا مستکفل اور متولی رہا۔ پس کیا ان لوگوں کے یہی نشان ہوا کرتے ہیں کہ جو خدا تعالیٰ پر افتراء باندھتے ہیں۔ اب بھی اگر مولوی صاحبان مجھے مفتدی سمجھتے ہیں تو اس سے بڑھ کر ایک اور فیصلہ ہے۔ اور وہ یہ کہ میں اُن الہامات کو ہاتھ میں لے کر جن کو میں شائع کر چکا ہوں مولوی صاحبان سے مباحصلہ کروں۔ اس طرح پر کہ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کروں کہ میں درحقیقت اس کے شرف مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور درحقیقت اس نے مجھے ہمارا دہم صدی کے سر پر بھیجا ہے کہ تائیں اس فتنہ کو فرو کروں کہ جو اسلام کے مخالف سب سے زیادہ فتنہ ہے اور اسی نے میرا نام عیسیٰ رکھا ہے اور کسریلیب کے لئے مجھے مامور کیا ہے لیکن نہ کسی جسمانی حربہ سے بلکہ آسمانی حربہ سے۔ اور یہ سب اس کا کلام ہے۔ اور وہ خاص الہامات اس کے جو اس وقت میں تھا مولویوں کو سناؤں گا اُن میں سے بطور نمونہ چند الہامات اس جگہ لکھتا ہوں۔ ان میں سے بعض الہامات میں برس کے عرصہ سے ہیں جو مختلف ترتیبوں اور کمی بیشی کے ساتھ یاد آ رہے ہیں۔

يَا عِيسَى الَّذِي لَا يُصْنَعُ وَقْتُهُ - أَنْتَ مَتَّى بِمَنْزِلَةِ لَا

اسے وہ عیسیٰ جس کا وقت ضائع نہیں کیا جائے گا۔ تو میری جناب میں وہ مرتبہ لکھتا ہے جس

يَعْلَمُهَا الْخَلْقُ - أَنْتَ مَتَّى بِمَنْزِلَةِ تَوْحِيدِي وَتَفْرِيدِي

کا لوگوں کو علم نہیں۔ تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید

فَإِنَّ أَنْ تُحَانَ وَتُحَرَفَ بَيْنَ النَّاسِ - هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ

سو وقت آگیا کہ تو لوگوں میں شناخت کیا جائے اور مدد دیا جائے۔ وہ خدا جس نے اپنے رسول

رَسُولُهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ - لَتَبْدِيلَ لِكَلِمَاتٍ

کو ہدایت اور دین حق کیساتھ بھیجتا اس دین کو سب دینوں پر غالب کرے۔ خدا کی پیشگوئیوں کو کوئی

اللَّهُ - قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ - الرَّحْمَنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ

جل نہیں سکتا۔ کہہ میں مامور ہوں اور میں سب سے پہلا مومن ہوں۔ وہ رحمن ہے جس نے قرآن سکھایا

لِتُنذِرَ قَوْمًا مَّا أُنْذِرَ آبَاءَهُمْ وَلِتَسْتَبِينَ سَبِيلَ الْمُجْرِمِينَ - إِنَّا

تاکہ تو ان لوگوں کو ڈرائے جن کے باپ دادے نہیں ڈرائے گئے اور تاکہ مجرموں کی راہ کھل جائے ہم تیرے

كُفَيْنَاكَ الْمُسْتَمِرِّينَ - قُلْ عِنْدِي شَهَادَةٌ مِنَ اللَّهِ فَهَلْ أَنْتُمْ

میں ٹھٹھا کرنے والوں کے لئے کافی ہیں۔ کہہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے پس کیا تم ایمان لاتے

مُؤْمِنُونَ - قُلْ عِنْدِي شَهَادَةٌ مِنَ اللَّهِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ - إِنْ

ہو۔ کہہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے پس کیا تم قبول کرتے ہو میرے

مَعِيَ رَبِّي سَيَفْدِيَنِي - قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ

ساتھ میرا خدا ہے وہ منقرض کیے گا عیسیٰ کی راہ دکھائیگا۔ ان کو کہہ کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میرے پیچھے ہو لو تاکہ

اللَّهُ - هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَا تَنْزِلُ الشَّيَاطِينُ - تَنْزِلُ عَلَىٰ كُلِّ آفَاكٍ

خدا بھی تم سے محبت کرے۔ کیا میں بتاؤں کہ کن پر شیطان اُترتا کرتے ہیں۔ ہر ایک جھوٹے منقرض پر اُترتے ہیں

اَتَيْتُمْ - يُرِيدُونَ اَنْ يُطْفِئُوا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَوْاْهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهِ وَ
ارادہ کرتے ہیں کہ خدا کے نور کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھا دیں اور خدا اپنے نور کو کامل کرے گا

لَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ - سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ - اِذَا جَاءَهُمْ نَصْرُ اللّٰهِ
اگرچہ کافر کو اہت ہی کریں۔ عنقریب ہم ان کے دلوں پر رعب ڈال دیں گے۔ جب خدا کی مدد اور فتح

وَالْفَتْحُ وَانْتَهَى اَمْرُ الزَّمَانِ اِلَيْنَا الْبَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ رَاقِي مَعَكَ
آئے گی اور زمانہ کا امر ہماری طرف رجوع کرے گا۔ کہا جائیگا کہ کیا یہ سچ نہ تھا میں تیرے ساتھ

كُنْ مَعِيَ اَيْنَمَا كُنْتَ كُنْ مَعَ اللّٰهِ حَيْثُمَا كُنْتَ - كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ
ہوں۔ میرے ساتھ ہو جہاں تو ہووے خدا کے ساتھ ہو جہاں تو ہووے۔ تم بہتر امت ہو جو لوگوں کے نفع

اُخْرِجْتُ لِلنَّاسِ - رَاٰكَ بِاَعْيُنِنَا يَرْفَعُ اللّٰهُ ذِكْرَكَ - وَبَيِّنَ
کے لئے نکالے گئے تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے خدا تیرے ذکر کو بلند کریگا اور دُنیا اور

نِعْمَتُهُ عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ - يَا اَحْمَدُ يَتِمُّ اسْمُكَ وَ
آخرت میں اپنی نعمت تیرے پر پوری کرے گا اے احمد تیرا نام پورا ہو جائے گا قبل اس

لَا يَتِمُّ اسْمُكَ - اِنْ رَافَعُكَ اِلَى - اَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً
تجھے جو میرا نام پورا ہو۔ میں تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں میں نے اپنی محبت کو تجھ پر

مَتْنِيْ - شَأْنُكَ عَجِيْبٌ - وَ اَجْرُكَ قَرِيْبٌ - اَلْاَرْضُ وَالسَّمَاوُ
ڈال دیا۔ تیری شان عجیب ہے۔ تیرا اجر قریب ہے۔ زمین و آسمان تیرے

مَعَكَ كَمَا هُوَ مَعِيَ - اَنْتَ وَجِيْهُهُ فِيْ حَضْرَتِيْ - اِجْتَرْتُكَ
ساتھ ہے جیسا کہ وہ میرے ساتھ ہے۔ تو میری جناب میں وجہ ہے۔ میں نے تجھے

لِنَفْسِيْ - اَنْتَ وَجِيْهُهُ فِي الدُّنْيَا وَحَضْرَتِيْ - سُبْحَانَ
اپنے لئے تجھ لیا۔ تو دنیا اور میری جناب میں وجہ ہے پاک ہے

بِکَافِ حَاشِيَا - ہو گا خمیر واحد باعتبار واحد فی الدین یعنی مخلوق ہے اور ایسا محاورہ قرآن شریف میں بہت ہے۔
(انجیل مرقم صفحہ ۵۲ حاشیہ)

اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى - زَادَ جَبْدُكَ - يَنْقُطِعُ أَبَاكَ وَيُبْدَأُ

وہ خدا جو بہت بڑکتوں والا اور بہت بلند ہے تیری بڑگی کو اس زیادہ کیا۔ ابجے تیرے باپ دے کے کا ذکر منقطع ہوا کیا

مِنْكَ - نَصَرْتَ بِالرَّغَبِ وَ أَحْيَيْتَ بِالصَّدَقِ - لَهَا الصِّدِّيقُ

اور خدا تجھ سے شروع کرے گا۔ تو رغب کیساتھ مدد دیا گیا اور صدق کے ساتھ زندہ کیا گیا۔ اسے صدیق

نَصَرْتَ - وَقَالُوا لَا تَحِينَ مَنَاصٍ - اَثَرَكَ اللَّهُ عَلَيْنَا وَ

تو مدد دیا گیا۔ اور مخالف کہیں گے کہ اب گریز کی جگہ نہیں۔ خدا نے تجھے ہم پر اختیار کر لیا۔

لَوْ كُنَّا كَارِهِينَ - رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا اِنَّا لَكَا خَاطِئِينَ - لَا تَثْرِيْبَ

اگرچہ ہم کراہت کرتے تھے۔ اے ہمارے خدا ہمیں بخش کہ ہم خطا پر تھے۔ آج تم پر اسے شروع

عَلَيْكُمْ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ -

کونے والو کچھ سرزنش نہیں۔ خدا تمہیں بخش دے گا اور وہ ارحم الراحمین ہے۔

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُتْرِكَ حَتَّى يُمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ - وَاللَّهُ

اور خدا ایسا نہیں کہ تجھے یونہی چھوڑ دے جب تک پاک اور پلید میں فرق کر کے نہ دکھائے۔ اور خدا

غَالِبٌ عَلَى أَمْرِهِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ - إِذَا جَاءَ

اپنے امر پر غالب ہے مگر اکثر آدمی نہیں جانتے جب خدا کی

نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ هَذَا الَّذِي كُنْتُمْ

مدد اور فتح آئی اور اس کا کلمہ پورا ہوا کہا جائے گا کہ یہ وہی ہے جس میں تم

بِهِ تَسْتَعْجِلُونَ - أَرَدْتُ أَنْ أَسْتَخْلِفَ فَخَلَقْتُ آدَمَ سَوِيَّةً

جلدی کرتے تھے۔ میں نے ارادہ کیا کہ اپنا خلیفہ بناؤں تو میں نے آدم کو پیدا کیا۔ میں نے

وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي - يَقِيمُ الشَّرِيعَةَ وَيُحْيِي الدِّينَ

اس کو برابر کیا اور اپنی روح اس میں پھونکی شریعت کو قائم کرے گا اور دین کو زندہ کرے گا

وَلَوْ كَانَ إِلَّا يَمَانُ مَعْلَقًا بِالثَّرْيَالِنَالِ - سُبْحَنَ الَّذِي

اور اگر ایمان ثریا سے ملحق ہوتا تب بھی اسے پالیتا۔ پاک ہے وہ جس نے

اَسْرٰی بَعْبِدَہ لَیْلًا۔ خَلَقَ اٰدَمَ فَاٰکَرَمَہُ جَرٰی اللّٰہِ فِی حُلُلِ الْاَنْبِیَاءِ
اپنے بندہ کو رات میں سیر کرایا۔ آدم کو پیدا کیا اور اس کو عزت دی۔ خدا کا فرستادہ نبیوں کے حلقہ میں

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَصَدُّوا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ رَدَّ عَلَیْہِم رَجُلٌ
وہ لوگ جو کافر ہو گئے اور خدا کی راہ سے روکنے لگے ایک فارسی الاصل آدمی نے ان کے

مِنْ فَاْرِسٍ۔ شَکْرَ اللّٰہِ سَعِیَہُ کِتَابِ الْوَلِیِّ ذِوَالْفَقَارِ عَلٰی
خیالات کو رد کیا۔ خدا اس کی کوشش کا فخر گزار رہے۔ اس ولی کی کتاب ایسی ہے جیسے علی کی

یَکَادُ زَیْتُہُ یَصْفِیْ وَکُلُّہُمْ تَمَسَّسُہُ نَارٌ۔ خُذُوا التَّوْحِیْدَ
ذوالفقار۔ اس کا تیل یوں نہیں چمکنے کو ہے اگرچہ آگ چھو بھی نہ جائے۔ توحید کو پکڑو توحید کو پکڑو

التَّوْحِیْدَ یَا اَبْنَاءَ الْفَاْرِسِ۔ اِنَّا اَنْزَلْنَاہُ قَرِیْبًا مِّنَ الْقَادِیَانِ
اے فارس کے بیٹو ہم نے اس کو قادیان کے قریب اُتارا ہے

وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰہُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰہِ مَفْعُوْلًا۔ اَمْرٌ
اور حق کے ساتھ اُتارا ہے اور ضرورتِ حق کے ساتھ اُتارا ہے اور جو خدا نے ٹھہرا رکھا تھا وہ ہونا ہی تھا۔

یَقُولُوْنَ نَحْنُ جَمِیْعٌ مُّنتَصِرٌ۔ سَیُفْہَیْزُ الْجَمْعِ وَیُوْلُوْنَ الدُّبُرَ
کیا یہ کہتے ہیں کہ ہم ایک جماعت انتقام لینے والی ہیں۔ سب بھاگ جائیں گے اور پیٹھ دکھلائیں گے۔

یَا عَبْدِی لَا تَخَفْ اِنِّیْ اَسْمَعُ وَاَرٰی۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّا نَاتٰی الْاَرْضَ
اے میرے بندے مت خوف کریں دیکھتا ہوں اور سُنتا ہوں۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ ہم زمین کو کم

نَنْقُصُہَا مِّنْ اَطْرَافِہَا۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔
کرتے چلے آتے ہیں اس کی طرفوں سے۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے

صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ سَیِّدٍ وَّلَدِ اٰدَمَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ
عہد پر اور اس کے آل پر درود بھیج وہ بنی آدم کا سردار اور خاتم الانبیاء ہے۔

اِنَّکَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ
تو صراطِ مستقیم پر ہے پس جو کچھ حکم ہوتا ہے کھول کر بیان کر اور جاہلوں سے

الجاحلین۔ وقالوا لولا نزل علی رجل من قریبتین عظیم
کنارہ کر۔ اور کہتے ہیں کہ درشہروں میں سے ایک بڑے آدمی کو خدا نے کیوں مامور

وقالوا ائی لک هذا ان هذا المکر مکر تموء فی المدینۃ
نہ کیا۔ اور کہتے ہیں کہ تجھے کہاں یہ رتبہ یہ تو مکر ہے کہ مل جل کر بنایا گیا ہے۔

وآعانه علیہ قوم آخرون۔ ینظرون الیک وہم لایبصرون
اور کئی لوگوں نے اس مکر میں اس شخص کی مدد کی ہے۔ تجھے دیکھتے ہیں اور تو انہیں نظر نہیں آتا

اعلموا ان اللہ یحبی الارض بعد موتہا۔ ومن کان اللہ کان اللہ
اے لوگو جان لو کہ زمین مرگئی تھی اور خدا پھر اسے نئے سرے زندہ کر رہا ہے۔ اور جو خدا کا ہو خدا اس

لہ۔ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون۔
ہو جاتا ہے۔ خدا اُن کے ساتھ ہے جو پرہیزگاری اختیار کرتے ہیں اور ان کے ساتھ ہے جو نیکو کار ہیں۔

قالوا ان هذا الاختلاق۔ قل ان افتربیتہ فعلی اجرام
کہتے ہیں کہ یہ تمام افترا ہے کہہ اگر میں نے افترا کیا ہے تو یہ سخت گناہ میری گردن پر

شدید۔ انک الیوم لدینا مکین امین۔ وان علیک
ہے۔ آج تو ہمارے نزدیک باریتہ اور امین ہے اور تیرے پر دین

رحمتی فی الدنیا والدین۔ وانک من المنصورین۔
اور دنیا میں میری رحمت ہے اور تو مدد دیا گیا ہے

یحمدک اللہ من عرشہ۔ یحمدک اللہ ویمشی
خدا عرش پر سے تیری تعریف کرتا ہے خدا تیری تعریف کرتا ہے اور تیری طرف چلا

الیک۔ الا ان نصر اللہ قریب۔ کیثک دُر لا یضاع
آتا ہے۔ خبر داد خدا کی مدد قریب ہے تیرے جیسا موتی ضائع نہیں کیا

بشری لک یا احمدی۔ انت مرادی ومعی۔ ائی
جاتا۔ تجھے خوشخبری ہو اے میرے احمد۔ تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔ میں تیرا

نَاكِرُكَ - اِنْ تَحَافَظْكَ - اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا - اَکَانَ

مردگار ہوں۔ میں تیرا حافظ ہوں میں تجھے لوگوں کا امام بناؤں گا کیا لوگوں

لِلنَّاسِ عَجَبًا۔ قُلْ هُوَ اللَّهُ حَیُّبٌ - یَجْتَبِیْ مَنْ یَّشَاءُ مِنْ

کو تعجب ہوا۔ کہہ وہ خدا عجیب ہے۔ جس کو چاہتا ہے اپنے بندوں میں

عِبَادًا۔ لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَهُمْ یُسْئَلُونَ۔ وَتِلْكَ

سے پوچھا لیتا ہے وہ اپنے کاموں میں پوچھا نہیں جاتا اور وہ سرے پوچھے جاتے ہیں اور یہ

الْآیَاتُ مُنْذِرَاتٌ لِّقَوْمٍ یُّبْیِّنُ النَّاسَ۔ وَقَالُوا اِنْ هَذَا اِلَّا اخْتِلَاقٌ

دن ہم لوگوں میں پھیرتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو ضرور افتراء ہے۔

اِذَا نَصَرَ اللَّهُ الْمُؤْمِنَ جَعَلَ لَهُ الْخَاسِدِیْنَ فِی الْاَرْضِ۔ قُلْ

خدا جب مومن کو مدد دیتا ہے تو زمین پر اس کے کئی حاسد بنا دیتا ہے۔ کہہ خدا

اللَّهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِیْ خَوْضِهِمْ یَلْعَبُونَ۔ لَا تَخَاطُ اَسْرَارُ

ہے جس نے یہ الہام کیا۔ پھر ان کو چھوڑ دے تاہی کچھ ٹکریوں میں بازی کریں۔ اولیاء کے اسرار پر کوئی

الْاَوْلِیَاءُ۔ تَلَطَّفْ بِالنَّاسِ وَتَرْحَمْ عَلَیْهِمْ۔ اَنْتَ فِیْهِمْ

اصا نہیں کر سکتا۔ لوگوں سے لطف کے ساتھ پیش آ اور ان پر رحم کر تو ان میں بمنزل

بِمَنْزِلَةِ مُوسٰی۔ وَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُولُوْنَ۔ وَذَرْنِیْ وَالْمُکَذِّبِیْنَ

موسیٰ کے ہے اور ان کی باتوں پر صبر کر اور منہم مکذبوں کی سزا مجھ پر

اُولٰٓئِکَ النَّعْمَةُ۔ اَنْتَ مِنْ مَّا نَاوَهُمْ مِنْ فِشْلِ ۚ وَاِذَا

چھوڑ دے۔ تو ہمارے پانی میں سے ہے اور وہ لوگ فِشْلِ سے اور جب

بہتر ہو فرمایا کہ تو ہمارے پانی میں سے ہے اور وہ لوگ فِشْلِ سے۔ اس جگہ پانی سے مراد اٹل کا پانی

استقامت کا پانی تقویٰ کا پانی وفا کا پانی صدق کا پانی حُبِّ اللہ کا پانی ہے جو خدا سے ملتا

ہے۔ اور فِشْلِ بزدلی کو کہتے ہیں جو شیطان سے آتی ہے اور ہر ایک بے ایمانی اور بدکاری کی جڑ

بزدلی اور نامردی ہے جب قوت استقامت باقی نہیں رہتی تو انسان گناہ کی طرف جھک جاتا ہے غرض فِشْلِ شیطان کی جڑ ہے۔

قِيلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَا اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْا اَنْتُمْ كَمَا اٰمَنَ

ان کو کہا جائے کہ ایمان لاؤ جیسا کہ اچھے آدمی ایمان لائے تو جواب میں کہتے ہیں کہ کیا اس طرح ایمان

السُّفَهَاءُ اِلَّا اَنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَالْحَسَنُ لَا يَعْلَمُوْنَ

لاہیں جیسا کہ سفیہ اور بیوقوف ایمان لائے خوب یاد رکھو کہ درحقیقت بیوقوف اور سفیہ ہی لوگ ہیں۔ مگر

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحِبِّکُمُ اللّٰهُ

ان کو کہہ دے کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت رکھے۔ کہا گیا

اٰتٰیجِعُوْا اِلٰی اللّٰهِ فَلَا تَرْجِعُوْنَ

وَقِيلَ اسْتَخِذُوْا فَلَ

تَسْتَخِذُوْنَ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ الْمَسِيْحَ ابْنَ

مَرْیَمَ

اَلْفِتْنَةُ هٰمِنًا فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُو الْعِزَامِ

تَبَّتْ

اِسْجَلُ

اِسْجَلُ

اِسْجَلُ

اِسْجَلُ

اِسْجَلُ

اِسْجَلُ

اِسْجَلُ

اِسْجَلُ

اِسْجَلُ

اِسْجَلُ

اِسْجَلُ

اِسْجَلُ

يَدَا اِلٰى لَهَبٍ وَتَبَّ. مَا كَانَتْ لَهٗ اَنْ يَدْخُلَ فِيهَا الْاَخَافُ.

کہ دونوں ہاتھ ہلاک ہو گئے اور وہ آپ بھی ہلاک ہو گیا۔ اس کو نہیں چاہیے تھا کہ وہ اس فتنہ میں داخل دیتا یعنی اس کی بانی ہوتا

وَمَا اَصَابَكَ فِىْزِ اللّٰهِ - اَلَا اِنَّهَا فِتْنَةٌ مِّنْ اللّٰهِ لِيُبَيِّنَ حُبًّا

مگر ڈرتے ہوئے اور تجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچی مگر اسی فتنہ پر خدا نے مقرر کی خدا کی طرف سے تادہ تجھے بہت ہی پیار

جَمًا. حُبًّا مِّنْ اللّٰهِ الْعَزِيزِ الْاَكْرَمِ. عَطَاءٌ غَيْرُ مَحْذُوذٍ

کرے۔ یہ خدا کا پیار کرنا ہے جو غالب اور بزرگ ہے اور یہ پیار وہ عطا ہے جو کبھی منقطع نہیں ہوگا

وَقْتُ الْاِبْتِلَاءِ وَقْتُ الْاِصْطِفَاءِ - وَلَا يَرُدُّ وَقْتُ الْعَذَابِ

ابتلا کا وقت ہے اور اصطفاء کا وقت ہے اور عذاب کا وقت ہجروں کے

عَنْ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ - وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزِنُوا وَاَنْتُمْ

سر پر سے کبھی نہیں مل سکتا۔ اور اسے اس مامور کی جہالت مت ہو جانا اور غم میں نہ پڑنا

الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ - وَعَسٰى اَنْ تَحِبُّوا شَيْئًا

اور بالآخر غلبہ تمہیں کو ہے اگر تم ایمان پر ثابت رہو گے یہ ممکن ہے کہ ایک چیز کو تم چاہو اور وہ

بقیہ حاشیہ۔ کی غرض سے ہے کہ عیسیٰ بن مریم کی ناجائز پیدائش نہیں جیسا کہ یہودیوں کا خیال

ہے تا نفع پر شیطان کا سایہ مانا جائے بلکہ بلاشبہ برخلاف زعم یہودیوں کے وہ حلال زادہ تھا

اور مریم بدکار عورت نہیں تھی۔ اس مسئلہ میں اصول یہ ہے کہ شیطان کا سایہ جس کو مست اور

اشتراک بھی کہتے ہیں جس کے لحاظ سے کہا جاتا ہے کہ یہ شخص ذریت شیطان ہے یا بائبل کے محاورہ

کے رو سے نحاش کا بچہ ہے یعنی سانپ کا جو شیطان ہے صرف اس صورت میں کسی نفع پر پڑتا ہے جبکہ نفع

ڈالنے والا وہ جس کے رحم میں نفع ٹھہرا نہایت بری حالت میں ہوں اور گناہ اور سخت دلی کی تاریکی اُن

پر ایسی محیط ہو کہ کوئی گوشہ خالی نہ ہو اور فطرتی نور بالکل محبوب ہو اور ایسی صورت میں بچے نہایت فہریت

پیدا ہوتے ہیں کیونکہ شیطان کے سایہ کے نیچے ان کا خاکہ بنتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اکثر چوروں اور

ڈاکوؤں کے بچے چور ڈاکو ہی نکلتے ہیں۔ اور راست بازوں کے راست باز رہتا ملی۔ منہ +

وَهُوَ شَرُّ لَكُمْ وَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ وَاللَّهُ

دراصل تمہارے لئے اچھی نہ ہو اور ایک چیز سے نفرت کرو اور وہ دراصل تمہارے لئے اچھی ہو اور خدا

يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ - كُنْتُ كَنْزًا مُخْفِيًّا فَأَحْبَبْتُ أَنْ

جانتا ہے اور تم نہیں جانتے میں ایک خزانہ پوشیدہ تھا سو میں نے چاہا کہ شہادت

أَعْرِفَ - إِنَّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا

کیا جانوں - زمین و آسمان بندھے ہوئے تھے - سو ہم نے دونوں کو کھول دیا -

وَأَنْ يَتَّخِذُ مِنْكُمْ إِلَٰهًا - أَهْدَىٰ الَّذِي بَعَثَ اللَّهُ - قُلْ

اور تجھے انہوں نے ایک تہنسی کی جگہ بنا رکھا ہے - کیا یہی ہے جو خدا کی طرف سے بھیجا گیا - کہہ

إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَىٰ آتَمَ الْمُكْمَلِ إِلَهُ وَاحِدٌ

میں ایک آدمی ہوں تم جیسا - مجھے خدا سے الہام ہوتا ہے کہ تمہارا خدا ایک خدا ہے -

وَالْخَيْرِ مَكْلَهُ فِي الْقُرْآنِ - وَلَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عَمْرًا مِّنْ

اور تمام بھلائی قرآن میں ہے - اور میں اس سے پہلے ایک مدت سے تم میں ہی

أَقْبَلُهُ أَفَلَا تَحْقُلُونَ - وَقَالُوا إِنَّ هَذَا إِلَّا افْتِرَاءٌ - قُلْ

بہت اچھا کیا تمہیں میرے حالات معلوم نہیں - اور انہوں نے کہا کہ یہ باتیں افتراء ہیں کہہ

إِنْ هُدَىٰ اللَّهُ هُوَ الْهُدَىٰ - أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ

حقیقی ہدایت جس میں غلطی نہ ہو خدا کی ہدایت ہے اور خیر دار ہو کہ خدا کا گروہ ہی آخر کار

الْغَالِبُونَ - أَنَا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا لِيُخْفِيَ لَكَ اللَّهُ مَا

غالب ہوتا ہے ہم نے تجھے کھلی کھلی فتح دی ہے تا تیرے اگلے اور پچھلے گناہ معاف

تَقْدَمُ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ - أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدًا

ہو جائیں - کیا خدا اپنے بندے کے لئے کافی نہیں ہے

فَبَرَأَ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا - وَاللَّهُ مُؤْمِنٌ

سو خدا نے ان کے الزاموں سے اس کو بری کیا اور وہ خدا کے نزدیک وجیہ ہے اور خدا کافروں

كَيْدَ الْكَاذِبِينَ - وَلَنَجْعَلَنَّ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً قَدْ كَانَتْ

کے مکر و کد سے کر دے گا۔ اور ہم اس کو لوگوں کے لئے نشان بنائیں گے اور رحمت کا نمونہ ہوگا اور

أَمْرًا مُّقْضِيًّا - قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ تَمْتَرُونَ - يَا أَحْمَدُ

یہی مقدر تھا۔ یہ وہ سچا قول ہے جس میں لوگ ٹک کرتے ہیں۔ اے احمد

فَأَضِيتَ الرَّحْمَةَ عَلَى شَفِيتِكَ - أَنَا أَعْطَيْتُكَ الْكَوْثَرَ فَصَلِّ

رحمت تیرے لئے ہوئی پر جادہی ہو رہی ہے۔ ہم نے تجھے بہت سے عطا کی اور مہاراف اور بکات بخشیں

لِرَبِّكَ وَالْخَيْرُ - إِنَّ شَانَنَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ يَا قِيَامُ الْأَنْبِيَاءِ

اور ذات رب عطا کی ہے ہر خیر کیلئے ناز و نثار اور قربانی کر تیرا مگر بغیر جی نہیں خدا سے بے نشان کر دیا اور وہ ظاہر ہو گیا

وَأَمْرُكَ يَتَأْتِي - يَوْمَ يُحْيِي الْحَقُّ وَيَكْشِفُ الصَّدَقَ وَيَخْسَرُ

فیوں کی چاندنی آئیگا اور تیرا کام تجھے حاصل ہو جائیگا۔ اس دن حق آئیگا اور سچ کھولا جائے گا اور جو خسراں میں ہیں ان

الْخَاسِرُونَ - اقْبِ الصَّلَاةَ لَذِكْرِي - أَنْتَ مَعِيَ وَأَنَا مَعَكَ

خسراں ظاہر ہو جائیگا۔ میری یاد میں نماز کو قائم کر تو میرے ساتھ اور میں تیرے ساتھ ہوں

بِرُّكَ بِرِّي - وَضَعْنَا عَنْكَ وَزَرَكَ الَّذِي أَنْقَضَ ظَهْرَكَ

تیرا میرا پیار ہے۔ ہم نے تیرا وہ بوجھ اتار دیا جس نے تیری کمر توڑ دی۔

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ - يَخْشَوْنَكَ مِنْ دُونِهِ - ائْتِ الْكَفَرِ

اور تیرے ذکر کو ہم نے بلند کیا۔ تجھے خدا کے سوا اوروں سے ڈراتے ہیں۔ یہ کفر کے پیشوا ہیں

لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعْلَى - غَرَسْتُ لَكَ بَيْدِي رَحْمَتِي

مت ڈر غلبہ تجھی کو ہے میں نے اپنی رحمت اور قدرت کے درخت تیرے لئے

بکھلا حاشیہ یہ الہام کہ اِنَّ شَانَنَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ اس وقت اس عاجز پر خدا تعالیٰ کی طرف

سے افاقا ہوا کہ جب ایک شخص فوسلم سدا اللہ نام سے ایک نظم گایوں سے بھری ہوئی اس عاجز

کی طرف بھیجی تھی اور اس میں اس عاجز کی نسبت اس ہندو زادہ نے وہ الفاظ استعمال کئے تھے

وَقُدْرَتِي - كُنْ بِحِجَلِ اللَّهِ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا

اپنے ہاتھ سے لگائے۔ خدا ہرگز ایسا نہیں کرے گا کہ کافروں کا مومنوں پر کچھ الزام ہو۔

يَنْصُرُكَ اللَّهُ فِي مَوَاطِنَ - كَتَبَ اللَّهُ لَأَعْلَيْنَا أَنَا وَرُسُلِي

خدا تجھے کئی میدانوں میں فتح دے گا۔ خدا کا یہ قدیم نوشتہ ہے کہ میں اور میرے رسول غالب

لَا مَبْدَلُ لِكَلِمَاتِهِ - اللَّهُ الَّذِي جَعَلَكَ الْمَسِيحَ ابْنَ

رَبِّكَ۔ اس کے کلموں کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ وہ خدا جس نے تجھے مسیح ابن مریم بنایا

مَرْيَمَ - قُلْ هَذَا فَضْلُ رَبِّي وَأَنِّي أُجِزُّ نَفْسِي مِنْ ضَرْبٍ

کہہ یہ خدا کا فضل ہے اور میں تو کسی خطاب کو نہیں

الخطاب - يَا عِيسَى ابْنِي مَتَوَفَّيْكَ وَرَافِعَكَ إِلَى

جہنم۔ اے عیسیٰ میں تجھے وفات دے گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا اور

جَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

تیرے تابعداروں کو تیرے مخالفوں پر قیامت تک غلبہ بخشوں گا۔

بقیمہ حاشیہ - کہ جب تک ایک شخص درحقیقت شقی غیبت طینت فاسد القلب ہو ایسے الفاظ استعمال

نہیں کر سکتا۔ اگرچہ ایسے لفظوں اور ایسی گالیوں میں جو جہاں کذاب شیطان کافر کفر مکار کے نام سے ہیں

اور دوسرے مولوی بھی اس کے ساتھ شریک ہیں بلکہ باطل پرست بطالوی جو محمدؐ میں کہلاتے شریک

غالب اور اعلیٰ الاعدا ہے۔ لیکن اس ہندو زادہ کی مضامنت فطرتی اس لئے سب سے بڑھ

کہ ہے کہ باوجود محض جاہل ہونے کے یہ شعر بھی اردو میں کہتا ہے اور شعروں میں گالیاں نکالتا ہے۔

اور نہایت بدگوئی سے افتراء بھی کرتا ہے اور بہتان کے طور پر ایسی دشنام دہی کرتا ہے جس طرح

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب کے شاعر بے ایمان گالیاں نکالا کرتے تھے۔ سو یہ الہام اس کے

مشہور اور رسالہ کے پڑھنے کے وقت ہوا کہ اتنا شانہ کھوالاتر سو اگر اس ہندو زادہ بد فطرت کی

نسبت ایسا وقوع میں نہ آیا اور وہ نامراد اور ذلیل اور سوانہ را تو سمجھو کہ یہ خدا کی طرف سے نہیں۔

منہ۔

نَظَرَ اللَّهُ إِلَيْكَ مَعْطًى. وَقَالُوا اتَّجَعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا

خدا نے تیرے پر خوشنودار نظر کیا۔ اور لوگوں نے دلوں میں کہا کہ اے خدا کیا تو ایسے مفسد کو

قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ. وَقَالُوا كِتَابٌ مُبْتَلًىٰ مِنْ الْكُفْرِ

اپنا خلیفہ بنایگا۔ خدا نے کہا کہ جو کہ میں جانتا ہوں نہیں معلوم نہیں۔ اور لوگوں نے کہا کہ یہ کتاب کفر اور کذب ہے

وَالْكَذِبِ. قُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَابْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَ

بہری ہوئی ہے۔ ان کو کہہ دے کہ آؤ ہم اور تم اپنے بیٹوں اور عورتوں اور عزیزوں سمیت ایک جگہ

نِسَاءَكُمْ وَانْفُسَنَا وَانْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلُ لَعْنَةَ اللَّهِ

اگلے ہوں۔ پھر سب اہلہ کریں اور جھوٹوں پر لعنت

كُلِّ الْكَاذِبِينَ. سَلَامٌ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ صَافِيئَاهُ وَنَجِيئَاهُ

بہیجیں۔ ابراہیم یعنی اس عاجز پر سلام۔ ہم نے اس کی دوستی کی اور غم سے

مِنَ الْغَمِّ. تَفَرَّدَ بِذَلِكَ - يَادَاوُدُ عَامِلٌ بِالنَّاسِ رَفَقًا وَاحْسَانًا

نجات۔ یہ پہلا ہی کام تھا جو ہم نے کیا۔ اے داؤد لوگوں سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاملہ کر

تَمُوتُ وَأَنَا رَاضٍ بِمَوْتِكَ وَاللَّهُ يَعْمَلُكَ مِنَ النَّاسِ. كَذَّبُوا بِآيَاتِي وَ

تو اس حالت میں مر گیا کہ میں تجھ سے راضی ہوں گا۔ اور خدا تجھ کو لوگوں کے شر سے بچائے گا۔ انہوں نے میری نشانیوں کی

كَانُوا بِهَا يَسْتَهْزِئُونَ. فَسَيُكَفِّيهِمُ اللَّهُ وَيُرُدُّهَا إِلَيْكَ. أَمْرٌ

تکذیب کی اور ہنسی کیا۔ سو خدا ان کے لئے تجھ کو کفایت کرے گا اور اس صورت کو تیری طرف واپس لائے گا

بَعْدَ حَاشِيَةٍ. - شيخ محمد بن بطلحا کا یہ اعتراض ہے کہ الہام کا یہ فقرہ کہ یردھا الیک

صوت کا وہ ہے کہ چونکہ رد کا لفظ اس صورت میں آتا ہے کہ ایک چیز اپنے پاس ہو پھر علی جانے۔

اور پھر واپس آوے لیکن انیسویں کہ اس کو بہاشت کمی واقفیت علم زبان کے معلوم نہیں کہ یہ لفظ ادنیٰ

تعلق کے ساتھ بھی استعمال ہوجاتا ہے۔ اس کی کلام عرب میں ہزاروں مثالیں ہیں جن کے لکھنے

کا اس مقام میں موقعہ نہیں چونکہ اس جگہ قرابت قریبہ تھی اور نزدیک کے رشتہ کے تعلق

مِنْ لَدُنَّا اِنَّا كُنَّا فَاعِلَيْنَ - رَزَقْنَاهَا - الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ

یہ امر ہمارا کی طرف سے ہے اور ہم ہی کرنے والے ہیں۔ بعد واپسی کے ہم نے نکاح کر دیا۔ تیرے رب کی طرف

فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُسْتَرِیْنَ - لَا تَبْدِلْ لِعَهْمَاتِ اللَّهِ - اِنَّا

ہے جو ہمیں ترغیب کرنے والا مت ہو۔ خدا کے کلمے بدلنا نہیں کہتے تیرا رب جس

رَبِّكَ فَقَالَ لِمَا يُرِيدُ - اِنَّا رَاَدُّوْهَا اِلَيْكَ - يَوْمَ تَبْدِلُ الْاَرْضَ

بات کو چاہتا ہے۔ بالضرور اس کو کر دیتا ہے کوئی نہیں جو اس کو روک سکے ہم اس کو واپس لائیں گے اس

غَيْرِ الْاَرْضِ - اِذَا نَفَخْنَا فِي الصُّورِ فَلَا اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ اَنْثَمَا

دن زمین و آسمان میں بھائی بھائی۔ جب صور میں پھونکا گیا تو کوئی رشتہ ان میں باقی نہیں رہے گا۔ خدا ان کو

يُؤَخِّرُهُمْ اِلَى اَجَلٍ مُّسَمًّى اَجَلٍ قَرِیْبٍ - يَاقِیْ تُعَرِّضُ الْاَنْبِیَاءَ

یک مقررہ وقت تک ہلکتے رہے رہا ہے جو نزدیک وقت ہے۔ نبیوں کا جاننا آگیا اور پھر

وَاَمْرُكَ يَتَاقَى - هَذَا يَوْمٌ عَصِیْبٌ - تَوَجَّهْتَ لِقَصْفِ

سلوک کام حاصل ہو جائیگا یہ سخت دن ہے آج میں فیصلہ کرنے

الْمُخْطَابِ - اِنَّا رَاَدُّوْهَا اِلَيْكَ - اِنْ اَسْتَمَرَّتْ فَاجْرُهَا -

کے لئے متوجہ ہوا۔ ہم اس کو تیری طرف واپس لائیں گے۔ اگر تیری طرف پناہ ڈھونڈے تو پناہ دیوے

وَلَا تَخَفْ سَنَحِیْدُهَا سِیْرَتَهَا الْاُولٰی - اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ

اور مت خوف کر ہم اس کی پہلی غصلت پھر اس میں ڈال دیں گے۔ ہم نے تجھ کو کھلی کھلی

بَقِیَّةَ حَاشِیہ - نے اپنے پاس کے حکم میں اس کو کیا ہوا تھا۔ اس لئے خدا تعالیٰ

نے ایسا لفظ استعمال کیا جو ان چیزوں کے لئے مستعمل ہوتا ہے جو اپنے پاس سے

ہٹ جائیں اور پھر واپس آویں۔ ہاں اس جگہ یہ نہایت لطیف اشارہ تھا کہ خدا نے

یہ لفظ استعمال کیا تا معلوم ہو کہ اول اس کا اپنے پاس سے ہے تعلق لوگوں میں

چلنا ضروری ہے۔ پھر واپس آنا تقدیر میں ہے۔ فقط۔ منہ +

فَتَحَامِبِينَا۔ يَا نُوحُ اسِرْ رُؤْيَاكَ۔ وَقَالُوا مَتَىٰ هَذَا

فتح دی۔ اے نوح اپنے خواب کو پوشیدہ رکھ۔ اور کہا لوگوں نے کہ یہ وعدہ کب

الْوَعْدُ۔ قُلْ إِنِّي وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ۔ أَنْتَ مَعِيَ وَأَنَا مَعَكَ۔

ہوگا کہہ خدا کا وعدہ سچا وعدہ ہے۔ تو میرے ساتھ اور میں تیرے ساتھ ہوں

وَلَا يَعْلَمُونَ إِلَّا الْمُسْتَرِشِدُونَ۔ لَا تَيْدِئُسْ مِنْ رُوحِ

اور اس حقیقت کو کوئی نہیں جانتا مگر وہی جو ارشاد رکھتے ہیں۔ خدا کے فضل سے توفید

اللَّهُ۔ اُنْظُرْ إِلَىٰ يُونُسَ وَاقْبَالِهِ۔ اَطْلَعِ اللَّهَ عَلَيْهِ

مت ہو۔ یوسف کو دیکھ اور اس کے اقبال کو۔ خدا اس کے ای اہم کے غم پر

وَعِظَمِهِ۔ وَلَكِنْ تَجِدُ لِسُنَّتِ اللَّهِ

مطالع ہوا۔ اس لئے اس نے عذاب میں تاخیر کی۔ یہ خدا کی سنت ہے اور تو خدا کی سنت

تَبْدِيلًا۔ وَلَا تَعْجَبُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَانْتُمْ

میں تبدیلی نہیں پائے گا۔ اور تعجب مت کرو اور غمناک مت ہو۔ اور تم ہی

الْأَعْلُونَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ۔ وَبَصَرِي وَجَلَالِي

غالب ہو۔ اگر تم ایمان پر ثابت قدم رہے۔ اور مجھے میری عزت اور جلال

إِنَّكَ أَنْتَ الْإِعْلَىٰ۔ وَنَمَرِقُ الْأَعْدَاءَ كُلَّ مَمَرٍ وَ

کی قسم ہے کہ غلبہ تجھی کو ہے۔ اور ہم دشمنوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے اور

مَكَرًا وَلَئِكَ هُوَ يُبْورُ۔ إِنْ أَنْكَشِفُ السَّعْيَ سَاقِهِ

ان کا مکر ہلاک ہو جائے گا۔ اور ہم حقیقت کو اس کی پنڈھلاست کھول

يَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ۔ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَثَلَاثَةٌ

دن میں خوش ہوں گے۔ اور ایک گروہ پہلوں میں سے اور ایک

مِنَ الْآخِرِينَ۔ وَهَذَا تَذَكُّرٌ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذْ إِلَىٰ رَبِّهِ

پچھلوں میں سے۔ اور یہ تذکرہ ہے جو چاہے خدا کی راہ کو اختیار کرے

سَبِيلًا. اِنَّ النَّصَارَى حَوَّلُوا الْاَكْمَرَ. سَنَرَدَّهَا عَلٰی

نصارئ نے حقیقت کو بدل دیا ہے سوچم ڈالت اور شکست کو نصاریٰ

النَّصَارَى - لِيُنْبِذَنِّي فِي الْحُطَّةِ - اَنَا نَبِيٌّ شَرِكُ بَعْلَامِ

برو ابیں پھینک دیں گے۔ اور آتقم نابود کرنے والی آگ میں ڈال دیا جاوے گا۔ ہم تجھے ایک حلیم راکے کی نوعمری

حَلِيمٍ - مَظْهَرِ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَاَنَّ اللَّهَ نَزَلَ مِنْ

دیتے ہیں۔ جو حق اور بلندی کا مظہر ہوگا گویا خدا آسمان سے

الْقَسَمَاءِ - اَسْمُهُ عَمَانُو اِيل - يُولَدُ

اُترا نام اس کا عمانو ایل ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ تجھے لڑکا

لَكَ الْوَلَدُ - وَيُدْنِي مِنْكَ الْفَضْلُ - اِنَّ ثَوْرِي قَرِيبٌ

دیا جائے گا۔ اور خدا کا فضل تجھ سے نزدیک ہوگا میرا ثور قریب ہے۔

قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ - مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ - عَجَلٌ

کہہ میں شرِ مخلوقات سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں یہ عجل ہے

جَسَدُهُ خَوَارٌ - فَلَهُ نَصِيبٌ وَعَذَابٌ

گو سالہ ہے اور پھسودہ گوشتی لیکھ رام پشادری سو اس کو دکھ کی مار اور عذاب ہوگا یعنی اسی دنیا میں

(فارسی و اردو الہام)

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلبلت تر حکم افتاد۔ خدا تیرے سب کام درست کر دے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا اور تیری برکتیں پھیلاؤں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے

زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔

آئین

یہ کسی قدر نمونہ ان الہامات کا ہے جو وقتاً فوقتاً مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوئے ہیں۔ اور ان کے سوا اور بھی بہت سے الہامات ہیں۔ مگر میں خیال کرتا ہوں کہ جس قدر میں نے لکھا ہے وہ کافی ہے۔

اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور خدا کی طرف سے آیا ہے۔ جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ۔ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔ اور نیز ان تمام الہامات میں اس عاجز کی اس قدر تعریف اور توصیف ہے کہ اگر یہ تعریفیں درحقیقت خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں تو ہر ایک مسلمان کو چاہیئے کہ تمام تکبر اور نخوت اور شہمی سے الگ ہو کر ایسے شخص کی فرمانبرداری کا جواب اپنی گردن پر لے لے جس کی دشمنی میں خدا کی لعنت اور محبت میں خدا کی محبت ہے۔ لیکن اگر وہ تعریفیں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہیں اور یہ تمام کلمات جو الہام کے دعوے پر پیش کئے گئے ہیں خدائے قادر و قدوس کا الہام نہیں ہے بلکہ ایک دجال کذاب نے چلائی کی ناہ سے ان کو آپ بنا لیا ہے اور بندگان خدا کو یہ دھوکا دینا چاہا ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کے الہام ہیں تو درحقیقت وہ جو نہایت بے باکی سے خدا تعالیٰ پر جھوٹا باندھتا ہے خدا تعالیٰ کی گرجنے والی صاعقہ کے نیچے کھڑا ہے اور اس کے مشتعل غضب کا نشانہ ہے اور کوئی اس کو اس تہار اور غیور کے ہاتھ سے چھوڑا نہیں سکتا۔

کیا یہ بات تعجب میں نہیں ڈالتی کہ ایسا کذاب اور دجال اور مفری جو برابر بیس برس کے عرصہ سے خدا تعالیٰ پر جھوٹا باندھ رہا ہے اب تک کسی ذلت کی مار سے ہلک نہ ہوا۔ اور کیا یہ بات سمجھ نہیں آسکتی کہ جس سلسلہ کا تمام مدار ایک مفری کے افترا پر تھا وہ اتنی مدت تک کسی طرح چل نہیں سکتا تھا۔ اوریت اور قرآن شریف دونوں گہری

نوٹ۔ اگر کسی کے دل میں یہ سوال پیدا ہو کہ دنیا میں صد ہاتھوں نے مذہب ہیں جو ہزاروں برسوں

دے رہے ہیں کہ خدا پر افتراء کرنے والا جلد تباہ ہو جاتا ہے۔ کوئی نام لینے والا اس کا باقی نہیں رہتا اور انجیل میں بھی لکھا ہے کہ اگر یہ انسان کا کاروبار ہے تو جلد باطل ہو جائے گا۔ لیکن اگر خدا کا ہے تو ایسا نہ ہو کہ تم مقابلہ کر کے مجرم ٹھہرو۔ اللہ جیل مشاہدہ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ اِنَّ يٰۤاٰتِیَ کَٰذِبًا فَعَلِیْہِ کَذِبَہٗ وَاِنَّ یٰۤاٰتِیَ صَادِقًا لِّصَبۡکَہٗ بَعۡضُ الَّذِیۡ یَعۡدُ کَہٗ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَعۡدِیۡ مَنۡ ہُوَ مَسۡرُوعٌ کَذٰبًا۔ یعنی اگر یہ جھوٹا ہے تو اس کا جھوٹ اس پر پڑے گا۔ اور اگر یہ سچا ہے تو تم اس کی ان بعض پیشگوئیوں سے بچ نہیں سکتے جو تمہاری نسبت وہ وعدہ کرے۔ خدا ایسے شخص کو فتح اور کامیابی کی راہ نہیں دکھاتا جو فضول گو اور کذاب ہو۔

اب اسے مخالف مولویو! اور سجادہ نشینوں! یہ نزاع ہم میں اور تم میں حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے۔ اور اگرچہ یہ جماعت بہ نسبت تمہاری جماعتوں کے تھوڑی سی اور فتنہ قلیلہ ہے اور شاید اس وقت تک چار ہزار پانچ ہزار سے زیادہ نہیں ہوگی تاہم یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودہ ہے۔ خدا اس کو ہرگز ضائع نہیں کریگا۔ وہ لامنی نہیں ہوگا۔ جب تک کہ اس کو کمال تک نہ پہنچا دے اور وہ اس کی آپہاشی بقیہ فوط۔ سے چلے آتے ہیں حالانکہ ابتداء ان کی کسی کی افتراء سے ہی ہوگی تو اس کا جواب یہ ہے کہ افتراء سے مراد ہمارے کلام میں وہ افتراء ہے کہ کوئی شخص عمداً اپنی طرف سے بعض کلمات تراش کر یا ایک کتاب بنا کر پھر یہ دعویٰ کرے کہ یہ باتیں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور اس نے مجھے الہام کیا ہے اور ان باتوں کے بارے میں میرے پر اس کی وحی نازل ہوئی ہے حالانکہ کوئی وحی نازل نہیں ہوئی۔ سو ہم نہایت کامل تحقیقات سے کہتے ہیں کہ ایسا افتراء کبھی کسی زمانہ میں ہل نہیں سکا۔ اور خدا کی پاک کتاب صاف گواہی دیتی ہے کہ خدا تعالیٰ پر افتراء کرنے والے جلد ہلاک کئے گئے ہیں۔ اور ہم لکھ چکے ہیں کہ قریت بھی یہی گواہی دیتی ہے۔ اور انجیل بھی اور فرقان مجید بھی۔ ان جس قدر دنیا میں جھوٹے مذہب نظر آتے ہیں جیسے ہندوؤں اور

کونے گا اور اس کے گرد احاطہ بنائے گا اور تعجب انگیز ترقیات دے گا۔ کیا تم نے
کچھ کم زور لکھا۔ پس اگر یہ انسان کا کام ہوتا تو کبھی کاہر و سخت کاٹا جاتا۔ اور اس کا
نام و نسب باقی نہ رہتا۔

اسی نے مجھے حکم دیا ہے کہ تائیں آپ لوگوں کے سامنے مباہلہ کی درخواست پیش
کرنا نا جو راستی کا دشمن ہے وہ تباہ ہو جائے اور جو اندھیرے کو پسند کرتا ہے وہ عجب
کے اندھیرے میں پڑے۔ پہلے میں نے کبھی ایسے مباہلہ کی نیت نہیں کی اور نہ چاہا کہ
کسی پر بددعا کروں۔ بعد ازاں غزنوی ثم اترسری نے مجھ سے مباہلہ چاہا مگر میں مدت
تک اعراض کرتا رہا۔ آخر اس کے نہایت اصرار سے مباہلہ ہوا مگر میں نے اس کے حق میں
کوئی بددعا نہیں کی۔ لیکن اب میں بہت سستایا گیا۔ اور دکھ دیا گیا۔ مجھے کافر ٹھہرایا گیا۔
مجھے دجال کہا گیا۔ میرا نام شیطان رکھا گیا۔ مجھے کذاب اور مفتری سمجھا گیا میں ان کے
استہاروں میں لعنت کے ساتھ یاد کیا گیا۔ میں ان کی مجلسوں میں نفرین کے ساتھ پکارا
گیا۔ میری تکفیر پر آپ لوگوں نے ایسی کرباں دھکی کہ گویا آپ کو کچھ بھی شک میرے کفر میں
نہیں۔ ہر ایک نے مجھے گالی دینا اجر عظیم کا موجب سمجھا اور میرے پر لعنت بھیجنا اسلام

بقیہ نورٹ۔ پارسیوں کا مذہب ان کی نسبت یہ خیال نہیں کرنا چاہیے کہ وہ کسی جھوٹے پیغمبر کا
سلسلہ چلاتا ہے۔ بلکہ اصل حقیقت ان میں یہ ہے کہ خود لوگ غلطیوں میں پڑتے پڑتے ایسے عقائد
کے پابند ہو گئے ہیں۔ دنیا میں تم کوئی ایسی کتاب دکھا نہیں سکتے جس میں صاف اور بے تناقض
نقظوں میں کھلا کلام دعویٰ ہو کہ یہ خدا کی کتاب ہے۔ حالانکہ اصل میں وہ خدا کی کتاب نہ ہو بلکہ
کسی مفتری کا اختراع ہو اور ایک قوم اس کو عزت کے ساتھ مانتی چلی آئی ہو۔ ان ممکن ہے کہ
خدا کی کتاب کے اچھے معنی کئے گئے ہوں جس حالت میں انسانی گورنمنٹ ایسے شخص کو نہایت
غیر تندی کے ساتھ مانتی ہے کہ جو جھوٹے طور پر لازم سرکاری ہوتے کا دعویٰ کرے تو خدا جو اپنے
جہاں اور ملکوت کے لئے فیض رکھتا ہے۔ کیوں جھوٹے مدعی کو نہ پکڑے۔ منہ ۵

کا طریق قرار دیا۔ پر ان سب کچھوں اور دکھوں کے وقت خدا میرے ساتھ تھا۔ اہاں وہی تھا جو ہر ایک وقت مجھ کو تسلی اور اطمینان دیتا رہا۔ کیا ایک کپڑا ایک جہان کے مقابل کھڑا ہو سکتا ہے کیا ایک فرد تمام دنیا کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ کیا ایک دردِ غمو کی ٹپک روح پر استقامت رکھتی ہے کیا ایک ناچیز مفسر کا یہ طاقتیں حاصل ہو سکتی ہیں۔

سوچتینا سمجھو کہ تم مجھ سے نہیں بلکہ خدا سے لڑ رہے ہو۔ کیا تم خوشبو اور بدبو میں فرق نہیں کر سکتے۔ کیا تم سچائی کی شوکت کو نہیں دیکھتے۔ بہتر تھا کہ تم خدا تعالیٰ کے سامنے روتے اور ایک نذرانہ اور ہر سال دل کے ساتھ اس سے میری نسبت ہدایت طلب کرتے اور پھر یقین کی پیروی کرتے نہ شک اور دہم کی۔

سوا ب اٹھو اور مباہلہ کے لئے طیبہ چھو جاؤ۔ تم سُن چکے ہو کہ میرا دعویٰ دو باتوں پر مبنی تھا۔ اول نصوصِ قرآنیہ اور حدیثیہ پر، دوسرے الہاماتِ الہیہ پر سو تم نے نصوصِ قرآنیہ اور حدیثیہ کو قبول نہ کیا اور خدا کی کلام کو یوں ٹال دیا جیسا کہ کوئی تنکا ٹوڑ کر پھینک دے۔ اب میرے بنا ر دعویٰ کا دوسرا رشتہ باقی رہا۔ سو میں اس ذلتِ قادریہ کی آپ کو قسم دیتا ہوں جس کی قسم کو کوئی ایماندار نہ نہیں کر سکتا کہ اب اس دوسری بنا ر کی تصفیہ کے لئے مجھ سے مباہلہ کرو۔

اور یوں ہو گا کہ تاریخ اور مقامِ مباہلہ کے مقرر ہونے کے بعد میں ان تمام الہامات کے پرچہ کو جو لکھ چکا ہوں اپنے ائمہ میں لے کر میدانِ مباہلہ میں حاضر ہوں گا اور دُعا کروں گا کہ یا الہی اگر یہ الہامات جو میرے ائمہ میں ہیں میرا ہی افتراء ہے۔ اور تو جانتا ہے کہ میں نے ان کو اپنی طرف سے بتا لیا ہے یا اگر یہ شیطانی دساوس ہیں اور تیرے الہام نہیں تو آج کی تاریخ سے ایک برس گزرنے سے پہلے مجھے وفات دے یا کسی ایسے عذاب میں مبتلا کر جو موت سے بدتر ہو اور اس سے زالمی عطا نہ کر جب تک کہ موت آجائے تا میری ذلت ظاہر ہو اور لوگ میرے فتنہ سے بچ جائیں کیونکہ میں نہیں

چاہتا کہ میرے سبب سے تیرے بندے فتنہ اور ضلالت میں پڑیں اور ایسے مفتری کا مرنا
 ہی بہتر ہے۔ لیکن اسے خدا نے علیم و خبیر اگر تو جانتا ہے کہ یہ تمام الہامات جو میرے ہاتھ
 میں ہیں تیرے ہی الہام ہیں اور تیرے منہ کی باتیں ہیں تو وہی مخالفوں کو جو اس وقت حاضر
 ہیں ایک سال کے عرصہ تک نہایت سخت دکھ کی مار میں مبتلا کر۔ کسی کو اندھا کر دے اور
 کسی کو مجذوم اور کسی کو مغلوج اور کسی کو مجنون اور کسی کو معرود اور کسی کو سانپ یا سنگ
 دیوانہ کا شکار بنا اور کسی کے مال پر آفت نازل کر اور کسی کی جان پر اور کسی کی عزت پر۔
 اور جب میں یہ دھا کر سکوں تو دونوں فریق کہیں کہ آمین۔ ایسا ہی فریق ثانی کی جماعت
 میں سے ہر ایک شخص جو مباہلہ کے لئے حاضر ہو جناب الہی میں یہ دھا کرے کہ اے خدا نے
 علیم و خبیر ہم اس شخص کو جس کا نام غلام احمد ہے درحقیقت کذاب اور مفتری اور کافر مانتے
 ہیں۔ پس اگر یہ شخص درحقیقت کذاب اور مفتری اور کافر اور بیدین ہے اور اس کے
 یہ الہام تیری طرف سے نہیں بلکہ اپنا ہی افترا ہے تو اس امت موعودہ پر یہ احسان کر کہ
 اس مفتری کو ایک سال کے اندھ پاک کر دے تا وہ اس کے فتنہ سے امن میں آجائیں
 اور اگر یہ مفتری نہیں اور تیری طرف سے ہے اور یہ تمام الہام تیرے ہی منہ کی پاک
 باتیں ہیں تو ہم پر جو اس کو کافر اور کذاب سمجھتے ہیں دکھ اور ذلت سے بھرا ہوا عذاب
 ایک برس کے اندر نازل کر اور کسی کو اندھا کر دے اور کسی کو مجذوم اور کسی کو مغلوج اور
 کسی کو مجنون اور کسی کو معرود اور کسی کو سانپ یا سنگ دیوانہ کا شکار بنا اور کسی کے
 مال پر آفت نازل کر اور کسی کی جان پر اور کسی کی عزت پر۔

اور جب یہ دھا فریق ثانی کہے کہ تو دونوں فریق کہیں کہ آمین۔ اور یاد رہے کہ اگر کوئی
 شخص مجھے کذاب اور مفتری تو جانتا ہے مگر کافر کہنے سے پرہیز رکھتا ہے تو اس کو اختیار
 ہوگا کہ اپنے دعائے مباہلہ میں صرف کذاب اور مفتری کا لفظ استعمال کرے جس پر
 اس کو یقین دلایا ہے۔

اور اس مباہلہ کے بعد اگر میں ایک سال کے اندر مر گیا یا کسی ایسے عذاب میں مبتلا ہو گیا جس میں جاں بحق کے آثار نہ پائے جائیں تو لوگ میرے فتنے سے بچ جائیں گے اور میں ہمیشہ کی لعنت کے ساتھ ذکر کیا جاؤں گا۔ اور میں ایسی لکھ دیتا ہوں کہ اس صورت میں مجھے کاذب اور مورد لعنت الہی یقین کرنا چاہیئے اور پھر اس کے بعد میں دجال یا ملعون یا شیطان کہنے سے ندامت نہیں اور اس لائق ہوں گا کہ ہمیشہ کے لئے لعنت کے ساتھ ذکر کیا جاؤں اور اپنے مولیٰ کے فیصلہ کو فیصلہ ناطق سمجھوں گا اور میری پیروی کرنے والا یا مجھ اچھا اور صادق سمجھنے والا خدا کے قہر کے نیچے ہو گا۔ پس اس صحت میں میرا انجام نہایت ہی بد ہو گا جیسا کہ بذات کا ذلول کا انجام ہوتا ہے۔

لیکن اگر خدا نے ایک سال تک مجھے موت اور آفات بدنی سے بچایا اور میرے مخالفوں پر قہر اور غضب الہی کے آثار ظاہر ہو گئے اور ہر ایک ان میں سے کسی نہ کسی بلا میں مبتلا ہو گیا اور میری بددعا نہایت چمک کے ساتھ ظاہر ہو گئی تو دنیا پر حق ظاہر ہو جائیگا اور یہ روز کا جھگڑا درمیان سے اٹھ جائے گا۔ میں دوبارہ کہتا ہوں کہ میں نے پہلے اس سے کبھی کلمہ گو کے حق میں بددعا نہیں کی اور صبر کرتا رہا۔ مگر اس روز خدا سے فیصلہ چاہوں گا اور اس کی صحت اور عزت کا دامن پکڑوں گا کہ تاہم میں سے فریق ظالم اور ردو غلو کو تباہ کر کے اس دین متین کو شریروں کے فتنے سے بچا دے۔

میں یہ بھی شرط کرتا ہوں کہ میری دعا کا اثر صرف اس صورت میں سمجھا جائے کہ جب تمام وہ لوگ جو مباہلہ کے میدان میں بالمقابل آویں ایک سال تک ان بلاؤں میں سے کسی بلا میں گرفتار ہو جائیں۔ اگر ایک بھی باقی رہا تو میں اپنے تئیں کاذب سمجھوں گا اگرچہ وہ ہزار ہوں یا دو ہزار اور پھر ان کے ہاتھ پر توبہ کروں گا۔ اور اگر میں مر گیا تو ایک خبیث کے مرنے سے دنیا میں ٹھنڈ اور آرام ہو جائے گا۔

میرے مباہلہ میں یہ شرط ہے کہ اشخاص مندرجہ ذیل میں سے کم سے کم دس آدمی

حاضر ہوں اس سے کم نہ ہوں اور جس قدر زیادہ ہوں میری خوشی اور مراد ہے کیونکہ بہتوں پر عذاب الہی کا محیط ہو جاتا ایک ایسا کھلا کھلا نشان ہے جو کسی پر مشتبہ نہیں رہ سکتا۔ گواہ وہ اسے زمین اور آسمان کہ خدا کی لعنت اس شخص پر کہ اس رسالہ کے پہنچنے کے بعد نہ مباہلہ میں حاضر ہو اور نہ تکبیر اور توحید کو چھوڑے اور نہ ٹھٹھا کرنے والوں کی مجلسوں سے الگ ہو۔ اور اے مومنو! میرے خدا تم سب کہو کہ آمین۔

مجھے افسوس ہے یہ بھی لکھنا پڑا کہ آج تک ان ظالم مولیوں نے اس صاف اور سیدھے فیصلہ کی طرف دُرخ ہی نہیں کیا۔ تا اگر میں ان کے خیال میں کاذب تھا تو احکام الحاکمین کے حکم سے اپنی سزا کو پہنچ جاتا۔ ہاں بعض ان کے اپنی بدگوہری کی وجہ سے گورنمنٹ انگریزی میں جھوٹی شکایتیں میری نسبت لکھتے رہے اور اپنی عداوت باطنی کو چھپا کر خبروں کے لباس میں تیش زنی کرتے رہے اور کر رہے ہیں جیسا کہ شیخ بطاوی علیہما السلام لکھتے ہیں۔ اگر ایسے لوگ خدا تعالیٰ کی جناب سے رز شدہ نہ ہوتے تو مجھے دُکھ دینے کے لئے مخلوق کی طرف التجا نہ ملے جاتے۔ یہ نادان نہیں جانتے کہ کوئی بات زمین پر نہیں ہو سکتی جب تک کہ آسمان پر نہ ہو جائے۔ اور گورنمنٹ انگریزی میں یہ کوشش کرتا کہ گویا میں مخفی طور پر گورنمنٹ کا بدخواہ ہوں۔ یہ نہایت سفہ پرین کی عداوت ہے۔ یہ گورنمنٹ خدا کی گنہگار ہوگی اگر میرے جیسے خیر خواہ اور سچے وفادار کو بدخواہ اور باغی تصور کرے۔ میں نے اپنی قلم سے گورنمنٹ کی خیر خواہی میں ابتداء سے آج تک وہ کام لیا ہے جس کی نظیر گورنمنٹ کے ہاتھ میں ایک بھی نہیں ہوگی۔ اور میں نے ہزار اداویہ کے صرف سے کتابیں تالیف کر کے ان میں جا بجا اس بات پر زور دیا ہے کہ مسلمانوں کو اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی چاہیے اور رعایا ہو کر بغاوت کا خیال بھی دل میں لانا نہایت درجہ کی بد فاقی ہے۔ اور میں نے ایسی کتابوں کو نہ صرف پڑش اٹھایا میں پھیلا یا ہے بلکہ عرب اور شام اور مصر اور روم اور افغانستان اور دیگر اسلامی بلاد میں محض لہی نیت سے شائع کیا ہے

نہ اس خیال سے کہ یہ گورنمنٹ میری تعظیم کرے یا مجھے انعام دے۔ کیونکہ یہ میرا مذہب اور میرا عقیدہ ہے جس کا شائع کرنا میرے پر حق واجب تھا۔

تعمیب ہے کہ یہ گورنمنٹ میری کتابوں کو کیوں نہیں دیکھتی اور کیوں ایسی ظالمانہ تحریروں سے ایسے مفسدوں کو منع نہیں کرتی۔ ان ظالم مولویوں کو میں کس سے مثال دوں یہ ان یہودیوں سے مشابہ ہیں جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ناحق دھک دیتا شروع کیا۔ اور جب کچھ پیش نہ گئی تو گورنمنٹ روم میں منجری کی کہ یہ شخص باغی ہے۔ سو میں بار بار اس گورنمنٹ عادلہ کو یاد دلاتا ہوں کہ میری مثال مسیح کی مثال ہے۔ میں اس دنیا کی حکومت اور ریاست کو نہیں چاہتا اور بغاوت کو سخت بدزاتی سمجھتا ہوں۔ میں کسی خونخواری سے مسیح کے آنے کا قائل نہیں اور نہ خونخواری کا منتظر۔ صلہ کاری سے حق کو بھیٹانا میرا مقصد ہے۔ اور میں ان تمام باتوں سے بیزار ہوں جو فتنہ کی باتیں ہوں یا جو کش و دھانے والے منصوبے ہوں۔ گورنمنٹ کو چاہیے کہ بیدار طبیعت سے میری حالت کو جانچے اور گورنمنٹ روم کی کتاب کاری سے عبرت پکڑے اور خود غرض مولویوں یا دوسرے لوگوں کی باتوں کو سند نہ سمجھ لیں کہ میرے اندر گھوٹ نہیں اور میرے لبوں پر نفاق نہیں۔

اب میں پھر اپنے کلام کو اصل مقصد کی طرف رجوع دے کر ان مولوی صاحبوں کا نام ذیل میں دیتا ہوں جن کو میں نے مباہلہ کے لئے بلایا ہے۔ اور میں پھر ان سب کے اللہ جل شانہ کی قسم دیتا ہوں کہ مباہلہ کے لئے تاریخ اور مقام مقرر کر کے جلد میدان مباہلہ میں آویں۔ اور اگر نہ آئے اور نہ تکفیر اور تکذیب سے باز آئے تو خدا کی لعنت کے نیچے مریں گے۔

اب ہم ان مولوی صاحبوں کے نام ذیل میں لکھتے ہیں جن میں سے بعض تو اس عابد کو کافر بھی کہتے ہیں اور منقری بھی۔ اور بعض کافر کہنے سے تو سکوت اختیار

کہتے ہیں مگر مغربی اہل کتاب اور جناب نام رکھتے ہیں۔ بہر حال یہ تمام مکفرین اہل مکذبین
مباہلہ کے لئے بلائے گئے ہیں اور ان کے ساتھ وہ سپاہ نشین بھی ہیں جو مکفر یا مکذب
ہیں اور وہ حقیقت ہر ایک شخص جو با خدا اور صوفی کہلاتا ہے اور اس عاجز کی طرف رجوع
کرنے سے کراہت رکھتا ہے وہ مکذبین میں داخل ہے کیونکہ اگر مکذب نہ ہوتا تو ایسے
شخص کے ظہور کے وقت جس کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی
تھی کہ اس کی مدد کرو اور اس کو میرا سلام پہنچاؤ اور اس کے غلطیوں میں داخل ہو جاؤ
تو ضرور اس کی جماعت میں داخل ہو جاتا۔ اور صاف باطن فقرا کے لئے یہ موقع ہے کہ
خدا تعالیٰ سے ڈر کر اور ہر ایک کدورت سے الگ ہو کر اور کمال تضرع اور ابتہال سے
اس پاک جناب میں توجہ کر کے اس راز سرہنہ کا اس کے کشف اور الہام سے انکشاف
پاویں اور جب خدا کے فضل سے انہیں معلوم کرایا جائے تو پھر جیسا کہ ان کی اتقا کی شان
کے لائق ہے محبت اور اخلاص اور کامل رجوع سے ثواب آخرت حاصل کریں اور سچائی
کی گواہی کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ مولویان خشک بہت سے مجاہدوں میں ہیں کیونکہ ان کے
اند کوئی سدا کی روشنی نہیں۔ لیکن جو لوگ حضرت احمدیت سے کچھ مناسبت رکھتے ہیں اور
تزکیہ نفس سے انانیت کی تار کیوں سے الگ ہو گئے ہیں وہ خدا کے فضل سے قریب ہیں
اگرچہ بہت متوڑے ہیں جو ایسے ہیں مگر یہ امت مومہ اُن سے غالی نہیں۔

وہ لوگ جو مباہلہ کے لئے مخاطب کئے گئے ہیں یہ ہیں

مولوی

شیخ محمد بن بٹالوی ایڈیٹر اشاعت السنہ

مولوی تھریسین دہلوی

مولوی عبدالحق

مولوی رشید احمد گنگوہی

عبد الحمید دہلوی مہتمم مطبع انصاری

مولوی محمد لہوالہوی

مولوی عبدالعزیز لدھیانوی

دہلوی مؤلف تفسیر حقائق

مولوی احمد اللہ امرتسری

سعد اللہ نو مسلم مدرس لدھیانہ

محمد حسن رئیس اودھیانہ

مولوی عبد الجبار غزنوی

مولوی غلام رسول عرف رسل بابا امرتسری

مولوی شہداء اللہ امرتسری

مولوی

محمد علی بھوپری واعظ

مولوی عبدالحق غزنوی

مولوی عبد الواحد غزنوی

حافظ

مولوی اصغر علی لاہور

مولوی عبد اللہ ٹوکی

غلام دستگیر قصور ضلع لاہور

مولوی

شیخ حسین عرب یمانی

مولوی محمد بشیر بھوپالی

عبد المنان وزیر آباد

مولوی احتشام الدین مراد آباد

مولوی محمد حسن مولف تفسیر امروہر

محمد ابراہیم آره

مولوی محمد فاروق

مولوی عین القضاۃ صاحب مکتبہ فرنگی محل

مولوی محمد اسحق ابراوری

مولوی حافظ

مولوی سعید الدین کانپور لاہوری

مولوی عبد الوہاب کانپور

کانپور

مولوی محمد رحیم اللہ مدرس مدرسہ

مولوی دلدار علی الور مسجد دائرہ

محمد رمضان پشوری

مولوی ابوالموئید امروی مالک

مولوی ابوالانوار نواب محمد رستم علی خاں پشی

اکبر آباد

مولوی احمد حسن صاحب

مولوی محمد حسین کوئلہ والا دہلی

ایمانہ مظہر الاسلام اجیر

مولوی نذیر حسین ولد امیر علی انبیہ ضلع سہارنپور

شوکت مالک اخبار تحفہ ہند میرٹھ

قاضی

مولوی عبد الغفریز دینا نگر ضلع گورداسپور

مولوی احمد علی صاحب سہارنپور

مولوی محمد ضعیف

مولوی احمد رامپور ضلع سہارنپور محلہ محل

عبد الاحد خاں پور ضلع راولپنڈی

لاہور ضلع سہارنپور مولوی فقیر اللہ مدرس مدرسہ نصرت الاسلام واقعہ لال مسجد بنگلور مولوی

عبد القادر صاحب فرزند قاضی شاہ عبد القدوس صاحب بنگلور مولوی محمد ابراہیم صاحب دہلوی

حال مقیم بنگلور مولوی عبد القادر صاحب پیارم پٹی ساکن پیارم پیت علاقہ بنگلور مولوی

محمد عباس صاحب ساکن دانمبادی علاقہ بنگلور مولوی گل حسن شاہ صاحب میٹھا مولوی

ابیر علی شاہ صاحب اجیر مولوی احمد حسن صاحب کنچپوری حال دہلی خاص جامع مسجد مولوی

محمد عمر صاحب دہلی فراش خانہ مولوی استخوان شاہ صاحب مانجیر علاقہ جے پور مولوی حفیظ الدین

صاحب دو جہانہ ضلع ریتک مولوی فضل کریم صاحب نیازی غازی پور زمینا مولوی حاجی عابد حسین صاحب

دیوبند

اور سجادہ نشینوں کے نام یہ ہیں

غلام نظام الدین صاحب سجادہ نشین نیاز احمد صاحب بریلی میاں المنجش صاحب سجادہ نشین

سلیمان صاحب تونسوی سنگھ پٹی سجادہ نشین صاحب شیخ نور احمد صاحب بہار اقبالہ

میاں غلام فرید صاحب چشتی چاچڑاں علاقہ بہاولپور التفات احمد شاہ صاحب سجادہ نشین دہلے

مستان شاہ صاحب کابل محمد قاسم صاحب سجادہ نشین شاہ معین الدین شاہ خاموش خیر آباد دکن

محمد حسین صاحب گدی نشین شیخ عبد القدوس صاحب گنگوئی گدی نشین ادیب شاہ جلال الدین صاحب بخاری

ظہورالحسین صاحب گدی نشین ضلع گورداسپور | صادق علی شاہ صاحب گدی نشین رتھ پتھر

ضلع گورداسپور | سید صوفی خان صاحب مراد آبادی صابری پستی | ہر شاہ صاحب سجادہ

نشین گولڑہ ضلع راولپنڈی | مولوی قاضی سلطان محمود صاحب امی اعوان والہ پنجاب | حیدر شاہ

صاحب جلال پور کنگیا نوالہ | نوکل شاہ صاحب انبالہ | مولوی عبداللہ صاحب ٹونڈی والہ

محمد امین صاحب چکو تری علاقہ گجرات پنجاب | مولوی عبدالغنی صاحب جانشین قاضی سمیع

صاحب مرحوم بنگلور | مولوی ولی النبی شاہ صاحب نقشبندی رامپور دارالریاست

حاجی وارث علی شاہ صاحب مقام دیوا ضلع لکھنؤ | میر امداد علی شاہ صاحب سجادہ نشین

شاہ ابوالعلا نقشبند | سید حسین شاہ صاحب مودودی دہلی | عبداللطیف شاہ صاحب

خلف حاجی نجم الدین شاہ صاحب چشتی بودھ پور | قطب علی شاہ صاحب دیو گڑھ علاقہ

اودے پور میواڑ | میرزا بادل شاہ صاحب بدایونی | مولوی عبدالوہاب صاحب

جانشین عبدالرزاق صاحب لکھنؤ فرنگی محل | علی حسین صاحب کچھوچھا ضلع فقیر آباد

شیخ غلام محی الدین صوفی وکیل انجمن حمایت اسلام لاہور | حافظ صابر علی صاحب رامپور ضلع

سہارنپور | امیر حسین صاحب خلف پیر عبداللہ صاحب دہلی | منور شاہ صاحب فاضل پور

ضلع گولڑہ گانہ قریب دہلی | محمد معصوم شاہ صاحب بنیرہ شاہ ابو سعید صاحب رامپور

دلا ال ریاست بدر الدین شاہ صاحب سجادہ نشین پھلواری ضلع پٹنہ شاہ اشرف شاہ

صاحب سجادہ نشین پھلواری ضلع پٹنہ منظر علی شاہ صاحب سجادہ نشین لوادا

ضلع پٹنہ لطافت حسین شاہ صاحب سجادہ نشین لوادا نثار علی شاہ صاحب

الور دار ال ریاست وزیر الدین شاہ صاحب سجادہ نشین مخروم صاحب الور

مولوی سلام الدین شاہ صاحب مہم ضلع ریتک غلام حسین خاں شاہ صاحب

مٹھانوی ضلع حصار سید اصغر علی شاہ صاحب نیازی اکبر آباد واجد علی شاہ

صاحب فیروز آباد ضلع اکبر آباد سید احمد شاہ صاحب ہردوئی ضلع لکھنؤ

مقصود علی شاہ صاحب شاہجہان پور مولوی نظام الدین پشٹی صابری جھجھر

مولوی محمد کامل شاہ اعظم گڑھ ضلع خاص محمود شاہ صاحب سجادہ نشین بہار ضلع خاص

ان تمام حضرات کی خدمت میں یہ رسالہ پکیٹ کر کے بھیجا جاتا ہے لیکن اگر اتفاقاً کسی صاحب کو نہ پہنچا ہو تو وہ اطلاع دیں تاکہ دوبارہ بذریعہ رجسٹری بھیجا جائے۔

تہم نہ غلام احمد از قسوانان

یہ اشتہار دعوت قوم کے نام سے انجام بہتم کے صفحہ ۲۵ تا ۲۲ پر درج ہے

(۱۲۹)

سچائی کے طالبوں کیلئے ایک عظیم الشان خوشخبری

جلسہ عظیم مذاہب بولاہور ٹون ہال میں ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۱۸۹۶ء کو ہوگا اس میں اس عاجز کا ایک مضمون قرآن شریف کے کمالات اور معجزات کے بارے میں پڑھا جائے گا۔ یہ وہ مضمون ہے جو انسانی طاقتوں سے برتر اور خدا کے نشانوں میں سے ایک نشان اور خاص اس کی تائید سے لکھا گیا ہے۔ اس میں قرآن شریف کے وہ حقائق اور معارف درج ہیں جن سے آفتاب کی طرح روشن ہو جائے گا کہ درحقیقت یہ خدا کا کلام اور رب العالمین کی کتاب ہے اور جو شخص اس مضمون کو اُدل سے آخر تک پانچوں سوالوں کے جواب میں مٹے گا میں یقین کرتا ہوں کہ ایک نیا ایمان اس میں پیدا ہوگا اور ایک نیا نور اس میں چمک اُٹھے گا اور خدا تعالیٰ کے پاک کلام کی ایک جامع تفسیر اس کے ساتھ آجائے گی۔ یہ میری تقریر انسانی فضولیوں سے پاک اور لغات و لغات کے داغ سے منزہ ہے۔ مجھے اس وقت محض بنی آدم کی ہمدردی نے

حاشیہ : سودا می شوگون چندر صاحب نے اپنے اشتہار میں مسلمانوں اور عیسائی صاحبان اور آریہ صاحبوں کو قسم دی تھی کہ ان کے نامی علماء اس جلسہ میں اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں ضرور بیان فرماویں۔ سو ہم سودا می صاحب کو اطلاع دیتے ہیں کہ ہم اس بزرگ قسم کی عزت کے لئے آپ کے منشاء کو پورا کرنے کے لئے طیار ہو گئے ہیں اور انشاء اللہ ہمارا مضمون آپ کے جلسہ میں پڑھا جائے گا۔ اسلام وہ مذہب ہے جو خدا کا نام درمیان آنے سے پہلے مسلمان کو کامل اطاعت کی ہدایت فرماتا ہے۔ لیکن اب ہم دیکھیں گے کہ آپ کے بھائی آریوں اور پادری صاحبوں کو اپنے پریشیرا یسوع کی عزت کا کس قدر پاس ہے اور وہ ایسے عظیم الشان قدوس کے نام پر حاضر ہونے کے لئے مستعد ہیں یا نہیں ؟ منہ۔

اس اشتہار کے لکھنے کے لئے مجبور کیا ہے کہ تادہ قرآن شریف کے حسن و جمال کا مشاہدہ کریں اور دیکھیں کہ ہمارے مخالفوں کا کس قدر ظلم ہے کہ وہ تاریکی سے محبت کرتے اور نور سے نفرت رکھتے ہیں۔ مجھے خدا نے علیم نے الہام سے مطلع فرمایا ہے کہ یہ وہ مضمون ہے، جو سب پر غالب آئے گا اور اس میں سچائی اور حکمت اور معرفت کا وہ نور ہے جو دوسری قومیں بشرطیکہ حاضر ہوں اور اس کو اول سے آخر تک سنیں شرمندہ ہو جائیں گی۔ اور ہرگز قادر نہیں ہونگی کہ اپنی کتابوں کے یہ کمال دکھلا سکیں خواہ وہ عیسائی ہوں فدا کر یہ خواہ سنان و صرم والے یا کوئی اور کیونکہ خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ اس روز اس پاک کتاب کا جملہ ظاہر ہو۔ میں نے عالم کشف میں اس کے متعلق دیکھا کہ میرے محل پر غیب سے ایک ہاتھ مارا گیا اور اس کے چھوٹنے سے اس محل میں سے ایک نور سامنے نکلا جو ارد گرد پھیل گیا اور میرے ہاتھوں پر بھی اس کی روشنی ہوئی۔ تب ایک شخص جو میرے پاس کھڑا تھا وہ بلند آواز سے بولا کہ **اللہ اکبر خربت خیبر**۔ اس کی یہ تعبیر ہے کہ اس محل سے میرا دل مراد ہے جو جائے نزول و حلول انوار ہے اور وہ فورانی معارف ہیں اور خیبر سے مراد تمام خواب مذہب ہیں۔ جن میں مشرک اور باطل کی طوفانی ہے اور انسان کو خدا کی جگہ دی گئی یا خدا کے صفات کو اپنے کامل محل سے نیچے گرا دیا ہے۔ سو مجھے بتلایا گیا کہ اس مضمون کے خوب پھیلنے کے بعد مجموعے مذہبوں کا مجموعہ ٹھکھل جائے گا اور قرآنی سچائی دن بدن زمین پر پھیلتی جائے گی جب تک کہ اپنا دائرہ پورا کرے۔ پھر میں اس کشفی حالت سے الہام کی طرف منتقل کیا گیا اور مجھے یہ الہام ہوا **ان الله معك ان الله يقيم اينما اقتمت** یعنی خدا تیرے ساتھ ہے اور خدا وہیں کھڑا ہوتا ہے جہاں تو کھڑا ہو۔ یہ حمایت الہی کے لئے ایک استعارہ ہے۔ اب میں زیادہ لکھنا نہیں چاہتا۔ ہر ایک کو یہی اطلاع دیتا ہوں کہ اپنا اپنا حرج بھی کر کے ان معارف کے سننے کے لئے ضرور بمقام لاہور تاریخ جلسہ پر آویں

کہ ان کی عقل اور ایمان کو اس سے وہ فائدے حاصل ہوں گے کہ وہ گمان نہیں کر سکتے ہوں گے۔ والسلام علی من اتبع الهدی۔

خاکسار غلام احمد از قادیان ۲۱ دسمبر ۱۸۹۶ء

مطبوعہ مکتبہ الاسلامیہ پریس قادیان
(یہ اشتہار ۲۶/۱۲/۹۶ء کے ایک صفحہ پر ہے)

(۱۵۰)

قابل توجہ ناظرین

اس بات کو ناظرین یاد رکھیں کہ عیسائی مذہب کے ذکر میں ہمیں اُسی طرز سے کام کرنا ضروری تھا جیسا کہ وہ ہمارے مقابل پر کرتے ہیں۔ عیسائی لوگ درحقیقت ہمارے اُس عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتے جو اپنے تئیں صرف بندہ اور نبی کہتے تھے اور پہلے نبیوں کو راستباز جانتے تھے اور آنے والے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر سچے دل سے ایمان رکھتے تھے اور آنحضرتؐ کے بارے میں پیشگوئی کی تھی بلکہ ایک شخص یسوع نام کو مانتے ہیں جس کا قرآن میں ذکر نہیں اور کہتے ہیں کہ اس شخص نے خدائی کا دعویٰ کیا اور پہلے نبیوں کو بھٹکار وغیرہ ناموں سے یاد کرتا تھا۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ شخص ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت مکذب تھا اور اس نے یہ بھی پیشگوئی کی تھی کہ میرے بعد سب بھوٹے ہی آئیں گے۔ سو آپ لوگ خوب جانتے ہیں کہ قرآن شریف نے ایسے شخص پر ایمان لانے کے لئے ہمیں تعلیم نہیں دی۔ بلکہ ایسے لوگوں کے حق میں صاف فرما دیا ہے کہ اگر کوئی انسان ہو کہ خدائی کا کہے تو ہم اس کو

جہنم میں ڈالیں گے۔ اسی سبب سے ہم نے عیسائیوں کے یسوع کے ذکر کرنے کے وقت اُس ادب کا لحاظ نہیں رکھا جو سچے آدمی کی نسبت رکھنا چاہیے۔ ایسا آدمی اگر نابینا نہ ہوتا تو یہ نہ کہتا کہ میرے بعد سب جھوٹے ہی آئیں گے۔ اور اگر نیک اور ایماندار ہوتا تو خدائی کا دعویٰ نہ کرتا۔ پڑھنے والوں کو چاہیے کہ ہمارے بعض سخت الفاظ کا مصداق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ سمجھ لیں بلکہ وہ کلمات اس یسوع کی نسبت لکھے گئے ہیں جس کا قرآن و حدیث میں نام نشان نہیں۔

♦ وَمَنْ يَمُتْ مِنْهُمْ اِنِّیْ اَللّٰهُمَّ دُوْنَهُ فَاِنَّكَ نَجَّزِيْهِ جَهَنَّمَ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ الْعٰمِلِيْنَ

(یہ اعلان آورہ دھرم مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان طبع: ذل کے ٹائٹل کے آخری صفحہ پر درج ہے)

(۱۵۱)

مولوی غلام دستگیر صاحب کے اشتہار

کا

جواب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
مَوْلٰی غلام دستگیر صاحب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
مَوْلٰی غلام دستگیر صاحب

کل ۲۴ جنوری ۱۸۹۷ء کو ایک قطعہ اشتہار مولوی غلام دستگیر صاحب میرے پاس پہنچا جس میں مولوی صاحب موصوف مباہلہ کے لئے مجھے بولاتے ہیں اور ۲۵ شعبان ۱۳۱۷ء تاریخ مقرر کرتے ہیں مگر ساتھ ہی یہ شرط بھی لگا دی ہے کہ اُسی وقت مولوی صاحب پر کوئی عذاب نازل ہو۔ اگر بعد میں ایک سال کے اندر نازل ہوا تو پھر وہ منظور نہیں۔ مگر میں ناظرین کو اطلاع دیتا ہوں کہ یہ مولوی صاحب کی سراسر زبردستی ہے۔ تمام احادیث صحیحہ

سے ہی ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہائی میعاد اثر مباہلہ کی ایک برس رکھا ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ سے وحی پاک اپنے مباہلہ کا اثر بہت جلد مباہلین پر وارد ہونے والا بیان فرمایا ہے۔ سو اس سے برس کی میعاد منسوخ نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ حدیث میں جو ایک برس کی قید ہے اس سے بھی یہ مراد نہیں ہے کہ برس کا پورا گزر جانا ضروری ہے۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ برس کے اندر عذاب نازل ہو۔ گو دو منٹ کے بعد نازل ہو جائے۔ سوئیں بھی اس بات پر ضد نہیں کرتا کہ ضرور برس پورا ہو جائے۔ شاید خدا تعالیٰ بہت جلد اس تکفیر اور تکذیب کی پاداش میں آسمانی عذاب نازل کرے۔ مگر مجھے معلوم نہیں کہ برس کے کس حصہ میں یہ عذاب نازل ہوگا۔ آیا ابتداء میں یا درمیان میں یا اخیر میں۔ اور میں مامور ہوں کہ مباہلہ کے لئے برس کی میعاد پیش کروں۔ اور مولوی صاحب موصوف اور ہر ایک شخص خوب جانتا ہے کہ برس کی میعاد منسوخ ہے۔ کیونکہ لما حلال الحول کا وہ لفظ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نکلا ہے۔ اگر مباہلہ کے لئے فوراً عذاب نازل ہونا مشروط ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حَوْل کا لفظ مونہ سے نہ نکالتے کیونکہ اس صورت میں کلام میں تناقض پیدا ہو جاتا ہے۔

ہاں یہ بات صحیح اور درست ہے کہ اگر مولوی غلام دستگیر صاحب مباہلہ میں کاذب اور کافرا اور مفتری پر ہتھ مبارکوں اور راستباز کے فوری عذاب نازل ہونا ضروری سمجھتے ہیں تو بہت خوب ہے۔ وہ اپنا فوری عذاب ہم پر نازل کر کے دکھلا دیں۔ ان کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ ”میں تو نبوت کا مدعی نہیں کہ تا فوری عذاب نازل کروں“ ان پر واضح رہے کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور لَآ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ کے قائل ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور باتباع

آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم اولیاء اللہ کو ملتی ہے اس کے ہم قائل ہیں اور اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگاوے وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑتا ہے۔ اور اگر قرآنی الہامات سے کوئی کافر ہو جاتا ہے تو پہلے یہ فتویٰ کفر سیّد عبدالقادر رضی اللہ عنہ پر لگانا چاہیئے کہ انہوں نے بھی قرآنی الہامات کا دعویٰ کیا ہے۔

غرض جبکہ نبوت کا دعویٰ اس طرف بھی نہیں صرف ولایت اور مجددیت کا دعویٰ ہے۔ اور مولوی غلام کسٹلیگہ صاحب مجھ کو باوجود کلمہ گو اور اہل قبلہ ہونے کے کافر ٹھہراتے ہیں اور اپنے تئیں مومن قرار دیتے ہیں جو قرآن شریف کے بیان کے موافق دلی اللہ ہوتا ہے اور شیخ محمد حسین بٹالوی کے فتویٰ میں ان تمام علماء نے مجھے کافر قرار دیا ہے۔ یعنی یہ شخص کفر میں یہود اور نصاریٰ سے بڑھ کر ہے۔ پھر جس حالت میں نجران کے نصاریٰ کو فوری عذاب کا وعدہ دیا گیا تھا تو مولوی صاحب جو عالم اسلام ہو کر بزم خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گدسی پر بیٹھے ہیں۔ ان کو چاہیئے کہ ایسے شخص کے لئے جو ان کی نظر میں کافر ہے نجران کے نصاریٰ سے بھی جلد تر عذاب نازل ہونے کا وعدہ کریں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ مُباہلہ میں فریقین کی ہر ایک فریق مقابل کے عذاب کے لئے درخواست ہوتی ہے۔ کیونکہ مُباہلہ دوسرے نفلوں میں ملاعنہ ہے۔ یعنی کاذب کے لئے خواہ فریقین میں سے کوئی کاذب ہو عذاب کی درخواست۔ پس یہ مولوی صاحب موصوف کی کس قدر زبردستی ہے کہ اپنے عذاب کے اثر کی تو کوئی مینعاد نہیں ٹھہراتے اور مجھ سے فوری عذاب مانگتے ہیں۔

اب حاصل کلام یہ ہے کہ میں خدا تعالیٰ کے الہام کے موافق ایک سال کا وعدہ کرتا ہوں۔ اگر مولوی صاحب کے نزدیک یہ وعدہ خلاف سنت ہے تو کوئی ایسی صحیح حدیث پیش کریں جس سے سمجھ جائے کہ فوری عذاب مُباہلہ کے لئے شرط ضروری ہے یعنی یہ کہ فحشا کاذب یا مکذب کے صدق کا اثر فریق ثانی پر ظاہر ہو۔ حضرت مولوی غلام کسٹلیگہ

صاحب کو کافر بنانے کا بہت ہی شوق ہے۔ لہذا ہم ان کو خوشخبری دیتے ہیں کہ اب عبدالحق غزنوی کے مُباہلہ کے بعد آٹھ ہزار تک ہماری جماعت پہنچ گئی ہے۔ گویا امت محمدیہ میں سے آٹھ ہزار آدمی کافر ہو کر اس دین سے خارج ہو گیا۔ یقین ہے کہ آئندہ سال تک اٹھاراں ہزار تک عدد پہنچ جاوے گا۔

بالآخر یاد رہے کہ مولوی صاحب موصوف نے اول ایک سال کا وعدہ اپنے خطوط میں قبول کر لیا تھا۔ مگر یہ شرط کی تھی کہ تمام جہان کے مسلمان جو آپ کے دعویٰ کو نہیں مانتے مرحائیں۔ اب اس اشتہار میں مولوی صاحب نے تمام جہان کی جان بخشی کی اور بجائے اس کے اپنے نفس کے لئے فوری عذاب کو پیش کر دیا۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب کے نزدیک ضرورت کے وقت کذب کا استعمال بھی جائز ہے۔ بھلا ہم حضرت موصوف سے دریافت کرتے ہیں کہ کب اور کس وقت میرے دوست مولوی حکیم فضل دین صاحب آپ سے ڈر کر قادیان میں بھاگ آئے تھے۔ کیا آپ نے حکیم صاحب موصوف کو خود نہیں لکھا تھا کہ ”میں تم سے خطاب نہیں کرنا چاہتا۔ براہ راست خود خط لکھوں گا“ خیر ہمیں اس کذب پر کچھ فاسوس بھی نہیں۔ جب آپ نے ہمیں اکفر بنایا۔ بے دین بنایا۔ وصال بنایا۔ تکفیر کے لئے جہنم تک وہ تکلیف اٹھائی کہ بچاؤ سے شیخ بٹالوی کو بھی نہ سوجھی تو یہ کذب تو ایک ادنیٰ بات ہے۔ جزاک اللہ!!!

الراقم میرزا غلام احمد قادیانی

۲۰ شعبان ۱۳۱۴ھ

(مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان)

(یہ اشتہار ۲۰-۲۶ کے دو صفحوں پر ہے)

(۱۵۲)

تمام حجت علی العلماء

ماسوا اس کے میں دوبارہ حق کے طالبوں کے لئے عام اعلان دیتا ہوں کہ اگر وہ اب بھی نہیں سمجھے تو نئے سرے اپنی تسلی کر لیں اور یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ سے کچھ طور کے نشان میرے ساتھ ہیں۔

اول۔ اگر کوئی مولوی عربی کی بلاغت فصاحت میں میری کتاب کا مقابلہ کرنا چاہے گا تو وہ ذلیل ہوگا۔ میں بہر ایک متکبر کو اختیار دیتا ہوں کہ اسی عربی مکتوب کے مقابل پر طبع آزمائی کرے۔ اگر وہ اس عربی کے مکتوب کے مقابل پر کوئی رسالہ بالانترام مقدار نظم و نثر بنا سکے اور ایک مادری زبان والا جو عربی ہو قسم کھا کر اس کی تصدیق کر سکے تو میں کاذب ہوں۔

دوم۔ اور اگر یہ نشان منظور نہ ہو تو میرے مخالف کسی سورۃ قرآنی کی بالمقابل تفسیر بناویں یعنی رو بہ رو ایک جگہ بیٹھ کر بطور قال قرآن شریف کھولا جاوے۔ اور پہلی سات آیتیں جو نکلیں ان کی تفسیر میں بھی عربی میں لکھوں اور میرا مخالف بھی لکھے۔ پھر اگر میں حقائق معارف کے بیان کرنے میں صریح غالب نہ رہوں تو پھر بھی میں جھوٹا ہوں۔ سوم۔ اور اگر یہ نشان بھی منظور نہ ہو تو ایک سال تک کوئی مولوی نامی منقول میں سے میرے پاس رہے۔ اگر اس عرصہ میں انسان کی طاقت سے برتر کوئی نشان مجھ سے ظاہر نہ ہو تو پھر بھی میں جھوٹا ہوں گا۔

چہارم۔ اور اگر یہ بھی منظور نہ ہو تو ایک تجویز یہ ہے کہ بعض نامی مخالف اشتہار

سہ یہ فرخی مرتب کی طرف سے ہے (المرتب)

دے دیں کہ اس تاریخ کے بعد ایک سال تک اگر کوئی نشان ظاہر ہو تو ہم توبہ کریں گے اور صدق ہو جائیں گے۔ پس اس اشتہار کے بعد اگر ایک سال تک مجھ سے کوئی نشان ظاہر نہ ہوا جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہو خواہ پیشگوئی ہو یا آد تو میں افسار کروں گا کہ میں جھوٹا ہوں۔

پانچم۔ اور اگر یہ بھی منظور نہ ہو تو شیخ محمد حسین بٹالوی اور دوسرے نامی مخالفت مجھ سے مباہلہ کریں۔ پس اگر مباہلہ کے بعد میری بددعا کے اثر سے ایک بھی خالی رہا، تو میں اقرار کروں گا کہ میں جھوٹا ہوں۔

یہ طریق فیصلہ میں جو میں نے پیش کئے ہیں۔ اور میں ہر ایک کو خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ اب سچے دل سے ان طریقوں میں سے کسی طریق کو قبول کریں۔ یعنی یا تو میعاد دو ماہ میں جو مارچ ۱۹۰۷ء کی دس تاریخ تک مقرر کرتا ہوں۔ اس عربی رسالہ کا ایسا ہی نصیح بلیغ جواب چھاپ کر شائع کریں یا بالمقابل ایک جگہ بیٹھ کر زبان عربی میں میرے مفت بل میں سات آیت قرآنی کی تفسیر لکھیں اور یا ایک سال تک میرے پاس نشان دیکھنے کے لئے رہیں اور یا اشتہار شائع کر کے اپنے ہی گھر میں میرے نشان کی ایک برس تک انتظار کریں اور یا مباہلہ کر لیں۔

ششم۔ اور اگر ان باتوں میں سے کوئی بھی نہ کریں تو مجھ سے اور میری جماعت سے سات سال تک اس طور سے صلح کر لیں کہ تکفیر اور تکذیب اور بدزبانی سے مومنہ بند رکھیں اور ہر ایک کو محبت اور اخلاق سے ملیں اور قہر الہی سے ڈر کر ملاقاتوں میں مسلمانوں کی عادت کے طور پر پیش آویں۔ ہر ایک قسم کی شرارت اور خباثت کو چھوڑ دیں۔ پس اگر ان سات سال میں میری طرف سے خدا تعالیٰ کی تائید سے اسلام کی خدمت میں نمایاں اثر ظاہر نہ ہوں۔ اور جیسا کہ مسیح کے ہاتھ سے ادیان باطلہ کا مرجان ضروری ہے، یہ محنت جھوٹے دیہوں پر میرے ذریعہ سے ظہور میں نہ آوے۔ یعنی خدا تعالیٰ میرے ہاتھ

سے وہ نشان ظاہر نہ کرے جن سے اسلام کا بول بالا ہوا اور جس سے ہر ایک طرف سے اسلام میں داخل ہونا شروع ہو جائے اور عیسائیت کا باطل معبود فنا ہو جائے اور دنیا اور رنگ نہ پکڑ جائے تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے تئیں کاذب خیال کر لوں گا۔ اور خدا جانتا ہے کہ میں ہرگز کاذب نہیں۔ یہ سات برس کچھ زیادہ سال نہیں ہیں اور اس قدر انقلاب اس حقوڑی مدت میں ہو جانا انسان کے اختیار میں ہرگز نہیں۔ پس جبکہ میں سچے دل سے اور خدا تعالیٰ کی قسم کے ساتھ یہ اقرار کرتا ہوں۔ اور تم سب کو اللہ کے نام پر صلح کی طرف بلاتا ہوں تو اب تم خدا سے ڈرو۔ اگر میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہوں تو میں تباہ ہو جاؤں گا۔ ورنہ خدا کے ماعور کو کوئی تباہ نہیں کر سکتا۔

یہ یاد رہے کہ معمولی بحثیں آپ لوگوں سے بہت ہو چکی ہیں۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کی وفات قرآن اور حدیث سے بپایہ ثبوت پہنچ گئی۔ اس طرف سے کتابیں تالیف ہو کر لاکھوں انسانوں میں پھیل گئیں۔ طرف ثانی نے بھی ہر ایک تبلیغ اور تزویر سے کام لیا۔ پاک کتابوں کے نیک رجوعوں پر بڑے بڑے اثر پڑے اور ہزار ہا سعید لوگ اس جہالت میں داخل ہو گئے اور تقریری اور تحریری بحثوں کے نتیجے اچھی طرح کھل گئے۔ اب پھر اسی بحث کو پھیرنا، یا فیصلہ شدہ باتوں سے انکار کرنا محض شرارت اور بے ایمانی ہے کتابیں موجود ہیں۔ اُن عین مُباہلہ کے وقت پھر ایک گھنٹہ تک تبلیغ کر سکتا ہوں۔ پس فیصلہ کی یہی راہیں ہیں جو میں نے پیش کی ہیں۔ اب اس کے بعد جو شخص طے شدہ بحثوں کی ناحق درخواست کرے گا میں سمجھوں گا کہ اس کو حق کی طلب نہیں بلکہ سچائی کو ٹالنا چاہتا ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ اصل مسنون طریق مُباہلہ میں یہی ہے کہ جو لوگ ایسے مدعی کے ساتھ مُباہلہ کریں جو مامورین اللہ ہونے کا دعویٰ رکھتا ہو اور اس کو کاذب یا کافر ٹھہرائیں وہ ایک جماعت مُباہلین کی ہو۔ صرف ایک یا دو آدمی نہ ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آیت

کریمہ فقل تعالوا میں تعالوا کے لفظ کو بصیغہ جمع بیان فرمایا ہے۔ سو اُس نے اس جمع کے صیغہ سے اپنے نبی کے مقابل پر ایک جماعت مکذبین کو مُباہلہ کے لئے بلایا ہے نہ شخص واحد کو۔ بلکہ من حلقک کے لفظ سے جھگڑنے والے کو ایک شخص واحد قرار دے کر پھر مطالبہ جماعت کا کیا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ اگر کوئی جھگڑنے سے باز نہ آوے اور دلائل پیش کردہ سے تسلی نہ پکڑے تو اُس کو کہہ دو کہ ایک جماعت بن کر مُباہلہ کے لئے آویں۔ سو اسی بنا پر ہم نے جماعت کی قید لگا دی ہے جس میں یہ صریح فائدہ ہے کہ جو امر غارق عادت بطور عذاب مکذبین پر نازل ہو وہ مشتبہ نہیں رہے گا مگر صرف ایک شخص میں مشتبہ رہنے کا احتمال ہے۔

اس جگہ اس بات کا بھی ذکر کرنا ضروری ہے کہ تمام مخالفین کو یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ اگر اس کتاب کی اشاعت کے بعد کوئی مخالف مُباہلہ کے لئے طیار ہو جائے اور اس کے اشتہارات بھی چھپ جاویں تو ہر ایک مُباہلہ کے خواہشمند پر واجب ہوگا کہ اسی کے ساتھ شامل ہو کر مُباہلہ کر لے۔ اور اگر کوئی ایسا نہ کرے اور پھر کسی دوسرے وقت میں مُباہلہ کی درخواست بھیجے تو ایسی درخواست منظور نہیں کی جاوے گی اور ایسا شخص کسی طور سے قابل التفات نہیں سمجھا جاوے گا۔ چاہئے کہ ہر ایک شخص ہمارے اس اشتہار کو یاد رکھے اور اس کے موافق کاربند ہو۔

(یہ اشتہار ضمیمہ انجام آئیم کے صفحہ ۲۰ سے ۳۶ تک متن میں ہے)

(۱۵۳)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي

الْأَشْهَارُ مُشْتَبِقْنَا بِوَحْيِ اللَّهِ الْقَهَّارِ

دوستو! نظر خدا کیلے
سید الخلق مصطفیٰ کیلے

میں ہر دم اس فکر میں ہوں کہ ہمارا اور نصاریٰ کا کسی طرح فیصلہ ہو جائے میرا دل مڑہ پڑتی
کے فتنہ سے خون ہونا بھاتا ہے اور میری جان عجیب تنگی میں ہے اور اس سے بڑھ کر امد کو نسا درد کا مقام
ہو گا کہ ایک جا جو انسان کو خدا بنایا گیا ہے اور ایک مُشْتَبَقِ خَاکِ کو رب العالمین سمجھا گیا ہے میں کبھی
کا اس غم سے فنا ہو جاتا اگر میرا موٹی اور میرا قادر مجھے تسلی نہ دیتا کہ آخر توحید کی فتح ہے۔
غیر معبود ہلاک ہوں گے اور جھوٹے خدا اپنی خدائی کے وجود سے منقطع کئے جائیں گے
مریم کی معبودانہ زندگی پر موت آئے گی اور نیز اُس کا بیٹا اب ضرور مرے گا۔ خدا
قادر فرماتا ہے کہ اگر میں چاہوں تو مریم اور اُس کے بیٹے عیسیٰ اور تمام زمین کے
باشندوں کو ہلاک کروں۔ سو اب اُس نے چاہا ہے کہ ان دونوں کی جھوٹی معبودانہ زندگی
کو موت کا مڑہ پکھا دے۔ سو اب دونوں میں گئے کوئی ان کو بچا نہیں سکتا۔ اور وہ
تمام خراب استعدادیں بھی مریں گی جو جھوٹے خداؤں کو قبول کر لیتی تھیں۔ نئی زمین ہوگی
اور نیا آسمان ہوگا۔ اب وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ جو سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف
سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا اور بعد اس کے توبہ کا دروازہ بند ہوگا۔

کیونکہ داخل ہونے والے بڑے زور سے داخل ہو جائیں گے اور وہی باقی رہ جائیں گے جن کے دلی پر فطرت سے دروازے بند ہیں اور فور سے نہیں بلکہ تباہی کی سے محبت رکھتے ہیں۔ قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک ہوں گی مگر اسلام۔ اور سب عربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا نہ کند ہوگا جب تک دجالیّت کو پاش پاش نہ کر دے۔ وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں، ملکوں میں پھیلے گی۔ اس دن نہ کوئی مصنوعی کفارہ باقی رہے گا اور نہ کوئی مصنوعی خدا۔ اور خدا کا ایک ہی اٹھ کھڑا سب تدبیروں کو باطل کر دے گا لیکن نہ کسی تلوار سے اور نہ کسی ہندو سے بلکہ مستعد رُوحوں کو روشنی عطا کرنے سے اور پاک دلوں پر ایک نور اُتارنے سے۔ تب یہ باتیں جو میں کہتا ہوں سمجھ میں آئیں گی۔ خدا کے سوا کوئی دوسرا خدا نہیں مگر مسیح ایک اور بھی ہے جو اس وقت بول رہا ہے۔ خدا کی غیرت دکھا رہی ہے کہ اُس کا کوئی ثانی نہیں۔ مگر انسان کا ثانی موجود ہے۔ اس نے مجھے بھیجا تا میں اندھوں کو آنکھیں دوں جو نہ چند سال سے بلکہ انیس سو برس سے برابر اندھے چلے آتے ہیں۔ دُنیا میں ایک رسول آیا تاکہ اُن جہروں کو کان بچھے کہ جو نہ صرف آج سے بلکہ صدیوں سے بھڑے ہیں۔ کون اندھا ہے اور کون بہرا۔ وہی جس نے توحید کو قبول نہیں کیا اور نہ اس رسول کو جس نے نئے سرے سے زمین پر توحید کو قائم کیا۔ وہی رسول جس نے کوشیوں کو انسان بنایا اور انسان سے بااخلاق انسان یعنی سچے اور واقعی اخلاق کے مرکزِ اعتدال پر قائم کیا اور پھر بااخلاق انسان سے بااعتدال ہونے کے الہی رنگ سے رنگین کیا۔ وہی رسول اِن وہی آفتاب صداقت جس کے قدموں پر ہزاروں مُردے شُرک اور دھرمیت اور فسق اور فجور کے جی اُٹھے اور علی طور پر قیامت کا نمونہ دکھلایا۔ نہ یسوع کی طرح صرف لات و گزاف۔ جس نے مکہ میں ظہور فرما کر شرک اور انسان پرستی

کی بہت سی تاریکی مٹایا۔ اُس دُنیا کا حقیقی نور وہی تھا جس نے دُنیا کو تاریکی میں پا کر فی الواقع وہ روشنی مطلق کی کہ اندھیری رات کو دن بنا دیا۔ اس کی پہلی دُنیا کیا تھی۔ اور پھر اس کے آنے کے بعد کیا ہوئی۔ یہ ایک سوال نہیں ہے جس کے جواب میں کچھ وقت ہو۔ اگر ہم بے ایمانی کی راہ اختیار نہ کریں تو ہمارا کائنات اس بات کے منوانے کے لئے ہمارا دامن بکھڑے گا کہ اس جنابِ عالی سے پہلے خدا کی عظمت کو ہر ایک ملک کے لوگ بھول گئے تھے اور اُس سچے معبود کی عظمت اوتاروں اور پتھروں اور ستاروں اور درختوں اور حیوانوں اور فانی انسانوں کو دی گئی تھی اور ذلیل مخلوق کو اس ذاتِ الجلال و تقدس کی جگہ پر بٹھایا تھا۔ اور یہ ایک سچا فیصلہ ہے کہ اگر یہ انسان اور حیوان اور درخت اور ستارے درحقیقت خدا ہی تھے جن میں سے ایک یسوع بھی تھا تو پھر اس رسول کی کچھ ضرورت نہ تھی۔ لیکن اگر یہ چیزیں خدا نہیں تھیں تو وہ دعویٰ ایک عظیم الشان روشنی اپنے ساتھ رکھتا ہے جو حضرت مسیحؑ مانا جسوں صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے پہاڑ پر کیا تھا۔ وہ کیا دعویٰ تھا۔ وہ یہی تھا کہ آپؐ نے فرمایا کہ خدا نے دُنیا کو شرک کی سخت تاریکی میں پا کر اس تاریکی کو مٹانے کے لئے مجھے بھیجا ہے۔ یہ صرف دعویٰ نہ تھا بلکہ اس رسول مقبول نے اس دعویٰ کو پورا کر کے دکھادیا۔ اگر کسی نبی کی فضیلت اس کے اُن کاموں سے ثابت ہو سکتی ہے جن سے بنی نوع کی کئی ہمدردی سب نبیوں سے بڑھ کر ظاہر ہو تو اسے سب لوگوں اُٹھو اور گواہی دو کہ اس صفحے میں محمدؐ صلے اللہ علیہ وسلم کی دُنیا میں کوئی نظیر نہیں۔ یسوع نے زبان سے تو بہت کچھ کہا مگر عملی طور پر کسی غرابی کے زہریلے درخت کو دُنیا سے نہیں کاٹا۔ اگر ہم مان بھی لیں کہ اس نے کم عقل عورتوں اور بچوں کی طرح خود کشی کی تو اس سے ہر بھی زیادہ اس کی حالت پر افسوس آئے گا کہ اگر ہمدردی کی اس کو کچھ سوجھی بھی تو احمقانہ راہ سوجھی۔ اللہ سے مخلوق پرستوں نے اُس بزرگ رسولؐ

کو شناخت نہیں کیا جس نے ہزاروں نمونے اپنی ہمدردی کے دکھائے۔ لیکن اب میں دیکھتا ہوں کہ وہ وقت بھٹکا گیا ہے کہ یہ پاک رسول شناخت کیا جائے۔ چاہو تو میری بات کو لکھ رکھو کہ اب کے بعد مڑوہ پرستی روز بروز کم ہوگی یہاں تک کہ نابود ہو جائیگی کیا انسان خدا کا مقابلہ کرنے لگا۔ کیا جیگز قطرہ خدا کے ارادوں کو رد کر دے گا۔ کیا فانی آدم زاد کو منسوب الہی حکموں کو ذلیل کر دیں گے۔ اے سُفنے والو سُنو اور اے سوچنے والو سوچو اور یاد رکھو کہ حق ظاہر ہو گا اور وہ جو سچا نور ہے چمکے گا یہ سخت ظلم کیا گیا ہے جو ابنِ مرید کو خدا بنایا گیا۔ وہ صرف ایک انسان ہے اور لوگوں کی شریعت کے غلاموں میں سے ایک نبی۔ تم نے اُس کو نہیں دیکھا مگر میں نے بنانا اُس کو دیکھا ہے۔ تم میں سے کوئی بھی اس کو نہیں جانتا مگر میں جانتا ہوں۔ وہ ایک سعادتمند انسان ہے جو موسیٰ کی عظمت کا قائل اور ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بزرگیوں پر بدل و جان ایمان لایا ہے اور ہماری طرح اس راہ میں فدا ہے اگر وہ اس وقت دنیا میں آتا اور دیکھتا کہ مجھے خدا بنایا گیا اور میرا کھانا گھرا گیا تو وہ اپنی ناپیڑہستی اور اس بے جا تعریف کو خیال میں لا کر مارے شرم کے مرنے کو قبول کرتا اور خدا سے اپنی مغفرت چاہتا۔ پھر بتلاؤ اُس کی خدائی پر کونسی دلیل تمہارے پاس ہے کیا ہمیں کی باتوں یا حواریوں کی باتوں سے اُس کی خدائی ظاہر ہوتی ہے۔ اگر ہم مان بھی لیں کہ اُس کی یا اُس کے دوستوں کی باتوں سے خدائی کا دعویٰ پایا جاتا ہے تو یہ نرا دعویٰ ہو گا جو بغیر ثبوت ایک کوڑی کی قیمت نہیں رکھتا۔ حالانکہ انجیل کی رو سے یہ دعویٰ بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ انجیل یہ کہیں بیان نہیں کرتی کہ مریم کے صاحبزادہ نے کبھی مرد میدان بن کر خدائی کا دعویٰ کیا تھا۔ بلکہ جب یہودیوں نے ایک دفعہ اُسے ڈانٹا تو یسوع نے اپنی خدائی سے انکار کیا اور کہا کہ میں کوئی کلمہ ایسا مُنہ پر نہیں لایا جو تمہارے بزرگوں کے کلمات سے بڑھ کر ہو۔ پھر اگر یہ خیال ہو کہ پہلی کتابوں کی پیشگوئیوں میں اس کی خدائی

لکھی ہوئی ہے تو اس خیال سے زیادہ کوئی خیال یہودہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ اگر پہلی کتابوں کی پیشگوئیوں یا اُن کی تعلیم کی نڈ سے یہ فیصلہ ہو جاتا کہ مریم کا بیٹا خدا ہے تو یہود اب تک کیونکر منکرہ سکتے تھے۔ کوئی عقل قبول نہیں کر سکتی کہ یہودیوں کی کتابوں میں ایک خدا کے پیدا ہونے کی پیشگوئیاں موجود تو ہوں اور اس خدا کے ماننے کے لئے پیغمبروں کی کھلی کھلی وصیتیں کتابوں میں لکھی گئی ہوں اور کئی ہزار برس سے تثلیث کی تعلیم اُن میں مسلسل چلی آتی ہو۔ پھر وہ ایسے خدا اور ایسی تعلیم سے انکار کر کے اس ایمان کو ضائع کریں جو اُن کو متواتر سکھایا گیا تھا۔ نہیں بلکہ یہ عیسائیوں کی شرارت اور حماقت ہے جو ایسا سمجھتے ہیں۔ اور اصل بات یہ ہے کہ وہ تمام پیشگوئیاں جن کے غلط معنے کر کے یسوع کو خدا بنایا رہا ہے۔ پیغمبروں کی تعلیم سے اب تک یہودیوں کے ذہن میں محفوظ ہیں جو مسیح سے پہلے اپنے وقتوں میں پوری بھی ہو چکیں۔ اگر یہودیوں کو کسی خدا کا وعدہ دیا گیا تھا تو یہ تو ممکن تھا کہ وہ یسوع کو نہ مانتے مگر ایسا کب ہو سکتا تھا کہ سرے سے تمام فرقہ یہودیوں کے ایسی بزرگ پیشگوئی سے منکر ہو جاتے اور کبھی آگے یا پیچھے کوئی فرقہ اُن میں ایسے خدا کا منتظر نہ پایا جاتا۔

یہ بات نہایت صفائی سے فیصلہ کرتی ہے کہ اُن نالائق عیسائیوں نے ناحق بیہودہ ایک انسان کے سچے کو خدا بنا دیا ہے۔ اسی وجہ سے پہلی ہی صدی سے آج تک اُن میں ایک فرقہ مسیحی چلا آتا ہے جو یسوع کو صرف انسان سمجھتا ہے۔ پس جبکہ گمراہی اس عقیدہ پر اتفاق نہیں تو پھر اس نا اتفاقی کے ساتھ جب یہودیوں کی سخت مخالفت کو بھی دیکھا جائے جو اس عقیدہ میں عیسائیوں کے ساتھ رکھتے ہیں تو اس کامل ثبوت سے عیسائی اس جوہر کی طرح پکڑے جاتے ہیں جو عین نقب زنی کے وقت گرفتار کیا جائے۔ اگر کسی جسم خدا کے آنے کے بارے میں یہودیوں کی کتابوں میں کوئی ایک پیشگوئی بھی ٹوٹی پھوٹی ہو تو یہودی کو کیسا ہی تعصب کرتے تو زیادہ سے زیادہ تعصب

اُن کا یہی جوتاکہ اس خدا کے ظہور کو کسی آئندہ زمانہ پر ڈال دیتے نہ یہ کہ ایسے عقیدہ پر ہزاروں لعنتیں بھیجتے۔ تودیت کی تعلیم سے یہودیوں کو کہاں اور کدھر گریز تھی۔ یہودی تو تودیت کے موافق خدا کو پیداائش اور موت سے پاک سمجھتے ہیں لیکن افسوس کہ مُردہ کو خدا ٹھہرانے سے جیسا یوں کا کائناتس مر گیا۔ اُن کے پاس اس مُردہ کے خدا بنانے کے بارے میں کوئی بھی دلیل نہیں۔ بعض جیساکی انصاف پر آکر اس بات کو قبول کر لیتے ہیں کہ بیشک پہلی کتابوں کی پیشگوئیاں یسوع کی خدائی پر دلیل نہیں ہو سکتیں اور بیشک ان کو دلیل سمجھنا ایمان اور دیانت سے لڑائی ہے۔ لیکن یسوع کے معجزات اس کی خدائی پر بیشک ایک دلیل ہے۔ مگر اُن کو سمجھنا چاہیئے کہ اول تو یسوع معجزات سے انکار کرتا ہے پس جبکہ بعض جگہ کچھ اقرار اور بعض جگہ صریح انکار ہے تو اس متناقض امر سے ایک محقق کی نظر میں یہی ثابت ہوگا کہ شاید یسوع نے بعض اوقات فریب کے طور پر نادانوں کو بازیگروں کی طرح کوئی کھیل دکھلایا ہو۔ اور پھر جب دانائوں نے اس سے معجزہ مانگا تو کانوں پر ہاتھ رکھ لیا کہ میں معجزہ نہیں دکھلاؤں گا۔ چنانچہ اس زمانہ میں بھی یکسیر اور جتن دکھلانے والے اور غیب سے روپیہ منگانے والے ایسے ہی ہتھکنڈے کرتے پھرتے ہیں۔ اور یسوع کی طرح بے وقوفوں اور احمقوں کو سب کچھ دکھا دیتے ہیں۔ لیکن اگر کبھی کسی داناکے ہنجر میں پھنس جائیں تو فی الفور کچھ جاتے ہیں کہ اب شاید فریب ظاہر ہو کر چند سال کے لئے جیل خانہ میں جائیں گے اس وقت صاف منکر ہو جاتے ہیں کہ وہیں کیسی معلوم ہے اور نہ ہمارے جتن تاراج ہیں اور نہ ہمیں کوئی دست غیب یاد ہے۔ افسوس

پس یسوع نے تمام عمر میں معجزہ کے بارے میں صرف یہ دعویٰ کیا تھا کہ میں میکہ کو مسد کر کے تین دن میں بنا سکتا ہوں۔ اب ظاہر ہے کہ یہ ادبائشانہ دعویٰ ہے۔ بھلا یہ کیونکر ممکن تھا کہ یہ بھی اپنے مقدس مکان کو جس پر لکھو کھا روپیہ خرچ ہو چکا تھا اس کے ہاتھ سے مسد کر دیتے۔ پھر اگر وہ اپنی قدیم عادت کے موافق بھاگ جاتا تو کس کو پکڑتے۔ منہ ۵

صدافسوس کہ یسوع کی تمام زندگی انہیں باتوں میں گزری۔ جو کبھی کراماتی بنے اور کبھی آزمائے والوں کی زیرکی دیکھ کر کرامات سے منکر ہوئے۔ خدا بن کر یہ بڑی دلی یہ دورنگی اور یہ مکرو فریب، یہ کیسا خدا تھا۔

علاوہ اس کے اگر معجزہ کے ساتھ کوئی شخص خدا بن سکتا ہے تو موسیٰ کے معجزات میں یسوع سے صدامرتبہ زیادہ شوکت و عظمت پائی جاتی ہے۔ اور یسوع خود مانتا ہے کہ جھوٹے نبی اقتداری معجزات دکھائیں گے۔ اگر اقتداری معجزات دکھانا واجب تھا تو بد معاش ہوتا ہے تو یسوع کے حق میں کیا کہیں اور کیا لکھیں۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ یسوع بچارہ پر خدائی کی تہمت ہے عیسائیوں کی مشرکانہ تعلیم کا تمام مدار اس شریر انسان کی باتوں پر ہے جس کا نام پولس تھا۔ اس کے عیسائی ہونے کا یہ سبب تھا کہ یہ شخص سردار کاہن کی لڑکی پر عاشق ہو گیا تھا مگر سردار کاہن نے اس کو لڑکی نہ دی تب اس نے عہد کیا کہ میں یہودیوں کو بہت خراب کروں گا اور وہیں اس نے ایکسٹیمٹ خواب بنایا کہ گویا اس کو یسوع نظر آ گیا اور اس طرح عیسائیوں میں اپنی جمہوداری قائم کر لی۔

بہر حال خوب سوچو اور سمجھو کہ سچے مذہب کا خدا ایسا مطابق عقل اور نور نظر چاہیئے کہ جس کا وجود ان لوگوں پر بھی حجت ہو سکے جو عقل تو رکھتے ہیں مگر ان کو کتاب نہیں ملی۔ غرض وہ خدا ایسا چاہیئے جس میں کسی زہدستی اور بناوٹ کی بونہ پائی جائے سو یاد رہے کہ یہ کمال اس خدا میں ہے جو قسماً ان نے پیش کیا ہے اور دنیا کے تمام مذہب والوں نے یا تو اصل خدا کو بالکل چھوڑ دیا ہے جیسا کہ عیسائی اور یا نا واجب صفات اور اخلاق ذمیدار اس کی طرف منسوب کر دیئے ہیں جیسا کہ یہودی اور یا واجب صفات سے اس کو علیحدہ کر دیا ہے جیسا کہ مشرکین اور آریہ۔ مگر اسلام کا خدا وہی سچا خدا ہے جو آئینہ قانون قدرت اور صحیفہ فطرت سے نظر آ رہا ہے۔ اسلام نے

کوئی نیا خدا پیش نہیں کیا بلکہ وہی خدا پیش کیا ہے جو انسان کا نور قلب اور انسان کا
 کائنات اور زمین و آسمان پیش کر رہا ہے۔ اور دوسری علامت سچے مذہب کی یہ
 ہے کہ مُردہ مذہب نہ ہو بلکہ جن برکتوں اور عظمتوں کی ابتداء میں اس میں تخم بریزی
 کی گئی تھی، وہ تمام برکتیں اور عظمتیں نوع انسان کی بھلائی کے لئے اس میں اخیر دنیا تک
 موجود رہیں تا موجودہ نشان گذشتہ نشانوں کے لئے مصدق ہو کر اس سچائی کے نور کو
 قصہ کے رنگ میں نہ ہونے دیں۔ سو میں ایک مدت دراز سے لکھ رہا ہوں کہ جس
 نبوت کا ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دعویٰ کیا
 تھا اور جو دلائل آسمانی نشانوں کے انجذاب نے پیش کئے تھے وہ اب تک موجود ہیں
 اور پیروی کرنے والوں کو ملتے ہیں تا وہ معرفت کے مقام تک پہنچ جائیں۔ اور زندہ
 خدا کو براہ راست دیکھ لیں۔ مگر جن نشانوں کو یسوع کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔
 ان کا دنیا میں نام و نشان نہیں۔ صرف قصے ہیں۔ لہذا یہ مُردہ پرستی کا مذہب اپنے مُردہ
 معبود کی طرح مُردہ ہے۔ ظاہر ہے کہ ایک سچائی کا بیان صرف قصوں تک کفایت
 نہیں کر سکتا۔ کونسی قوم دنیا میں ہے جن کے پاس کراماتوں اور معجزوں کے قصے
 نہیں۔ پس یہ اسلام ہی کا خاصہ ہے کہ وہ صرف قصوں کی ناقص اور نامتمام قس
 کو پیش نہیں کرتا۔ بلکہ وہ دھونڈنے والوں کو زندہ نشانوں سے اطمینان بخشتا ہے
 اور اس شخص کو جو حق کا طالب ہو اُس کو چاہیے کہ صرف یہودہ مُردہ پرستی پر کفایت
 نہ کرے۔ بلکہ نہایت ضروری ہے کہ محض ذلیل قصوں پر سرنگوں نہ ہو۔ ہم دنیا کے
 بانڈ میں اچھی چیزوں کے خریدنے کے لئے آئے ہیں۔ ہمیں نہیں چاہیے کہ کوئی اغوش
 چیز خرید کر نقد ایمان ضائع کریں۔ زندہ مذہب وہ ہے جس کے ذریعے زندہ خدا
 ملے۔ زندہ خدا وہ ہے جو ہمیں بلا واسطہ ملہم کر سکے اور کم سے کم یہ کہ ہم بلا واسطہ
 ملہم کو دیکھ سکیں۔ سو میں تمام دنیا کو خوشخبری دیتا ہوں کہ یہ زندہ خدا اسلام کا

خدا ہے۔ وہ مُردے ہیں نہ خدا جن سے اب کوئی ہمکلام نہیں ہو سکتا۔ اس کے نشا نہیں دیکھ سکتا۔ سو جس کا خدا مُردہ ہے۔ وہ اُس کو ہر میدان میں شرمندہ کرتا ہے۔ اور ہر میدان میں اُسے ذلیل کرتا ہے اور کہیں اس کی مدد نہیں کر سکتا ہے۔ اس اشتہار کے دینے سے اصل غرض یہی ہے کہ جس مذہب میں سچائی ہے وہ کبھی اپنا رنگ نہیں بدلا سکتی۔ جیسے اول ہے ویسے ہی آخر ہے۔ سچا مذہب کبھی خشک قصہ نہیں بن سکتا سو اسلام سچا ہے۔ میں ہر ایک کو کیا عیسائی کیا آریہ اور کیا۔ یہودی اور کیا برہمن اور اس سچائی کے دکھانے کے لئے بلاتا ہوں۔ کیا کوئی ہے جو زندہ خدا کا طالب ہے۔ ہم مُردوں کی پرستش نہیں کرتے۔ ہمارا زندہ خدا ہے۔ وہ ہماری مدد کرتا ہے۔ وہ اپنے الہام اور کلام اور آسمانی نشانوں سے ہمیں مدد دیتا ہے۔ اگر دُنیا کے اس سرے سے اُس سرے تک کوئی عیسائی طالب حق ہے تو ہمارے زندہ خدا اور اپنے مُردہ خدا کا مقابلہ کر کے دیکھ لے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس باہم امتحان کے لئے چالیس دن کافی ہیں۔

افسوس کہ اکثر عیسائی شکم پرست ہیں۔ وہ نہیں چاہتے کہ کوئی فیصلہ ہو ورنہ چالیس دن کیا حقیقت رکھتے ہیں۔ آئندہ کی طرح اس میں تو کوئی شرط نہیں۔ اگر میں جھوٹا نکلوں تو ہر ایک سزا کا مستوجب ہوں۔ لیکن دُعا کے ذریعہ سے مقابلہ ہوگا جس کا سچا خدا ہے بلاشبہ وہ سچا رہے گا۔ اس باہمی مقابلہ میں بیشک خدا مجھے غالب کرے گا۔ اور اگر میں مغلوب ہوا تو عیسائیوں کے لئے فتح ہوگی جس میں میرا کوئی بھانپ نہیں۔ اور جو تاوان مقرر ہوا اور میری مقدرت کے اندر ہو دوں گا۔ لیکن اگر میں غالب ہوا تو عیسائی مقابل کو مُردہ خدا سے دست بردار ہونا ہوگا اور بلا توقعہ مسلمان ہونا پڑے گا اور پہلے ایک اشتہار انہیں شرائط کے ساتھ بہرِ شہادت وہ کس معزز آدمیوں کے دینا ہوگا۔ اس سے روز کا جھگڑا طے ہو جائے گا۔ ادا اگر اب

عیسائیوں نے مُنہ پھیرا تو اس کا یہی سبب ہوگا کہ ان کو مُردہ خدا کی مدد پر
بھروسہ نہیں۔ افسوس کہ عیسائی بار بار اُنھم کا ذکر کرتے ہیں۔ حالانکہ اُنھم الہام کی
میعاد میں قبر میں جا پہنچا اور وہ مُردہ خدا اُس کو بچانہ سکا کیونکہ مُردہ کو مدد نہیں
دے سکتا۔ جو معقول شرط چاہیں مجھ سے کہیں۔ میں میدان میں کھڑا ہوں۔ اور
صاف صاف کہتا ہوں کہ زندہ خدا اسلام کا خدا ہے۔ عیسائیوں کے ہاتھ میں
ایک مُردہ ہے جس کو امتحان کرنا ہو میرے مقابلہ میں آوے۔

لعنتی ہے وہ دل جو بغیر مقابلہ کے انکار کرے اور پلید ہے وہ
طبیعت جو بغیر آزمائش کے منکر رہے۔ اے حق کے طالبو۔ مُردہ پرستی کے مذہب
کو جلد چھوڑو کہ عیسائیوں کے ہاتھ میں ایک مُردہ ہے۔ کیا اس مُردہ میں طاقت
ہے کہ میرے مقابلہ میں اپنے کسی پرستار کو طاقت بخشے۔ نہیں ہرگز نہیں تمام مُردے
خدا میرے پیروں کے نیچے ہیں یعنی قبروں میں اور زندہ خدا میرے
سر پر ہے۔ کوئی ہے۔ پھر نہیں کہتا ہوں کہ کوئی ہے کہ اس آزمائش میں
میرے مقابل پر آوے۔ مُردہ پرست کبھی نہیں آئیں گے۔ مُردار کھائیں گے
مگر سچائی کا پھل کبھی نہیں کھائیں گے۔ دیکھو زندہ مذہب میں یہ طاقت ہے
کہ اس کے پابند آسمانی رُوح اپنے اندر رکھتے ہیں۔

مُردوں کو جانے دو زندوں کے ساتھ ہو جاؤ

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اَتَّبَعَ الْهُدٰی۔

المشتہر خاکسار میرزا غلام احمد قادیانی

۱۲ جنوری ۱۸۹۷ء

رسائل اربعہ

انجام آتھم، خدا کا فیصلہ، دعوت قوم مکتوب عربی بنام علمائے
ترجمہ فارسی چھپ کر تیار ہے۔ جو صاحب چاہیں قیمت روانہ کر کے
یا بذریعہ ویلیو پی ایل منگا سکتے ہیں۔ قیمت چھ روپے ہے۔ واقعی یہ رسائل خدا کے نشانوں
میں سے ایک نشان اور شانِ خدا ہیں اور حقیقت ایک ربانی فیصلہ ہے۔ دیکھو اور
مفروضہ دیکھو۔ ۱۲۔

(دوسرا اشتہار ایک ہزار روپیہ کے انعام کیساتھ)

میرا یہ بھی دعویٰ ہے کہ یسوع کی پیشگوئیوں کی نسبت میری پیشگوئیاں
اور میرے نشان زیادہ ثابت ہیں۔ اگر کوئی پادری میری پیشگوئیوں اور
میرے نشانوں کی نسبت یسوع کی پیشگوئیاں اور نشان ثبوت کے رو
سے قوی تر دکھلا سکے تو میں اُس کو ایک ہزار روپیہ نقد دوں گا +

(میرزا غلام احمد)

(یہ اشتہار ۲۶ جولائی ۱۹۰۷ء کے صفحوں پر ہے اور سالہ انجام آتھم کے آئو میں خالی ہے)

(۱۵۴)

اتمام حجت

بالآخر میں پھر ہر ایک طالبِ حق کو یاد دلاتا ہوں کہ وہ دینِ حق کے نشان اور

لے یہ سُرخی مرتب نے قائم کیا ہے (المرتب)

اسلام کی سچائی کے آسمانی گواہ جس سے ہمارے سنا بیٹا علماء و متبعین وہ مجھ کو عطا کئے گئے ہیں۔ مجھے بھیجا گیا ہے تائیں ثابت کروں کہ ایک اسلام ہی ہے جو زندہ مذہب ہے اور وہ کرامات مجھے عطا کئے گئے ہیں جن کے مقابلہ سے تمام غیر مذہب والے اور ہمارے اللہ و فی اللہ سے مخالف بھی عاجز ہیں۔ میں ہر ایک مخالف کو دھملا سکتا ہوں کہ

قرآن شریف

اپنی تعلیموں اور اپنے علوم حکیمہ اور اپنے معارف و حقائق اور بلاغت کاملہ کی رو سے مجھ سے بہت زیادہ۔ موسیٰ کے معجزہ سے بڑھ کر اور عیسیٰ کے معجزات سے صد بار زیادہ۔

میں بار بار کہتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ قرآن اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھنا اور سچی تابعداری اختیار کرنا انسان کو صاحب کرامات بنا دیتا ہے۔ اور اسی کامل انسان پر علوم غیبیہ کے دروازے کھلے جاتے ہیں اور دنیا میں کسی مذہب والا روحانی برکات میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ میں اس میں صاحب تجربہ ہوں۔ میں دیکھ لایا ہوں کہ بجز اسلام تمام مذہب مروجے ان کے خدا مروجے اور خود وہ تمام پیرو مروجے

سچے جو شخص یہ کہتا ہے کہ میں اسلام میں کوئی اہل کرامت موجود نہیں وہ اندھا اور دل سیاہ ہے۔ اسلام وہ مذہب ہے کہ کسی زمانہ میں اہل کرامت سے خالی نہیں رہا۔ اور اب تو تمام محبت کے لئے کرامات کی نہایت ضرورت ہے اور وہ ضرورت مذاقہ حق کے فضل سے سب لازم ہونا ہو گئی ہے۔ کوئی شخص نہیں کہ کرامت ناک میں اسلام کے مقابل پر شیر ہو سکے۔ منہ

اور خدا تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق ہو جانا بجز اسلام قبول کرنے کے ہرگز ممکن نہیں۔ ہرگز ممکن نہیں۔

اے نادانوں! تمہیں مُردہ پرستی میں کیا مزہ ہے؟ اور مُردار کھانے میں کیا لذت؟ !!! اُوں میں تمہیں بستلاؤں کہ زندہ خدا کہاں ہے اور کس قوم کے ساتھ ہے۔ وہ اسلام کے ساتھ ہے۔ اسلام اس وقت مٹنے کا طور ہے جہاں خدا بول رہا ہے۔ وہ خدا بیویوں کے ساتھ کلام کرتا تھا اور پھر چُپ ہو گیا۔ آج وہ ”ایک مسلمان“ کے دل میں کلام کر رہا ہے۔ کیا تم میں سے کسی کو شوق نہیں؟ کہ اس بات کو پرکھے۔ پھر اگر حق کو پاوے تو قبول کر لیوے۔ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے؟ کیا ایک مُردہ کفن میں پیٹنا ہوا۔ پھر کیا ہے؟ کیا ایک مُشت خاک۔ کیا یہ مُردہ خدا ہو سکتا ہے؟ کیا یہ تمہیں کچھ جواب دے سکتا ہے؟ ذرا اُوں! ہاں! لعنت ہے تم پر اگر نہ اُوں۔ اور اس سڑے لگے مُردہ کا میرے زندہ خدا کے ساتھ مقابلہ نہ کرو۔

دیکھو میں تمہیں کہتا ہوں کہ چالیس دن نہیں گزریں گے کہ وہ بعض آسانی نشاںوں سے تمہیں شہر مندہ کرے گا۔ ناپاک ہیں وہ دل جو بچے ارادہ سے نہیں اُڑاتے اور پھر انکار کرتے ہیں۔ اور پلید ہیں وہ طبیعتیں جو شرارت کی طرف جاتی ہیں نہ طلب حق کی طرف۔

او میرے مخالف مولویو! اگر تم میں شک ہو تو اُوں چند روز میری محبت میں رہو۔ اگر خدا کے نشان نہ دیکھو تو مجھے پکڑو اور جس طرح چاہو تکذیب سے پیش اُوں۔ میں اتمامِ حجت کر چکا۔ اب جب تک تم اس حجت کو نہ توڑو۔ تمہارے پاس کوئی جواب نہیں۔ خدا کے نشان بارش کی طرح برس رہے ہیں۔ کیا تم میں سے کوئی نہیں جو سہا دل لے کر میرے پاس آئے

کیا ایک بھی نہیں
 ”دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول
 نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے
 زور اور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا“

والسلام علی من اتبع الهدی۔ ۲۲ جنوری ۱۸۹۷ء

(ضمیمہ پنجم آئتم صفحہ ۶۱ تا ۶۳)

(۱۵۵)

ہزار روپیہ کے انعام کا اشتہار

میں اس وقت ایک مستحکم وعدہ کے ساتھ یہ اشتہار شائع کرتا ہوں کہ اگر کوئی صاحب
 عیسائیوں میں سے یسوع کے نشانوں کو جو اُس کی خدا کی دلیل سمجھے جاتے ہیں میرے نشانوں
 اور فوق العادہ خوارق سے قوت ثبوت اور کثرت تعداد میں بڑھے ہوئے ثابت کر سکیں تو میں
 ان کو ایک ہزار روپیہ بطور انعام دوں گا۔ ان کے علاوہ حلفا کہتا ہوں کہ اس میں شک نہیں ہوگا۔
 میں ایسے ثالث کے پاس یہ روپیہ جمع کر سکتا ہوں جس پر فریقین کو اطمینان ہو۔ اس فیصلہ کیلئے
 غیر مذہب والے منصف ٹھہرائے جائیں گے۔ درخواستیں جلد آنی چاہئیں۔

الراحم عیسائی صاحبوں کا ولی خیر خواہ میرزا غلام احمد قادیانی

(تعداد اشاعت ۵۰۰) (۱) (مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپا) (۲۸ جنوری ۱۸۹۷ء)

(یہ اشتہار ۲۲۵۸ کے نصف صفحہ پر ہے)

بے نوٹ۔ اگر غرضت کرنے والے ایک سے زیادہ ہوں تو یہ روپیہ آپس میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ منہ ہ

(۱۵۶)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 مُحَمَّدٌ صَلَّیَ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

اشتبہار واجب الاظہار

دوین وقت دو قطعہ خط از طرف بعض شیعیہ صاحبان ہمارا رسیدہ۔ و در آئینا
 ظاہر ساختہ اند کہ یکے از بزرگان شاہ الموسوم بحاجی شیخ محمد رضا طہرانی نجفی دوین
 روز را والد لاہور است۔ و آرزوی بحث و مناظرہ بایں جانب می دارد۔ اما بیچ
 معلوم نشد کہ آن بزرگ را کدام مانع پیش آمد کہ بلا واسطہ بما خط و کتابت نتوانست
 کرد و حجاب و ساطت را از میان برداشت خیر اگر این کار را او نکرد ماے کنیم و
 مناسب می دانیم کہ ہرچہ از خدا تعالی ہمارا رسیدہ است بطور تبلیغ بدیشان
 رسانیم۔ بعد ازاں اگر او شان را حجابے و شکے باقی ماند اختیار مے دارند کہ بصدق
 دل در بنجا بیایند و آنچو طالبان حق و مساویں خود را دور کنند

و نامزد مرسلہ این خط طنز و استکبارانیز یافتیم کہ این چنین مردم کہ از معقول بے بہرہ اند قابل طاعت
 شیخ الاسلام نمیشوند و در مخاطبت بنان کہ شاہان حضرت شیخ است۔ مگر الحمد للہ کہ معقول پندہ شیخ
 صاحب و ہمیں خط معلوم شد۔ شیعہ کہ خسوف و کسوف قروشمس را در ساعت و مدہ جمع می کنند و ہر
 معقولات قرآنی ہم نظیر مے ندارد یعنی بریں آیت لا الشمس یبغی لہا ان تدرک القمر خدا نکند
 کہ او را از معقولات خطی و قبحہ باشد۔ منہ

یاد ماند کہ ما بر مکتوبان اتمام بحث کریم و بعد ازاں بیچ حاجت مناظرہ شدہ۔ ان ہر طالب
 حق را اختیار است شیخ باشد یا شاہ کہ نزد ما از صدق دل بیاید و شکوک خود رفع کنند۔ ما اینجا
 کہ مرجع ہزار طالبان حق است توانیم حرکت کرد۔ ہر کہ طلبہ دارد بیاید بفضلہ تعالی تسلی یابد۔ منہ

پس واضح باد که چنانکه از اشارات ربانی قرآن شریف و منطوق صحیح بخاری و مسلم
 و غیره که کتب مسلم و مقبوله اهل اسلام هستند معلوم و مفهوم می گردد حقیقت امر این است
 که در قضا و قدر خداوند حکیم و علیم که اظهار آن در پیرایه پیشگوئی باشد چنین رفته بود که در
 وقتی که بر روی زمین عیساییت و عیسی پرستی غلبه کند و صلیب را آن عزت و شأنی
 پیدا گردد که آنچه از خداوند غفور و رحیم باید جبرست از صلیب بخوبیند و خواهند که تشدید
 از روی زمین معدوم گردد و حمله ای سخت بر مسلمانان کنند در آن زمان خداوند قادر
 شخصی را بر آید شکستن شوکت صلیب و اعانت قوم اسلام خواهد فرستاد و او بمحسوس
 ابن مریم مصدق کتاب قوم خود موعودت شال خواهد شد و قوم امچو یهود تکفر و مذهب او
 خواهند گردید پس بوجهی مناسبت قصه تکفیر او بقصه تکفیر مسیح نام او عیسی خواهد بود و
 نام آنانکه او را کافر خواهند گفت یهود خواهد بود و این هر دو نام بطور مجاز و استعاره
 بودند نه بوجه حقیقت و بنیان غلطی از این جا افتاد که اگرچه نام یهود بطور استعاره دانستند
 آنانکه عیسی بطور حقیقت خیال کردند - الغرض درین هنگام که فتنه و اعطاف اناجیل مجرور
 تا به دست رسید که مردم ساده لوح و شکم پرست فوج در فوج مرتد شدند و بدان گونه بر
 اسلام حمله ناکردند که قریب بود که آفتی عظیم بر دین متین فرود آید و هدین آفت آفتی
 دیگر این متهم شد که در قوم تقوی و طهارت کم گردید و در اسلام فرقه ای باطله با کمال
 غلو پیدا آمدند و حقیقت شناسان کم شدند

پس بر آید استنباط این هر دو فتنه بر صدی چهارم هم مرا فرستادند و
 از لحاظ اصلاح فتنه ای اندر دنیای نام من جدیدی موعودت نهادند و از لحاظ اصلاح
 فتنه ای بیرونی و تکفیر قوم یهود سیرت بنام عیسی بن مریم مرا موسوم کردند و
 بشبهت دادند که این کسر صلیب پرست تو خواهد بود و همچنین فتح و غلبه بر فرق
 باطله اندرونی اسلام که مخالف مذہب حق اهل سنت اند بنام من نوشتند

و مرا خطائی که با من است با نشانهای غیب فرستاده است و انوار و
 برکات عطا نموده و نورانی که جمیع آنکه اهل بیعت را داده بودند و گم شده
 بود و اهلان نور و بهر کمال و اتم در من ظهور نموده است و مرا از الهامات متواتره
 و بیانات متکاثره یقین بخشیده اند که من همان مسیح موعود مهدی معبود و امام آخر
 زمانم که ذکر او در احادیث نبویه و آثار سلف صالح آمده است و این دعوی
 مسیحیت و مهدویت امری نیست که بے دلیل باشد و نه ترأت باطله که اصل
 و حقیقتی ندارد بلکه بر صدق دعوی خود بهماں قسم دلائل می داریم که برائے مسلمانان
 معوثین حلاوت الهی باظهار آن رفته. اکنون اگر منکرے برسم خود این دعوی را خلا
 قال الله و قال رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم می کند که خود عیسی بن مریم از آسمان
 نازل خواهد شد و از علم قرآن و حدیث بی بهره است. و اگر از اصرار خود باز
 نماند پس این باریت برگردان اولست که از قرآن شریف و احادیث نبویه حیات
 عیسی علیه السلام ثابت کند. لیکن هر عاقلی میدانند که حیات عیسی علیه السلام ثابت
 کردن امریست محال و غیرالیست باطل. چرا که قرآن شریف بکمال و مناجات این
 فیصله کرده است که عیسی و همت یافت. و عوین را که عظمت کلام رب عیسی در وی
 خود می داد و ایمانیت کافی است که الله جلشانه می فرماید فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتُ
 أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ. اکنون اے شنوندگان این آیت بعون مگر آیاتی توانی که
 بخود و همت معنی دیگرترین آیت بر آری. هرگز ممکن نیست. بلکه هر منصفی و محقق
 برین اکت است که بر خود خواهد کرد و در منطوق و مفهوم آن قائل خواهد نمود و از اینجا بداهت
 یاد باید داشت که مذمت اکابر و ائمه این امت همیست که عیسی علیه السلام و همت یافت است
 و اینچنین هم این قوم که الله و امام مالک و ائمه در آن جلالت شان قائل و همت عیسی علیه السلام هستند
 و نه این بود و بلکه امام بخاری و دیگر اکابر مومنه عقیده وفات رفته الله. مدحه

نظر وفات عیسیٰ علیہ السلام خواهد فهمید و بقطع و یقین بر موت شان ایمان خواهد آورد و بعد از بعثت انکار موت را نه صرف ضلالت بلکه الحاد و زندقه خواهد شمرد۔ اں ممکن است کہ کسی را بوجہ نادانی خود در معنی لفظ توفی تردد سے پیدا شود۔ لیکن چوں سوئے حدیث و آثار صحابہ رجوع خواهد کرد اں ہمہ تردد کالعدم خواهد شد۔ چرا کہ او آنجا در تفسیر این آیت بجز اماتت یعنی میرانیدن معنی دیگر نخواهد یافت۔ آیا نمی بینی کہ در صحیح بخاری از عبد اللہ بن عباس است متوفیک صحبتک یعنی معنی متوفیک ایں است کہ من ترا میرانند ام۔ و ما ہر چند میر کتب حدیث کریم و تمام آثار و اقوال صحابہ را دیدیم و خواندیم و شنیدیم اما هیچ جا نیافتیم کہ در شرح ایں آیت بجز معنی اماتت چیز سے دیگر در حدیث یا اثر سے یا قول سے آمدہ باشد۔ و ما بدعویٰ میگوئیم کہ ہر چہ از صحابہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در معنی توفی در آیت موصوفہ ثابت شدہ است آں ہمیں معنی میرانیدن است نہ غیر اں۔ نتوان گفت کہ میرانیدن مسلم است۔ لیکن اں موت ہنوز واقع نشدہ۔ بلکہ آئندہ واقع خواهد شد۔ زیرا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام در آیہ فلما توفیتخی میفرماید کہ فتنہ ضلالت نصاریٰ بعد از موت من بوقوع آمدہ است نہ قبل از موت من۔ پس اگر فرض کنیم کہ وعدہ موت ہنوز بظہور نیامدہ است و حضرت عیسیٰ علیہ السلام تا ایں وقت زندہ است۔ پس بر ما واجب سے شود کہ ایں ہم قبول کنیم کہ نصاریٰ ہم تا ہنوز بر صراط مستقیم ہستند و گمراہ نشدہ اند۔ زیرا کہ در آیت موصوفہ گمراہی عیسائیوں را بموت مسیح وابستہ کردہ اند۔ پس تا وقتیکہ عیسیٰ نردہ باشد عیسائیوں را چگونه گمراہ توان گفت عجیب است از عقل علماء قوم ما کہ بسوئے ایں آیت توجہ نمی کنند و نصوص صریحہ را سے گذارند و اوام را مذہب خود می گیرند۔

غرض مردن عیسیٰ علیہ السلام از نصوص قرآنیہ و حدیثہ ثابت است و هیچ کس را مجال انکار نیست بجز اں صولت کہ از قرآن و حدیث رو بگرداند یا معنی آیت بطور تفسیر

بالائے کند۔ و ہر چند در بارہ لفظ توفی اتفاق اہل لغت بر ہمیں قاعدہ مستمرہ است کہ
 ہوں در عباسی تے فاعل این لفظ خدا باشد و مفعول بہ انسانے از انسان ادا آن صورت
 معنی توفی در میرانیدن محصور خواهد بود و بجز میرانیدن و قبض روح معنی دیگر در آنجا ہرگز
 نخواہد بود۔ لیکن ما در اینجا ضرورتے و حاجتے نمی داریم کہ سوئے کتب لغت عرب رجوع
 کنیم۔ ما را دریں مقام حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و قول ابن عباسؓ کہ آن ہر دو
 در صحیح بخاری موجود اند کافی است و ما خوب می دانیم کہ ہر کہ از گفتہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم اعراض کند او منافقے باشد نہ مؤمنے۔ پس چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 لفظ توفیتخی را کہ در آیت موصوفہ است بر خود اطلاق کردہ معنی وفات را تصریح کردہ
 است۔ و ابن عباس بصراحت معنی آن میرانیدن نمودہ و شارح عینی سلسلہ قول ابن عباس
 را بتمام و کمال بیان فرمودہ۔ پس ما را بعد زین وضاحت حاجت ثبوتے دیگر نیست گو
 ثبوت نمائے دیگر ہم داریم۔ لغت عرب با ما است۔ عقل انسانی با ما است۔ اقرار دیگر قوم با
 ما است۔ اقرار اکثر ائمہ اسلام با ما است و تا ہنوز قبر عیسیٰ علیہ السلام در بلاد شام موجود است
 ۛ آں کس کہ بقرآن و خبر زہدی ۛ این است جو ایش کہ جو ایش مذہبی

اما آنچہ حضرت شیخ مخفی می گویند کہ ماقبول کردیم کہ عیسیٰ برآمد لیکن ممکن است کہ خدا
 دیگر بار او را زندہ کردہ در دنیا بیارد۔ ای قول ایشان تا آن وقت قابل التفات نیست کہ
 ایشان از قرآن شریعت یا حدیث صحیح ثابت کنند کہ فلاں قبر در آخر زمان خواہد بشکافت ازال
 عیسیٰ بیرون خواہد آمد۔ زیرا آنکہ مجرد خیال کہے کہ با خود ثبوتے ندارد لائق قبول نتواند شد۔
 بلکہ از طرف خود چھو خیالات تراشیدن و سند از قرآن و حدیث نیاوردن از طریق دیانت
 داری و پرستیزکاری بسیار بعید است۔ اگر ہمیں مذہب پسند خاطر است۔ پس سند باید آورد
 و حدیثے پیش باید کرد کہ از آن معلوم شود کہ از فلاں گورے مسیح بیرون خواہد آمد و البتہ بعد
 ثابت شدن چنین حدیثے سخت بے ایمانی خواہد بود کہ کہے آں حدیث را قبول نکند۔ مگر

اِس بد قسمتی مخالفان ماسمت کہ بتائید اِس یا وہ گوئی یا یہ حدیث یا آیت در دستِ مٹاں
نیست۔ نہ شہادتِ قرآن بر حیاتِ مسیح تواند آورد۔ و نہ از حدیث ثابت تواند کرد کہ
فلاں قبر شکافته خواهد شد و اِزالِ عیسی بیرون خواهد آمد۔ و اعتقادِ حیاتِ مسیح و صعود او
بجسمِ عنصری چیز نیست کہ ثبوتِ اُن از قرآن و حدیث امرے محال است۔ آری در بعض
احادیث لفظ نزول موجود است۔ لیکن اِس نادانان نمی دانند کہ اگر از لفظِ عیسی همان عیسی
مراد بودے کہ پیغمبرِ بنی اسرائیل بود پس بجائے لفظِ نزول لفظِ رجوع می بایست نہ لفظ
نزول زیرا کہ ہر کہ واپس می آید اور انازل نمی گویند بلکہ راجع می گویند۔ محجب قومی است
کہ از جوششِ تصبِ محاورات لغتِ عرب را ہم فراخوش کرده اند۔

اکنون حاصلِ کلام اِس است کہ بر سر کارِ شیخ نجفی لازم است کہ ازیں دو طریق مذکورہ
بالاطریقہ را اختیار کنند تا روئے راستی ببینند و بر خود ضبطِ عشوائی روا ندارند۔ یعنی یا صعود
عیسی بجسمِ عنصری از قرآن و حدیث ثابت کنند یا برگوئے انگشت نہمند کہ ازیں گورِ عیسی
بیرون خواهد آمد۔

و اما آنچه بیان فرمودہ اند کہ خسوف و کسوف در رمضان در ساعتِ واحد خواهد بود
و همان نشانِ ہمدی موعود است نہ اینکه در اِس روز با وقوعِ آمدہ است۔ اِس تقریر نیست
بلجیب بہتر بودے کہ اِس را در عجائبِ خانہ فرستادہ و تاذریعہ خندیدن نگیناں شے
و در اِس ہمیں قدر عجیب نیست کہ ایسی حدیثے و اثرے صحیح ہمراہ ندارد بلکہ عجیب دیگر اِس

نوطی حضرت شیخ الاسلام در خط خود و عہد می فرماید کہ در چہل دقیقہ نشانے توأم نمود بسیار خوب است۔ یکے از
اخبار غیب بذریعہ اشتہارے شایع فرمایند بجائے چہل دقیقہ ہفت چہل ساعت اوشان را می دہیم پس اگر
در چہل روز نشانے از مظاهر نشد و از ایشان در چہل ساعت ظاہر شد یا فرض کنیم کہ از ایشان نیز در چہل
روز ظاہر شد بر بزرگی اوشان ایمان خواهیم آورد و ترک دعوی خود خواهیم کرد۔ و اگر نشانے از ما در اِس
مدت بظہور آمد و از ایشان چیزے بظہور نیامد ہمیں دلیل بر صدق ما و کذب شان خواهد بود۔ متہ

است کہ دعویٰ ہیئت دانی و این نثار خانی و نادانی۔ و دوستان مارا لازم کرده اند و گفته اند کہ شمارا در علم ہیئت دخل نیست۔ پس این بیان شان کہ ایک ساعت خسوف کسوف جمع خواهند شد بریں امر شاید ناطق است کہ در حقیقت او شان را علاوه کمالات شیخ الاسلام بودن در فن ہیئت نیز دستگاہے عظیم است۔ ای بندہ خدا رحمت اللہ الیہ ہیئت جدید از کجا آوری کہ نہ سقراط از ان خبرے داشت و نہ فیثاغورث۔ پھر پتھری داند کہ آیام کسوف آفتاب بست و ہفتم بست و ہشتم بست و نہم از ماہ قمری می باشد۔ و آیام خسوف قمر سیزدہم و چہار دہم و پانزدہم در قانون قدرت مقرر است پس از روئے ہیئت اجتماع شان در ساعت واحد چگونہ ممکن است۔ عرض این مقدمہ ہیئت شماں امرے عجیب است کہ نہ صرف مارا بلکہ ہیچ ہیئت دانے را برو اطلاع نیست۔ خوب است دعویٰ علم ہیئت کردن باز برخلاف آن گفتن۔ زہے علم و زہے ہیئت۔

باید دانست کہ این حدیث دار قطنی است و در ان این خرافات مندرج نیست کہ بیان کرده اند۔ بلکہ ہمیں قدر است کہ ماہتاب در اول شب از شب اٹے مقررہ خود منخسف خواهد شد و آفتاب در روز میانہ از روز اٹے کسوف خود منکسف خواهد گردید۔ و در ان دو شرط لازم خواهد بود۔ اول اینکه ہر دو خسوف کسوف در ماہ رمضان خواهد بود۔ دوم اینکه این ہر دو بر صدق مدعی ہمدویت نشان خواهند بود یعنی در آن وقت این ہر دو نشان بظہور خواهند آمد کہ مکذیب ہدی خواهد شد۔ و این ہیئت کذابی کہ خسوف کسوف در رمضان جمع شود و یک مدعی ہمدویت نیز در آن وقت موجود باشد این اتفاق پیش از من کسے را میسر نشده از آدم تا وقت من مضمون حدیث ہمیں قدر است۔ بحوالہ کہ مصداق آن ہستم و بریں چیزے افزودن خیانت و دجل است۔

کھٹکاشیہ۔ یکے از خیانت اٹے صاحب راقم این است کہ ذکر آتم عیسائی خلاف واقعہ می کند

وَاللّٰهُ عَلٰی مَا تَتَّبِعِ الْهُدٰی۔

المشہر میرزا غلام احمد قادیانی

(یکم فروری ۱۸۹۷ء)

(یہ اشتہار ۲۰ × ۲۶ کے چار صفحوں پر ہے)

بقیہ حاشیہ۔ اگر روایت غلط رسیدہ ہو کار مومنان نیست کہ ہر خرافات بے اصل را تمسک بہ اگر دانند تاو قلیکہ تحقیق نکنند۔ غرض مادر آن نادر پُرگواف خلاف واقعہ آتم عیسائی را با فوس خواندیم۔ واضح باد کہ در بارہ آتم مذکور حقیقت ابرایں است کہ مادر بارہ موت او از الہام خدائے عزوجل پیشگوئی کردہ بودیم کہ اگر او بر شوقی بے باکی خود ثابت بماند و رجوع بحق نکرد و پانزدہ ماہ خواہ مرد۔ پس آتم مذکور وہاں جلسہ الفاظ رجوع و زبان راند۔ چوں اورا گفتہ شد کہ تو حضرت سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم را در کتاب خود دجال نام نہادی ایں منزائے آں بد کرداری تست۔ او ہر اسان و ترساں ہر دو دست خود برگوش نہاد۔ و بسیار از بسید عجز و نیاز ظاہر کرد و رنگ او زرد شد و خوف بردل او مستولی گشت۔ وہاں وقت علامات رجوع او از بے باکی خود بر چہرہ او بویدا و آشکارا گشت۔ چنانکہ قریب بہ ہفتاد کس از مردم معزز مسلمانان و نصاریں ایں حالت اورا بحشم خود مشاہدہ کردند و گفتگوئی عجز و نیاز او را شنیدند۔ بعد ازاں تا آنجا پیشگوئی چنینہے از گستاخی اُسے سابقہ بر زبان زائد و هیچ کس ثابت نہواند کردہ کہ در میعاد پیشگوئی هیچ کلمہ تحقیر بر زبان او جاری شدہ باشد۔ بلکہ او اقرار خون خود بار بار کرد و ترساں و لرزاں میعاد را گذرانید۔ ہمیں رجوع او از بے باکی بود کہ در موت او تاخیر انداخت۔ باز چوں پس از گذشتن میعاد با شیاطین خود آمیخت و دید کہ ایام گذشتند حالت خود را تغیر داد۔ پس بعد از تغیر حسب الہام ما خدا او را گرفت و ذالغہ موت دہادیہ او را چشامید۔ و پیشگوئی خود را با کمل وجہ با تمام رسانید و روئے پادریاں و ہم سخنان ایشان از مولیاں سیاہ کرد۔ و عجیب تر اینکہ ایں پیشگوئی در کتاب من یعنی در براہین احمدیہ روازدہ سال قبل از واقعہ آتم در سلسلہ الہامات الہیہ مندرج شدہ است۔ پس ایں کادریست کہ از طاقت انساں برتر است و از واقعات حقہ۔ و اخفائے حق کار مومنان نیست۔ منہ ۴

۴۔ و ابعد از گذشتن میعاد پیشگوئی او را برائے قسم خوردن مجبور کردیم کہ اگر رجوع الی الحق نہ کردہ است قسم بخور و چار ہزار روپیہ انعام بگیرد۔ لیکن او با وجود سخت اصرار ما قسم نخورد و بر ہمراہی اہل کفر و فسق و عداوت با حق و حقیقت ماند۔ حالانکہ جواز قسم بلکہ وجوب آں عند الضرورت از انجیل برو ثابت کردہ بودیم۔ منہ ۵

(۱۵۷)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَحْمًا وَنُصْلًا عَلٰی سُلَیْمَانَ الْکَلْبِ

جماعتِ مخلصین کی اصلاح کے لیے

چونکہ ہماری اس جماعت کے مشورہ اور صلاح سے جو قادیان میں ان دنوں میں آئی یہ ایک امر ضروری معلوم ہوا ہے کہ مہمانوں کے لئے ایک اور مکان بنایا جائے اور ایک کنواں بھی مہمان خانہ کے پاس طیار کیا جائے اور نیز انہیں کی صوابیت سے اس کام کے انجام دینے کے لئے چندہ کا فراہم کرنا قرین مصلحت قرار پایا ہے۔ لہذا اسی غرض سے یہ اشتہار شائع کیا جاتا ہے کہ تمام وہ احباب جن کو یہ اشتہار پہنچ جائے بدل و جان اس کام میں شریک ہوں۔

میں اس سے بیخبر نہیں کہ ہمیشہ ہمارے درست اُن اعانتوں میں مشغول ہیں بقیہ حاشیہ۔ نوٹ۔ در اشتہار شیخ الاسلام صاحب در سطر ششم سخت انکار از صدق الہام ہائے ایں راقم کردہ است و گفتہ است کہ یہ صحیح الہامی راست ثابت نشدہ۔ پس ما دان در و غلو یاں را نتوانیم بست۔ اُن طریق فیصلہ ایں است کہ اگر بمقابلہ پیشگوئی ہائے مادر ظہور حقانیت و کثرت تعداد پیشگوئی ہائے احمدیہ از ائمہ مذہب خود را اقوی و اکثر ثابت توانند کرد ما بردست شان تو بہ خواہیم نمود در نہ سزائے لجنۃ اللہ علی الکاذبین۔ از ما بلکہ از خدا سزاں اوز زمین ابر در و غلو یاں است۔ منہ۔ نوٹ۔ شیخ الاسلام صاحب در اشتہار خود سوئے من اشارت کردہ۔ سے نویسد کہ ما و شما درست در یکدیگر کی دادہ از منارہ مسجد شاہی لاہور خود را افروا غلیم۔ ہر کہ صادق باشد محفوظا خواہد ماند۔ عجیب سوال است کہ در دنیا عرف دو مرتبہ واقعہ شدہ۔ از عیسیٰ بن مریم شیخ نجدی ایں سوال کردہ بود و از من شیخ بخفی زبے مناسبت۔ پس جواب ما ہماں است کہ عیسیٰ کہ عیسیٰ علیہ السلام شیخ نجدی را دادہ بود۔ انجیل را بدینند نسلی خود فرمایند۔ منہ۔

اور میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا اُن کے دلوں کو روز بروز زیادہ قوت دے گا اور دن بدن اُن کی ایمانی طاقت کو بڑھائے گا یہاں تک کہ وہ اپنی پہلی حالتوں سے بہت آگے نکل جائیں گے۔ ایک عرصہ ہوا کہ مجھے الہام ہوا تھا کہ وسیع مکانک یا قون من کل فح عمیق۔ یعنی اپنے مکان کو وسیع کر کہ لوگ دُور دُور کی زمین سے تیرے پاس آئیں گے سو پشاور سے مدراس تک تو میں نے اس پیشگوئی کو پوری ہوتے دیکھ لیا۔ مگر اس کے بعد دوبارہ پھر یہی الہام ہوا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اب وہ پیشگوئی پھر زیادہ قوت اور کثرت کے ساتھ پوری ہوگی۔ واللہ یفعل ما یشاء لا مانع لما اراد۔

اور لازم ہے کہ ہر ایک صاحب اپنی موجودہ حالت کے لحاظ سے اس چندہ میں شریک ہوں اور ان کی نگاہ میں کسی رقم کا کم اور حقیر ہونا ان کو ثواب سے نہ روکے کہ خدا تعالیٰ کی دلوں اور حالتوں پر نظر ہے نہ محض چندہ کی کثرت اور قلت پر۔ اور چونکہ عمارت شروع ہونے کو ہے اور ہماری تجربہ کار جماعت نے کل اسٹیٹیٹ اس کا دو ہزار روپیہ قرا دیا ہے۔ لہذا جہاں تک ممکن ہو یہ چندہ جلد آنا چاہیے اور آخر پر یہ سب وقوم چھاپ کر شائع کر دی جائیں گی۔ بجز ایسے کسی صاحب کے جو اخفا چاہتے ہوں اور اب تک رقم چندہ جو ہمیں وصول ہوئی ہیں یہ تفصیل ذیل ہیں۔

تعداد و رقم	نام
لکھ	(۱) منشی عبدالرحمن صاحب اہلحد محکمہ جرنیلی ریاست کپور تھلہ
لکھ	(۲) مولوی سید محمد احسن صاحب امر دہوی
ص	(۳) عرب حاجی ہمدی صاحب بغداد نزلی مدراس
ص	(۴) سید عبدالرحمن صاحب حاجی اللہ رکھا مدراس
ص	(۵) ابراہیم سلیمان کمپنی مدراس
ص	(۶) سیدہ دالچی لالچی صاحب مدراس

- (۷) سید صالح محمد صاحب حاجی اللہ رکھا مدراس
 (۸) مولوی سلطان محمود صاحب مدراس
 (۹) سید اسحق اسماعیل صاحب بنگلور
 (۱۰) میرزا خدابخش صاحب آتالیق نواب صاحب مالیر کوٹہ
 (۱۱) اہلیہ میرزا صاحب موصوف
 (۱۲) اہلیہ لمئے حکیم فضل دین صاحب بھیرہ ضلع شاہ پور
 (۱۳) شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر لاہور
 (۱۴) منشی کرم الہی صاحب شملہ
 (۱۵) شیخ محمد جان صاحب وزیر آباد
 ایک صاحب کے صہرو پیر و مول ہو چکے ہیں مگر ان کا نام یاد نہیں رہا۔ وہ جب فہرست
 دیکھ لیں تو اپنے نام سے اطلاع دیں۔

راقم خاکسار میسرزا غلام احمد قادیانی، ۱۸ فروری ۱۸۹۷ء

(بقلم منظور محمد در مطبع ضیاء الاسلام قادیان دارالامان طبع شد)
 (یہ اشتہار ۲۶/۲ کے دو صفحوں پر ہے)

(۱۵۸)

ضمیمہ اخبار مخبر دکن مدراس مورخہ ۱۱ مارچ ۱۸۹۷ء عیسویہ

یسوع مسیح کے نشانوں کا اس راقم کے نشانوں سے
 مقابلہ اور ایک پادری صاحب کا جواب

کچھ دن ہوئے ہیں کہ اس راقم نے حضرات پادری صاحبوں کو مخاطب کر کے یہ
 اشتہار شائع کیا تھا کہ اگر حضرات موصوفین یسوع کے نشانوں کو میرے نشانوں سے

ملے یہ اشتہار نمبر ۵۵ اپریل ۱۸۹۷ء ہے (المرتب)

قوت ثبوت اور کثرت تعداد میں بڑھے ہوئے ثابت کر سکیں تو میں اُن کو ایک حرارِ روپیہ انعام دوں گا۔

اس اشتہار کے جواب میں جو کچھ بعض پادری صاحبوں نے لکھا ہے وہ اخبارِ عام ۲۳ فروری ۱۸۹۷ء میں بحوالہ کرسمین ایڈووکیٹ چھپ گیا ہے۔ چنانچہ مجیب صاحب نے اول انجیل کی عبارت لکھ کر اس بات پر زور دیا ہے کہ جھوٹے رسول اور جھوٹے مسیح بھی ایسے بڑے نشان دکھلا سکتے ہیں کہ اگر ممکن ہو تو برگزیدوں کو بھی گمراہ کریں۔ لیکن ظاہر ہے کہ یہ عبارت انجیل جو صاحبِ راقم نے پیش کی ہے اُن کے مدعا کو کچھ فائدہ بخش نہیں بلکہ اس سے وہ خود زیر الزام آتے ہیں کیونکہ جس حالت میں اسی قسم کے نشانوں پر مبروسہ کر کے یسوع کو خدا بنا دیا گیا ہے تو یہ بڑا قلم ہو گا کہ دوسرا شخص ایسے ہی نشان بلکہ بقول یسوع بڑے بڑے نشان بھی دکھلا کر ایک سچا ملہم بھی نہ ٹھیر سکے۔ یہ منطوق تو ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ یسوع کی ذات کے لئے وہ نشان ایسے کبھے جائیں جس سے اس کی الوہیت ہمایہ ثبوت پہنچ جائے اور اس کے خدا ہونے میں کچھ بھی کسر نہ رہے۔ پھر جب وہی نشان بلکہ بقول یسوع اُن سے بھی کچھ بڑھ چڑھ کر کسی دوسرے مدعی الہام سے صادر ہوں تو اس بے چارے کا ملہم ہونا بھی اُن سے ثابت نہ ہو سکے۔ یہ کس قسم کا اصول اور قاعدہ ہے؟ کیا کوئی سمجھ سکتا ہے؟

پھر مسیحیوں کو اس پر بھی اصرار ہے کہ یسوع کے نشان اقتداری نشان ہیں۔ تبھی تو وہ خدا ہے! بہت خوب! لیکن ذرا ٹھیر کر سوچو کہ اگر جھوٹے نبی سے نشان ظاہر ہوں تو وہ اقتداری ہی کہلائیں گے نہ اور کچھ۔ کیونکہ جھوٹا خدا سے دُعا نہیں کرتا اور نہ خدا سے کچھ میل رکھتا ہے۔ سو اگر وہ کوئی نشان دکھلاوے تو اس میں کیا شک ہے کہ اپنے اقتدار سے ہی دکھلائے گا نہ خدا سے۔ پس ایسے اقتداری

نشانوں سے اگر خدائی ثابت ہو سکتی ہے تو ایک کاذب کی خدائی یسوع کی خدائی سے باعتبار ثبوت کے اڈل درجہ پر ہے۔ یسوع کے اقتداری نشانوں میں شبہ بھی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ وہ راستباز تھا۔ ممکن ہے کہ اس نے نشانوں کے دکھانے میں خدا سے مدد پائی ہو لیکن کاذب کے اقتداری نشانوں میں اس شبہ کا ذرہ دخل نہیں کیونکہ وہ راستباز نہیں اور نہ خدا سے کچھ مدد پاسکتا ہے اور نہ خدا اُس سے کچھ جوڑ اور تعلق رکھتا ہے پس اس مسیحی اصول کے موافق اگر کاذب بڑے بڑے نشان دکھلاوے تو نبوت کیا اُس کی تو خدائی بھی نہایت صفائی سے ثابت ہو سکتی ہے۔ سچے نشانوں کے امکان صدور کے لئے مسیح کا سرٹیفکیٹ کافی ہے۔ پھر ایک کذاب کے خدا بن جانے میں کیا مشکلات ہیں۔ میں جیران ہوں کہ عیسائی صاحبوں نے ان عبارتوں کو کیوں پیش کر دیا۔ ان کو تو مخفی رکھنا چاہیئے تھا۔ اب تو وہی بات ہوئی کہ تبر خولیش بر پائے خولیش۔

دوسرا جواب عجیب صاحب نے یہ دیا ہے کہ یسوع مسیح مُردوں کو زندہ کرتا اور جلا میوں وغیرہ کو صاف کرتا تھا۔ لیکن افسوس کہ صاحب راقم نے اس جواب کے وقت میرے اشتہار کے اس فقرہ کو نہیں پڑھا کہ قوت ثبوت میں موازنہ کیا جائے گا۔ افسوس انہوں نے یہ کیسی جلدی کی کہ قصوں اور کہانیوں کو پیش کر دیا۔ صاحبوا مسیح کا مُردوں کو زندہ کرنا وغیرہ ۱۵۰۰ سال پہلے کا واقعہ ہے کہ جن کو خود یورپ کے محقق بنظر استہزاء دیکھتے ہیں۔ ان کا نام ثبوت رکھنا اگر سادہ لوحی نہ ہو تو اور کیا ہے۔ اور اگر ثبوت اسی کو کہتے ہیں تو پھر دوسری قوموں کا کیا قصور ہے کہ اُن کے خداؤں کو قبول نہیں کیا جاتا۔ کیا اُن کے دُفروں اور کتابوں میں اس قسم کے قصے بکثرت بھرے ہوئے نہیں ہیں؟ دنیا میں اکثر یہی فساد بہت پھیل رہا ہے کہ لوگ دھوتی اور دھیل میں فرق نہیں کرتے۔ کون اس بات کو نہیں جانتا کہ یہود جن کے لئے یسوع بھیجا گیا تھا وہ سب اس کے معجزات سے صاف منکر ہیں۔ اب تک اُن کی پُرانی کتابوں سے لے کر آخری

تالیفات تک میں یہی داویلا ہے کہ اس سے کوئی بھی معجزہ نہیں ہوا۔ چنانچہ بعض تاریخی کتابیں ان کی میرے پاس بھی موجود ہیں۔ پس کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ جس قوم کو مُردے زندہ کر کے دکھلائے گئے اور اُن کے جذامی اچھے کئے گئے اور اُن کے مادرزاد اندھوں کی آنکھیں کھولی گئیں۔ وہ قدیم سے قطعاً ان باتوں سے منکر چلے آویں اور کوئی فرقہ اُن میں سے قائل نہ ہو۔ بھلا اگر اور نہیں تو اتنا تو چاہیئے تھا کہ جن کے باپ داداں پر یہ احسان ہوا وہی شکر کے طور پر مانتے چلے آتے۔ سو اب اگر عیسائیوں کی انجیل یہ بیان کرتی ہے کہ مُردے زندہ ہوئے تو اس کے برخلاف یہودیوں کی بہت سی کتابیں بیان کرتی ہیں کہ ایک مڈی بھی زندہ نہیں ہوئی اور نہ اور کوئی نشان ظاہر ہوا۔ تو اب کون فیصلہ کرے کہ ان دونوں میں سے حق پر کون ہے بلکہ تین دلیل سے بظاہر یہود حق پر معلوم ہوتے ہیں۔

- (۱) اول یہ کہ عادت اللہ نہیں ہے کہ بار بار قبریں پھٹیں اور مُردے دُنیا میں آویں۔
- (۲) دوم یہ کہ یسوع نے انجیل میں آپ بھی معجزات دکھلانے سے انکار کیا ہے بلکہ غصہ میں آکر معجزات مانگنے والوں کو حرامکار کہہ دیا ہے۔
- (۳) تیسرے یہودی طرف سے یہ حجت ہے کہ اگر یسوع میں مُردہ زندہ کرنے کی طاقت ہوتی تو وہ اپنی نبوت کے ثابت کرنے کے لئے ضرور اُس طاقت کو استعمال کرتا۔ لیکن جب اس سے پوچھا گیا تھا کہ مسیح سے پہلے ایلیا کا دوبارہ دُنیا میں آنا ضروری ہے۔ اگر تو مسیح موعود ہے تو دکھلا کہ ایلیا کہاں ہے تو اس نے اس وقت تاویل سے کام لیا اور کہا کہ یوحنا بن زکریا کو ایلیا سمجھ لو اور اسی وجہ سے یہود کے علماء اس کو قبول نہ کر سکے۔ پس اگر اس کو زندہ کرنے کی قدرت تھی تو اس پر فرض تھا کہ وہ فی الفور ایلیا کو دکھلا دیتا اور تاویلوں میں نہ پڑتا۔ غرض ایسے یہودہ قہقے ثبوت میں داخل نہیں ہیں بلکہ خود ثبوت کے محتاج ہیں۔ پھر کیا مناسب تھا کہ ثبوت

رویت کے مقابلہ پر ایسے قصوں کو پیش کیا جاتا۔

اگر کہو کہ قرآن شریف میں عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا ذکر آیا ہے۔ سو واضح رہے کہ قرآن شریف کوئی تاریخی کتاب نہیں اور نہ اُس نے کسی تاریخی کتاب سے ان قصوں کو نقل کیا ہے بلکہ اس کی تمام باتیں اس کی الہامی سچائی کی بنیاد پر مانی جاتی ہیں۔ سو وہ جس الہام کے ذریعہ سے حضرت عیسیٰ کے معجزات کا ذکر کرتا ہے اسی الہام کے ذریعہ سے یہ بھی بیان کرتا ہے کہ عیسیٰ صرف انسان تھا۔ خدا نہیں تھا اور اُنے والے نبیؑ کا وہم کا مصدق تھا مکتذب نہیں تھا۔ پس اگر قرآن کی وحی پر اعتماد اور ایمان ہے تو پھر کوئی جھگڑا نہیں۔ ہم قرآن کی الہامی گواہی سے مانتے ہیں کہ عیسیٰ بن مریم ایک صالح آدمی اور پیغمبر تھا۔ اس نے کبھی خدا ہونے کا دعویٰ نہیں کیا اور اُنے والے رسول پر اس کو ایمان تھا اور وہ صاحب معجزات تھا۔ مگر یاد رہے کہ یہ گواہی الہامی ہے نہ تاریخی۔ جو شخص قرآن کے الہام کو نہیں مانتا اس کے نزدیک یہ سب گواہی کا لہجہ ہے۔ اور جو مانتا ہے وہ قرآن کے سارے بیان کو مانتا ہے۔ اگر ایمان نہیں تو یہ حوالہ بیکار ہے۔ پس جو شخص قرآن کی وحی سے انکار کرتا ہے وہ قرآن کی شہادت سے کچھ نفع نہیں اٹھا سکتا۔ ہم نے جیسا کہ قرآن کی اس وحی کو قبول کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سے معجزات ظاہر ہوئے ایسا ہی اس وحی کو بھی قبول کیا ہے کہ وہ محض بندے اور خدا کے رسول اور ہمارے نبی کے مصدق تھے اور قرآن کی شہادت کی قدر و قیمت اس وقت تک ہے کہ جب اس کو خدا کی وحی سمجھی جاوے پس جو شخص اس کو وحی مانتا ہے وہ اس کی ساری باتیں مانتا ہے۔ وحی کے ایک حصہ کو مانتا اور دوسرے کو رد کرنا دیاں تاروں کا کام نہیں۔ ہمارا جھگڑا اُس یسوع کے ساتھ ہے جو خدا کی دعویٰ کرتا ہے نہ اس برگزیدہ نبی کے ساتھ جس کا ذکر قرآن کی وحی نے صراحتاً تمام لوازم کے کیا ہے۔

راقم خاکسار غلام احمد قادیانی ۲۸ فروری ۱۸۹۷ء

(یہ اشتہار منیم اخبار مخبر دکن مداس کے ایک صفحہ پر ہے)

(۱۵۹)

خدا کی لعنت اور کسرِ صلیب

چونکہ عیسائیوں کا یہ ایک متفق علیہ عقیدہ ہے کہ یسوع مصلوب ہو کر تین دن کے لئے لعنتی ہو گیا تھا اور تمام مدارِ نجات کا ان کے نزدیک اسی لعنت پر ہے تو اس لعنت کے مفہوم کی رو سے ایک ایسا سخت اعتراض وارد ہوتا ہے جس سے تمام عقیدہ تثلیث اور کفارہ اور نیز گناہوں کی معافی کا مسئلہ کالعدم ہو کر اس کا باطل ہونا بدیہی طور پر ثابت ہو جاتا ہے۔ اگر کسی کو اس مذہب کی حمایت منظور ہے تو جلد جواب دے۔ ورنہ دیکھو یہ ساری عمارت گر گئی اور اس کا گرنا ایسا سخت ہوا کہ سب عیسائی عقیدے اس کے نیچے کچلے گئے۔ نہ تثلیث رہی نہ کفارہ نہ گناہوں کی معافی۔ خدا کی قدرت دیکھو کہ کیسا کسرِ صلیب ہوا۔

اب ہم صفائی اعتراض کے لئے پہلے لعنت کی رو سے لعنت کے لفظ کے معنی کرتے ہیں اور پھر اعتراض کو بیان کر دیں گے۔ سو جانتا چاہیے کہ لسان العرب میں کہ جو لعنت کی ایک پرانی کتاب اسلامی تالیفات میں سے ہے۔ اور ایسا ہی قسطا محیط اور محیط اور اقرب الموارد میں جو دو عیسائیوں کی تالیفات ہیں جو حال میں بمقام بیروت چھپ کر شائع ہوئی ہیں اور ایسا ہی کتب لعنت کی تمام کتابوں میں جو دنیا میں پائی جاتی ہیں، لعنت کے معنی یہ لکھے ہیں۔ اللعنة الابعد والطر من الخیر ومن الله ومن الخلق ومن ابعد الله لم تلحقه رحمته وخلد في العذاب واللعین الشیطان والمسوخ وقال الشماخ مقام الذنب كالرجل اللعین یعنی لعنت کا مفہوم یہ

ہے کہ لعنتی اس کو کہتے ہیں جو ہر ایک خیر و خوبی اور ہر قسم کی ذاتی صلاحیت اور خدا کی رحمت اور خدا کی معرفت سے کٹا بلے بہرہ اور بے نصیب ہو جائے اور ہمیشہ کے عذاب میں پڑے یعنی اس کا دل لگی سیاہ ہو جائے اور بڑی نیکی سے لے کر چھوٹی نیکی تک کوئی خیر کی بات اس کے نفس میں باقی نہ رہے اور شیطان بن جائے اور اس کا اندر مسخ ہو جائے یعنی کتوں اور سٹوروں اور بندروں کی خاصیت اس کے نفس میں پیدا ہو جائے اور شمشاد نے ایک شعر میں لعنتی انسان کا نام بھیڑیا رکھا ہے۔ اس مشابہت سے کہ لعنتی کا باطن مسخ ہو جاتا ہے۔ تم کا ہم۔ ایسا ہی عرف عام میں بھی حبیب یہ بولا جاتا ہے کہ فلاں شخص پر خدا کی لعنت ہے تو ہر ایک ادنیٰ اعلیٰ یہی سمجھتا ہے کہ وہ شخص خدا کی نظر میں واقعی طور پر پلید باطن اور بے ایمان اور شیطان بنے اور خدا اس سے بیزاد اور وہ خدا سے روگردان ہے۔

اب اعتراض یہ ہے کہ جس حالت میں لعنت کی حقیقت یہ ہوئی کہ ملعون ہونے کی حالت میں انسان کے تمام تعلقات خدا سے ٹوٹ جاتے ہیں اور اس کا نفس پلید اور اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے یہاں تک کہ وہ خدا سے بھی روگردانی اختیار کرتا ہے اور اس میں اور شیطان میں ذرہ فرق نہیں رہتا تو اس وقت ہم حضرات پادری صاحبوں سے بحال ادب یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا یہ سچ ہے کہ درحقیقت یہ لعنت اپنے تمام لوازم کے ساتھ جیسا کہ ذکر کیا گیا یسوع پر خدا تعالیٰ کی طرف سے پڑ گئی تھی اور وہ خدا کی لعنت اور غضب کے نیچے آکر سیاہ دل اور خدا سے روگردان ہو گیا تھا۔ میرے نزدیک تو ایسا شخص خود لعنتی ہے کہ ایسے برگزیدہ کا نام لعنتی رکھتا ہے جو دوسرے لفظوں میں سیاہ دل اور خدا سے برگشتہ اور شیطان سیرت کہنا چاہیئے۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ ایسا پیارا درحقیقت اس لعنت کے نیچے آگیا تھا جو پوری پوری خدا کی دشمنی کے بغیر متحقق نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ لعنت کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ خدا لعنتی انسان کا واقعی طور پر دشمن ہو جائے اور ایسا ہی لعنتی انسان خدا کا دشمن ہو جائے اور اس دشمنی

کی وجہ سے بندروں اور سوروں اور کتوں سے بدتر ہو جائے کیونکہ بندر وغیرہ خدا تعالیٰ کے دشمن نہیں ہیں لیکن لعنتی انسان خدا تعالیٰ کا دشمن ہے۔

یہ تو ظاہر ہے کہ کوئی لفظ اپنے لوازم سے الگ نہیں ہو سکتا جب ہم ایک کو سیاہ دل اور شیطان یا بندر اور کتا کہیں گے تو سبھی کہیں گے کہ جب شیطان اور بندروں اور کتوں کے صفات اس میں موجود ہو جائیں۔ پس جبکہ تمام دنیا کے اتفاق سے لعنت کا یہی مفہوم ہے تو یہ دو باتیں ایک وقت میں کب جمع ہو سکتی ہیں کہ ایک شخص بمقتضائے مفہوم لعنت خدا سے برگشتہ بھی ہو اور باخدا بھی، اور خدا کا دشمن بھی ہو اور دوست بھی، اور منکر بھی ہو اور اقراری بھی۔ محبت کا تعلق لعنت کے مفہوم کو منافی ہے۔ جمعی کہ ایک پر لعنت پڑ گئی اسی وقت خدا سے جتنے قرب اور محبت اور رحم کے تعلقات تھے، تمام ٹوٹ گئے اور ایسا شخص شیطان ہو گیا۔ اور سیاہ دل اور خدا کا منکر بن گیا۔ اب اگر خدا خواستہ کچھ دنوں تک یسوع پر لعنت پڑ گئی تھی تو اس وقت اس کا خدا تعالیٰ سے بغیثت کا علاقہ اور پیارا بیٹا ہونے کا لقب کیونکر باقی رہ سکتا تھا کیونکہ بیٹا ہونا تو یکطرفہ خود پیارا ہونا لعنت کے مفہوم کے برخلاف ہے۔ خدا کے کسی پیارے کو ایک دم کے لئے بھی شیطان کہنا کسی شیطان کا کام ہے نہ انسان کا۔ پس میں نہیں سمجھ سکتا کہ کوئی شریف آدمی ایک سیکنڈ کے لئے بھی یسوع کے لئے یہ تمام نام بانڈ رکھے جو لعنت کی حقیقت اور روح ہیں۔

پس اگر جائز نہیں تو دیکھو کہ کفارہ کی تمام عمارت گر گئی اور تشکیلی مذہب ہلاک ہو گیا اور صلیب ٹوٹ گیا۔ کیا کوئی دنیا میں ہے جو اس کا جواب دے؟

راقم غلام احمد قادیانی
(۶ مارچ ۱۸۹۷ء)

مطبوعہ ضمیمہ الاسلام پریس قادیان

(یہ استہارہ ۲۰/۲۶ کے دو صفحوں پر ہے)

(۱۶۰)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 فَخَرْنَاكَ وَنَجَّيْنَاكَ عَلَى رَسُولِنَا لَكَرَاهَةٍ

کرامت گریحہ بے نام و نشان است بیابن گرز غلمان محمد

عرصہ دس برس کا ہوا ہے کہ جب میں نے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں پڑھ لیکھوں کی نسبت خدا تعالیٰ سے الہام پا کر اشتہار شائع کیا تھا کہ ان کی بے ادبیوں اور گستاخیوں کے سبب سے اُن کے لئے خدا نے عذاب کا ارادہ فرمایا ہے اور اُن کے عذاب کی تشریح مع تشریح میعاد کے ان کی مرضی پر موقوف رکھی گئی تھی۔ چنانچہ انہوں نے بطیب خاطر مجھے اجازت دے دی کہ وہ پیشگوئی مفصل طور پر شائع کر دی جائے۔ سو آخر کار وہ پیشگوئی اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء میں مفصل طور پر شائع کر دی گئی اور نہ صرف اس میں بلکہ برکات الدعا اور دوسری متفرق کتابوں اور اشتہاروں میں یہ پیشگوئی شائع ہوتی رہی۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ یہ عذاب کی موت معمولی تپ و فیر سے ظہور میں نہیں آئے گی اور پنڈت مذکور معمولی بیماریوں سے نہیں بلکہ خدا کے قہری نشان میں ماخوذ ہو کر انتقال کرے گا اور اس پیشگوئی کے لئے ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء سے چند برس کی میعاد مقرر ہوئی تھی۔ سو آج آریہ صاحبوں کے ایک اشتہار سے یہ خبر ملی ہے جو پنڈت مذکور، مارچ ۱۸۹۶ء کو دھرم پر بلیدان ہو گیا۔

اگرچہ انسانی ہمدردی کی رو سے ہمیں افسوس ہے کہ اس کی موت ایک سخت

مصیبت اور آفت اور ناگہانی حادثہ کے طور پر شین جوانی کے عالم میں ہوئی۔ لیکن دوسرے پہلو کی روش سے ہم خدا تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں جو اُس کے مونہہ کی باتیں آج پوری ہو گئیں ہمیں قسم ہے اس خدا کی جو ہمارے دل کو جانتا ہے کہ اگر وہ یا کوئی اور کسی خطہ موت میں مبتلا ہوتا اور ہماری ہمدردی سے وہ بچ سکتا تو ہم کبھی فرق نہ کرتے۔ کیونکہ خدا کی باتیں بجائے خود اپنے لئے ایک وقت رکھتی ہیں۔ مگر انسان کو چاہیئے کہ انسانی اخلاق اور انسانی ہمدردی سے کسی حالت میں درگزر نہ کرے کہ یہی اعلیٰ درجہ خلق ہے۔ مگر نہ ہم اور نہ کوئی اللہ خدا کی قرار دادہ باتوں کو روک سکتا ہے۔ اس وقت مناسب ہے کہ ہمارے سب محالہ اپنے دلوں کو پاک کر کے اشتہار ۲۰ فروری ۱۹۳۲ء اور اشتہار ۲۱ فروری ۱۹۳۲ء کے ساتھ شامل ہے اور اشتہار ٹائٹل پیج برکات اللہ، وغیرہ کو دلی قوبر سے پڑتیں اور پاک دل ہو کر سوچیں کہ کیونکر اس موت کا خدا تعالیٰ نے پہلے نقشہ کھینچ کر دکھا دیا ہے۔ دیکھو دنیا میں کیسی وبائے طاعون شروع ہو گئی ہے۔ یہ غفلت اور سخت دلی کی شامت ہے۔ اب ہر ایک قوم کو چاہیئے کہ عمل صالح میں کوشش کریں اور دایم باتیں چھوڑ دیں۔

میں دیکھتا ہوں کہ چونکہ آتم کی موت بالکل پیشگوئی کے مطابق ہوئی تھی اور خدا تعالیٰ کی مقرر کردہ شرط کے لحاظ سے بروئے اشیہانات متواتر الہامات کے موافق وہ فوت ہو گیا تھا اور اہل نظر کے لئے قابل اطمینان صفائی کے ساتھ وہ پیشگوئی پوری ہو گئی تھی مگر اب تک بعض نے محض ہٹ دھرمی سے اپنی ضد کو نہیں چھوڑا تھا اور میری عداوت سے اسلام کی تحقیر کی بھی کچھ پروا نہیں کی تھی اس لئے خدا تعالیٰ نے چاہا کہ ان کی موٹی عقلوں کے موافق ان پر اتمام حجت کرے۔ سو یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم ارشاد نشان ہے کیونکہ اس نے چاہا کہ اس کے بندہ کی تحقیر کرنے والے متنبہ ہو جائیں اور اپنی جانوں پر رحم کریں۔ ایسا نہ ہو کہ اسی حجاب میں گزر جائیں۔ اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا

توکب کا نابود کیا جاتا۔ اب تو اس کا دوبارہ کا زمانہ اُس سچے اور برگزیدہ نبی کے زمانہ سے برابر ہو گیا ہے جو تئیس برس اس مسافر خانہ میں رہ کر اور ایک دُنیا کو زندہ کر کے فریق اعلیٰ کو جا ملا تھا کیونکہ اہامی سلسلہ کو اب پچیسواں سال پڑھا ہے۔ وللاہ علی من تقیم الہدٰی

راقم خاکسار میرزا غلام احمد قادیانی

۹ مارچ ۱۸۹۶ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قاریان
(یہ اشتہار ۲۰ ۲۶ کے دو صفحوں پر ہے)

(۱۶۱)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
لَحْمَدًا وَنُصَلَّةً عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

بنگر کہ آن مویذہ من شیخ بنجفت برا
چند ان نامان نداد کہ تکمیل چل کُشد

شیخ نجفی کا خط عربی و اردو مطبوعہ ۹ مارچ ۱۸۹۶ء مجھ کو ملا جس کا جواب انشاء اللہ بعد میں لکھوں گا۔ اب اس وقت اس آسمانی نشان کو ظاہر کرنا منظور ہے کہ شیخ نجفی نے اپنے خط میں چالیس دقیقہ میں نشان دکھانے کا وعدہ کیا تھا۔ اور ہم نے یکم فروری ۱۸۹۶ء سے چالیس روزیں دیکھو حاشیہ اشتہار یکم فروری ۱۸۹۶ء صفحہ ۳ عبارت اشتہار یہ ہے۔ اگر نشانے از مادریں مدت یعنی چہل روز بظہور آمد و ازیشاں یعنی از شیخ نجفی چیزے بظہور نیامد ہمیں دلیل بر صدق ما و کذب شاں خواہ شد۔

ملے یہ اشتہار جلد ہذا میں بہ نمبر ۷ (۱۶۲) درج ہے۔ (المرب)

سو خدا کا احسان ہے کہ یکم فروری ۱۸۹۷ء سے سینتیس دن تک یعنی چالیس دن کے اندر نشانِ ہلاکت لیکھرام پشادری وقوع میں آگیا۔ اب خبردار شیخ ضال بخنی لاہور سے بھاگ نہ جائے۔ اس کو خدا نے کھٹے کھٹے طور پر دوسیاہ کیا اور کچھ پر احسان کیا۔ اب ہمدی طرف سے نشان تو ہڈ چکا اور بخنی کا کذب کھل گیا۔ تاہم تنزل کے طور پر ہم راضی ہیں کہ وہ مسجد شاہی کے منارہ سے اب نیچے گر کے دکھلاوے مثلاً اگر شیخ نجدی منظرین میں داخل ہے تو بارے شیخ بخنی کا قصہ تو تمام ہوا اور اگر اب بھی اپنا نشان نہ دکھلایا تو لعنتہ اللہ علی الکاذبین + ۱۰ مارچ ۱۸۹۷ء

الراقم عدو النجدي والنجني القادي الى الهادي مرزا غلام احمد عافاه الله وليه
(در مطبع ضیاء الاسلام قادیان طبع شد)

(۱۶۲)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
مُحَمَّدٌ كَا وَنُصِّلَ أَعْمَالُ سُبُوْلِهِ لَكَرِيْمٌ

سَيِّدِ اجمل خان صاحب کے بی بی امین آتی ہے

سید صاحب اپنے رسالہ الدعاء والاستجابت میں اس بات سے انکاری ہیں کہ دعا میں جو کچھ مانگا جائے وہ دیا جائے۔ اگر سید صاحب کی تحریر کا یہ مطلب ہوتا کہ ہر ایک دعا کا قبول ہونا واجب نہیں بلکہ جس دعا کو خدا تعالیٰ قبول فرمانا اپنے مصالح کی رو سے پسند فرماتا ہے وہ دعا قبول ہو جاتی ہے۔ ورنہ نہیں۔ تو یہ قول بالکل سچ ہوتا۔ مگر ہرے سے قبولیت دعا سے انکار کرنا تو خلاف مجاہد صمیم و عقل و نقل ہے۔ ہاں دعاؤں کی قبولیت کے لئے اس روحانی حالت کی ضرورت ہے۔

جس میں انسان نفسانی جذبات اور میل غیر اللہ کا چولہ اُتار کر اور بالکل رُوح ہو کر خدا تعالیٰ سے جاملتا ہے۔ ایسا شخص منہرِ احباب ہوتا ہے اور اُس کی محبت کی وجہیں خدا کی محبت کی موجوں سے رُوں ایک ہو جاتی ہیں جیسا کہ دو شفات پانی دو متقارب چشموں سے جوش مار کر آپس میں مل کر بہنا شروع کر دیتے ہیں۔ ایسا آدمی گویا خدا کی شکل دیکھنے کے لئے ایک آئینہ ہوتا ہے اور غیب الغیب خدا کا اس کے عجائب کاموں سے پتہ ملتا ہے۔ اُس کی دعائیں اس کثرت سے منظور ہوتی ہیں کہ گویا دُنیا کو پوشیدہ خدا دکھا دیتا ہے۔ موسیٰ صاحب کی یہ غلطی ہے کہ دُعا قبول نہیں ہوتی۔ کاش اگر وہ چالیں دُن تک بھی میرے پاس رہ جاتے تو۔ نئے اور پاک معلومات پالیتے مگر اب شاید ہماری اور ان کی عالم آخرت میں ہی ملاقات ہوگی۔ افسوس کہ ایک نظر دیکھنا بھی اتفاق نہیں ہوا۔ سید صاحب اس اشتہار کو غور سے پڑھیں کہ اب ملاقات کے عوض جو کچھ ہے یہی اشتہار ہے۔

اب اصل مطلب یہ ہے کہ کرامات الصادقین کے ٹائٹل پیج کے اخیر صفحہ پر اور برکات الدعار کے ٹائٹل پیج کے صفحہ اول کے سر پر میں نے یہ عبارت لکھی ہے کہ نمونہ دُعاے مستجاب اور پھر اس میں پنڈت لیکھرام کی موت کی نسبت ایک پیشگوئی کی ہے اور کرامات الصادقین وغیرہ میں لکھ دیا ہے کہ اس پیشگوئی کا الہام دُعا کے بعد ہوا ہے کیونکہ امر واقعی یہی تھا کہ اس شخص کی نسبت جو توہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حد سے زیادہ بڑھ گیا تھا دُعا کی گئی تھی۔ اور خدا تعالیٰ نے صریح کشف اور الہام سے فرما دیا تھا کہ چھ برس کے عرصہ تک ایسے طور سے اُس کی زندگی کا خاتمہ کیا جائے گا جیسا کہ وقوع میں آیا۔ اب اس پیشگوئی میں حقیقت کے طالبوں کے لئے دو نئے ثبوت ملتے ہیں۔ اول یہ کہ خدا اپنے کسی بندہ کو ایسے عبق غیب کی خبر دے سکتا ہے جو دنیا کی تمام نظر میں غیر ممکن ہو۔ دوسرے یہ کہ دُعا میں

قبول ہوتی ہیں۔ اگر آپ آئینہ کمالات کا وہ اشتہار جس کے اُد پر چند شعر ہیں۔ اور کرامات الصادقین کا وہ الہام جو صفحہ آخری ٹائٹل پیج پر ہے اور برکات الدعا کے دو ورق ٹائٹل پیج کے اور نیز حاشیہ آخری صفحہ کا ایک مرتبہ پڑھ جائیں تو میں یقین رکھتا ہوں کہ آپ جیسا ایک منصف مزاج فی الفور اپنی پہلی رائے کو چھوڑ کر اس سچائی کو تعظیم کے ساتھ قبول کر لے۔ اگر یہ یہ پیشگوئی بہت ہی صاف ہے مگر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ دن بدن زیادہ صفائی کے ساتھ لوگوں کو سمجھ آتی جائے گی۔ یہاں تک کہ کچھ دنوں کے بعد تاریک دلوں پر بھی اس کی ایک عظیم الشان روشنی پڑے گی۔ اکثر حصہ اس ملک کا ایسے تاریک دلوں کے ساتھ پڑے ہیں جن کو خبر نہیں کہ خدا بھی ہے اور اس سے ایسے تعلقات بھی ہو جایا کرتے ہیں !! پس جیسے جیسے پھیلی پتھر کو چاٹ کر واپس ہوگی ویسے ویسے اس پیشگوئی پر یقین بڑھتا جائے گا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے یہ بھی صاف لفظوں میں فرمایا گیا ہے کہ پھر ایک دفعہ ہندو مذہب کا اسلام کی طرف زور کے ساتھ رجوع ہوگا۔ ابھی وہ پتھے ہیں۔ انہیں معلوم نہیں کہ ایک ہستی قادر مطلق موجود ہے! مگر وہ وقت آتا ہے کہ اُن کی آنکھیں کھلیں گی اور زندہ خدا کو اس کے عجائب کاموں کے ساتھ بجز اسلام کے اور کسی جگہ نہ پائیں گے۔

آپ کو یہ بھی یاد دلاتا ہوں۔ ایک پیشگوئی میں نے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں آپ کی زبانت بھی کی تھی کہ آپ کو اپنی عمر کے ایک حصہ میں ایک سخت غم و ہم پیش آئے گا اور اُس پیشگوئی کے شائع ہونے سے آپ کے بعض اصحاب ناراض ہوئے تھے اور انہوں نے اخباروں میں رد و تہنیت کیا تھا۔ مگر آپ کو معلوم ہے کہ وہ پیشگوئی بھی بڑی ہی سبب کے ساتھ پوری ہوئی اور یکہ دفعہ ناگہانی طور سے ایک شیر انسان کی

۱۔ یہ اشتہار زیر نمبر ۴۵ درج ہے (المرتب) ۲۔ یہ اشتہار زیر نمبر ۴۸ درج ہے (المرتب)

۳۔ یہ حاشیہ جدول ۱۸۲ درج ہے (المرتب) ۴۔ دیکھئے اشتہار زیر نمبر ۲۸ (المرتب)

نہایت سے ڈیڑھ لاکھ روپیہ کے نقصان کا آپ کو صدمہ پہنچا۔ اس صدمہ کا اندازہ آپ کے دل کو معلوم ہوگا کہ اس قدر مسلمانوں کا مال ضائع کیا۔ میرے ایک دوست میرزا خدا بخش صاحب مسٹر سید محمود صاحب سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ ”اگر میں اس نقصان کے وقت علیگڑھ میں موجود نہ ہوتا تو میرے والد صاحب ضرور اس غم سے مر جاتے“ یہ بھی میرزا صاحب نے سنا کہ آپ نے اس غم سے تین دن روٹی نہیں کھائی۔ اور اس قدر قومی مال کے غم سے دل بھر گیا کہ ایک مرتبہ غشی بھی ہو گئی۔ سوائے سید صاحب یہی حادثہ تھا جس کا اس اشتہار میں صریح ذکر ہے۔ چاہو تو قبول کرو! والسلام۔

خاکسار میرزا غلام احمد قادیانی ۱۲ مارچ ۱۸۹۶ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان۔ (یہ اشتہار ۲۰ مارچ ۱۸۹۶ء کے روزناموں پر ہے)

(۱۶۳)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لیکھرام کی موت کے متعلق آریوں کے خیالات

اخبار عام مطبوعہ چہار شنبہ ۱۰ مارچ ۱۸۹۶ء میں میری نسبت اشارہ کر کے یہ لکھا ہے کہ ”ایک عیسائی ڈپٹی صاحب کی نسبت پیشگوئی فوت ہونے کی دو صد ایک سال مشہر کی گئی تھی اور اخباروں میں اس کی چرچا تھی۔ اور خدا نخواستہ ان ایام میں اگر ڈپٹی صاحب کے ساتھ ایسا واقعہ ہو جاتا۔ (یعنی قتل کا واقعہ) جس کا خمیازہ لیکھراج صاحب کو جگھٹنا پڑا ہے، تب اور صورت تھی“ اب ہر ایک سمجھ سکتا ہے کہ ایڈیٹر صاحب

کی اس تقریر کا کیا مطلب ہے۔ پس یہی مطلب ہے کہ اگر ڈپٹی آئٹم صاحب قتل ہو جاتے تو ایڈیٹر صاحب کے خیال میں گورنمنٹ کو پیشگوئی کرنے والے کی نسبت فی الفور توجہ پیدا ہوتی اور وہ تفتیش ہوتی جو اب نہیں ہے۔ غالباً اس تقریر سے ایڈیٹر صاحب کی کوئی نیت نیک ہو گئی مگر چونکہ وہ ایک سطحی خیال اور غلات واقعہ سمجھ کا ایک داغ ساتھ رکھتی ہے اس لئے انفسوس کی جگہ ہے۔ ایڈیٹر صاحب کی تقریر سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آئٹم کی نسبت پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ لیکن ہم مختصر طور پر یاد دلاتے ہیں کہ وہ پیشگوئی بڑی صفائی سے پوری ہوئی۔ آئٹم صاحب میرے ایک پرانے ملاقاتی تھے۔ انہوں نے ایک مرتبہ زبان فی اور ایک خاص رقعہ کے ذریعہ سے بھی الحاح کیا تھا کہ اگر میری نسبت کوئی پیشگوئی ہو۔ اور وہ سچی نکلی تو میں کسی قدر اپنی اصلاح کروں گا۔ سو خدا نے اُن کی نسبت یہ پیشگوئی ظاہر کی کہ وہ پندرہ عینہ کے عرصہ میں اودیہ میں گریں گے مگر اس شرط سے کہ اس عرصہ میں سق کی طرف انہوں نے رجوع نہ کیا ہو۔ پس چونکہ خدا کی پیشگوئی میں ایک شرط تھی۔ اور آئٹم صاحب خوفناک ہو کر اس شرط کے پابند ہو گئے تھے پس ضرور تھا کہ وہ اس شرط سے فائدہ اٹھاتے کیونکہ ممکن نہیں کہ خدا کی شرط پر کوئی عمل کر کے پھر اس سے نفع نہ اٹھاوے۔ لہذا شرط کی تاثیر سے اُن کی موت میں کسی قدر تاخیر ہو گئی۔ اگر کہو کہ اس کا کیا ثبوت ہے کہ دل میں انہوں نے اسلام کی طرف رجوع کر لیا تھا یا اُن پر اسلامی پیشگوئی کا خوف غالب آ گیا تھا تو جواب اس کا یہ ہے کہ جب خدا نے مجھے اطلاع دی کہ آئٹم نے شرط سے فائدہ اٹھایا ہے اور اس کی موت میں ہم نے کچھ تاخیر ڈال دی تو میں نے آئٹم صاحب کو چار ہزار روپیہ کے انعام پر قسم کھانے کے لئے بلایا کہ اگر درپردہ اسلام کی طرف رجوع نہیں کیا یا اسلامی ہیبت ان کے دل پر طاری نہیں ہوئی تو چاہیئے کہ میدان میں آکر قسم کھاویں یا اگر قسم نہیں تو ناش کر کے اپنے اس خوف کے وجہ کو جس کا اُن کو اقرار ہے سپاہیہ اثبات پہنچا دیں۔ مگر انہوں نے نہ قسم

کھاٹی نہ ناش کی۔ باوجودیکہ اُن کو صاف اقرار تھا کہ میں میعاد پیشگوئی کے اندر ڈرتا رہا۔ مگر اسلامی ہیبت سے نہیں بلکہ تعلیم یافتہ سانپ اور حملوں وغیرہ سے اور چونکہ وہ خوف کو چھپانہ سکے اس لئے یہ بہانے بنائے اور ثبوت کچھ نہ دیا اور اسی وجہ ان کو قسم کی طرف بلایا گیا تھا تا اگر وہ سچے ہیں تو قسم کھالیں۔ مگر باوجود چار ہزار روپیہ نقد دینے کے قسم نہ کھاٹی۔ نہ ناش سے اپنے اُن بہتانوں کو ثابت کیا یہاں تک کہ قبر میں داخل ہو گئے۔ میرا کہا میں یہ بھی تھا کہ اگر آتھم سچی گواہی نہیں دے گا اور نہ قسم کھائے گا تب بھی اصرار کے بعد جلد مرے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور آتھم صاحب میرے آخری اشتہار سے سات ہینے کے اندر مر گئے اور عجیب تر یہ کہ اُن کے اس تمام قصہ کے بارہ برس قبل از وقوع براہین احمدیہ کے الہامات میں خبر موجود ہے دیکھو صفحہ ۲۸۱ براہین احمدیہ۔ بھراہی صاف اور روشن پیشگوئی کی نسبت یہ گمان کرنا کہ وہ پوری نہیں ہوئی کس قدر انصاف کا خون کرنا ہے۔ کیا آتھم صاحب کی اس پیشگوئی میں کوئی شرط نہیں تھی؟ اور اگر تھی تو کیا آتھم صاحب نے اپنے اقوال اور افعال سے اس شرط کا پورا ہونا ثابت نہیں کیا؟ کیا آتھم صاحب میرے اس الزام کو قبر میں ساتھ نہیں لے گئے کہ انہوں نے خوف کا اقرار کر کے پھر یہ ثابت کر کے نہ دکھلایا کہ وہ خوف کسی تعلیم یافتہ سانپ وغیرہ حملوں کی وجہ سے تھا نہ اسلامی پیشگوئی کے رعب کی وجہ سے۔ وہ ہمیشہ مباحثات کرتے تھے مگر پیشگوئی کے بعد ایسے چُپ ہوئے کہ چُپ ہونے کی حالت میں ہی گذر گئے۔ پس پیشگوئی تین طور سے پوری ہوئی۔

(۱) اول اپنی شرط کی رُو سے کہ شرط پُر عمل کرنے سے اس کا فائدہ آتھم کو دیا گیا

(۲) دوم اخفا و شہادت کے بعد جو وعدہ موت تھا اس وعدہ کی رُو سے۔

(۳) براہین احمدیہ کے اس الہام کی رُو سے جو اس واقعہ سے بارہ برس پہلے

ہو چکا تھا۔ اب سوچو کہ اس سے بڑھ کر اگر کسی پیشگوئی میں صفائی ہوگی تو اور کیا ہوگی

اگر کوئی سچائی کو چھوڑ کر باتیں بناوے تو ہم اُس کا مونہہ بند نہیں کر سکتے لیکن اہم کی نسبت جو الہام کے الفاظ ہیں وہ ایسے صاف ہیں کہ ایک حق کے طالب کو بھڑان کے مٹنے کے کچھ بن نہیں پڑتا۔ اور براہین احمدیہ کا الہام جو اہم صاحب کی نسبت ہے جو بارہ برس پہلے اس پیشگوئی سے تقریباً تمام اسلامی دنیا میں شائع ہو چکا ہے اس پر غور کرنے والے تو سجدہ میں گریں گے کہ کیسا عالم الغیب خدا ہے جس نے پہلے سے ان تمام آئندہ واقعات اور جھگڑوں کی خبر دے دی چونکہ اکثر اہل دنیا کو ابھل اُس برتر ہستی پر ایمان نہیں ہے اس لئے اُن کے خیالات بہ نسبت اس کے کہ نیک خلق کی طرف جائیں بذلتی کی طرف زیادہ جاتے ہیں۔ یہ بالکل غلطی ہے کہ گورنمنٹ نے لیکھرام کے مقدمہ میں شستی کی ہے اور اہم کے مقدمہ میں اگر وہ قتل ہو جاتا تو شستی نہ کرتی۔ ہم کہتے ہیں کہ بیشک یہ گورنمنٹ کا فرض ہے کہ ہندو اور مسلمانوں کو دونوں اہمکوں کی طرح برابر دیکھے۔ کسی کی رعایت نہ کرے۔ جیسا کہ فی الواقعہ یہ عادل گورنمنٹ ایسا ہی کر رہی ہے۔ لیکن میں پوچھتا ہوں کہ کیا کوئی گورنمنٹ خدا سے بھی لڑ سکتی ہے۔ بیشک گورنمنٹ کا فرض ہے کہ کسی نابکار خونی کو پکڑے۔ اس کو پھانسی دے اور بدتر سے بدتر سزا کے ساتھ اس کو تنبیہ کرے تا دوسرے عبرت پکڑیں اور ملک میں امن قائم رہے۔ اگر اہم قتل ہو جاتا تو بیشک وہ شخص پھانسی ملتا جو اہم کا قاتل ہوتا۔ اسی طرح جب ثابت ہو گا کہ لیکھرام کا فلاں شخص قاتل ہے اور وہ گرفتار ہو گا تو ایسا ہی وہ بھی پھانسی ملیگا۔ گورنمنٹ کا اس میں کیا قصور ہے اور کونسی شستی؟ کس قاتل کو آریہ صاحب کس ثبوت کے ساتھ گرفتار کرنا چاہتے ہیں جس کے پکڑنے میں گورنمنٹ متاثر ہے۔ لیکن گورنمنٹ خدا کی پیشگوئیوں میں دخل نہیں دے سکتی۔ جس قدر گورنمنٹ اس کی طرف توجہ کرے گی اسی قدر اُن پیشگوئیوں کو آسمانی اور بے لوث اور پاک پائے گی۔ آخر یہ گورنمنٹ اہل کتاب ہے اور اس خدا سے منکر نہیں ہے جو پوشیدہ بھیدوں کو جاننا ہے اور آنے والے

زمانہ کی ایسے طود سے خبر دے سکتا ہے کہ گویا وہ موجود ہے۔ کیا چھ سال کی میعاد بیان کرنا اور عید کے دوسرے دن کا پتہ دینا اور صورت موت بیان کر دینا یہ خدا سے ہونا محال ہے؟ اگر خدا سے محال ہے تو ان قیدوں کے ساتھ انسان کی اپنی پیشگوئی کیونکر ممکن ہے۔ کیا دُور دراز عرصہ سے ایسی صحیح خبریں دینا انسان کا کام ہے؟ اگر ہے تو اس کی دُنیا میں کوئی نظیر پیش کرو۔ گورنمنٹ کو یہ فخر ہونا چاہیے کہ اس ملک میں اور اس کے زمانہ بادشاہت میں خدا اپنے بعض بندوں سے وہ تعلق پیدا کر رہا ہے کہ جو قصوں اور کہانیوں کے طور پر کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔ اس ملک پر رکت ہے کہ آسمان زمین سے نزدیک ہو گیا ہے ورنہ دوسرے ملکوں میں اس کی نظیر نہیں۔ یہ بھی ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ مختلف مقامات پنجاب سے کئی خط میرے پاس پہنچے ہیں جن میں بعض آریہ صاحبوں کے ہوشوں اور نامناسب منصوبوں کا تذکرہ ہے میرے پاس وہ خط بحفاظت موجود ہیں اور اس جگہ کے بعض آریہ کو نہیں نے وہ خط دکھلا دیئے ہیں چنانچہ ایک خط جو گوجرانوالہ سے ایک معزز اور رئیس کا مجھ کو پہنچا ہے اُس کا مضمون یہ ہے کہ اس جگہ دو دن تک جلسہ ماتم لیکھرام ہوتا رہا اور قاتل کے گرفتار کنندہ کے لئے ہزار روپیہ انعام قرار پایا ہے اور دسواُس کے لئے جو نشانہ ہی کرے۔ اور خاربغاٹنا گیا ہے کہ ایک خفیہ انجن آپ کے قتل کے لئے منعقد ہوئی ہے اور اس انجن کے ممبر قریب قریب شہروں کے لوگ (جیسے لاہور، امرتسر، بٹالہ اور خاص گوجرانوالہ) کے ہیں منتخب ہوئے ہیں۔ اور تجویز یہ ہے کہ بیس ہزار روپیہ چندہ ہو کہ کسی شریر طامع کو اس کام کے لئے مامور کریں تا وہ موقعہ پا کر قتل کر دے۔ چنانچہ دو ہزار روپیہ تک چندہ

نوبی خبر جمالیہ اخبار میں بھی لکھی ہے۔ سٹ براہین احمدیہ کا وہ الہام یعنی یا علیٰ انی متوفیک جو مشرے برس سے شائع ہو چکا ہے اس کے اس وقت خرب معنی کھٹے یعنی یہ الہام حضرت عیسیٰ کو اس وقت بطور تسلی بھی ہوا عقاب یہووا ان کے مصلوب کرنے کے لئے کوشش کر رہے تھے اور اس جگہ جیلے یہووا ہنود کو کشی کر رہے ہیں۔ اور الہام کے یہ معنی ہیں کہ میں تجھے ایسی ذلیل اور خستی مروتوں سے بچاؤں گا جو اس واقعہ نے عیسیٰ کا

کا بندوبست ہو بھی گیا ہے۔ باقی دوسرے شہروں اور دیہات سے وصول کیا جائے گا۔ پھر بعد اس کے صاحب راقم لکھتے ہیں کہ اگرچہ آپ حافظ حقیقی کی حمایت میں ہیں۔ تاہم رعایت اسباب ضروری ہے اور میرے نزدیک ایسے وقت میں شہر مسلمانوں سے بھی پرہیز لازم ہے۔ کیونکہ وہ طامع اور بد باطن ہیں۔ کچھ تعجب نہیں کہ وہ بظاہر بیعت میں داخل ہو کر آریوں کی طمع دی سے اس کام کے لئے جرات کریں۔ پھر صاحب راقم لکھتے ہیں کہ مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اس مشورہ قتل کے سرگودہ اس شہر کے بعض وکیلی اور چند شہدہ دار سرکاری اور بعض آریہ رئیس و سرکردگان لاہور کے ہیں جس قدر مجھے خبر پہنچی ہے۔ میں نے عرض کر دیا۔ واللہ اعلم۔ اور اسی کا مصدق ایک خط پنڈدادنخاں سے اور کئی اور جگہ سے پہنچے ہیں اور مضمون قریب قریب ہے۔ یہ سب خط محفوظ ہیں۔ اور جس خوش کو بعض آریہ صاحبوں کے اخبار نے ظاہر کیا ہے وہ بتا رہا ہے کہ ایسے جوش کے وقت یہ خیالات بعید نہیں ہیں۔ چنانچہ ضمیمہ اخبار پنجاب سماچار لاہور میں میری نسبت یہ چند سطور لکھی ہیں:-

”ایک حضرت نے شاید اپنی مصنفہ کتاب موعود سچی میں یہ پیشگوئی بھی کی کہ پنڈت لیکھرام چھ سال کے عرصہ میں عید کے دن نہایت دردناک حالت میں مرے گا۔ یہ پیشگوئی اب قریب تھی۔ کیونکہ غالباً ۱۸۹۶ء چھٹا سال تھا اور ہمارے ۱۸۹۷ء آخری عید چھٹے سال کی تھی۔ علانیہ بذریعہ تحریر و تقریر کہا کرتے تھے کہ پنڈت کو مار ڈالیں گے اور مزید برآں یہ کہ پنڈت اس عرصہ میں اور فلاں دن میں ایک دردناک حالت میں مرے گا۔ کیا آریہ دھرم کے اس مخالف اور چند ایک کتب کے ایک خاص مصنف کو (یعنی اس عاجز کو) اس سازش سے کوئی تعلق نہیں ہے“

اس اخبار والے نے اور ایسا ہی دوسروں نے اس پیشگوئی سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ یہ ایک منصوبہ تھا جو پیشگوئی کے طور پر مشہور کیا گیا۔ جیسا کہ وہ اسی اخبار

کے دوسرے صفحہ میں لکھتا ہے کہ ”یہ قتل کئی ایک اشخاص کی مدت کی سوچی اور سمجھی ہوئی اور پختہ سازش کا نتیجہ ہے“ ہم اس بات کو خود مانتے اور قبول کرتے ہیں کہ پیشگوئی کی تشریح میں بار بار تفہیم الہی سے یہی لکھا گیا تھا کہ وہ ہیبت ناک طور پر ظہور میں آئے گی اور نیز یہ کہ لیکھرام کی موت کسی بیماری سے نہیں ہوگی بلکہ خدا کسی ایسے کو اس پر مسلط کریگا جس کی آنکھوں سے خون ٹپکتا ہوگا۔ مگر جو پنجاب سماچار دہم مارچ ۱۸۹۶ء میں الہام کے حوالہ سے عید کا دن لکھا ہے یہ اس کی غلطی ہے۔ الہام کی عبارت یہ ہے مستحرف یوہ العید والعید اقرب۔ یعنی تو اس نشان کے دن کو جو عید کے مانند ہے پہچان لے گا اور عید اس نشان کے دن سے بہت قریب ہوگی۔ یہ خدا نے خبر دی ہے کہ عید کا دن قتل کے دن کے ساتھ ملا ہوا ہوگا اور ایسا ہی ہوا۔ عید محمد کو ہوئی اور شنبہ کو جو شوال ۱۳۱۲ھ کی دوسری تاریخ تھی۔ لیکھرام قتل ہو گیا۔ سو اس تمام پیشگوئی کا حاصل یہ ہے کہ یہ ایک ہیبت ناک واقعہ ہوگا جو چھ سال کے اندر وقوع میں آئے گا اور وہ دن عید کے دن سے ملا ہوا ہوگا یعنی دوسری شوال کی ہوگی۔ اب سوچو کیا یہ انسان کا کام ہے کہ تاریخ بتائی گئی دن بتلایا گیا۔ سبب موت بتلایا گیا اور اس حادثہ کا وقوع ہیبت ناک طرز سے ظہور میں آنا بتلایا گیا۔ اس کا تمام نقشہ برکات الاعلاء کے مضمون میں کھینچ کر دکھلایا گیا۔ کیا یہ کسی منصوبہ باز کا کام ہو سکتا ہے کہ سچے بڑے پہلے ایسے صریح نشانوں کے ساتھ خبر دے دے اور وہ خبر پوری ہو جائے۔ تو ریت گواہی دیتی ہے کہ جھوٹے نبی کی پیشگوئی کبھی پوری نہیں ہو سکتی خدا اس کے مقابل پر کھڑا ہو جاتا ہے تا دُنیا تباہ نہ ہو جیسا کہ لیکھرام نے بھی ایک دُنوی چالاکی سے انہیں دنوں میں میری نسبت یہ اشتہار دیا تھا کہ تم تین برس کے عرصہ تک مر جاؤ گے۔ پس کیوں وہ کسی قاتل سے سازش نہ کر سکا تا اس کی بات پوری ہوتی۔

ایک اور بات سوچنے کے لائق ہے کہ یہ بدگمانی کہ اُن کے کسی مُرید نے مار دیا ہوگا یہ شیطانی خیال ہے۔ ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ مریدوں کا مُرشد کے ساتھ ایک نازک

تعلق ہوتا ہے۔ اور اعتقاد کی بنا تقویٰ اور طہارت اور نیکو کاری پر ہوتی ہے۔ لوگ جو کسی کے مُرید ہوتے ہیں وہ اسی نیت سے مُرید ہوتے ہیں کہ وہ سمجھ لیتے ہیں کہ یہ شخص باخدا ہے۔ اس کے دل میں کوئی فریب اور فساد کی بات نہیں۔ پس اگر وہ ایک ایسا بدکار اور لعنتی شخص ہے کہ کسی کی موت کی جھوٹی پیشگوئی اپنی طرف سے بناتا ہے اور پھر جب اُس کی میعاد ختم ہونے پر ہوتی ہے تو کسی مُرید کے آگے ہاتھ جوڑتا ہے کہ اب میری عزت رکھ لے اور اپنے گلے میں رسہ ڈال اور مجھے سچا کر کے دکھا۔ اب میں معصوم سے پوچھتا ہوں کہ کیا ایسے پلید لعنتی انسان کا یہ چال چلن دیکھ کر اور یہ شیطانی منصوبہ سُن کر کوئی مُرید اس کا معتقد ہو سکتا ہے۔ کیا وہ مُرشد کو ایک بدکار ملعون اور فاسق فاجر خیال نہیں کرے گا اور کیا وہ اس کو یہ نہیں کہیگا کہ اے بدکار! ہمارے ایمان کو خراب کرنے والے کیا تیری پیشگوئیوں کی اصلیت یہی تھی۔ کیا تیرا یہ منشاء ہے کہ جھوٹ تو بولے اور رستہ دوسرے کے گلے میں پڑے اور اس طرح تیری پیشگوئی پوری ہو۔ جس قدر دُنیا میں نبی اور مُرسل گزرے ہیں یا آگے مامور اور محدث ہوں کوئی شخص اُن کے مُریدوں میں اس حالت میں داخل نہیں ہو سکتا تھا اور نہ ہوگا جبکہ اُن کو مکار اور منصوبہ باز سمجھتا ہو۔ یہ رشتہ پیری مریدی نہایت ہی نازک رشتہ ہے۔ ادنیٰ بذلتی سے اس میں فرق آجاتا ہے۔ میں نے ایک دفعہ اپنے مُریدوں کی جماعت میں دیکھا کہ بعض اُن میں سے صرف اس وجہ سے میری نسبت شُبہ میں پڑ گئے کہ میں نے ایک عذر بیماری سے جس کی انہیں اطلاع نہیں تھی نماز کے قعدہ التحیات میں دہننے پیر کو کھڑا نہیں رکھا تھا۔ اتنی بات میں دو آدمی باتیں بنانے لگے اور شبہات میں پڑ گئے کہ یہ خلاف سنت ہے۔ ایک مرتبہ چائے کی پیالی ہائیں ہاتھ سے میں نے پکڑی کیونکہ میرے دہننے ہاتھ کی ہڈی ٹوٹی ہوئی اور کھردر ہے۔ اس پر بعض نے نکتہ چینی کی کہ خلاف سنت ہے اور ہمیشہ ایسا ہوتا رہتا ہے کہ بعض نو مُرید ادنیٰ ادنیٰ باتوں پر اپنی نافرمانی سے ابتلا میں پڑ جاتے ہیں اور ادنیٰ ادنیٰ خانگی امور تک نکتہ چینیاں شروع کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت

موسیٰ کو بھی اسی طرح تکلیف دیتے تھے کیونکہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے کہ اس کے پیرو ہر ایک انسان کے قول و فعل کو راستبازی اور تقویٰ کے پیمانہ سے تاپتے ہیں اور اگر اس کے مخالف پاتے ہیں تو پھر فی الفور اس سے الگ ہو جاتے ہیں۔

سوسوچنا چاہیے کہ یہ کیونکر ممکن ہے کہ ایسے لوگ اس بد معاش شخص کے ساتھ دفن کر سکیں جس کا تمام کاروبار مکروں اور منصوبوں سے بھرا ہوا ہے اور لوگوں کو ناحق کے ٹخن کرنے کے لئے مامور کرنا چاہتا ہے تا اس کا ناک نہ کٹے اور پیشگوئی پوری ہو۔ کوئی انسان لہذا اپنے ایمان کو مباد کرنا نہیں چاہتا۔ پھر اگر ایسی سازش میں بغرض محال کوئی مرید شریک ہو تو تمام مریدوں میں یہ بات کیونکر پوشیدہ رہ سکتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ہماری جماعت میں بڑے بڑے معزز داخل ہیں۔ بی۔ آے اور ایم۔ آے اور تحصیلدار اور ڈپٹی کلکٹر اور اکسٹرا اسسٹنٹ اور بڑے بڑے تاجر اور ایک جماعت علماء و فضلاء۔ تو کیا یہ تمام لہجوں اور بد معاشوں کا گروہ ہے۔ ہم یاد از بلند کہتے ہیں کہ ہماری جماعت نہایت نیک چلن اور جذب اور پرہیزگار لوگ ہیں۔ کہاں بنے کوئی ایسا پلید اور لعنتی ہمارا مرید جس کا یہ دعویٰ ہو کہ ہم نے اس کو لیکرام کے قتل کے لئے مامور کیا تھا۔ ہم ایسے مُرشد کو اور ساتھ ہی ایسے مُرید کو کتوں سے بدتر اور نہایت ناپاک زندگی والا خیال کرتے ہیں کہ جو اپنے گھر سے پیشوئی بنا کر پھر اپنے اٹھ سے اپنے مکر سے اپنے فریب سے اُن کے پوری ہونے کے لئے کوشش کرے اور کراوے۔

پس افسوس کہ اخبار پنجاب سماچار مطبوعہ ۱۰ مارچ میں سازش کا الزام جو ہم پر لگایا ہے یہ کس قدر سچائی کا خون ہے۔ میں صاحب اخبار سے پوچھتا ہوں کہ آپ لوگوں میں بھی بڑے بڑے اوتار گذرے ہیں جیسے راجہ راجندر صاحب اور راجہ کرشن صاحب۔ کیا آپ لوگ اُن کی نسبت یہ گمان کر سکتے ہیں کہ انہوں نے پیشگوئی کر کے پھر اپنی عزت رکھنے کے لئے ایسا حیلہ کیا ہو کہ کسی اپنے حیلہ کی مذمت خوشامد کی ہو کہ اُس کو اپنی کوشش

سے پوری کر کے میری عزت رکھ لے اور پھر اُن کے چیلے اُن کو اچھا آدمی سمجھتے ہوں۔ ہاں یہ تو ہو سکتا ہے کہ ایک بد معاش ڈاکو کے ساتھ اور چند بد معاش جمع ہوں اور ایسے کام خفیہ طور پر کریں۔ لیکن اس میرے مُریدوں کے سلسلہ میں جس کے ساتھ تہدی موعود اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ بھی بڑے زور سے ہے یہ ہوازدگی کے کام میلان نہیں کھا سکتے۔ ہر ایک مُرید اس بلند دعویٰ کو دیکھ کر نہایت اعلیٰ سے اعلیٰ پر ہیزار گاری کا نمونہ دیکھنا چاہتا ہے۔ پس کیونکر ممکن ہے کہ دعویٰ تو یہ ہو کہ میں وقت کا عیسیٰ ہوں اور جھوٹی پیشگوئیوں کو اس طرح پر پورا کرنا چاہے کہ مُریدوں کے آگے اتنا جھوٹے کہ مجھ سے قصود ہو گیا میری پردہ پوشی کر دے۔ جاؤ آپ مرو اور کسی طرح میری پیشگوئی سچی کر دے۔ کیا ایسا مُردار ایک پاک جماعت کا مالک ہو سکتا ہے۔

کہاں ہے تہدار پاک کا نفس، اسے ہذب آریو! اور کہاں ہے فطرتی زیرکی اسے آریہ کے دانشمندو! ہمارا یہ اصول ہے کہ گل بنی نوع کی ہمدردی کرو۔ اگر ایک شخص ایک ہمسایہ ہندو کو دیکھتا ہے کہ اس کے گھر میں آگ لگ گئی اور یہ نہیں اُٹھتا کہ تا آگ بجھانے میں مدد دے تو میں سچ کہتا ہوں کہ وہ مجھ سے نہیں ہے۔ اگر ایک شخص ہمدردے مُریدوں میں سے دیکھتا ہے کہ ایک عیسائی کو کوئی قتل کرتا ہے اور وہ اُس کے ٹھہرانے کے لئے مدد نہیں کرتا تو میں کہتا ہوں کہ وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اسلام اس قوم کے بد معاشوں کا ذمہ دار نہیں ہے۔ بعض ایک ایک روپیہ کے لالچ پر بچوں کا خون کر دیتے ہیں۔ ایسی وارداتیں اکثر نفسانی اغراض سے ہوا کرتی ہیں۔ اور پھر بالخصوص ہمدادی جماعت جو نیکی اور پرہیز گاری سیکھنے کے لئے میرے پاس جمع ہے۔ وہ اس لئے میرے پاس نہیں آتے کہ ڈاکوؤں کا کام مجھ سے سیکھیں اور اپنے ایمان کو برباد کریں۔ میں سلفا کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ مجھے کسی قوم سے دشمنی نہیں۔ ہاں جہاں تک ممکن ہے اُن کے عقائد کی اصلاح چاہتا ہوں۔ اور اگر کوئی گالیاں دے تو ہمارا شکوہ خدا کی جناب میں

ہے نہ کسی اور عدالت میں۔ اور بایں ہر نوع انسان کی ہمدردی ہمارا حق ہے۔ ہم اس وقت کیونکر اور کن الفاظ سے آریہ صاحبوں کے دلوں کو تسلی دیں کہ بد معاشی کی چالیں ہمارا طریق نہیں ہیں۔ ایک انسان کی جان جانے سے تو ہم درد مند ہیں اور خدا کی ایک پیشگوئی پوری ہونے سے ہم خوش بھی ہیں! کیوں خوش ہیں؟ صرف قوموں کی بھلائی کے لئے۔ کاش وہ سوچیں اور سمجھیں کہ اس اعلیٰ درجہ کی صفائی کے ساتھ کئی برس پہلے خبر دینا یہ انسان کا کام نہیں ہے۔ ہمارے دل کی اس وقت عجیب حالت ہے۔ درد بھی ہے اور خوشی بھی۔ درد اس لئے کہ اگر لیکچر شروع کرتا زیادہ نہیں تو اتنا ہی کہتا کہ وہ بد زبانوں سے باز آجاتا تو مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ میں اس کے لئے دُعا کرتا اور میں امید رکھتا تھا کہ اگر وہ ٹکڑے ٹکڑے بھی کیا جاتا تب بھی زندہ ہو جاتا۔ وہ خدا جس کو میں جانتا ہوں اُس سے کوئی بات انہونی نہیں۔ اور خوشی اس بات کی ہے کہ پیشگوئی نہایت صفائی سے پوری ہوئی۔ اہم قلم کی پیشگوئی پر بھی اُس نے دوبارہ روشنی ڈال دی۔ کاش اب لوگ سوچیں اور سمجھیں۔ اور قوموں کے درمیان سے نفص اور کینے دُور ہو جائیں کیونکہ عداوت اور دشمنی کی زندگی مرنے کے قریب قریب ہے۔

اور اگر اب بھی کسی شک کرنے والے کا شک دُور نہیں ہو سکتا اور مجھے اس قتل کی سازش میں شریک سمجھتا ہے جیسا کہ ہندو اخباروں نے ظاہر کیا ہے تو میں ایک نیک صلاح دیتا ہوں کہ جس سے یہ سارا قصہ قبیح ہو جائے اور وہ یہ ہے کہ ایسا شخص میرے سامنے قسم کھاوے جس کے الفاظ یہ ہوں کہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ شخص سازش قتل میں شریک یا اس کے حکم سے واقعہ قتل ہوا ہے۔ پس اگر یہ صحیح نہیں ہے تو اے قادر خدا ایک برس کے اندر مجھ پر وہ عذاب نازل کر جو ہر بیت ناک عذاب ہو مگر کسی انسان کے ہاتھوں سے نہ ہو اور نہ انسان کے منصوبوں کا اس میں کچھ دخل متصور ہو سکے۔ پس اگر یہ شخص ایک برس تک میری بددعا سے بچ گیا تو میں مجرم

ہوں اور اُس سزا کے لائق کہ ایک قاتل کے لئے ہونی چاہیئے۔ اب اگر کوئی بہادر کلید والا آریہ ہے جو اس طور سے تمام دنیا کو شبہات سے پھڑا دے تو اس طریق کو اختیار کرے یہ طریق نہایت سادہ اور راستی کا فیصلہ ہے۔ شاید اس طریق سے ہمارے مخالف مولویوں کو بھی فائدہ پہنچے۔ میں نے سچے دل سے یہ لکھا ہے۔ مگر یاد رہے کہ ایسی آزمائش کرنے والا خود قادیان میں آوے۔ اس کا کرایہ میرے ذمہ ہوگا۔ جانبین کی تحریرات چھپ جائیگی اگر خدا نے اس کو ایسے عذاب سے ہلاک نہ کیا جس میں انسان کے ہاتھوں کی آمیزش نہ ہو تو میں کاذب ٹھیروں گا۔ اور تمام دنیا گواہ رہے کہ اس صورت میں میں اسی سزا کے لائق ٹھیروں گا جو مجرم قتل کو دینی چاہیئے۔ میں اس جگہ سے دوسرے مقام نہیں جا سکتا، مقابلہ کرنے والے کو آپ آنا چاہیئے۔ مگر مقابلہ کرنے والا ایسا ایک شخص ہو جو دل کا بہت بہادر اور جوان اور مضبوط ہو۔ اب بعد اس کے سخت بے حیائی ہوگی کہ کوئی خانہانہ میرے پر ایسے ناپاک شبہات کرے۔ میں نے طریق فیصلہ آگے دکھ دیا ہے اگر میں اس کے بعد روگروان ہو جاؤں تو مجھ پر خدا کی لعنت اور اگر کوئی اعتراض کرنے والا بہتانوں سے باز نہ آوے اور اس طریق فیصلہ سے طالب تحقیق نہ ہو تو اُس پر لعنت۔

اے شتاب کار لوگو! جیسا کہ تمہارا گمان ہے مجھے کسی قوم سے عداوت نہیں۔ ہر ایک نوع انسان سے ہمدردی ہے اور جہانتک میرے بدن میں طاقت ہے اس ہمدردی کے لئے مشغول ہوں۔ اور میں جیسا کہ قوموں کا ہمدرد ہوں۔ ایسا ہی گوونمنٹ انگریزی کا شکر گزار اور سچے دل سے اُس کا خیر خواہ ہوں اور مفسدہ پردہ اندیوں سے بدلہ بیزار ہوں۔

ایک اور نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ پنڈت لیکھرام کی نسبت جو پیشگوئی کی گئی اس کے وقوع سے سترہ برس پہلے براہین احمدیہ میں اس پیشگوئی کی خبر دی گئی

ہے۔ جیسا کہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۲۱ میں یہ الہام ہے:

لن ترضی عنک الیہود ولا النصارى۔ وخرقوا لہ بنین وبنات
بغیر علم۔ قل هو اللہ احد۔ اللہ الصمد۔ لم یلد ولم یولد
ولم یکن لہ کفو احد۔ ویمکرون ویمکرا اللہ واللہ خیر
الماکرین۔ الفتنة ههنا۔ فاصبر کما صبر اولوا العزم۔ قل رب
ادخلنی مدخل صدق۔ ولا تثنیس من روح اللہ الا ان روح
اللہ قریب۔ الا ان نصر اللہ قریب۔ یاتیک من کل فجیہ عمیق
یاتون من کل فجیہ عمیق۔ ینصرک اللہ من عندہ۔ ینصرک
رجال نوحی الیہم من السماء۔ لا تمیدل الکلمات اللہ۔ انا فتنا
لک فتناً مبیناً۔ یعنی پادری لوگ اور یہودی صفت مسلمان تجھ سے راضی نہیں
ہوں گے اور خدا کے بیٹے اور بیٹیاں انہوں نے بنا رکھی ہیں۔ ان کو کہہ دے کہ خدا
وہی ہے جو ایک ہے اور بے نیاز ہے۔ نہ اس کا کوئی بیٹا اور نہ وہ کسی کا باپ اور
نہ کوئی اس کا ہم کفو۔ اور یہ لوگ مکر کریں گے (یہ آئتم کے ظہور پیشگوئی کی طرف
اشارہ ہے) اور خدا بھی مکر کرے گا کہ ان کو ذرہ جہلت دے گا تا اپنے جھوٹے خیالات

حاشیہ: براہین احمدیہ میں تین فتنوں کا ذکر ہے۔ اول بڑا فتنہ جیسا ٹی پادریوں کا جنہوں نے مکاری
سے تمام جہان میں شور مچا دیا کہ آئتم کی پیشگوئی جھوٹی تھی اور یہودی صفت مولویوں اور ان کے ہم مشرب
مسلمانوں کو ساتھ ملا لیا۔ دیکھو صفحہ ۲۲۱

دوسرا فتنہ جو دوسرے درجہ پر ہے محمد حسین بیٹا لوی کا فتنہ ہے جس فتنہ کی نسبت براہین کے صفحہ ۵۱۱
میں یہ لکھا ہے۔ واذ ینصرک الذی کفر اوقد لی یا هامان لعلی اطلع الی
اللہ موسیٰ۔ وانی لا ظنہ من الکاذبین۔ تبت بیدا ابی لہب و تب
ما کان لہ ان یدخل فیہا الا خائفا۔ وما اصابک فمن اللہ۔ الفتنة
ههنا۔ فاصبر کما صبر اولوا العزم۔ الا انها فتنة من اللہ لیحب حباً

سے خوش ہو جائیں۔ اور پھر فرمایا کہ اس وقت پادریوں اور یہود صفت مسلمانوں کی طرف سے ایک فتنہ برپا ہوگا۔ پس تو صبر کر جیسا کہ اولوالعزم نبیوں نے صبر کیا اور خدا سے اپنے صدق کا ظہور مانگ یعنی دُعا کر کہ پیشگوئی کے چھپانے میں جو جو پادریوں اور یہود صفت مسلمانوں نے لوگوں کو دھوکے دیئے ہیں وہ دھوکے دُور ہو جائیں۔ اور پھر فرمایا کہ خدا کی رحمت سے نوید نہ ہو۔ کیونکہ خدا کی رحمت اس ابتلاء کے دنوں کے بعد جلد آئے گی۔ خدا کی نصرت ہر یک راہ سے آئے گی۔ لوگ دُور دُور سے تیرے پاس آئیں گے۔ خدا نشان دکھانے کے لئے اپنے پاس سے تیری مدد کرے گا یعنی بلا واسطہ نشان دکھائے گا۔ اور نیز وہ لوگ بھی مدد کریں گے جن کے دلوں پر ہم خود آسمان سے وحی نازل کریں گے یعنی بعض نشان بالواسطہ بھی ہم ظاہر کریں گے مطلب یہ کہ بعض پیشگوئیاں براہ راست ظہور میں آئیں گی اور بعض کے ظہور کے لئے ایسے نشان

جدا۔ حتماً اللہ العزیز الاکرم عطاءً غیر مجدداً و ذ۔ یعنی وہ زمانہ یاد رکھ کہ جب ایک منکر تجھ سے ٹکر کرے گا اور اپنے دوست امان کو کہیگا کہ فتنہ کی آگ بھڑکا کہ میں موسیٰ کے خدا پر اطلاع پانا چاہتا ہوں اور میں گمان کرتا ہوں کہ وہ جھوٹا ہے۔ ابولہب کے دونوں ہاتھ ہلاک ہو گئے اور وہ آپ بھی ہلاک ہو گیا۔ اس کو نہیں چاہیئے تھا کہ تکفیر اور تکذیب کے امر میں دخل دیتا۔ مگر یہ کہ ڈرتا ہوا ان باتوں کو پوچھ لیتا کہ جو اس کو سمجھ نہیں آتی تھیں اور تجھے جو کچھ پہنچے گا وہ خدا کی طرف سے ہے۔ اس جگہ ایک فتنہ ہوگا۔ پس تجھے صبر کرنا چاہیئے جیسا کہ اولوالعزم نبی صبر کرتے رہے۔ یاد رکھ کہ وہ فتنہ خدا کی طرف سے ہوگا تا وہ تجھ سے بہت ہی پیارا کرے۔ خدا کا پیارا جو اللہ عز و جل اکرم ہے۔ یہ وہ عطا ہے جو واپس نہیں لی جائے گی۔ اس وقت تجھے یہ سمجھ لیا ہے کہ الہام میں امان سے مراد نذیر حسین محدث دہلوی ہے کیونکہ پہلے سب سے محمد حسین اس کی طرف التجا لے گیا اور یہ کہا اوقدا لی یا ہامان۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ تکفیر کی بنیاد ڈال دے تا دوسرے اس کی پیروی کریں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نذیر حسین کی عاقبت تباہ ہے اگر توبہ کر کے نہ مرے۔ اور ممکن ہے کہ ابولہب سے مراد بھی نذیر حسین ہی ہو اور محمد حسین کا انجام اس آیت پر ہو اھنت اللہ کا

واسطہ طہیر جائیں گے جن کے دلوں میں ہم ڈال دیں گے خدا کی باتیں کبھی نہیں ٹلیں گی اور کوئی نہیں جو اُن کو روک سکے۔ ہم پادریوں کے مکر کے بعد ایک کھٹی کھٹی فتح تجھ کو دینگے ان الہامات میں خدا تعالیٰ نے صاف لفظوں میں فرما دیا کہ اول پادری لوگ اور یہود و صفت مسلمان مکر کے رُوسے ایک پیشگوئی کی حقیقت کو چھپائیں گے۔ تاثیر سچائی چھپی رہے اور ظاہر نہ ہو۔ پھر بعد اس کے یوں ہو گا کہ ہم ارادہ فرمائیں گے کہ تیرا سچائی ظاہر ہو اور تیری پیشگوئیوں کی حقانیت کھل جائے۔ تب ہم دو قسم کے نشان ظاہر کریں گے۔ ایک وہ جن میں انسانوں کے افعال کا دخل نہیں جیسے مذہبی جلسہ میں پہلے سے ظاہر کیا گیا کہ یہ مضمون تمام مضامین پر غالب رہے گا اور اس پیشگوئی کے پُورا کرنے میں انسانوں کا ذمہ دخل نہیں ہو گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ بلکہ مخالفانہ کوششیں ہوئیں اور ہر یک پھٹتا تھا کہ میرا مضمون غالب رہے۔ آخر پیشگوئی کے مضمون کے موافق پہلا مضمون غالب ہوا۔ اور دوسرے اُن الہامات برائین احمدیہ میں یہ وعدہ تھا کہ ہم وہ نشان ظاہر کریں گے

الحمد لله الذي امننت به بنو اسرائيل. کیونکہ بعض روایا اس عاجز کی اس تادیل کی مؤید ہیں۔ پس خدا کے فضل سے کچھ تعجب نہیں کہ یہ متواتر تائیدوں کو دیکھ کر آخر توبہ کرے اور ایمان ملا جائے۔ تیسرا فتنہ جو تیسرے درجہ پر ہے لیکھرام کی موت کا فتنہ ہے یعنی آدمیوں کی بدگمانیاں اور مزرعانی کے لئے پوشیدہ کوششیں جیسا کہ مہیہ اخبار میں بھی ان کے قتل کے ارادوں کا ذکر ہے اور برائین احمدیہ کے صفحہ ۵۵۷ میں اس فتنہ اور اس کے ساتھ کے نشان کی نسبت یہ الہام ہے میں اپنی پرکار دکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا۔ دُنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دُنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کر لیا اور بڑے زور اور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ الفتنۃ ھنا فاصبر كما صبر اولوا الحزم۔ فلننا نجی ربہ الجبل جعلہ دُکا۔ یعنی اس جگہ ایک فتنہ ہو گا۔ پس صبر کر اور جب خدا مشکلات کے پہاڑ پر تجھے کر لیا تو انہیں پاش پاش کر دے گا۔ یہ برائین احمدیہ کے الہام ہیں۔ مگر اس تحریر کے وقت ابھی ایک الہام ہوا۔ اور وہ یہ ہے ”سلامت بر تو اسے د سلامت“ منہ +

جن میں انسانوں کے افعال کا دخل ہوگا۔ سو اس کے مطابق لیکھرام کی نسبت پیشگوئی ظہور میں آئی کیونکہ یہ نشان بالواسطہ ظاہر ہوا۔ اور کسی نے لیکھرام کو قتل کر دیا۔ پس ظاہر ہے کہ اس پیشگوئی میں کسی انسان کے دل کو خدا نے ابھارا تا اس کو قتل کرے اور ہر ایک پہلو سے اس کو موقعہ دیا کہ تادہ اپنا کام انجام تک پہنچا دے۔ پس خدا تعالیٰ نے ہر فتح عظیم کے ذکر کرنے سے پہلے پیشگوئی کے ظاہر کرنے کے لئے دو مختلف فقرہوں کو ذکر فرمایا۔ اول یہ کہ یصلی اللہ من عندہ۔ دوم یہ کہ یصلی اللہ من عندہ۔ رجال فوجی الیہ من السماء۔ اس تقسیم کی یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے پادریوں کو شرمندہ کرنے کے لئے فرمایا کہ اگر تم نے ہمدے ایک نشان کو مخفی کرنا چاہا تو کیا حرج ہے ہم اس کے عوض میں دو نشان ظاہر کریں گے۔ ایک وہ نشان جو بلا واسطہ ہمارے ہاتھ سے ہوگا۔ اور دوسرا وہ نشان جو ایسے لوگوں کے ہاتھ سے ظہور میں آجائے گا جن کے دلوں میں ہم ڈال دیں گے کہ تم ایسا کرو تب فتح عظیم ہوگی۔

اب انصاف سے دیکھو اور ایمان سے نظر کرو کہ یہ دونوں نشان پچھنے نشان جلسہ مذاہب اور نشان موت لیکھرام مابین بعد شائع ہونے پر اپنی احمدیہ کے ظہور میں آئے ہیں۔ کیا یہ انسان کی طاقت ہو سکتی ہے؟ یہ بھی ظاہر ہے کہ جلسہ مذاہب سے پہلے جو اشتہار الہامی شائع کئے گئے تھے۔ اُن میں صاف طور پر لکھا گیا تھا کہ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ مضمون تمام مضامین پر غالب رہے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ دیکھو اخبار سول ملٹری گورٹ۔ اخبار آمزرد۔ مخبر دکن۔ پیسہ اخبار۔ سراج الاخبار

۴۸ پیسہ اخبار اور سفیر گورنمنٹ میں لکھا ہے کہ لیکھرام کا ایک محنت بھاری تعلق تھا یعنی وہ اس عورت کے کسی حادثہ کے اتنے سے قتل کیا گیا۔ کیسی ذلت کی موت ہے۔ اور اگر اسی کا نام شہادت ہے تو گواہیں کہنا چاہیے کہ وہ کسی عورت کی نگاہ کی پھری سے شہید ہو چکا تھا۔ آخر وہی پھری تہری صورت پر اس کو لگ گئی۔ مگر قتل کا سبب یہی ہے تو لیکھرام کی پاک زندگی کا ثوب ثبوت ہے۔

مشیر ہند۔ وزیر ہند سیالکوٹ۔ صادق الاخبار بہاؤ پور۔ پس یہ خدا کا بلا واسطہ فعل تھا۔ کہ ہر ایک دل کی خواہش کے مخالف ان سے اقرار کرایا کہ وہی مضمون غالب رہا۔ مگر دوسرے نشان میں قاتل کے دل میں قتل کی خواہش ڈال دی اور اس طرح پر دونوں نشان بلا واسطہ اور بلا واسطہ خلق اللہ کو دکھلا کر پادریوں اور اسلامی مولویوں اور ہندوؤں کے مکہ کو ایک دم میں پاش پاش کر دیا۔ اور ممکن نہ تھا کہ وہ اپنی شرارتوں سے باز آجاتے جب تک خدا ایسے کھلے کھلے نشان ظاہر نہ کرتا۔

اسی کی طرف وہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۰۶ میں اشارہ فرماتا ہے۔ اور کہتا ہے

لحمیک الدین کفروا من اهل الکتاب والمشرکین منفکین حتی
تاتیہم البیتۃ وکان کیدہم عظیما۔ یعنی ممکن نہ تھا کہ نصاریٰ اور مسلمان
مسلماں اور ہندو اپنے انکاروں سے باز آجاتے جب تک اُن کو کھلا کھلا نشان نہ ملتا
اور اُن کا مکہ بہت بڑا تھا۔ پھر بعد اس کے اسی صفحہ میں فرمایا کہ اگر خدا ایسا نہ کرتا
تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا۔ یہ اس بات کی اشارہ ہے کہ پادریوں نے اہم کی پیشگوئی
کو باعث اپنے اخفاء کے لوگوں پر مشتبہ کر دیا تھا۔ پس اگر لیکھرام کی نسبت جو
پیشگوئی تھی جس کی شونہیوں نے ثابت کر دیا تھا کہ وہ رجوع کرنے والا نہیں ایسی ہی
مخفی رہ جاتی تو تمام حق خاک میں مل جاتا۔ اور نادان لوگوں کے خیالات سخت ناپاک
ہو جاتے اور جاہل قریب قریب دہریوں کے بن جاتے۔ سو آسمانوں اور زمینوں کے
مالک نے چاہا کہ لیکھرام حق کے اظہار کا فدیہ ہو اور سچے دین کی سچائی ظاہر کرنے کے
لئے بطور بلیدان کے ہو جائے۔ سو وہی ہوا جو خدا نے چاہا۔

ایک انسان کے بارے جانے کی ہمدردی بجائے خود ہے۔ مگر یہ بات بہت دلوں
کو تاریکی سے نکالنے والی ہے کہ خدا نے جلسہ مذاہب کے نشان کے بعد یہ ایک
عظیم الشان نشان دکھایا۔ چاہیے کہ ہر ایک رُوح اس ذات کو مسجدہ کرے جس

نے ایک بندہ کی جان لے کر ہزاروں مُردوں کو زندہ کرنے کی بنیاد ڈالی۔ اور پھر اسی پیشگوئی کی طرف براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۲۲ میں یہ الہام اشارہ فرماتا ہے کہ ”بمخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار۔ رب الافواج اس طرف توجہ کرے گا۔ اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے مُنہ کی باتیں ہیں“ پس جس عظیم الشان نشان کا اس الہام میں وعدہ ہے وہ یہی نشان ہے جس سے مطابق الہام ہذا کے اعلا دکنہ اسلام ہوا۔ اور صفحہ ۵۵۷ براہین احمدیہ میں اسی نشان کا ذکر ہے۔ جس کا پہلا فقرہ یہ ہے کہ میں اپنی چمکا دکھلاؤں گا یعنی ایک جلالی نشان ظاہر کروں گا اور سُرخ چشم آریہ میں ایک کشف ہے جس کو گیارہ برس ہو گئے۔ جس کا ماحصل یہ ہے کہ خدا نے ایک خون کا نشان دکھلایا۔ وہ خون کپڑوں پر پڑا جو اب تک موجود ہے۔ یہ خون کیا تھا۔ وہی لیکھرام کا خون تھا۔ خدا کے آگے جھک جاؤ کہ وہ برتر اور بے نیاز ہے!! بعض آریہ اخبار والوں نے یہ تعجب کیا کہ لیکھرام کی نسبت جو پیشگوئی کی گئی ہے اور اس کی مدت بتائی گئی، دن بتایا گیا۔ موت کا ذریعہ بتایا گیا۔ یہ باتیں کب ہو سکتی ہیں جب تک ایک بھاری سازش اس کی بنیاد نہ ہو۔ چنانچہ پرچہ ضمیمہ سہما چار ۱۱ ہو۔ ۳ مارچ ۱۹۷۷ء اور ضمیمہ انیس ہند میرٹھ ۳ مارچ ۱۹۷۷ء نے اس بارے میں بہت زہر اگلا ہے۔ ایڈیٹر انیس ہند اپنے پرچہ کے ۱۳ صفحہ میں یہ بھی کہتا ہے کہ ”ہمارا ماتھا تو اسی وقت ٹھنکا تھا جب مرزا غلام احمد قادیانی نے آپ کی وفات کی بابت پیشگوئی کی تھی مدد ان حضرات کو کیا علم غیب تھا؟“

اب واضح ہو کہ یہ تمام صاحب آپ اس بات کو تنقیح طلب ٹھیراتے ہیں کہ کیا خدا نے اس شخص کو علم غیب دیا تھا؟ اور کیا خدا سے ایسا ہونا ممکن ہے؟ سو اس وقت ہم بطور نمونہ بعض اور پیشگوئیوں کو درج کرتے ہیں تا ان نظام کو دیکھ کر آریہ

صاحبوں کی آنکھیں کھلیں۔ اور وہ یہ ہیں۔ اول۔ احمدیگ ہوشیار پوری کی موت کی پیشگوئی جس کی نسبت لکھا گیا تھا کہ وہ تین برس کی میعاد میں فوت ہو جائے گا۔ اور ضرور ہے کہ اپنے مرنے سے پہلے اور مصیبتیں بھی دیکھے۔ چنانچہ اس نے اس اشتہار کے بعد اپنے پسر کے فوت ہونے کی مصیبت دیکھی اور پھر اس کی ہمشیرہ عزیزہ کی وفات کا ناگہانی واقعہ اس کی نظر کے سامنے وقوع میں آیا اور بعد اس کے وہ تین سال کی میعاد کے اندر خود بمقام ہوشیار پور فوت ہو گیا۔ اب بتاؤ کہ اس کی موت میں میری طرف سے کس کے ساتھ سازش ہوئی تھی؟ کیا تپ محرقہ کے ساتھ؟

دوم۔ دوسری پیشگوئی شیخ مہر علی رئیس ہوشیار پور کی مصیبت کے بارے میں تھی جو اس پر ناحق کے خون کا الزام لگایا گیا تھا۔ شیخ مذکور ہوشیار پور میں زندہ موجود ہے۔ اس کو پوچھو کہ کیا اس مقدمہ کے آثار ظاہر ہونے سے پہلے میں نے اپنے خدا سے خبر لے کر کوئی اطلاع اس کو دی ہے یا نہیں۔

سوم۔ تیسری پیشگوئی سردار محمد حیات خاں جج کی نسبت اس وقت کی گئی تھی

حاشیہ۔ اس پیشگوئی کے دو حصے تھے۔ ایک احمدیگ کی نسبت اور ایک اس کے داماد کی نسبت اور پیشگوئی کے بعض الہامات میں جو پہلے سے شائع ہو چکے تھے یہ شرط تھی کہ توبہ اور خوف کے وقت موت میں تاخیر ڈال دی جائے گی۔ سو افسوس کہ احمدیگ کو اس شرط سے فائدہ اٹھانا نصیب نہ ہوا کیونکہ اس وقت اس کی بد قسمتی سے اس نے اور اس کے تمام عزیزوں نے پیشگوئی کو انسانی مکر اور فریب پر حمل کیا اور ٹھٹھا اور ہنسی شروع کر دی اور وہ ہمیشہ ٹھٹھا اور ہنسی کرتے تھے کہ پیشگوئی کے وقت نے اپنا منہ دکھلادیا۔ اور احمدیگ ایک محرقہ تپ کے ایک دو دن کے حملہ سے ہی اس جہان سے رخصت ہو گیا۔ تب تو ان کی آنکھیں کھل گئیں اور داماد کی بھی فکر پڑی اور خوف اور توبہ اور سنا ساز روزہ میں عزتیں لگ گئیں اور مارے ڈر کے ان کے کلیجے کا تپ اٹھ گیا۔ پس ضرور تھا کہ اس درجہ کے خوف کے وقت خدا اپنی شرط کے موافق عمل کرتا۔ سو وہ لوگ سخت احمق اور کاذب اور ظالم ہیں جو کہتے ہیں کہ داماد کی نسبت پیشگوئی پوری نہیں ہوئی بلکہ وہ بریکی طور پر حالت معزورہ کے موافق پوری ہو گئی اور دوسرے پہلو کی انتظار ہے۔

جبکہ سردار مذکور ایک ناحق کے الزام میں مآخوذ ہو گیا تھا۔ اب پوچھنا چاہیے کہ کیا درحقیقت کوئی ایسی پیشگوئی نامبرہ کی مخلصی کے بارے میں بیش از دقت کی گئی تھی یا اب بنائی گئی ہے۔ اور مجھے یاد پڑتا ہے کہ اس پیشگوئی کا براہین میں بھی ذکر ہے۔

چہارم۔ جو تھی پیشگوئی سید احمد خان کے سی۔ ایس۔ آئی کی نسبت خدا تعالیٰ سے الہام پاکر اشتہار یکم فروری ۱۸۸۸ء میں کی گئی تھی کہ اُن کو کوئی سخت صدمہ پہنچنے والا ہے۔ اب سید احمد خاں صاحب کو پوچھنا چاہیے کہ اس پیشگوئی کے بعد آپ کو کوئی ایسا سخت صدمہ پہنچا ہے یا نہیں جو معمولی ہم دغم نہ ہو بلکہ وہ امر ہو جو جان کو زیر و زبر کرنے والا ہو۔

پنجم۔ پانچویں پیشگوئی میں نے اپنے لڑکے محمود کی پیدائش کی نسبت کی تھی کہ وہ اب پیدا ہوگا۔ اور اس کا نام محمود رکھا جائے گا اور اس پیشگوئی کی اشاعت کے لئے سبز ورق کے اشتہار شائع کئے گئے تھے جو اب تک موجود ہیں اور ہزاروں آدمیوں میں تقسیم ہوئے تھے۔ چنانچہ وہ لڑکا پیشگوئی کی میعاد میں پیدا ہوا۔ اور اب نویں سال میں ہے۔

ششم۔ چھٹی پیشگوئی شریف کے بارے میں جو میرا تیسرا لڑکا ہے کی گئی تھی اور رسالہ نورالمق میں بیش از دقت خوب شائع ہو گئی تھی۔ چنانچہ اس کے موافق لڑکا پیدا ہوا جو اب خدا کے فضل سے چند روز تک دوسرے سال کو ختم کرنے والا ہے۔

حاشیہ۔ بعض جاہل محض جہالت سے یہ شبہ پیش کرتے ہیں کہ جب پہلے لڑکے کا اشتہار دیا تھا اس وقت لڑکی کیوں پیدا ہوئی۔ مگر وہ خوب جانتے ہیں کہ اس اعتراض میں وہ سراسر خیانت کر رہے ہیں اگر وہ سچے ہیں تو ہمیں دکھادیں کہ پہلے اشتہار میں یہ لکھا تھا کہ پہلے ہی جمل میں ۱۵ سطر لڑکا پیدا ہو جائے گا اور اگر پیدا ہونے کے لئے کوئی وقت اشتہار میں بتلایا نہیں گیا تھا تو کیا خدا کو اختیار نہیں تھا کہ جس وقت چاہتا اپنے وعدہ کو پورا کرتا۔ ہاں سبز اشتہار میں صریح لفظوں میں بلا توقف لڑکا پیدا ہونے کا وعدہ تھا سو محمود پیدا ہو گیا۔ کس قدر یہ پیشگوئی عظیم الشان ہے۔ اگر خدا کا خوف ہے تو پاک دل کے ساتھ سمجھو!

ہفتم ساتویں پیشگوئی اشتہار ۱۸۸۶ء میں دیپ سنگھ کے بارے میں تھی جو وہ
قصد پنجاب سے ناکام رہے گا۔ اور صد ہندو اور مسلمانوں کو عام جلسوں میں یہ
پیشگوئی سنادی گئی تھی۔

ہشتم۔ اٹھویں پیشگوئی جلسہ مذاہب کے نتیجے میں تھی کہ اس میں میرا مضمون
غالب رہے گا۔ اور یہ اشتہارات لاہور اور دوسرے مقامات میں پیش از وقت ہزاروں
ہندو مسلمانوں میں تقسیم کر دیئے گئے تھے۔ اب سول ملٹری کو پوچھو۔ آئزور سے
سوال کرو۔ اور مشیر ہند اور وزیر ہند اور پیسہ اخبار اور صادق الاخبار اور مہراج الاخبار
اور مخبر کن کو ذرہ غور سے پڑھو تا معلوم ہو کہ کس زور سے الہام الہی نے اپنی سچائی ظاہر کی۔
نہم۔ نویں پیشگوئی قادیان کے ایک ہندو بشمیر داس نام کے ایک فوجداری
مقدمہ کے متعلق تھی۔ یعنی بشمیر داس بقید ایک سال مقید ہو گیا تھا اور اس
کے بھائی شرمیت نام نے جو سرگرم آریہ ہے مجھ سے دُعا کی التجا کی تھی اور نیز
یہ پوچھا تھا کہ اس کا انجام کیا ہوگا۔ میں نے دُعا کی اور کشفی فطر سے میں نے
دیکھا کہ میں اس دفتر میں گیا ہوں جہاں اس کی قید کی مسل تھی۔ میں نے اس
مسل کو کھولا اور برس کا لفظ کاٹ کر اس کی جگہ چھ بیس لکھ دیا اور پھر مجھے
الہام الہی سے بتلایا گیا کہ مسل چیف کورٹ سے واپس آئے گی اور برس کی جگہ چھ
ہینہ رہ جائے گی لیکن بری نہیں ہوگا۔ چنانچہ میں نے یہ تمام کشفی واقعات شرمیت
آریہ کو جو اب تک زندہ موجود ہے نہایت صفائی سے بتلا دیئے اور جب میں نے
بتلایا اور بعینہ وہ باتیں ظہور میں آگئیں تو اُس نے میری طرف لکھا کہ آپ خدا کے
نیک بندہ ہو اس لئے اُس نے آپ پر غیب کی باتیں ظاہر کر دیں۔ پھر میں نے براہین
اسلامیہ میں یہ تمام الہام اور کشف نتائج کر دیا۔ یہ شخص شرمیت نہایت متعصب آریہ
ہے جس کو میرے خیال میں آریہ مذہب کی حمایت میں خدا کی بھی کچھ پروا

نہیں۔ مگر بہر حال خدا نے اس کو میرا گواہ بنا دیا۔ اگر میں نے اس قصہ میں ایک ذرہ جھوٹ بولا ہے تو وہ قسم کھا کر ایک اشتہار اس مقصود کا شائع کر دے کہ میں پر ہمیشہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ بیان سراسر جھوٹ ہے۔ اور اگر جھوٹ نہیں تو میرے پر ایک برس تک سخت عذاب نازل ہو۔ پس اگر اس پر وہ فوق العادت عذاب نازل نہ ہوا کہ خلقت بول اُسٹھے کہ یہ خدا کا عذاب ہے تو مجھے جس موت سے چاہو، ہلاک کرو۔ اس میں میری طرف سے یہ شرط ہے کہ انسان کے ذریعہ سے وہ عذاب نہ ہو۔ محض بلا واسطہ آسمانی عذاب ہو۔

یہ تو ممکن ہے کہ یہ شخص قوم کی رعایت سے یوں ہی انکار کر دے یا بغیر اس قسم پیش کردہ کے اشتہار بھی دے دے۔ کیونکہ میں نے اس قوم میں خدا کا خوف نہیں پایا۔ مگر ممکن نہیں کہ وہ قسم کھا دے اگرچہ دوسرے آدمی اس کو ہلاک کر دیں۔ لیکن اگر قسم کھائے تو خدا کی غیرت ایک بھاری نشان دکھائیگی ایسا نشان دکھائے گی کہ دنیا میں فیصلہ ہو جائے گا۔ اور زمین آسمانی نور سے بھر جائے گی۔

میرے اور بھی بہت نشان ہیں۔ اگر لکھے جائیں تو ایک کتاب بن جائے گی۔ میں جانتا ہوں کہ بالفعل اسی قدر کافی ہے۔

المشتہر خاکسار میرزا غلام احمد قادیانی ؒ

(۱۵ مارچ ۱۸۹۷ء)

(یہ اشتہار ۲۰×۲۶ کے چار سطحوں پر ہے)

(مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان)

نوٹ از مرتب ہذا۔ اس اشتہار کے متعلق تین نوٹ بھی ہیں جو اگلے صفحہ ۳۶۴ پر نقل ہو چکے ہیں (الترتب)

نوٹ ۱۔ چندات لیکھرام کا اس طرز سے مارا جانا آریہ صاحبوں کو ایک سبق دیتا ہے اور وہ یہ کہ آئندہ کسی نو مسلم کے شذہ کرنے کے لئے کوشش نہ کریں۔ اگر کوئی اسلام میں داخل ہوتا ہے تو اس کو ہونے دیں۔ آخر شذہ ہونے والے کو دیکھ لیا کہ اس کا نتیجہ کیا ہوا۔ اور دوسرے اس واقعہ سے یہ بھی سبق ملتا ہے کہ آئندہ یہ خواہش نہ کریں کہ کوئی دوسرا لیکھرام یعنی بدبناٹیلو میں اس کا نانی تلاش کرنا چاہیئے۔ لیکن اگر فی الواقعہ وہ بات صحیح ہے جو پیسہ اخبار اور سفیر میں لکھی گئی ہے، یعنی یہ کہ اس کے قتل کا سبب صرف بدکاری ہے اور یہ کام کسی غیر ہندو لڑکی کے باپ یا خاوند کا ہے جیسا کہ بقول پیسہ اخبار کثرت رائے اسکا طرف ہے تو آئندہ نیک چلن و اعظا تلاش کرنا چاہیئے۔

تجرب کی بات ہے کہ جس حالت میں بوجہ بیان پیسہ اخبار کے زیادہ مشہور روایت یہی ہے کہ واردات قتل کا موجب کوئی بھارتی تعلق ہے تو کیوں اس طرف تحقیقات کے لئے توجہ نہیں کی جاتی اور کیوں ایسے ہندوؤں کے اظہار نہیں لئے جاتے جن کے مونہ سے یہ باتیں نکلیں۔ اور کیا یقین ہے کہ وہی بات ہو کہ ڈھنڈورا شہر میں لڑکا بغل میں۔ منہ ۶

نوٹ ۲۔ بعض صاحب عیسائیوں میں سے اعتراض کرتے ہیں کہ اگرچہ لیکھرام کی نسبت پیشگوئی پوری ہو گئی مگر ہندوؤں نے اس کو مرنے کے بعد ذلت کی نظر سے نہیں دیکھا۔ ایسا حذر ایک عیسائی کے منہ سے نکلنا نہایت افسوس کی بات ہے۔ بھلا منصف بتلا دیں کہ جب ہم نے پیشگوئی کے پورا ہونے کو اسلام کی سچائی کا ایک معیار ٹھہرایا تھا۔ اور خدا نے لیکھرام کو ملہ کر مسلمانوں کی ہندوؤں پر ڈگری کر دی تو اس حالت میں نہ صرف لیکھرام بلکہ پچھیت مذہبی اس تمام فرقہ کی عزت میں فسق آگیا۔ یہی وحش کی عزت۔ تو اس کا ڈاکٹر کے اہل سے پھرے جانا کیا یہ عزت کی بات

ہے۔ اور چال چلن کی عزت کا یہ حال ہے کہ پیسہ اخبار ۱۳ مارچ ۱۸۹۶ء میں لکھا ہے کہ ”اس شخص کے مارے جانے کی مشہور روایت یہ ہے کہ یہ شخص کسی عورت سے ناجائز تعلق رکھتا تھا اور یہی عام طور پر کہا جاتا اور یقین کیا جاتا ہے۔“ فقط۔ پس اس سے زیادہ ذلت کا اور کیا نمونہ ہوگا کہ جان بھی گئی۔ اور اکثر شہر کے لوگ اس کی وجہ بدکاری ٹھہراتے ہیں۔ منہ ۳

نوٹ۔ ایک نشان عقل مندوں کے لئے یہ ہے کہ شیخ نجفی نے چالیس دقیقہ میں نشان دکھلانے کا وعدہ کیا تھا۔ اور ہم نے یکم فروری ۱۸۹۶ء سے چالیس روز میں دیکھو حاشیہ اشتہار یکم فروری ۱۸۹۶ء صفحہ ۳ جس کی عبارت یہ ہے۔ اگر نشانہ از ما دریں مدت یعنی چھل روز بظہور آمد و ازیشاں یعنی از شیخ نجفی چیزے بظہور نیامد ہمیں دلیل بر صدق ما و کذب شاں خواہر بود۔ سو یکم فروری ۱۸۹۶ء سے ۳۵ دن تک یعنی چالیس روز کے اندر نشان موت پنڈت لیکھرام وقوع میں آگیا۔ نجفی صاحب یہ تو بتلا دیں کہ یکم فروری ۱۸۹۶ء سے آج تک کتنے دقیقے گزر گئے ہیں۔ افسوس کہ نجفی نے کسی منارہ سے گر کے بھی نہ دکھلایا۔

گر ہمیں لاف و گراف شیخی است یا شیخ نجدی بہتر از صد نجفی است

منہ

(۱۶۴)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عرضیہ کے تحت گورنمنٹ عالیہ انگریزی

اس عرضیہ میں پہلے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں کون ہوں۔ سو مختصر عرض یہ ہے کہ میں اس نواح کے ایک رئیس اور سرکار انگریزی کے سچے خیر خواہ کا بیٹا ہوں جن کا نام میرزا غلام مرتضیٰ تھا جن کا ذکر رئیس ان پنجاب مسٹر گرین میں موجود ہے۔ وہ گورنمنٹ کے وفادار خیر خواہ تھے جنہوں نے ۱۸۵۷ء میں پچاس گھوڑوں سے معہ سواروں کے سرکار انگریزی کو مدد دی اور وہ اس ضلع میں ہریک موقعہ مدد کے وقت سرکار انگریزی کو کام آتے رہے ہیں اور ہریک مدد کے کام میں اپنی حیثیت کے موافق اس ضلع میں ان کا قدم سبقت رکھتا تھا۔ اور حکام وقت اُن کو بڑے لطف اور مہربانی کی نظر سے دیکھتے تھے اور گورنر جنرل کے دربار میں ان کو کرسی ملتی تھی اور شہرہ کی خیر خواہی کے عوض سرکار انگریزی نے ان کو انعام بھی دیا تھا۔ تو ان کے گزر پر جو گوردا سپورہ کے قریب واقع ہے۔ جب باغیوں کا عبور ہوا تو ان مفسدوں کے مقابلہ میں جن لوگوں نے سپاہیانہ بہادری دکھائی تھی اُن میں سے میرا حقیقی بھائی میرزا غلام قادر مرحوم تھا جس کو اس شجاعت پر خوشنودی مزاج کی حکام کی طرف سے چٹھیاں ملی تھیں۔ اور میں بذات خود سترہ برس سے سرکار انگریزی کی ایک ایسی خدمت میں مشغول ہوں کہ درحقیقت وہ ایک ایسی خیر خواہی گورنمنٹ عالیہ کی مجھ سے ظہور میں آئی ہے کہ میرے بزرگوں سے زیادہ ہے اور وہ یہ کہ میں نے بیسیوں کتابیں عربی اور فارسی اور اردو میں اس عرض سے تالیف کی ہیں کہ اس گورنمنٹ محسنہ سے ہرگز

جہاد درست نہیں بلکہ سچے دل سے اطاعت کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔
چنانچہ میں نے یہ کتابیں بصرہ زر کثیر چھاپ کر بلاد اسلام میں پہنچائی ہیں۔ اور میں
جانتا ہوں کہ ان کتابوں کا بہت سا اثر اس ملک پر بھی پڑا ہے۔ اور جو لوگ میرے
ساتھ مریدی کا تعلق رکھتے ہیں۔ وہ ایک ایسی جماعت طیار ہوتی جاتی ہے کہ جن کے
دل اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی سے لبالب ہیں۔ ان کی اخلاقی حالت اعلیٰ درجہ پر
ہے اور میں خیال کرتا ہوں کہ وہ تمام اس ملک کے لئے بڑی برکت ہیں اور گورنمنٹ
کے لئے دلی جان نثار۔

اب اس تہید کے بعد میں اصل مطلب کو لکھتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ جب سے سکیم
پشاور کی جو آریہ صاحبوں کا ایک واعظ تھا۔ لاہور میں کسی کے ہاتھ سے قتل کیا گیا ہے۔
عجیب طرح پر آریوں اور ہندوؤں کا شور و غوغا عام مسلمانوں کی نسبت عموماً اور
میری نسبت خصوصاً پھیل رہا ہے۔ اور بنیہ کسی ثبوت کے کھلے کھلے طور پر قتل کی
تہمتیں میری نسبت لگا رہے ہیں۔ اور ان کی تیز تحریروں سے پایا جاتا ہے کہ وہ ایک
ایسے حملہ کی طیاری کر رہے ہیں جو نہ صرف میرے لئے بلکہ عام مسلمانوں کے لئے اور
گورنمنٹ کے انتظام کے لئے خطرناک ہے اور اخبارات اور خطوط سے معلوم ہوتا ہے
کہ ان مفسدانہ ارادوں کے بانی مبنی صرف چند آدمی ہیں۔ جو لاہور اور گوجرانوالہ اور
امرتسر اور بٹالہ اور چند دوسرے قصبوں کے باشندے ہیں۔ غالباً وہ اپنی تعداد میں
پچاس سے زیادہ نہیں ہوں گے اور باقی لوگ درحقیقت انہیں سرغونوں کے افرودختہ ہیں
اور انہیں کی بھرکائی ہوئی آگ کے شعلے ہیں۔ جس وقت میں خیال کرتا ہوں کہ ان دنوں میں
یہ آریہ صاحبان عام مسلمانوں کو کیا کیا دھمکیاں دے رہے ہیں اور جیسا کہ اخبار رابرہند
۵ مارچ ۱۹۴۷ء میں افواہ بیان کیا گیا ہے۔ پشاور کے سکھوں کی پلٹنوں کو کس طور سے اغوا
کرنے کے لئے کوشش کی گئی ہے تو میں دیکھتا ہوں کہ اس وقت سرکار انگریزی کا بڑا فرض

ہے کہ قبل اس کے جو اس ارادہ فساد کا کوئی خطرناک اشتعال پیدا ہو اپنی آسن تدبیر سے اس کو روک دے۔ گورنمنٹ کو یہ امید نہیں رکھنی چاہیئے کہ آریہ صاحبان اس وقت نرمی اور دلبوئی اور حکمت عملی کے نیک سلوک سے امن کے طالب ہو جائیں گے۔ بلکہ اس وقت سیاست مدنی کے قوانین کو پورے طور پر استعمال کرنا عین علاج ہے۔ یہ سوچنے کا مقام ہے کہ جبکہ آریہ صاحبوں میں ایک جھوٹے اور ناحق کے الزام پر جو مسلمانوں پر لگایا جاتا ہے اس قدر جوش پیدا ہو گیا ہے۔ پھر اگر یہ لوگ واقعی طور پر جیسا کہ دھکیاں دیتے ہیں کسی نامی مسلمان کو قتل کر دیں گے یا قتل کا اقدام کریں گے تو اس جوش کا کیا حال ہوگا جو مسلمانوں میں ہندوؤں کے مقابل پر پیدا ہو سکتا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ اب تک مسلمانوں نے بہت صبر کیا ہے۔ انہوں نے بہت سی گندی گالیاں اس فرقہ کی سُنیں اور اشتہار دیکھے مگر وہ چُپ رہے۔ لیکن آخر وہ بھی انسان ہیں۔ کیا تعجب کہ بہت دکھائے جانے سے اُن میں بھی اشتعال پیدا ہو! پس کیا حفظ ماتقدم کے طور پر اس کا تدارک ضروری نہیں ہے ۱۱۹

میں اس وقت خاص طور پر ایک اور بات کی طرف گورنمنٹ کو توجہ دلاتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اخبار آفتاب ہند مطبوعہ ۱۸ مارچ ۱۸۹۶ء کے صفحہ ۵ پہلے کالم میں ایک صاحب ہند و ایم آر بشیتر داس میری نسبت ایک مضمون لکھتے ہیں جس کا عنوان یہ ہے۔ ”مرزا قادیانی خبردار“ اور پھر تحریر فرماتے ہیں کہ ”مرزا قادیانی بھی امروز فردا کا جہان ہے۔ بکرے کی ماں کب تک خیر مناسکتی ہے۔ آجکل اہل ہندو کے خیالات مرزا قادیانی کی نسبت بہت بگڑے ہوئے ہیں بلکہ عموماً مسلمانوں کی بابت۔ پس مرزا قادیانی کو خبردار رہنا چاہیئے کہ وہ بھی بکر عید کی قربانی نہ ہو جاوے۔“

اور پھر اخبار المیزان ہند ۱۵ مارچ ۱۸۹۶ء میں صفحہ ۱۴ پہلے کالم میں لکھا ہے۔ ”کہتے ہیں کہ ہندو قادیان والے کو قتل کر آئیں گے۔ اور یہ بھی افواہ ہے کہ علی گڑھ والے

بوڑھے کا بھی خاتمہ کیا جائے گا“ اور اس بارے میں جس قدر خط مجھ کو پہنچے ہیں۔ اُن کا اس وقت لکھنا ضروری نہیں۔ وہ خط محفوظ ہیں۔

اب گورنمنٹ عالیہ سے جو خاص التماس ہے وہ یہ ہے کہ ایسے ارادے اُچھے نظر ایک شخص کی نسبت ہوں مگر چونکہ وہ ایک مذہبی رنگ اپنے اندر رکھتے ہیں اس لئے اُن کا شروع ہونا عام طور پر فساد پھیلنے کی ایک بنیاد سمجھی جاتی ہے۔ قادیان ایک ایسی جگہ ہے جو بجز چند چوکیداروں کے گورنمنٹ کی طرف سے اس میں کوئی تھکانہ یا چوکی نہیں۔ یہ بات نہایت ضروری ہے کہ اس وقت گورنمنٹ عالیہ سرکاری انتظام کی نیت سے جس قدر مناسب سمجھے چند سپاہی مسلمانوں میں سے قادیان میں اس وقت تک متعین کرے جس وقت تک آریہ صاحبوں کی آنکھیں نیلی سیلی معلوم ہوتی ہیں۔ اور دوسرے یہ کہ جیسے بشیر داس نے آفتاب ہند میں صاف طور پر میری نسبت لکھ دیا ہے کہ آریہ صاحب بڑے عید تک اُن کے قتل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اور نیز رہبر ہند نے بھی لکھا ہے۔ ایسی قطعی اور یقینی خبریں گورنمنٹ کی توجہ کے لائق ہیں۔ کیا گورنمنٹ کا قانون تدبیر امن اس وقت فرض نہیں کرتا کہ ایسے لوگوں کے چمکے لینے کے لئے توجہ کی جائے جنہوں نے کچھ بھی اس باسیاست عملداری کا لحاظ نہ کر کے سکھوں کے زمانہ کارنگ دکھایا اور بے دھرمک بول اُٹھے کہ فلاں فلاں آدمی کو ہم ضرور قتل کر دیں گے کیا ایسی بے باکی کی تحریروں میں گورنمنٹ کی حکومت کی کسر شان نہیں ہے ؟

اگر ایسی خبروں کے شائع کرنے والے صرف مسلمان ہوتے تو شاید کوئی خیال کرتا کہ تعصب سے ایسا لکھا ہے مگر اب تو یہ ہندو صاحبوں کا بیان ہے۔ کیا اب تک وقت تک نہیں آیا کہ اس کی طرف توجہ کی جائے۔ کیا بشیر داس سے پوچھا نہ جائے کہ وہ ایسے لوگوں کے نام بیان کرے جو قتل کے لئے تیاری کر رہے ہیں اور پھر اُن سے بھاری بھاری ٹھکے لئے جائیں کیونکہ بشیر داس بھی ایک ہندو ہے اور اس کا یہ بیان

بہت اعتقاد کے لائق ہے۔

اور میں اس وقت ضروری نہیں دیکھتا کہ جو آدمیوں کو میری نسبت اشتعال پیدا ہوا ہے اس کی وجہ بیان کروں کہ وہ کون کون سی ہیں اپنے ایک بڑے اشتہار میں مفصل و بوجہ بیان کر چکا ہوں۔ لیکن اس جگہ اس قدر لکھنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا کہ یہ پیشگوئی جس کی میعاد کے اندر اور عین تاریخ تقریباً لیکھرام بہوت قتل راہی ملک بقاء ہوا ہے وہ صرف چھ برس سے نہیں ہے جیسا کہ آریہ صاحبوں کا خیال ہے بلکہ یہ پیشگوئی سترہ برس سے ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ عرصہ سترہ برس کا ہوا ہے کہ براہین احمدیہ میں تین پیشگوئیاں تین مختلف فرقوں کی نسبت درج ہوئی تھیں۔ اور تین قسموں کا ذکر کیا گیا تھا (۱) ایک پادری صاحبوں اور ان کے شور و غوغا کی نسبت جو انہوں نے ڈپٹی آفیم صاحب کی میعاد گزرنے پر کیا۔ (۲) دوسری پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں اور ان کے سرغنہ محمد حسین اور ان کے اتباع مسلمانوں کی نسبت جو انہوں

اطلاع۔ براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں ایک پیشگوئی گورنمنٹ برطانیہ کے متعلق ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ دماکان اللہ لیعد بہم دانت فیہ ہداینا تو لو افشتم وجہ اللہ۔ یعنی خدا ایسا نہیں ہے کہ اس گورنمنٹ کو کچھ تکالیف پہنچائے حالانکہ تو ان کی مملداری میں رہتا ہو۔ جدھر تیرا منہ خدا کا اسی طرف منہ ہے چکر خواتما جانتا تھا کہ مجھے اس گورنمنٹ کی پورا مملکت اور ظل حمایت میں دل خوش ہے اور اس کے لئے میں دُعا میں مشغول ہوں کیونکہ میں اپنے اس کام کو نہ مکہ میں اچھی طرح پہلا سکتا ہوں نہ مدینہ میں نہ روم میں نہ شام میں نہ ایران میں نہ کابل میں۔ مگر اس گورنمنٹ میں جس کے اقبال کے لئے دُعا کرتا ہوں۔ لہذا وہ اس الہام میں اشارہ فرماتا ہے کہ اس گورنمنٹ کے اقبال اور شوکت میں تیرے وجود اور تیری دُعا کا اثر ہے اور اس کی فتوحات

نے محمد پر تکفیر کا فتہ برپا کیا (۳) تیسری پیشگوئی اس چمکدار نشان کی نسبت جو لیکھرام کی موت سے وقوع میں آیا۔ اور اس کے فتہ کا ذکر۔ یہ تینوں پیشگوئیاں تین فتنوں کے ساتھ سترہ برس پہلے شائع ہو چکی ہیں۔ پس اب سوچنا چاہیے کہ کس انسان کو یہ طاقت ہے کہ ان واقعات کی اُس زمانہ میں خبر دے سکتا جبکہ ان واقعات کا نام و نشان نہ تھا۔ مثلاً اسی قتل لیکھرام کی پیشگوئی کو غور سے دیکھنا چاہیے۔ کیا بحر عالم الغیب خدا کے کسی کی قدرت میں ہے کہ ایسی پیشگوئی کرے جس کی ميعاد چھ سال تک محدود کر دی گئی اور ساتھ اس کے حملہ کے دن کی بھی تعیین کر دی گئی اور وہ تاریخ بھی بتلائی گئی جس تاریخ میں یہ واقعہ ظہور میں آیا۔ یعنی دوسری شوال جو ۱۸ مارچ ۱۸۹۷ء ہوتی ہے اور موت کا دن مقرر کر دیا گیا۔ یعنی یہ کہ اس کی وفات کا دن یکشنبہ رات کا وقت ہوگا۔ اور عربی الہام میں بعض جگہ صرف چھ کا لفظ بھی ہے۔ وہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کی موت سے چھ کے عدد کو خاص تعلق ہے۔ یعنی یہ کہ وہ چھ برس کے اندر فوت ہوگا اور ۱۸ مارچ ۱۸۹۷ء کے دن میں اور ۱۷ بجے میں بعد دوپہر کے حملہ ہوگا۔ غرض تینوں صورتوں میں برابر چھ کا تعلق ہے پس کیا یہ باتیں انسان کے اختیار میں ہیں کہ وہ سترہ برس پہلے یعنی اُس وقت کہ جبکہ لیکھرام بارہ تیرہ برس کی عمر کا ہوگا یہ خبر دے دی۔ بلکہ یہ اس خدا کا کام ہے جو زمین و آسمان کو بنانے والا اور عالم الغیب اور تمام مخلوقات پر تصرف کرنے والا

تیرے سبب سے ہیں۔ کیونکہ جہد تیرا منہ اُدھر خدا کا منہ ہے۔

اب گورنمنٹ شہادت دے سکتی ہے کہ اس کو میرے زمانہ میں کیا کیا فتوحات نصیب ہوئیں۔ یہ الہام سترہ برس کا ہے۔ کیا یہ انسان کا فعل ہو سکتا ہے؟

غرض میں گورنمنٹ کے لئے بمنزلہ حوزہ سلطنت ہوں۔ منہ

ہے۔ خدا نے لیکھرام کا نام اپنے الہام میں گوسالہ سامری رکھا ہے۔ اور اس ایک لفظ سے ہر ایک سمجھ دار کو سمجھا دیا ہے کہ گوسالہ کی حمایت کرنے والے خدا کی نظر میں کیسے ہیں اور ان کا انجام کیا ہے۔ تو ریت موجود ہے جس نے دیکھنا ہو دیکھے اور خدا ذوالجلال کی اتنی بے ادبی نہ کرے کہ گویا وہ موجود نہیں۔ کیا جو کچھ ظہور میں آیا۔ یہ انسان کا کام تھا؟ کیا انسان میں یہ طاقت ہے کہ سترہ برس پہلے خبر دیدے؟ !!!

یہ اعتراض عبث ہے کہ کیوں ڈپٹی آتھم پیشگوئی کے مطابق اس طریق سے نہ یو آتھم کی نسبت جو پیشگوئی تھی۔ اس میں یہ سات شرط تھی کہ اگر وہ حق کی طرف رجوع کرے گا تو پیشگوئی کے اثر سے رجوع کی حالت میں بچ جائے گا۔ چنانچہ آتھم نے پیشگوئی کی میعاد میں اسلام کی تکذیب میں ایک لفظ بھی منہ سے نہیں نکالا اور مصیبت زدہ ہو کر ڈرتا رہا جس کا اس کو خود اقرار تھا۔ اور اس کا قسم نہ کھانا زیادہ صفائی سے اس اقرار کو ثابت کر رہا ہے۔ اس لئے ضرور تھا کہ وہ الہام کی شرط سے فائدہ اٹھاتا۔ پھر جب اس نے میعاد کے بعد تکذیب پر منہ کھولا اور قسم سے انکار کیا اور حق کو چھپایا تو خدا نے اس کو اصرار کے وقت پکڑ لیا۔ بعض نادان کہتے ہیں کہ آتھم نے میعاد کے بعد اسلام کی طرف رجوع کرنے سے انکار کیا۔ ہم کہتے ہیں کہ اسی انکار کی شامت سے تو اس کو ہمہماں الہام کے موافق موت آئی۔ اگر یہ انکار میعاد کے اندر کرتا تو میعاد کے اندر ہی اس کو موت آجاتی میعاد کے اندر تو چُپ رہا اور ہر اسان اور لڑکاں رہا۔ اسی لئے الہامی شرط کے موافق تاخیر ہوئی۔ اگر کسی کے پاس آتھم کی ایسی تحریر موجود ہے جو پیشگوئی کی میعاد کے اندر لکھی گئی ہو جس میں اس نے اقرار کیا ہو کہ میں عیسائی ہوں اور اسلام کا مکتب ہوں تو مخالفوں پر لازم ہے کہ وہ تحریر پیش کریں ورنہ میعاد گزرنے کے بعد جو کچھ اس نے تحریر یا تقریراً انکار کیا اسی کا نتیجہ تو اس کی موت تھی۔ سو اس نے انکار کے نتیجہ کو پالیا یعنی جلد مر گیا۔ پھر اس کے بعد کوئی بحث باقی رہی غرض آتھم کی موت بالکل پیشگوئی کے موافق ہوئی۔ یہ سب باتیں پیشگوئی میں درج تھیں۔ پس ایسے بدیہی امر کا انکار بجز ایک بیچیا کے اور کوئی نہیں کر سکتا۔ منہ ۷

مزاج جس سے لیکھرام مرا۔ کیونکہ میں بار بار کہہ چکا ہوں کہ آتھم پیشگوئی کے بعد ڈرا۔ لیکن لیکھرام نہیں ڈرا۔ آتھم نے حیا دکھلایا۔ لیکن لیکھرام نے نہیں دکھلایا۔ آتھم پیشگوئی کو سُنتے ہی بیباکی اور شوخی سے باز آگیا۔ لیکن لیکھرام باز نہیں آیا۔ آتھم پیشگوئی کی میعاد میں چُپ ہو گیا اور اُس کا دل خوف سے بھرا رہا۔ لیکن لیکھرام چُپ نہیں ہوا۔ اور نہ اس کا دل خوف سے بھرا۔ اس لئے وہ خدا جو دلوں کو جانچتا اور پوشیدہ خیالات کو دیکھتا ہے۔ وہ اپنی شرط کے موافق آتھم سے نرمی کے ساتھ پیش آیا کیونکہ وہ ڈرنے والے پر قہر کا پتھر نہیں چلاتا اور کانپتے بدن پر آگ نہیں برساتا۔ پس اُس رحیم خدا نے آتھم سے وہ معاملہ کیا جو ایسے ڈرنے والے سے کرنا چاہیئے تھا۔ لیکن اُس نے لیکھرام کو شوخ اور بد زبان اور حد سے تجاوز کرنے والا پایا۔ اس لئے اس کا قہر بھڑکا۔ اور وہی اُس کی زبان کی چھری اس کے پیٹ کی آفت ہو گئی۔ پس خدا نے آتھم میں اپنی جمالی صفات کو ظاہر کیا اور لیکھرام میں اپنی جلالی صفات کو۔ کیونکہ وہ دھیمے کے ساتھ دھیمہ ہو جاتا ہے اور شوخ اور بیباک کو اپنا قہری حملہ دکھاتا ہے۔ کیا دُنیا گواہی دے سکتی ہے کہ آتھم اور لیکھرام کے مزاج ایک ہی تھے۔ اگر کوئی ایسی گواہی دے گا تو سخت ظلم کرے گا۔ آتھم میں شرم اور حیا تھی اور فطرتی طور پر اس کا دل سچائی کے خوف سے متاثر ہو جاتا تھا۔ اس میں ہرگز شوخی نہیں تھی۔ بلکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ میں نے نیک طبع اور نرمی اور شرم اور حیا اور تہذیب اور راستی کا خوف جلد تر دل میں بٹھانے میں آتھم جیسا ایک بھی شخص عیسائیوں میں اب تک نہیں پایا۔ پس خدا نے جیسا اُس کو پایا ویسا ہی اُس کے ساتھ معاملہ کیا۔ مگر لیکھرام کو آتھم سے کچھ بھی نسبت نہیں۔ یہ ایک شوخ دل چلا بیباک آدمی تھا جس نے گالیوں کے جوش میں نہ حضرت موسیٰ کو چھوڑا۔ اور نہ حضرت عیسیٰؑ کو نہ ہمالے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور یہ سمجھا کہ یہ تمام سلسلہ جھوٹوں اور ناپاکوں کا سلسلہ ہے اور اُن کا تمام زمانہ مکر و فریب کا زمانہ تھا۔

اور صرف وید پر میشر کی طرف سے ہے اور باقی تمام توریت، انجیل، قرآن انسانوں کے اختراع ہیں۔ پس ایسا کب ہو سکتا تھا کہ خدا اپنے نبیوں کی یہ ذلت دیکھے اور چُپ رہے۔ پس خدا اگر حقیر بہت بُر دبا رہے مگر آخر اس کی غیرت نے تقاضا کیا۔ کہ تمام نبیوں کی سچائی کے لئے ہندوؤں کو ایک نشان دے۔

میں پھر کہتا ہوں کہ خدا نے اپنے الہام میں لیکھرام کا نام گوسالہ سامری رکھا ہے اور اب میں دیکھتا ہوں کہ اس کی حمایت میں اس قدر غلو کیا گیا ہے کہ گویا سامری کے گوسالہ کی طرح اس کی پرستش شروع ہو گئی ہے۔ اس کی حمایت میں نہ صرف مسلمانوں کو بلکہ جیسا کہ رہبر ہند ۵ مارچ ۱۸۹۶ء میں بیان کیا گیا ہے عیسائیوں کو بھی دھمکی دی جاتی ہے۔ تعجب ہے کہ آریہ صاحبوں کی کہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے۔ وہ ذرہ نہیں سوچتے کہ لیکھرام کی موت آسمان کے خدا کے حکم سے ہوئی ہے جو سترہ برس پہلے نافذ ہو چکا تھا۔ پھر کسی کا اس میں کیا اختیار ہے۔ بیشک ہمیں بھی لیکھرام کی موت کا درد ہے اور زیادہ اس سے کہ وہ اس حالت میں گذر گیا کہ جب سچائی کا سخت دشمن تھا۔ ہماری طرف سے آریہ صاحبوں کو یہی نصیحت ہے کہ اب خدا سے لڑنا مناسب نہیں۔ بلکہ اپنے دلوں کی اصلاح کرنے کا وقت ہے۔ آریہ صاحبان بار بار کہتے ہیں کہ کیا قانون قدرت اس بات کو مانتا ہے کہ ایسے کھلے کھلے نشانوں کے ساتھ کوئی پیشگوئی خدا کی طرف سے ہو۔ میں کہتا ہوں کہ وہ اس اعتراض میں معذور ہیں کیونکہ وہ اُس خدا سے بے خبر ہیں جو غیبی خبریں دینے پر قادر ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ وید علم غیب سے خالی ہے۔ گویا اُن کا پر میشر ایک نہایت کمزور پر میشر ہے جو غیب کی باتیں بتلانے پر قادر نہیں۔ اس لئے وہ ہمارے قادر خدا کو بھی ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ سو یہ اُن کی غلطی ہے۔ یقیناً یاد رکھیں کہ اس دُنیا کا مالک ایک قادر اور عالم الغیب خدا ہے۔ اور وہ وہی ہے جس نے قرآن بھیج کر گم گشتہ توحید کو پھر دُنیا میں قائم کیا۔ سچا خدا وہی خدا

ہے۔ باقی سب بُت پرستیاں یا انسان پرستیاں ہیں۔

اسلام کے مذہب اور ہندوؤں کے مذہب کا خدا تعالیٰ کی درگاہ میں سترہ برس سے ایک مقدمہ دائر تھا۔ سو آخر مارچ ۱۸۹۶ء کے اجلاس میں اس اعلیٰ عدالت نے مسلمانوں کے حق میں ایسی ڈگری دی جس کا نہ کوئی اپیل اور نہ مرافعہ۔ اب یہ واقعہ دُنیا کو کبھی نہیں بھولے گا۔ آریہ صاحبوں کو چاہیئے کہ اب گورنمنٹ کو ملحقِ مکلف نہ دیں۔ مقدمہ صفائی سے فیصلہ پا چکا۔ اور مسلمانوں کو بھی چاہیئے کہ ہر یک جوش سے اپنے تئیں باز رکھیں۔ اور اخلاقی پیرایہ میں فتح کا شکر ظاہر کریں۔ اور نیز اس وقت سچی اطاعت اور سچی بُربداری کا نمونہ گورنمنٹ کو دکھلائیں اور کوئی وحشیانہ حرکت اُن سے ظاہر نہ ہو۔ کیونکہ آسمانی عدالت سے اُن کی فتح ہو چکی ہے اور آریہ صاحبان اُن کے مدیونِ ظہر چکے ہیں۔ اب اپنے مدیونوں سے نرمی کریں۔ لُطف اور محبت سے پیش آئیں۔ سچا غُلق اُن کو دکھائیں۔ یقین ہے کہ آریہ صاحبان بھی پرمیشر کے کئے پر راضی ہو کر اپنی آتش افشانی سے باز آجائیں گے۔ ابھی کل کی بات ہے کہ ہندو صاحبان فرمایا کرتے تھے کہ ہمارا مذہب کچا تاگہ ہے۔ اور حقیقت میں یہ قول نہایت سچا تھا۔ کاش اس پر قائم رہتے۔ پھر جیسے شُدھ کرنے کی آرزو اُن کے دلوں میں پڑی۔ تو ایسے لوگ بھی اُن میں پیدا ہو گئے جن کا نمونہ ایک لیکھرام تھا۔ سو اب ایسے یہودہ خیال جانے دیں کہ آریہ مت میں داخل ہو کر لوگ شُدھ رہو تو رہو جانتے ہیں۔ وہ دُنیا دار ہیں۔ ان کو کیا معلوم ہے کہ انسان کیونکر اور کس مذہب سے شُدھ ہوتا ہے۔ اگر چاہیں تو قبول کریں کہ شُدھ ہونے کا طریق صرف اسلام ہے جس میں داخل ہو کر انسان قادرِ خدا کے ساتھ باتیں کرنے لگتا ہے۔ زندہ خدا کا مزہ اسی دن آتا ہے۔ اور اسی دن اس کا پتہ لگتا ہے جب انسان لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ کا قائل ہوتا ہے۔ اس خدا کے سوا باقی سب یہودہ قہقہے ہیں کہ لوگوں کی غلطیوں سے قوموں

میں رواج پا گئے ہیں۔ تورات اور قرآن کا ایک خدا ہے۔ انجیل نے بھی اُسی خدا کی طرف مبایا ہے۔ مگر افسوس کہ عیسائیوں نے اُس خدا کو چھوڑ دیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیشک خدا کا ایک پیارا نبی تھا۔ نہایت اعلیٰ درجہ کے صفات اپنے اندر رکھتا تھا۔ نیک تھا۔ برگزیدہ تھا۔ خدا سے ملا ہوا تھا۔ لیکن خدا انہیں تھا۔ اسلام کا سچا اور فداور خدا ہمیشہ اپنے زندہ نشان دکھاتا ہے۔ اس خدا کا تابع ہرگز یہ نہیں کہتا کہ میرے خدا کی قدرتیں آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہیں۔ سو زندہ خدا پر ایمان لاؤ جس کی پُر زور طاقتیں اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہو۔ اسی خدا کا دامن پکڑو کہ جو ایسے عجائبات تم میں ظاہر کر رہا ہے۔

یار غالب شو کہ تا غالب شوی

نکتہ۔ یہ نکتہ بھی یاد رہے کہ نشان دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک قولی نشان۔ اور دوسرے فعلی نشان۔ سو خدا نے تین ہینہ کے عرصہ میں یہ دونوں قسم کے نشان لاہور میں ظاہر کئے۔ جلسہ مذاہب میں اس عاجز کے مضمون کی قبولیت اور فوق العادہ عظمت ظاہر کر کے قولی نشان دکھلایا۔ اور لیکچر ام کو دنیا سے اُٹھا کر فعلی نشان دکھلایا۔ اگر ہزار برس تک کی کتابیں بھی تلاش کرو تو ایسی بیشکوئی کی نظیر نہیں ملے گی جس کی بنیاد ایسی شائع کردہ تحریروں پر ہو جو ہر ایک قوم کی نظر کے سامنے اور اُن کے قبضہ میں ہوں۔ اور پھر اپنے تمام پہلوؤں کے ساتھ اُسی مہم و میں اُسی دن میں اُسی وقت میں اسی صورت میں پوری ہو گئی ہو۔ فقط

الملقن خاکسار میرزا غلام احمد قادیانی

۲۲ مارچ ۱۹۰۷ء

درمطبع منیاد اسلام طبع شد بمقام قادیان بقم منظور محمد (یہ اشتہار ۲۰۲۶ء کے دو نمبروں پر ہے)

(۱۶۵)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

قرآن شریف کی آیت **اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الذِّیْنَ اتَّقَوْا وَالذِّیْنَ ہُمْ مُحْسِنُوْنَ**

خدا اُن کے ساتھ ہے جو اُس سے ڈرتے ہیں اور وہ جو نیکی کرنا اُن کا اہل ہے

آج میں نے ایک مضمون از طرف ایک صاحب گنگا بشن نام پرچہ پنجاب سماچار ۳۱ اپریل ۱۸۹۶ء میں پڑھا ہے۔ صاحب راقم نے اخبار مذکور میں اپنا پتہ صرف یہ لکھا ہے ”ڈریل ماسٹر ریلوے پولیس“ یہ پتہ کچھ پورا معلوم نہیں ہوتا۔ اس لئے مناسب سمجھا گیا کہ اُن کا جواب چھاپ کر شائع کر دیا جائے۔ مگر وہ جو اپنی اس تحریر مطبوعہ میں ظاہر کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک خط ڈاک میں براہ راست میری طرف روانہ کیا ہے وہ خط مجھ کو نہیں پہنچا شاید کیا سبب ہوا۔ بہر حال اس اخبار کے ذریعہ سے مجھ کو صاحب راقم کے منشاء سے اطلاع مل گئی ہے۔ لہذا ذیل میں جواب لکھتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ یہ جواب ۱۰ اپریل ۱۸۹۶ء کی میعاد کے اندر ملکہ کئی دن پہلے اُن کو مل جائے گا۔

لاہ گنگا بشن صاحب میرے اس اشتہار کے جواب میں ہیں میں نے ایسے شخصوں میں سے کسی کو قسم کھانے کے لئے بلایا تھا جو میری قتل کی سازش پر دلی یقین رکھتا ہو۔ تحریر فرماتے ہیں کہ ”میں قسم کھانے کو تیار ہوں“ مگر اس بارے میں تین شرطیں ٹھہرتے ہیں۔ (۱) ایک یہ کہ مجھے جو پیشگوئی کرنے والا ہوں پیشگوئی کے پوری نہ ہونے کی حالت میں پھانسی دی جائے۔ (۲) دوسری یہ کہ اُن کے لئے دس ہزار روپیہ گورنمنٹ میں جمع کرایا جائے یا ایسے بنک میں جس میں اُن کی تسلی ہو سکے اور اگر وہ بددعا سے نہ مریں تو اُن کو وہ روپیہ مل جائے (۳) تیسری یہ کہ جب وہ قادیان میں قسم کھانے

کے لئے آویں تو اس بات کا ذمہ لیا جائے کہ وہ لیکھرام کی طرح قتل نہ کئے جائیں۔ اما الجواب۔ واضح ہو کہ مجھے تینوں شرطیں اُن کی بسر و چشم منظور ہیں۔ اور اس میں کسی طرح کا عذر نہیں۔ جس عدالت میں چاہیں میں صاف صاف اقرار کر دوں گا کہ اگر لالہ گنگا بشن صاحب میری بددعا سے ایک سال تک بچ گئے تو مجھے منظور ہے کہ میں مجرم کی طرح پھانسی دیا جاؤں۔ اور گورنمنٹ سخت نا انصافی کرے گی اگر اس وقت مجھ کو پھانسی نہ دیوے۔ کیونکہ جبکہ لالہ گنگا بشن صاحب جلسہ عام میں قسم کھا کر کہیں گے کہ ”میں سچے دل سے کہتا ہوں کہ درحقیقت پنڈت لیکھرام کا یہی شخص قاتل ہے۔ اور اگر یہ شخص قاتل نہیں ہے بلکہ دین اسلام کی سچائی ظاہر کرنے کے لئے خدا کی طرف سے یہ نشان ظاہر ہوا تو اسے سچ کے حامی خدا ایک سال تک مجھ کو سزائے موت دے“ پس اس صورت میں جبکہ وہ سزائے موت سے بچ جائیں گے تو اس میں کیا شک ہے کہ یہی ثابت ہو جائے گا کہ میں قاتل تھا یا قتل کے مشورہ میں شریک تھا یا اس پر کسی طرح سے اطلاع رکھتا تھا تو اس وجہ سے قانوناً مجھے پھانسی دینا ناجائز نہ ہوگا۔ گورنمنٹ ہزاروں مقدمات قسم پر فیصلہ کرتی ہے۔ سو یہ گورنمنٹ کے اصول سے بالکل چسپان بات ہے کہ اس طرح پر مجرم کو اس کی سزا تک پہنچائے۔

غرض میں طیار ہوں نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ گورنمنٹ کی عدالت میں اقرار کر سکتا ہوں کہ جب میں آسمانی فیصلہ سے مجرم ٹھہر جاؤں تو مجھ کو پھانسی دیا جائے میں خوب جانتا ہوں کہ خدا نے میری پیشگوئی کو پوری کر کے دین اسلام کی سچائی ظاہر کرنے کے لئے اپنے ہاتھ سے یہ فیصلہ کیا ہے۔ پس ہرگز ممکن نہیں ہوگا کہ میں پھانسی ملوں یا ایک خمرہ بھی کسی تکذیب کرنے والے کو دوں بلکہ وہ خدا جس کے حکم سے ہر ایک جنبش و سکون ہے اس وقت کوئی اور ایسا نشان دکھائے گا جس کے آگے گرویں جھک جائیں!!!

ایسا ہی لالہ گنگا لشن صاحب کی دوسری شرط کی نسبت میں اُن کو تسلی دیتا ہوں کہ اُس روز سے کہ وہ کسی مشہور پرچہ کے ذریعہ سے اقرار مذکورہ بالا شائع کریں۔ میں ایک ماہ تک یا غایت دو ماہ تک دس ہزار روپیہ اُن کے لئے گورنمنٹ میں جمع کروا دینگا یا کسی دوسری ایسی جگہ پر جس پر فریقین مطمئن ہو سکیں اور یہ جو میں نے کہا کہ اس روز سے دو ماہ تک روپیہ جمع کراؤں گا جبکہ وہ اپنا اقرار شائع کریں۔ اس سے میرا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اس پرچہ سماچار ۳۱ اپریل ۱۸۹۷ء میں اس اقرار کو شائع نہیں کیا تھا اقرار کو میں قسم کے ساتھ شائع کرنا چاہتا ہوں۔ یعنی یہ اقرار کہ وہ میری نسبت نام لے کر یہ امر شائع کر دیں کہ ”میں یقیناً جانتا ہوں کہ واقعہ قتل پنڈت لیکھرام اس شخص کے حکم یا اس کے مشورہ سے یا اس کے علم سے ہوا ہے اور جیسا کہ اس کا دعویٰ ہے خدا کی طرف سے یہ کوئی نشان نہیں بلکہ اسی کی اندرونی اور خفیہ سازش کا نتیجہ ہے اور اگر میں قسم کے دن سے ایک سال تک فوت ہو گیا تو میرا مرنا اس بات پر گواہی ہوگی کہ درحقیقت لیکھرام خدا کے غضب سے اور پیشگوئی کے موافق فوت ہوا ہے اور نیز اس بات پر گواہی ہوگی کہ درحقیقت دین اسلام ہی سچا مذہب ہے اور باقی آریہ مذہب یا ہندو مذہب و عیسائی مذہب وغیرہ مذاہب سب بگڑے ہوئے عقیدے ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہیں۔“ اس اقرار کے لکھانے سے غرض یہ ہے کہ ہمارے تمام مناظرات سے اصلی مقصود یہی ہے کہ دین اسلام ہی سچا دین ہے اور اسی غرض سے لیکھرام کی نسبت اس کی رضا مندی سے یہ پیشگوئی کی گئی تھی۔ لہذا اس مقام میں بھی طرف ثانی کا یہ کھلا کھلا اقرار شائع ہونا بہت ضروری ہے۔

اور لالہ گنگا لشن صاحب یاد رکھیں کہ ٹھیک ٹھیک ان الفاظ کے ساتھ کسی مشہور اخبار میں اس اقرار کو شائع کرنا ضروری ہوگا اور نیز یہ کہ قادیان میں اگر قسم ۴ وہ پرچہ جس میں اقرار حسب نمونہ شائع کریں بذریعہ دہشتی مجھ کو بھیجنا ہوگا تا میں مطلع ہو جاؤں۔ منہ ۵

بھی انہیں الفاظ کے ساتھ کھانی پڑے گی۔ اور یہ وہم نہ کریں کہ وہ ایسے اقرار سے کسی قانونی پیچ میں آسکتے ہیں۔ کیونکہ میں اُن کو اطلاع دیتا ہوں کہ میں اُن کے اس الزام کے دفع کے لئے کسی قانونی ذریعہ سے چارہ جوئی پسند نہیں کرتا۔ اور نہ کروں گا۔ میں خدا کے فیصلہ میں خلقت کی عام بھلائی دیکھتا ہوں۔ اور جو انہوں نے آخری شرط پیش کی ہے کہ میں قادیان میں قتل نہ کیا جاؤں۔ اس کا بفضلہ تعالیٰ میں خود ذمہ وار ہوں۔ وہ حسبِ نمونہ اقرار شائع کرنے کے بعد جب دو ماہ کے عرصہ تک اطلاع پاویں کہ روپیہ جمع ہو گیا ہے تو بلا توقف پورے اطمینان کے ساتھ قسم کھانے کے لئے قادیان میں آجائیں۔ ہمیں ہر ایک قوم سے ہمدردی ہے۔ کسی کی مجال نہیں جو آپ کو آزاد پہنچا سکے یہ یاد رہے کہ چونکہ روپیہ جمع کرنا کسی قدر مہلت چاہتا ہے۔ اس لئے میں نے زیادہ سے زیادہ دو ماہ کی شرط لگا دی ہے۔ امید کہ آپ اپنی سچی نیک نیتی سے اس مہلت کو غیر موزوں نہیں سمجھیں گے۔

اور بالآخر یہ بیان کرنا بھی ضروری ہے کہ اس اخبار میں لالہ گنگا بشن نے اپنا پتہ پورا پورا نہیں لکھا۔ لیکن دوسری دفعہ کی اشاعت میں جب وہ اقرار اپنا شائع کریں گے اُس میں پورا پورا پتہ اپنا لکھنا ضروری ہوگا۔ یعنی یہ کہ اپنا نام اپنے باپ کا نام قومیت سکونت محلہ ضلع اور پیشہ وغیرہ۔

المشتر خاکسار میرزا غلام احمد قادیانی

۵ اپریل ۱۸۹۷ء

(مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قلیٹا)

(یہ اشتہار ۲۰/۲۶ کے ایک صفحہ پر ہے)

(۱۶۶)

لیکھرام کے قتل کے متعلق

۸ اپریل ۱۸۹۷ء کو ہمارے گھر کی تلاشی ہو کر صفحہ ۵۵۶ و ۵۵۷ برائین احمیہ کی پیشگوئی پوری ہوئی

ہمیں اس وقت قابل رحم قوم آریہ پر کچھ شکوہ نہیں کہ وہ ایسی ایسی تلاشیوں کے کیوں محرک ہوئے اور کیوں اپنے شریف ہمسایوں کو جو اہل اسلام ہیں، ایسی بے اصل کالوں سے تکلیف دی۔ کیونکہ درحقیقت لیکھرام کی موت سے ان کو بڑا ہی صدمہ پہنچا ہے۔ یہ ایسا صدمہ نہیں ہے جو کبھی معزز قوم آریہ اس کو فراموش کر سکے۔ اور درحقیقت یہ بھی سچ ہے کہ اگر اس موت کے ساتھ ایک اسلامی پیشگوئی نہ ہوتی تب تو یہ موت ایک خفیہ سی موت سمجھی جاتی اور قاتل کی سراغ رسانی کے لئے معمولی قواعد استعمال میں لائے جاتے۔ مگر اب تو یہ ایک بڑی بھاری مصیبت پیش آئی کہ لیکھرام کی وفات اس پیشگوئی کے موافق ہوئی۔ جس میں یہ شرط جانین نے قبول کر لی تھی کہ پیشگوئی کے جھوٹی نکلنے کی حالت میں اسلام کی سچائی میں فرق آئے گا۔ اور اگر پیشگوئی واقعی طور پر سچی ثابت ہوئی تو آریہ مذہب کا جھوٹا ہونا مان لیا جائے گا۔ ہمیں آریہ صاحبوں سے بڑی ہمدردی ہے۔ لیکن اس جگہ تو ہم حیران ہیں کہ اگر ہمدردی کریں تو کیا کریں۔ یہ خدا کا فعل ہے۔ اس میں نہ ہماری اور نہ آریہ صاحبوں کی کچھ پیش جاسکتی ہے۔ خدا کی قدرت ہے کہ تلاشی کے وقت میں پہلے وہی کاغذات برآمد ہوئے جن میں میری اور لیکھرام کی دستخطی تحریریں تھیں۔ چنانچہ وہ عہد نامہ صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کی خدمت میں پڑھا گیا۔ اور مجلس عام میں اس کا ایسا اثر ہوا کہ بعض عہدہ داران پولیس جو صاحب بہادر کے ہمراہ آئے تھے وہ بول اٹھے کہ جبکہ

اپنے مطالبہ سے لیکھرام نے یہ پیشگوئی حاصل کی تھی اور عہد نامہ لکھا گیا تھا تو پھر پیشگوئی کرنے والے پر شبہ کرنا بے محل ہے۔ خدا کے ہر ایک کام میں ایک حکمت ہوتی ہے۔ اس تماشائی میں ایک یہ بھی حکمت تھی کہ وہ کاغذات حکام کے سامنے پیش ہو گئے جن سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ لیکھرام نے خود قادیان میں آکر اور پچیس دن رہ کر پیشگوئی کا مطالبہ کیا۔ اور فریقین کی طرف سے تحریریں لکھی گئیں جن میں پیشگوئی کو فریقین کے مذہب کے صدق اور کذب کا معیار ٹھہرایا گیا اور حکام پر کھل گیا کہ یہ تحریریں بہت سے یہودہ خیالات کا فیصلہ کرتی ہیں اور صاف سمجھا دیتی ہیں کہ یہ پیشگوئی اسلام اور آریہ مذہب کی ایک کشتی تھی اور فریقین نے سچی نیت سے اپنے خدا اور پروردگار پر توکل کر کے دونوں مذہبوں کے پرکھنے کے لئے آسمانی فیصلہ کی درخواست کی تھی اور اس پر راضی ہو گئے تھے۔ اور یہ ایک ایسا امر تھا کہ اگر اسی حیثیت سے چیف کورٹ کی عدالت میں پیش کیا جاتا تو ضرور چیف کورٹ کے ججوں کو اس کے حقائق پر غور کرنے سے گواہی دینی پڑتی کہ خدا نے اس مقدمہ میں اسلام کی آریوں پر ڈگری کی۔

مگر افسوس کہ ہمارے مولوی در پردہ اس سچے اور پاک خدا کے دشمن ہیں جو سچائی کی حمایت کرتا ہے۔ میں نے سنا ہے کہ بعض مولوی صاحبان جیسے مولوی محمد حسین بٹالوی اس کھلی کھلی پیشگوئی کی نسبت بھی جو دونوں مذہبوں کے پرکھنے کے لئے معیار کی طرح ٹھہرائی گئی تھی جانکا ہی سے کوشش کر رہے ہیں کہ کسی طرح لوگ اس پر اعتقاد نہ لادیں۔ ہم انشاء اللہ عنقریب اس معاہدہ کو جو ہم میں اور لیکھرام میں ہوا تھا۔ سراج منیر کے اخیر میں نقل کر دیں گے۔ اور ہم نہایت ہمدردی سے مسلمانوں کو صراحہ دیتے ہیں نوٹ اس تماشائی سے یہ بھی ایک فائدہ ہوا کہ جو ہمارے مخالف مولویوں کو گمان تھا کہ ان کے گھر میں عری کھینے کے لئے ایک کمیٹی بیٹھی ہوئی ہے اور نیز آلات رصد و نجوم ان کے گھر میں چھپی رکھے ہیں۔ جس کے ذریعہ سے غیب کی خبریں دیتے ہیں۔ ان سب بہتانوں کا بے اہل ہونا بھی ثابت ہو گیا۔ منہ ۷

کہ اگر اسلام کی محبت ہے تو ان مولویوں سے پرہیز کریں۔ آئینہ اگر اور بھی تجربہ کرنا ہے تو ان کا اختیار ہے۔ یہ مولوی بالکل ان فقیہوں اور فریسیوں کے خمیر سے ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دشمن تھے۔

اب ہم ایک بڑی حکمت اس خانہ تلاشی کی لکھتے ہیں جس کے تصور سے ہمیں اس قدر غوشی ہے کہ ہم اندازہ نہیں کر سکتے جس دن خانہ تلاشی ہونے والی تھی یعنی مارچ میں روز پنجشنبہ اس دن افسران پولیس کے آنے سے چند منٹ پہلے میں اپنے رسالہ سرخ منیر کی ایک کاپی پڑھ رہا تھا اور اس میں براہین احمدیہ کے حوالہ سے یہ مضمون تھا کہ خدا تعالیٰ نے جو اپنی کلام میں میرا نام عیسیٰ رکھا ہے تو ایک وجہ مشابہت وہ ابتلا ہے جو حضرت عیسیٰ کو پیش آیا تھا۔ یعنی یہود کی قوم نے اپنی کوششوں سے اور نیز گورنمنٹ رومیہ کو دھوکہ دینے سے چاہا کہ حضرت عیسیٰ کو صلیب دی جائے۔ اس عبادت کے پڑھنے کے وقت مجھے یہ خیال آیا کہ حضرت مسیح کے دشمنوں نے دو پہلو اختیار کئے تھے۔ ایک یہ کہ اپنی طرف سے ایذا رسانی کی کوششیں کیں اور دوسرے یہ کہ گورنمنٹ کے ذریعہ سے بھی تکلیف دی۔ مگر میرے معاملہ میں تو اب تک صرف ایک پہلو ہے۔ یعنی صرف ادیبوں کی کوششیں اور اخباروں اور خطوط کے ذریعہ سے ان کی بدگوئی۔ اس وقت معاً میرے بھرمولوی محمد حسین صاحب اگر سچے دل سے یقین رکھتے ہیں کہ یہ پیشگوئی لیکرام والی جھوٹی ٹکلی تو انہیں مخالفانہ تحریر کے لئے تکلیف اٹھانے کی کچھ ضرورت نہیں۔ ہم خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ اگر وہ جلسہ علم میں میرے رد و رد یہ قسم کھالیں کہ ”یہ پیشگوئی خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں تھی اور نہ سچی ٹکلی اور اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے تھی اور فی الواقعہ پوری ہو گئی ہے تو اسے قادر مطلق ایک سال کے اندر میرے پر کوئی عذاب شدید نازل کر“ پھر اگر مولوی صاحب موصوف اس عذاب شدید سے ایک سال تک بچ گئے تو ہم اپنے تئیں جھوٹا سمجھ لیں گے اور مولوی صاحب کے ہاتھ پر توبہ کرینگے اور جس قدر کتابیں ہمارے پاس اس بارے میں ہوں گی جلادیں گے اور اگر وہ اب بھی گریز کریں تو اہل اسلام خود سمجھ لیں کہ ان کی کیسالت ہے۔

اور انہیں ان کی توبہ نہ پہنچائی ہے

دل نے خواہش کی کہ کیا اچھا ہوتا کہ گورنمنٹ کی دست اندازی کا پہلو بھی اس کے ساتھ شامل ہو جاتا تا وہ پیشگوئی جو لیکھرام کی نسبت اس کی موت سے سترہ برس پہلے لکھی گئی ہے اپنے دونوں پہلوؤں کے ساتھ پوری ہو جاتی۔ سو ابھی میں اس سوچ میں تھا کہ مجھے اطلاع ملی کہ صاحب دسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ بہادر پولیس مسجد میں ہیں۔ تب میں بڑی خوشی سے گیا اور صاحب بہادر نے مجھے کہا کہ ”مجھے حکم آگیا ہے کہ قتل کے مقدمہ میں آپ کے گھر کی تلاشی کروں“ تلاشی کا نام سن کر مجھے اس قدر خوشی ہوئی جیسے اس ملزم کو ہو سکتی ہے جس کو کہا جائے کہ تیرے گھر کی تلاشی نہیں ہوگی۔ تب میں نے کہا کہ آپ الطینان کے ساتھ تلاشی کریں اور میں مدد دینے میں آپ کے ساتھ ہوں۔ اس کے بعد میں ان کو صبح دوسرے افسروں کے اپنے مکان میں لے آیا۔ اور اول مردانہ مکان میں پھر زنانہ مکان میں۔ تمام بستجات وغیرہ انہوں نے دیکھ لئے اور مہمان خانہ و مطبخ وغیرہ مکانات سب کے سب دکھلا دیئے گئے۔

غرض صاحب موصوف نے عمدہ طور پر اپنے فرض منصبی کو ادا کیا اور بہت سا حصہ وقت کا خرچ کر کے اور خدا کی پیشگوئی کو اپنے ہاتھوں سے پوری کر کے آخر آٹھ بجے رات کے قریب واپس چلے گئے۔

یہ تو سب کچھ ہوا۔ مگر ہمیں اس بات کی نہایت خوشی ہوئی کہ اس روز براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۵۶ اور ۵۵۷ کی پیشگوئی کامل طور پر پوری ہو گئی۔ اور جیسا کہ لکھا تھا چمکدار نشان کے لوازم ظہور میں آ گئے۔

المشتہر خاکسار میرزا غلام احمد قادیانی

۱۱ اپریل ۱۸۹۷ء

(مطبوعہ ضیاء الاسلام قادیان) (۱۷ اگست ۲۰۲۶ء کے دو صفحوں پر ہے)

(۱۹۴)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لالہ گنگایشن صاحب کی مرتے کیلئے درخواست

ناظرین کو یاد ہوگا کہ میں نے اپنے اشتہار ۱۵ مارچ ۱۸۹۶ء میں جس میں آریہ
صاحبوں کے خیالات، لیکچر ام کی موت کی نسبت لکھے گئے تھے، دوسرے صفحہ کے
دوسرے کالم میں لکھا تھا کہ اگر اب بھی کسی شک کرنے والے کا شک دُور نہیں
ہو سکتا اور میری نسبت یقین رکھتا ہے کہ گویا میں سازش قتل میں شریک ہوں تو
ایسا شخص میرے سامنے قسم کھاوے جس کے الفاظ یہ ہوں کہ میں یقیناً جانتا ہوں
کہ یہ شخص سازش قتل میں شریک ہے اور اگر شریک نہیں تو ایک برس کے اندر
پر وہ عذاب نازل ہو جو ہیبت ناک ہو۔ مگر کسی انسان کے اکتھوں سے نہ ہو۔ اور نہ
انسان کے منصوبوں کا اس میں کچھ دخل متصور ہو سکے۔ پس اگر یہ شخص ایک برس
تک ایسے عذاب سے بچ گیا تو میں مجرم ہوں گا اور اس سزا کے لائق جو ایک قاتل کو
ہونی چاہیئے۔ اس اشتہار کے بعد ایک صاحب گنگایشن نام نے اخبار سہ ماہی
۱۵ مارچ ۱۸۹۶ء کے ذریعہ سے قسم کھانے کے لئے اپنے تئیں مستعد ظاہر کیا اور صاف
طور پر اقرار کر دیا کہ حسب اشتہار ۱۵ مارچ ۱۸۹۶ء میں قسم کھانے کے لئے عید
ہوں بلکہ یہ بھی کہہ دیا کہ میری قسم سے آئندہ کوئی آپ کے سامنے کمر نہیں ہوگا۔ یعنی
تمام مخالف قو میں لاجواب ہو جائیں گی۔ مگر اپنی طرف سے یہ زائد شرط لگا دی کہ میں اس
صورت میں قسم کھاؤں گا کہ دس ہزار روپیہ میرے لئے جمع کر دیا جائے اس قدر سے
کہ اگر میں زندہ رہا تو اس روپیہ کا میں حق دار ہوں گا سو ہم نے اس نئی شرط کو بھی جو

لے یہ اشتہار جلد ہذا میں زیر نمبر ۱۲۲ ۱۵ مارچ ہے (الترتب)

ہمارے اشتہار کے منشاء سے زائد تھی۔ اس شرط کے ساتھ قبول کیا کہ لالہ گنگا بشن اس مفصلہ ذیل مضمون کی قسم بذریعہ کسی مشہور اخبار کے شائع کریں اور نیز قادیان میں اگر بالموافق بھی میرا نام لے کر یہ قسم کھا دیں کہ درحقیقت لیکھرام کے قتل میں اس شخص کی شرکت ہے اور اس کی غرض سازش سے اس کی موت ہوئی ہے۔ اور اگر یہ سچ نہیں ہے تو ایک سال تک مجھ کو وہ مدت آوے جس میں انسان کے منصوبہ کا دخل نہ ہو۔ اور ایسا ہی اخبار کے ذریعہ سے اور نیز بالموافق بھی یہ اقرار کریں کہ اگر میں ایک سال کے اندر حسب منشاء اس قسم کے مرگیا تو میرا مرنا اس بات پر گواہی ہوگا کہ درحقیقت لیکھرام خدا کے غضب سے اور بیشک گواہی کے موافق ہلاک ہوا ہے اور نیز اس بات پر گواہی ہوگی کہ درحقیقت دین اسلام ہی سچا دین ہے اور باقی تمام مذاہب جیسا کہ آدیہ مت سنا تن دھرم اور جسامی وغیرہ سب بگڑے ہوئے عقیدے ہیں۔ اس پر لالہ گنگا بشن صاحب ضمیمہ بھارت سدھار ۱۲ اپریل ۱۸۹۶ء اور سدھو ہندو ۱۲ اپریل ۱۸۹۶ء میں یہ فضول مندر شائع کرتے ہیں کہ یہ شرط اشتہار ۱۸ مارچ ۱۸۹۶ء میں موجود نہیں تھی۔ لہذا ہم ان کو اطلاع دیتے ہیں کہ اول تو خود تم نے ہمارے اشتہار ۱۸ مارچ ۱۸۹۶ء کی پابندی اختیار نہیں کی۔ اور دوسری طرف سے دس ہزار روپیہ جمع کرانے کی شرط زیادہ کر دی جس پر ہمارا حق تھا کہ ہم بھی تہاہری اس قدر ترمیم پر جس قدر چاہتے پہلے اشتہار کی ترمیم کرتے۔ اور یہ ایک سیدھی بات ہے کہ آپ نے ہمارے اشتہار کے منشاء سے آگے قدم رکھ کر ایک نئی شرط لپٹنے غدار کے لئے زیادہ کر دی۔ اس لئے ہمارا بھی حق تھا کہ ہم بھی نئی شرط کے مقابل پر جس قدر چاہیں بڑھا دیں۔

علاوہ دس لاکھ فور کروڑ تو ہمیں معلوم ہوگا کہ ہم نے کوئی امر تہاہر سے مقابل پر ہمارے ۱۸۹۶ء کے اشتہار کے مخالف پیش نہیں کیا۔ بلکہ وہ باتیں جو مجمل طور پر اشتہار مذکور میں لکھ دی گئے اشتہار زیر نمبر ۱۶۵ جلد ہزار کے صفحہ ۱۲ پر (الرتب)

پائی جاتی تھیں۔ اُن کو کسی قدر تفصیل سے لکھ دیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ اقرار جو مذریعہ اشتہار اور نیز المواجهہ ہم تم سے کرنا چاہتے ہیں۔ یہ کوئی نئی شرط نہیں ہے۔ کیونکہ ہماری یہ تمام کاروائی صرف اس غرض سے ہے کہ تاہم ثابت کریں کہ دُنیا میں صرف دین اسلام ہی سچا مذہب ہے اور دوسرے تمام مذہب باطل ہیں۔ اور اگر یہ غرض درمیان نہ ہو تو یہ سب جھگڑے ہی بحث ہیں اور ہمارے الہام بھی عجیب۔ یہی تو ایک مدعا ہے یعنی دین اسلام کی سچائی ثابت کرنا۔ جس کے لئے یہ نشان خدا تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہو رہے ہیں۔ چنانچہ آپ نے سماچار ۳۱ اپریل ۱۹۵۷ء کی تحریر میں اس بات کا حق بھی تو لکھا ہے کہ یہ کہا کہ ”میرے مرنے کے بعد دوسرے لوگ آپ کے مقابل پر کھڑے نہیں ہوں گے“ کیا اس تحریر کا بجز اس کے کوئی اور مدعا تھا کہ اس فتح کے بعد دوسرے مذہبوں کا جھوٹا ہونا ثابت ہو جائے گا۔ سو ہم آپ سے بذریعہ اخبار اور نیز المواجهہ یہی اقرار چاہتے ہیں اور پنڈت لیکھرام سے بھی پیشگوئی کے مطالبہ پر یہی اقرار لیا گیا تھا کہ یہ پیشگوئی آریہ مذہب اور اسلام میں بطور فیصلہ کرنے والے منصف کے منظور ہوگی۔ اسی عہد نامہ ۱۹ اپریل ۱۹۵۷ء کو تلاشی کے وقت صاحب ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر پولیس کے حضور میں پڑھا گیا تھا۔ نہیں سوچ میں ہوں کہ اقرار کے بعد یہ یہودہ انکار آپ نے کیوں کر دیا۔ ادنیٰ عقل کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ یہ تمام ہماری سرگرمی اس غرض سے نہیں ہے کہ کوئی شخص ہم کو منجھوں اور مقالوں کی طرح مان لے یا صرف سچی پیشگوئیوں والا سمجھ لے۔ اس قسم کی لغو تعریفوں سے تو ہم بدل بیڑا دیں۔ بلکہ یہ سب اسلام کی تائید میں خدا تعالیٰ کے الہام ہیں اور اسلام کی سچائی ظاہر کرنے کے لئے یہ سب کام وہ قادر مطلق اپنے ہاتھ سے کر رہا ہے جس کا نام اللہ ہے۔ حق جل جلالہ۔

اب ہم صاف لغظوں میں لالہ گنگا کشن کو مطلع کرتے ہیں کہ اس قسم کی چالبازی دیانت کے طریق سے بعید ہے۔ ہم نے اُن کے دس ہزار کے مطالبہ پر کسی غیر متعلق اور

یہجا شرط کو زیادہ نہیں کیا بلکہ یہ وہی شرط ہے جو ہماری تمام کارروائی میں ہمیشہ سے ملحوظ اور ہماری زندگی کی علت غائی ہے۔ اگر اسی شرط کو ساقط کیا گیا تو باقی کیا رہا؟ کیا ہم ایک انسان کی جان ناحق ضائع کرنی چاہتے ہیں؟ یا ہم صرف ایک یہودہ لہو و لعب کے مشتاق ہیں جس کا دین کے لئے کوئی بھی نتیجہ نہ ہو۔

ماظرین سمجھ سکتے ہیں کہ اس قدر عظیم الشان معرکہ میں جس میں دس ہزار روپیہ نقد پچھلے جمع کر دیا جائے گا کچھ تو ہمارا مقصد اور غرض ہونی چاہیئے۔ پس کیا وہ یہی غرض ہو سکتی ہے کہ ہمیں کوئی ہوشیوں اور دلیلیوں کی طرح سمجھ لے؟ نہیں بلکہ اس قدر حالی زیر ہاری اٹھانے کے لئے بعض ہم اس لئے تیار ہو گئے ہیں کہ تا اس سے اسلام کے مقابل پر ہندو مذہب کا فیصلہ ہو جائے۔ سو اگر لالہ گوگالیشن صاحب اس میدان کا بہادر اپنے متنبہ سمجھتے ہیں تو اب یہودہ حیلوں و حوالوں سے اپنا قدم باہر نہ کریں۔ وہ اپنے اس اقرار کو یاد کریں جو اپنی قلم سے ستر اپریل کے سماچار میں شائع کر بیٹھے ہیں۔

اُن کو یہ بھی سوچنا چاہیئے کہ جس حالت میں اُن کا مقولہ ہے کہ بعض وقتیں میں خدا کو بھی جواب دے دیتا ہوں تو پھر دس ہزار روپیہ کی طمع پر اُن کو یہ کہنا کیا مشکل ہے کہ اگر میں مر گیا تو میرا مرنا اس بات کا قطعی ثبوت ہو گا کہ دُنیا میں صرف حین اسلام ہی سچا ہے اور دوسرے مذہب جو اس کے مخالف ہیں جیسے آریہ مذہب اور سناٹن دھرم اور جیسائی مذہب سب باطل ہیں اور نیز کہ اگر میں مر گیا تو میرا مرنا اس بات کو ثابت کرے گا کہ لیکھرام کی موت کی پیشگوئی درحقیقت خدا تعالیٰ کی طرف سے تھی غرض انہی مفید باتوں کے لئے تو ہم دس ہزار روپیہ دیتے ہیں اور یہ رقم کثیر اسی اقرار کی توقیت ہے ورنہ ہم نے اپنے اشتہارہ امرالکاشفۃ میں ایک جہہ دینے کا بھی کسی کے ساتھ عہد نہیں کیا۔ یہی تو وہ غرض ہے جس کو ہم نے مد نظر رکھ کر گوگالیشن صاحب کو منہ مائی

مراودی۔

ناظرین ذرہ سوجھیں کہ ایسا شخص جو خود کہتا ہے کہ مجھ کو کسی مذہب سے دلی تعلق نہیں یہاں تک کہ بعض وقت خدا کو بھی جواب دے دیا کرتا ہوں اس پر ان دو اقرار کرنے سے کوئی مصیبت پڑتی ہے۔ بہر حال یہ بات خوب یاد رکھنی چاہیئے کہ جبکہ لگائش صاحب نے اپنی طرف سے دس ہزار روپیہ جمع کرانے کی شرط بڑھا دی ہے جس کا ہمارے اشتہار ہارٹیکل میں نام و نشان نہ تھا تو ہم اس شرط کے عوض میں یہ چاہتے ہیں کہ وہ اخبار کے ذریعہ سے اور نیز جلسہ عام میں قسم کے ساتھ ہمارے اصل مقصد کا تعزیر کے ساتھ اقرار کریں۔ اور پھر ہم مکمل لکھ دیتے ہیں کہ جو اقرار وہ اخبار میں یقیناً اپنی ولایت و قومیت و سکونت و ضلع و ثمت شہادت گواہان معزین شائع کریں گے اس کا لفظ بلفظ یہ مضمون ہوگا۔

”میں فلاں بن فلاں قوم فلاں ساکن قصبہ فلاں ضلع فلاں اللہ جل شانہ یا میسرہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرا غلام احمد قادیانی درحقیقت پنڈت لیکھرام کا قاتل ہے اور میں اپنے پورے یقین سے جانتا ہوں کہ بالضرور لیکھرام غلام احمد کی سازش اور شرارت سے قتل کیا گیا ہے اور ایسا ہی پورے یقین سے جانتا ہوں کہ یہ پیشگوئی خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں تھی بلکہ ایک انسانی منصوبہ تھا جو پیشگوئی کے بہانہ سے عمل میں آیا۔ اگر میلہ یہ بیان صحیح نہیں ہے تو اسے خدائے قادر مطلق اس شخص کا سچا ظاہر کرنے کے لئے اپنا یہ نشان دکھلا کہ ایک سال کے اندر مجھے ایسی موت دے کہ جو انسان کے منصوبہ سے نہ ہو۔ اور اگر میں ایک سال کے اندر مر گیا تو تمام دُنیا یاد رکھے کہ میرا مرنے کی بات پر گواہی ہوگی کہ واقعی طور پر یہ خدا کا الہام تھا۔ انسانی سازش نہیں تھی اور نیز یہ کہ واقعی طور پر سچا دین صرف خدا کا ہے اور دوسرے تمام مذہب جیسے آریہ مذہب اور سائن دھرم اور عیسائی وغیرہ تمام بگڑے ہوئے عقیدے ہیں۔“ غرض اس مضمون کی قسم کسی معتبر اور مشہور اخبار میں پھیلانی ہوگی اور یہی قسم قادیان میں آکر جلسہ عام میں کھائی ہوگی

اب اگر میں اس وعدہ سے پھر جاؤں تو میرے پر خدا کی لعنت ورنہ تمہارے پر۔

آپ کی درخواست کے موافق مجھ پر واجب ہو گا کہ میں دس ہزار روپیہ آپ کے لئے جمع کرادوں۔ اور میری درخواست کے موافق آپ پر واجب ہو گا کہ آپ بلا کم و بیش اسی قسم کا اقرار ہو کر ہضم کسی معتبر اور مشہور اخبار میں جیسا کہ اخبار عام شائع کرادیں۔ اور جیسا کہ میں تسلیم کر چکا ہوں آپ کے اس چھپے ہوئے اقرار کے پہنچنے کے بعد دو مہینے تک دس ہزار روپیہ جمع کرادوں گا۔ اگر نہ کراؤں تب بھی کاذب شمار کیا جاؤں گا اور یہ کہنا کہ "ایک سال کو میں نہیں مانتا بلکہ چاہتا ہوں کہ فوراً زمین میں غرق کیا جاؤں یا یہ کہ جہنم اور آگ کا بیج اور گھنٹہ موت کا مجھے بتلایا جائے" یہ آپ کے پہلے اقرار کے برخلاف ہے جو سما چار س اپریل ۱۸۹۶ء میں کر چکے ہو۔ علاوہ اس کے میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہوں اس کے حکم سے زیادہ نہیں کہہ سکتا اور نہ کم۔ اں اگر میعاد کے اندر کوئی زیادہ قسط جمع نہ آئے کی طرف سے کی گئی تو میں اس کو شائع کردوں گا۔ مگر کوئی عذر نہیں۔ آپ اگر اپنی پہلی بہادری پر قائم ہیں تو ایک سال کی شرط کو قبول کر لیں۔ میں یہ اقرار بھی کرتا ہوں کہ صرف اس حالت میں یہ نشان نشان سمجھا جائے گا کہ جب کسی انسانی منصوبہ سے آپ کی موت نہ ہو اور کسی دشمن بد اندیش کے قتل کا شبہ نہ ہو۔

غرض یہ بات میرے اقرار میں داخل ہے کہ اگر آپ کی موت قتل یا زہر خورانی کے ذریعہ سے ہو جائے یا کسی اور ایسے ہی واقعہ سے وقوع میں آئے جس میں کسی دشمن کے منصوبہ کا دخل ثابت ہو تو بیشک میں مجھوٹا طہیروں گا۔ لیکن اگر آپ ہی اپنے قتل ہونے کا باعث ہو جائیں۔ مثلاً کسی بیگنہ کو قتل کریں اور عدالت اس کے موطن میں آپ کو چھانسی دے دے یا کسی دہر سے خود کشی کر لیں یا زہر کھالیں۔ غرض ایسے امور جن میں دشمن کے منصوبہ کا دخل نہ ہو تو ایسی موت بھی نشان میں داخل ہوگی۔ کیونکہ کسی دشمن کے منصوبہ کا اس میں دخل نہیں ہو گا۔ اں اگر یہ بات نہایت مضائقہ سے

ثابت نہ ہو کہ کسی دشمن کے منصوبہ کا آپ کی موت میں دخل نہیں تو نہ صرف یہ کہ آپ کے وارثوں کو دس ہزار روپیہ ملے گا بلکہ شریعتاً و قانوناً میں جو قتل کا مجرم ٹھہروں گا۔ اور یاد رہے کہ اشتہار مارچ ۱۸۹۶ء میں ہمارا یہ قولی کہ وہ عذاب کی آفت کے انتہوں اور منصوبہ سے نہ ہو۔ اس سے مراد وہ افسانی منصوبہ ہے جو عداوت اور بدعتی پر مبنی ہوتا ہے۔ لیکن اگر کوئی اپنے جرم کی سزا میں مثلاً بغاوت میں یا قتل محمد میں عداوت کے ذریعہ سے پھانسی کی سزا پاوے۔ یا مثلاً کسی ایسی اپنی دوا کو غلطی سے اندازہ سے زیادہ کھالے جس میں کوئی حصہ زہر کا ملا ہوا ہو اور اس سے مر جائے تو ایسی تمام صورتیں ہمارے بیان سے مستثنیٰ ہیں اور ایسی حالتوں میں بیشک کہا جائے گا کہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ گو ہم بدل چاہتے ہیں کہ ایسی حالتوں سے بھی آپ الگ رہیں۔ اور یاد رہے کہ اگر آئینہ اسی مطالبہ کے برخلاف آپ کی طرف سے یا آپ کے کسی اور ہم قوم کی طرف سے کوئی اور تحریر شائع ہوئی تو اس کو فضولی سمجھ کر امراض کیا جائے گا۔ اگر ارمی ۱۸۹۶ء تک بذریعہ رجسٹری حسب منشاء جواب مطبوعہ نہ ملے تو پھر آپ قاتل خطاب نہیں ٹھہریں گے۔ وَاللّٰهُ عَلٰی مَا اتَّبَعَ الْعَدٰیۃ

المشتہر میوزا غلام احمد۔ قادیانی

۱۴ اپریل ۱۸۹۶ء

(مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس۔ قادیانی)

نوٹ: یہ ضروری ہوگا کہ آپ میساج کے اخیر دن تک اپنے اس اقرار کے خلاف کوئی تحریر مطبوعہ شائع نہ کریں۔ یعنی بعد اس اقرار کے کہ آپ اپنا مرنا دین اسلام کی سچائی اور دوسرے مذہبوں کے باطل ہونے پر گواہ قرار دیں۔ کوئی ایسا نوشتہ چھپا ہوا شائع نہ کریں جو اس اقرار کے برعکس ہو۔ اور نیز اس بات کا علاوہ ضروری ہوگا کہ

جب آپ قادیان میں آکر حسب ہدایت مذکورہ قسم کھاویں اور حسب مرقومہ بالا اقرار کریں تو یہ قسم اور یہ اقرار تین مرتبہ یا وار بلند جلسہ عام میں کریں اور ہمداری طرف سے آمین ہوگی۔ بعد نیز یہ ضروری ہوگا کہ آپ ہمدارے بٹانے کے بعد اسی مقررہ تاریخ اور وقت اور دن پر بلا توقت حاضر ہو جائیں۔ ہاں یہ بھی ضرور ہوگا کہ ہم ایک ہفتہ پہلے بذریعہ ایک رجسٹری شدہ خط کے تاریخ اور وقت اور دن حاضری سے آپ کو اطلاع دیں۔ دوہا میں جگہ یاد رہے کہ تین اور صاحب گنگا بٹن کی طرح قسم کھانے کے لئے درخواست کرتے ہیں۔ ایک صاحب کا نام حکیم سنت رام ہے جو پنڈت ادیشاں سے اور دوسرے صاحب رنجیت رائے اسٹنٹ سکریٹری آریہ سماج سری گوبند پورہ ضلع گورداسپور سے ہی مضمون کا خط بھیجتے ہیں اور تیسرے صاحب اپنا نام دہلیت رام بیان کر کے اخبار سنگھ سمبھالپنجا ب گزٹ امرتسر ۱۵ اپریل ۱۸۹۶ء میں قسم کھانے کے لئے مستعدی ظاہر کرتے ہیں۔ اور یہ صاحب بھائی دھرم ہزار دوہینہ جیس کرانے کے دو ہزار روپیہ بدادیشی ہو سکتے ہیں۔ سو یہ ان کی ہر مافی الامعنایت ہے۔ لیکن ان تمام صاحبان کو واضح رہے کہ اگرچہ بیشک آپ لوگ بھی معزز اور آریہ قوم کی طرز زندگی کے اعلیٰ نمونہ ہیں لیکن لالہ گنگا بٹن صاحب نے سب سے پہلے اس ارادہ کو بذریعہ چند اخبار شایع کیا ہے اس لئے ان کا حق سب پر محکم ہے۔ اور بیشک لالہ صاحب موصوف ان تمام شرائط سے جو اس اشتہار میں انہیں کی تحریک دے گئی ہیں گریز اختیار نہ کریں اور میدان سے بھاگ نہ جائیں تب تک ہم دوسری طرف التفات نہیں کر سکتے اور نہ یہ حق دوسرے کو دے سکتے ہیں۔ ہاں اگر وہ خود ان شرائط سے بالکل تہی کریں تو پھر اس صورت میں کوئی دوسرا درخواست کر سکتا ہے۔ مگر یاد رہے کہ یہ اشتہار اپنی تمام شرائط کے ساتھ تجویز مطلق ہے اور کسی صورت میں کسی پیشی ان شرائط کی جائز نہ ہوگی۔ اور

لے اور دوسرے دن سال کا پہلا دن ہو جب انگریزی پریسوں کے شمار کیا جاوے گا۔ منہ ۶

یہ تمام شرائط ہر ایک کے لئے جو میدان میں آوے ایک اہل قانون کی طرح سمجھی جائیگی مرنے
 نوٹ: جہاد دہندہ لاہور ۱۲ اپریل ۱۸۹۷ء میں گنگا بشن صاحب نے ایک اور
 شرط زیادہ کر دی ہے اور وہ یہ ہے کہ جب میں یعنی یہ راقم حسب قرارداد بصورت جھوٹا نکلنے
 کے پھانسی کی موت سے مارا جائے تو میری لاش ان کو یعنی گنگا بشن کو مل جائے اور
 پھر وہ اس لاش سے جو چاہیں کریں، جلادیں دریا بٹرد کریں، یا اور کالہ دوائی کریں۔ سو
 واضح رہے کہ یہ شرط بھی مجھے منظور ہے اور میرے نزدیک بھی جھوٹے کی لاش ہر ایک
 ذلت کے لائق ہے۔ اور یہ شرط درحقیقت سے نہایت ضروری تھی جو لالہ گنگا بشن صاحب
 کو عین موقع پر یاد آگئی۔ لیکن ہمارا بھی حق ہے کہ یہی شرط بالمقابل اپنے لئے بھی
 قائم کریں۔ ہم نے مناسب نہیں دیکھا کہ استداؤ اپنی طرف سے یہ شرط لگا دیں۔ بلکہ اب
 چونکہ لالہ گنگا بشن صاحب نے خود یہ شرط قائم کر دی۔ اس لئے ہم بھی یہ دل سے
 شکر گزار ہو کر اور اس شرط کو قبول کر کے اسی قسم کی شیطا اپنے لئے قائم کرتے
 ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ جب گنگا بشن صاحب حسب منشا پیشگوئی مرجائیں تو ان کی
 لاش بھی ہمیں مل جائے تا بطور نشان فتح وہ لاش ہمارے قبضہ میں رہے۔ اور ہم
 اس لاش کو ضائع نہیں کریں گے بلکہ بطور نشان فتح مناسب مصالحوں کے ساتھ
 محفوظ رکھ کر کسی عام منظر میں یا لاہور کے عجائب گھر میں رکھا دیں گے۔ لیکن چونکہ لاش
 کے وصول پانے کے لئے ابھی سے کوئی احسن انتظام چاہیئے۔ لہذا اس سے زیادہ کوئی
 انتظام احسن معلوم نہیں ہوتا کہ پنڈت لیکھرام کی یادگار کے لئے جو پچاس ہزار یا ساٹھ
 ہزار روپیہ جمع ہوا ہے اس میں سے سو ہزار روپیہ بطور ضمانت لاش ضبط ہو کر سرکاری
 بینک میں جمع رہے اور کاغذات غزانہ میں یہ لکھوا دیا جائے کہ اگر ایک سال کے
 اندر گنگا بشن فوت ہو گیا اور اس کی لاشیں ہمارے حوالہ نہ کی گئی تو بعض اس کے
 بطور قیمت لاش یا تاوان عدم حوالگی لاش دس ہزار روپیہ ہمارے حوالہ کر دیا جائیگا

اور ایسے اقرار کی ایک نقلی مدد دستخط عہدہ دار افسر خزانہ کے مجھے بھی ملنی چاہیے۔ ثانی الحال مقابلہ روپیہ میں وقت نہ ہو۔ اور واضح رہے کہ اگر گنگا لیشن گریو کر جائے تو بجائے اس کے جو ادو آریہ صاحب مقابلہ پر آویں۔ ان کو بھی پابندی اس شرط کی اور ایسا ہی دوسری شرائط کی حسب تصریحات مذکورہ بالا ضروری ہوگی اور اگر ہماری لاش پر گنگا لیشن صاحب قادر نہ ہو سکیں تو وہ دس ہزار روپیہ جو ہمارا طرف سے جمع ہو گا وہ گنگا لیشن صاحب کے لئے بطور نشان فتح سمجھا جائے گا۔

اب جانبین کی شرطیں کمال تکسیر پہنچ گئیں۔ آئندہ کسی فریق کو جائز نہ ہو گا۔ جو ان شرائط سے کم یا زیادہ کرے ورنہ اس کی گریو اور شکست متصور ہوگی۔ اور آئندہ ایسے شخص سے ہرگز خطاب نہیں کیا جائے گا۔ منہ

(یہ اشتہار ۲۶-۵۲۰ کے دو مضمون پر ہے)

(۱۶۸)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

محال است سعدی کہ راہ صفا بخود تو اں یافت جز در پے مصطفیٰ

بیروار راج اندر سنگہ صاحب متوجہ ہو کر سنیں

آپ کا رسالہ جس کا نام آپ نے خط قدیرانی کا علاج رکھا ہے۔ میرے پاس پہنچا۔ اس میں جس قدر آپ نے ہمارے سید و مولیٰ جناب محمد مصطفیٰ و احمد مجتبیٰ علیہ السلام علیہ وسلم کو گلیاں دیں اور نہایت بے باکی سے بے ادبیاں کیں اور بے ہمتی

آہستہ لگائیں اس کا ہم کیا جواب دیں اور کیا لکھیں۔ سو ہم اس معاملہ کو اس قدر توانا کے سپرد کرتے ہیں جو اپنے پیاروں کے لئے غیرت رکھتا ہے۔ ہمارا افسوس اور بھی آپ کی نسبت ہوتا ہے جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ کس ادب اور تہذیب سے ہم نے سنتِ بچن کو تالیف کیا تھا اور کیسے نیک الفاظ سے آپ کے بابا صاحب کو یاد کیا تھا اور اس کا عوض آپ نے یہ دیا۔ اگر آپ کو علم اور انصاف سے کچھ بہرہ ہوتا۔ اور دل میں پرہیزگاری ہوتی تو آپ ان بیہودہ افتراؤں کی پیروی نہ کرتے جن کا ہماری معتبر اور مستم اور پاک کتابوں میں کوئی اصل صحیح نہیں پایا جاتا۔ خدا کا وہ مقدس پیارا جس نے اس کی عزت اور جلال کے لئے اپنی جان کو ایک کیرے کی جان کے برابر بھی عزت نہیں دی اور اس کے لئے ہزاروں موتوں کو قبول کیا۔ اس کو آپ نے گندی گالیاں دیں اور اس کی پاک شان میں طرح طرح کی جیباکیاں اور شوخیاں کیں میرا خیال اب تک نہ تھا کہ سکھ صاحبوں میں ایسے لوگ بھی ہیں۔ آفتاب آپ کی نظر میں ایک ناچیز خرس و خاشاک دکھائی دیا۔ اسے مغافل وہی ایک ٹور ہے جس نے دنیا کو تاریکی میں پایا اور روشن کیا اور عروہ پایا اور جان بخشی۔ تمام باتیں اس سے ثابت ہوئیں اور وہ اپنی ذات میں ثابت ہے۔

بھلا بتاؤ! کہ اس کے سوا آج اس موجودہ دنیا میں کون ہے جس کا کوئی پیرو دم مار سکتا ہو کہ میں دُعا اور خدا کی نصرت میں اپنے مخالفت پر غالب آسکتا ہوں؟ یوں تو کوچہ کوچہ اور گلی گلی میں مذہب پھیلے ہوئے ہیں اور ہر ایک اپنے نبی یا اولاد کے عجوبے قصوں اور کہانیوں کے رنگ میں بیان کر رہا ہے اور لپٹکوں اور کتابوں کے حوالہ سے ہزاروں خوارقِ اُن کے بیان کئے جاتے ہیں۔ لیکن سوال تو یہ ہے کہ ان قصوں کا ثبوت کیا ہے اور کس کو ہم بھونٹا کہیں اور کس کو ہم سچا سمجھیں؟ اور اگر یہ قصے صحیح تھے تو اب کیوں یہ مصیبت پیش آئی کہ ان لوگوں کے ہاتھ میں

صرف قصے ہی قصے رہ گئے؟ سچوں کا نور ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ ذرہ خود انصاف کرو کہ کیا گزشتہ باتوں کا فیصلہ صرف باتوں سے ہو سکتا ہے؟ کوئی بُرا مانے یا بھلا نگو میں کچھ کہتا ہوں کہ ان تمام مذہبوں میں سے سچ پر قائم وہی مذہب ہے جس پر خدا کا ہاتھ ہے اور وہی مقبول دین ہے جس کی قبولیت کے نور ہر ایک زمانہ میں ظاہر ہوتے ہیں۔ یہ نہیں کہ پیچھے رہ گئے ہیں۔ سو دیکھو! میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ روشن مذہب اسلام ہے جس کے ساتھ خدا کی تائیدیں ہر وقت شامل ہیں۔ کیا ہی بزرگ قدر وہ رسول ہے جس سے ہم ہمیشہ تازہ بتازہ روشنی پاتے ہیں۔ اور کیا ہی برگزیدہ وہ نبی ہے جس کی محنت سے رُوح القدس ہمارے اندر سکونت کرتی ہے تب ہماری دعائیں قبول ہوتی ہیں اور عجائب کام ہم سے صادر ہوتے ہیں۔ زندہ خدا کا مزہ ہم اسی ماہ میں دیکھتے ہیں۔ باقی سب مُردہ پرستیاں ہیں۔ کہاں ہیں مُردہ پرست کیا وہ بول سکتے ہیں؟ کہاں ہیں مخلوق پرست کیا وہ ہمارے آگے ٹھہر سکتے ہیں؟ کہاں ہیں وہ لوگ جو شریعت سے کہتے تھے۔ جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی مشکوئی نہیں ہوئی اور نہ کوئی نشان ظاہر ہوا؟ دیکھو! میں کہتا ہوں کہ وہ شرمندہ ہوں گے اور عنقریب وہ چھپتے پھر نیگے اور وہ وقت آتا ہے بلکہ آگیا کہ اسلام کی سچائی کا نور منکروں کے مُنہ پر طمانچہ مارے گا اور انہیں نہیں دکھائی دے گا کہ کہاں چھپیں۔

یہ بھی یاد رہے کہ میں نے دو مرتبہ ہوا نائک صاحب کو کشفی حالت میں دیکھا ہے اور ان کو اس بات کا اقرار پایا ہے کہ انہوں نے اُسی نور سے روشنی حاصل کی ہے۔ فضولیاں اور جھوٹ بونٹا مُردار خواروں کا کام ہے۔ میں وہی کہتا ہوں کہ جو میں نے دیکھا ہے۔ اسی دہر سے میں باواخانک صاحب کو عزت کی نظر سے دیکھتا ہوں۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ وہ اس چشمہ سے پانی پیتے تھے جس سے ہم پیتے

ہیں۔ اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ میں اس معرفت سے بات کر رہا ہوں کہ جو مجھے
عطا کی گئی ہے۔

اب اگر آپ کو اس بات سے انکار ہے کہ باوجود صاحبِ مسلمان تھے اور
نیز آپ کو اس بات پر اصرار ہے کہ بقول آپ کے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نعمو باللہ بدکار آدمی تھے تو میں آپ پر صرف منقولی استدلال سے اتمامِ حجت کرنا
نہیں چاہتا بلکہ ایک اور طریق سے آپ پر خدا کی حجت پوری کرنا چاہتا ہوں جو
آگے چل کر بیان کروں گا اور منقولی استدلال پر اس لئے جسیر و کھنڈ نہیں کرتا
کہ بوجہ قلتِ استدلال ویراہ آپ کے لئے نہایت مشکل ہے۔ آپ لوگ صرف
نادان پادریوں اور ایسا ہی اور یہودہ اور نامکھ آدمیوں کے اعتراضات سے کر بوجہ
ولیٰ بخ کے اُن کو سچ سمجھ بیٹھے ہیں۔ اور پھر بغیر تحقیق اور تفتیش کے اسلام اور ہمارے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بدزبانی شروع کر دی ہے۔ میں خوب جانتا ہوں کہ اسی شائبہ
مکاری نے جو نادانی اور تعصب کے ساتھ ملی ہوئی بھٹی دُنيا کو تباہی میں ڈال دیا ہے اور
جہالت اور مفتریانہ روایات نے اُفتاب پر مغمو کرنے کے لئے ان کو دلیر کر دیا ہے۔ اگر
آنکھیں ہوں تو کس قدر ندامت ہو۔ اور اگر بصیرت ہو تو کس قدر اپنی خطا پر رورویں۔
اسے غافلو! وہ عزت اور شوکت جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی کیا جھوٹے
کوہل سکتی ہے؟ یقیناً سمجھو کہ یہ بات خدا کی خدائی پرداخ لگاتی ہے کہ دُنیا میں جھوٹے
نبی کو وہ دائمی عزت اور قبولیت دی جائے جو بچوں کو ملتی ہے کیونکہ اسی صورت میں
حق مشتبہ ہو جاتا ہے اور امان اٹھ جاتا ہے۔ کیا کسی نے دیکھا کہ مثلاً ایک بھٹی تحصیلدار
بچے تحصیلدار کے مقابل پر دو چار برس تک مقدمات کرتا رہا۔ اور کسی کو قید اور کسی
کو دھائی اوتار دیا اور اعلیٰ افسر اس مکان پر سے گزرتے رہے مگر کسی نے اس کو نہ پکڑا
نہ پوچھا۔ بلکہ اس کا حکم ایسا ہی چلتا رہا جیسا کہ بچے کا؟ یقیناً سمجھو کہ یہ بات

بالکل غیر ممکن ہے کہ ایک نبی کی اتنی بڑی عزتیں اور شوکتیں دُنیا میں پھیل جائیں کہ کوڑا مخلوق اُس کی اُمت ہو جائے۔ بادشاہیاں قائم ہو جائیں اور صدابرس گزر جائیں اور دراصل وہ نبی بھوٹا ہو۔ جب سے کہ دُنیا پیدا ہوئی ایک بھی اس کی نظیر نہیں پاؤ گے۔

اُن یہ ممکن ہے کہ دراصل کوئی نبی سچا ہو اور کتاب سچتی ہو۔ پھر مرد زمانہ سے اس کتاب کی تعلیم پکڑ جائے اور لوگ غلط فہمی سے اس کے منشاء کے برخلاف عمل کرنا شروع کر دیں۔ چنانچہ یہ بات بالکل درست ہے کہ ہر ایک بگڑا ہوا مذہب جو دُنیا میں پھیل گیا تھا اور جس نے ایک عمر پائی وہ ایک سچی جڑ اپنے اندر مخفی رکھتا ہے گو اس کی تمام صورت بدلائی گئی۔ اسی لئے اسلام کسی عُمر پانے والے اور جڑ پکڑنے والے مذہب کے پیشہ اکوہدی سے یاد نہیں کرتا۔ کیونکہ یہ غیر ممکن ہے کہ جو لوگ خدا کے حکم سے آتے اور اُس کی کتاب لاتے ہیں اُن کے پہلو بہ پہلو عزت اور جلال میں وہ لوگ بھی ہوں جو ناپاک طبع اور خدا پر افتراء کرنے والے ہیں۔ نہ انسانی گورنمنٹ کی غیرت اس بات کو قبول کر سکتی ہے اور نہ خدا کی غیرت کہ جو لوگ جھوٹے طور پر اپنے تئیں مہمہ دار اور سرکاری ملازم ظاہر کرتے ہیں اُن کو ایسی ہی عزت دئی جائے جیسا کہ سچے کو اور اُن کو اپنے مفتر یا نہ کاموں میں ایسا ہی چھوڑا جائے جیسا کہ بچوں کو اپنی جائز حکومتوں میں۔

اور وہ طریق جس کے رُوسے اس وقت آپ پر خدا کی حجت پوری کرنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ آپ کا دعویٰ ہے کہ باواناک صاحب مسلمان نہیں تھے اور میں کہتا ہوں کہ درحقیقت وہ مسلمان تھے۔ اور جیسا کہ بالا کی جنم ساکھی میں لکھا ہے درحقیقت شاہ باواناک صاحب کا مسلمان ہونا آپ کی ایک جنم ساکھی سے بھی پایا جاتا ہے جس نے صاف غفلتوں میں اس بات کی طرف ایما کی ہے کہ باواناک صاحب نے آخری عمر میں حیاتِ صالح نامی ایک مسلمان کے لالے سے شادی کی تھی۔ منہ ۹

چولا جو آب ڈیہہ نانک میں موجود ہے یہ باداناٹک صاحب کا چولا تھا جو ان کے مذہب کو ظاہر کرتا ہے اور چولا کی عزت جو آب کی جاتی ہے۔ درحقیقت یہ پُرانی عزت ہے جو بادا صاحب سے ہی شروع ہوئی۔

(۲) دوسرے ٹائپ کا کوئی ہے کہ نعوذ باللہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بدکار اور فاسق تھے اور باداناٹک صاحب آنجناب سے بیزار تھے اور آنحضرتؐ کو بُرا کہا کرتے تھے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ بلکہ یہ باتیں اس وقت گرنقوں میں ملائی گئی ہیں۔ جبکہ کچھ مذہب میں بہت سا تعصب داخل ہو گیا تھا۔ ورنہ بادا صاحب درحقیقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں فدا تھے۔ اب فیصلہ اس طرح پر ہو سکتا ہے کہ آپ اگر اپنے اس عقیدہ پر یقین رکھتے ہیں تو ایک مجلس عام میں اس مضمون کی قسم کھاویں کہ درحقیقت باداناٹک دین اسلام سے بیزار تھے اور پیغمبر اسلامؐ کو بُرا سمجھتے تھے اور نیز درحقیقت پیغمبر اسلامؐ نعوذ باللہ فاسق اور بدکار تھے اور خدا کے بچے بھی نہیں تھے۔ اور اگر یہ دونوں باتیں خلاف واقعہ ہیں تو اسے قادر گزار مجھے ایک سال تک اس گستاخی کی سخت سزا دے۔ اور ہم آپ کی اس قسم پر پانسو روپیہ ایک جگہ پر جہاں آپ کی اطمینان ہو جمع کرا دیتے ہیں۔ پس اگر آپ درحقیقت بچے ہوں گے تو سال کے عرصہ تک آپ کے ایک ہال کا نقصان بھی نہیں ہوگا بلکہ مفت پانسو روپیہ آپ کو ملے گا اور ہماری ذلت اور رو سیاہی ہوگی۔ اور اگر آپ پر کوئی عذاب نازل ہو گیا تو تمام کچھ صاحبان دوست ہو جائیں گے۔

میں جانتا ہوں کہ کچھ صاحبوں کو اسلام سے ایک مناسبت ہے جو ہندوؤں کو نہیں۔ اور وہ جلد آسمانی نشان کو سمجھ لیں گے۔ آپ لوگ ہندوؤں کی طرح بزدل نہیں بلکہ ایک بہادر قوم ہیں۔ اس لئے مجھے امید ہے کہ

آپ اس طریق فیصلہ کو ضرور قبول کر لیں گے۔ اول ایک اخبار میں حسب بیان مذکورہ بالا چھپوانا ہوگا کہ میں ایسی قسم کھانے کے لئے تیار ہوں اور پھر ہماری چھپی ہوئی تحریر پہنچنے کے بعد قادیان میں اگر جلسہ عام میں تین مرتبہ قسم کھانی ہوگی۔

اب اس میں آپ زیادہ بیچ نہ ڈالیں۔ اس بات کو منظور کر لیں۔ ہمارے دل گلیاں ٹٹنے ٹٹنے زخمی ہو گئے ہیں۔ اگر ہم جھوٹے ہیں تو ہمیں روسیہ ہی اور ذلت پیش آئے گی اور لعنت کی موت سے ہم مریں گے۔ اور اگر ہم سچے ہیں تو خدا ہمارا انصاف کرے گا۔ میں آپ کو اس پریشانی کی قسم دیتا ہوں جس کی جناب میں آپ با دانا تک صلیب کو واصل سمجھتے ہیں۔ اور با دانا صاحب کی عزت کا آپ کی خدمت میں واسطہ ڈالتا ہوں کہ آپ ضرور اس طریق امتحان کو قبول کر لیں۔ اور اگر اب بھی آپ میدان میں نہ آئیں اور حسب تصریح بالا قسم نہ کھائیں اور کینہ بہانے پیش کریں تو تمام دنیا گواہ رہے کہ ان چند سطروں کے ساتھ آپ کے رسالہ کا چھوٹا ہونا ثابت ہو گیا۔

اور تا وقت لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ کیوں بار بار موت یا عذاب کی پیشگوئیاں کی جاتی ہیں۔ یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ خدا کے پاک بندوں کو بُرا کہنے والے کس بشاوت پر یہ ضروری ہوگا کہ جس اخبار میں آپ یہ اقرار شائع کریں ایک پرچہ میں اخبار کا بذریعہ بٹری ہمارے پاس بھیج دیں اور ہم ذمہ دار ہوں گے کہ تین ہفتہ تک روز وصول اخبار سے آپ کے لئے پانسو روپیہ جرج کر دیں بشرطیکہ آپ بلا کم و بیش حسب ہدایت ہمارے اشتہار کے اقراءات مطلوبہ کو اپنی طرف سے شائع کر دیں۔ منہ ہ

نوٹ۔ ہم آپ کے یہ وعدہ کرتے ہیں کہ اگر کسی انسان کے ہاتھ سے آپ کو تکلیف پہنچے تو وہ چھلڑی بددعا کا اثر ہو کر نہیں سمجھا جائے گا بلکہ ہم صرف اس صورت میں صادق ٹھہریں گے کہ جب غیر انصافی ہتھوں کے محض خدا کی تقدیر سے آپ کسی اصلاحی کیریڈاٹ اور صحبت میں ایک سال تک مبتلا ہو جائیں جس کا خاکہ موت پر ہواد اگر ایسا ہو تو ہر حالت میں جھوٹے ٹھہریں گے اور آپ پانسو روپیہ ہاتھ کے مستحق ٹھہریں گے۔ منہ ہ

کی پیشگوئی کے مستحق ہیں ؟

نبیوں کے وقت میں بھی یہی ہوا۔ اور مسیح موعود کے لئے بھی یہی لکھا ہے کہ اُس کے دم سے کافر مرے گئے "یعنی اس کی دُعا سے اُن پر عذاب نازل ہوگا۔ سو اگر عذاب کی پیشگوئیاں بدنامی ہیں تو یہ بدنامی تو خدا کے قول سے ہمارے حقہ میں آگئی۔ در کوئے نیکنای مارا گذر ندادند + مگر تو نمی پسندی تغییر کن قضا لا

المشتر میرزا غلام احمد قادیانی

۱۸ اپریل ۱۸۹۶ء

(یہ اشتہار ۲۰-۲۶ کے دو صفحوں پر ہے)

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان

(۱۶۹)

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّيُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ صاحب کا اشتہار جس کا عنوان یہ ہے "مرزا غلام احمد صاحب کی پھانسی کی خواہش" آج ہندوستان بھر کی بھڑائی ہو چکی ہے۔ تاریخ کوئی نہیں۔ وہ اپنے اشتہار کے صفحہ ۲ میں لکھتے ہیں کہ "میں اپنی لاش دینی نہیں چاہتا" اور پھر صفحہ ۴ میں لکھا ہے کہ "اصل اشتہار پر کوئی عنوان نہیں تھا۔ مضمون کے لحاظ سے یہ عنوان حضرت میر تقی علی صاحب کا مجوزہ ہے۔ (المرب)

”میں اس امر کا اقرار کرتا ہوں کہ اگر میں ایک سال کے اندر مر گیا تو میرے والدین کا کوئی حق نہ ہوگا کہ میری لاش لیں۔ ہاں اگر میں تو مرنا غلام احمد صاحب کو دس ہزار روپیہ دیں۔“ اور ساتھ ہی اس بات کا عذر لکھا ہے کہ میں دس ہزار روپیہ جمع نہیں کر سکتا۔ اور میں آریہ سماج کا ممبر نہیں۔ پھر وہ کیونکر میری امداد کریں گے۔“

افسوس کہ گنگا بشن نے اس اشتہار کے لکھنے میں ناحق وقت ضائع کیا۔ حالانکہ ہم اپنے اشتہار ۱۶ اپریل ۱۸۹۷ء میں لکھ چکے تھے کہ اس اشتہار کے بعد کوئی جواب نہیں سنا جائے گا۔ یہ بات نہایت صاف تھی کہ جس حالت میں گنگا بشن نے ہماری لاش مانگی تھی تو ہمارا بھی حق تھا کہ ہم بھی انھیں کی لاش مانگیں اور دس ہزار روپیہ سے پہلے کچھ غرض نہیں تھی۔ وہ تو صرف اس لئے جمع کرنا قرین مصلحت تھا کہ اگر لاش دستیاب نہ ہو تو بجائے لاش وہی روپیہ ہمیں مل جائے۔ اور یہ عذر فضول ہے کہ ”میں آریہ سماج کا ممبر نہیں تا وہ اس قدر میرے لئے ہمدردی کر سکیں کہ دس ہزار روپیہ جمع کرادیں“ ہر ایک سمجھ سکتا ہے کہ ایسا شخص جو آریہ سماج کے دعویٰ کی تائید میں اپنی جان قربان کرنا چاہتا ہے کیا اُن کی نظر میں وہ قابل قدر نہیں؟ بیشک ایسا شخص جو آریہ مذہب کی عزت کے لئے جانفشی تک تیار ہے نہ صرف آریہ سماج کا ممبر بلکہ اُن کے مقدس لوگوں میں سے شمار ہونا چاہیئے۔ ایسے جان نثار کی ہمدردی کے دس ہزار روپیہ کیا حقیقت ہے ناظرین کو معلوم ہے کہ بعض آریہ پرچوں میں لالہ گنگا بشن صاحب کو اس لاف زنی کے وقت آریہ بہادر کا خطاب بھی مل چکا ہے۔ تو اب آریہ صاحبان کیونکر منظور کریں گے کہ اس بہادر پر شکست کا کلتنگ لگے۔

خلاصہ کلام یہ کہ ہم شرائط کو بدلنا نہیں چاہتے۔ یہ تجویز کا کھیل نہیں ہے کہ آٹھ دن شرطیں بدلی جائیں۔ اور یاد رہے کہ گنگا بشن صاحب کو دس ہزار روپیہ جمع کرنا

کچھ سببی مشکل نہیں۔ کیونکہ اگر آریہ صاحبوں کی بھی درحقیقت یہی رائے ہے کہ لیکھرام کا قاتل درحقیقت یہی راقم ہے اور وہ یقیناً دل سے جانتے ہیں کہ اہام اور مکالمہ الہی سب جھوٹی باتیں ہیں۔ بلکہ اس راقم کی سازش سے وقوعہ قتل ظہور میں آیا ہے تو وہ بشوق دل لالہ گنگا بشن کو مدد دیں گے اور دس ہزار کیا وہ بچاں ہزار تک جمع کر سکتے ہیں۔ اور وہ یہ بھی انتظام کر سکتے ہیں کہ جو دس ہزار روپیہ نجد سے لیا جائے گا وہ آریہ سماج کے نیک کاموں میں خرچ ہوگا۔ تو اب آریہ صاحبوں کا اس بات میں کیا حرج ہے کہ بطور ضمانت کاشی دس ہزار روپیہ جمع کرادیں۔ بلکہ یہ تو ایک مفت کی تجارت ہے جس میں کسی قسم کا دھڑکا نہیں۔ اس میں یہ بھی فائدہ ہے کہ گورنمنٹ کو معلوم رہے گا کہ آریہ قوم کی رخصت مندی سے یہ معاملہ وقوع میں آیا ہے۔ اور نیز اس اعلیٰ نشان سے روز کے جھگڑے طے ہو جائیں گے۔

اذا اگر یہ حالت ہے کہ آریہ قوم کے معزز لالہ گنگا بشن کو اس رائے میں کہ یہ صاحب لیکھرام کا قاتل ہے جھوٹا سمجھتے ہیں۔ اسی واسطے اس کی ہمدردی نہیں کر سکتے اور جانتے ہیں کہ یہ شخص جھوٹا ہے آخر اس پر خدا کا عذاب آئے گا۔ ہم دس ہزار روپیہ کیوں ضائع کریں تو ایسے جھوٹے کو اپنے مقابلہ پر بلانا جس کی قوم ہی اس کو بد چلن اور دروغ خیال کرے، ایک نااہل کو عزت دینا ہے۔

غرض اگر آریہ صاحبوں کے معزز لوگوں کی میری نسبت یہ رائے نہیں ہے کہ میں لیکھرام کا قاتل ہوں تو اس کے بعد مجھے اس جھگڑے میں پڑنا ضروری نہیں۔ کیونکہ اگر فریق اور معزز آریہ مجھ کو اس جرم سے بری سمجھتے ہیں اور ایسی تہمت لگانے والے کو جھوٹا اور کاذب خیال کرتے ہیں تو پھر مجھے کوئی ضرورت ہے کہ ایسے شخص کے مقابلہ کا فکر کروں جس کو پہلے سے اس کی قوم ہی جھوٹا تسلیم کر چکی ہے۔ میں نے لالہ گنگا بشن کو دس ہزار روپیہ دینا اس خیال سے منظور کیا تھا کہ معزز آریہ اندرونی طور پر اس کے ساتھ ہونگے

اور وہ بطور وکیل ہوگا۔

غرض اب شرطیہ ہر گونہ ویش نہیں کی جائیں گی۔ لالہ گنگا بشن یاد رکھیں کہ ہمارے اشتہار میں دس ہزار روپیہ کی کوئی شرط نہیں تھی۔ ہم نے اُن کی بات کو صرف اسی لحاظ سے مان لیا تھا کہ ان کے لئے یہ روپیہ ہماری پھانسی کی جگہ فتح کا نشان ہو۔ سو اگر وہ آریہ قوم کے نزدیک جو اصل مدعی اور لیکھرام کے وارث اور اُس کے لئے غیرت دیکھتے ہیں اپنی رائے میں سچے ہیں تو اُن سے لے کر دس ہزار روپیہ جمع کرا دیں یا اسی غیبی امداد والے شخص سے لے لیں جس نے ہماری امداد کا وعدہ فرمایا ہے یعنی جس کا ذکر انہوں نے صفحہ سات اشتہار میں کیا ہے مگر منظور نہیں تو آئندہ اُن کو ہر گونہ جواب نہیں دیا جائے گا۔ اور ان کے مقابل پر یہ ہمارا آخری اشتہار ہے۔
وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اَتَّبَعَ الْهُدٰی

المشقر میرزا غلام احمد قادیانی

۲۷ اپریل ۱۸۹۷ء

(مطبوعہ منیاء الاسلام پریس قادیان)

۵ نوٹ۔ اگر لالہ گنگا بشن حسب منشاء ہمارے اشتہار ۱۶ اپریل ۱۸۹۷ء کے دس ہزار روپیہ ہمارے لئے ایسی جگہ جمع کرا دیں جس کے وصول ہونے میں کچھ دقت نہ ہو تو اس صورت میں یہ بھی لازم ہوگا کہ وہ بذریعہ اپنے اشتہار کے مجھے اطلاع نہ دیں بلکہ بذریعہ ایک معتبر اخبار کے جیسا کہ اخبار عام یا پیسہ اخبار مطلع کریں اور تمام شرائط منظور شدہ فریقین اس میں درج کرا دیں ورنہ آئندہ ہم سے کچھ خط و کتابت نہ کریں۔ منہ

(۱۷۰)

محمد حسین گنگا شن محمد حسین گنگا شن محمد حسین

اشتہار واجب الاظہار

شیخ محمد حسین بٹالوی اڈیٹر اشاعت السنہ کا ایک اشتہار جس پر سب رنج کوئی نہیں۔ اور جس کا یہ عنوان ہے (الہامی قاتل مرزا غلام احمد الخ) میری نظر سے گزرا۔ شیخ صاحب کا یہ اشتہار بھی ان بیجا نیش زنیوں اور مفتربانہ حملوں سے بھرا ہوا ہے کہ جو ہمیشہ وہ اپنی سرشت اور خامیت کی وجہ سے کیا کرتے ہیں۔ لیکن اس وقت اُن ناپاک اتہامات کا جواب دینا ضروری نہیں۔ ہم اُن کے دشمن اسلام دہ سال کے نکلنے کے منتظر ہیں۔ تب انشاء اللہ کما حقہ ان شیطانی وساوس کو دور کیا جائے گا۔ بالفعل جس مطلب کے لئے یہ اشتہار شائع کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ شیخ صاحب مقدمہ الذکر اپنے اشتہار میں لکھتے ہیں کہ لیکچرارم والی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ اور نیز اقام فرماتے ہیں کہ میں اس بارے میں قسم کھانے کے لئے عید ہوں مگر ایک برس کی میعاد سے ڈرتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ اس قدر مدت میں مر جائیں یا کوئی اور عذاب نازل ہو جائے۔ لیکن میں مکرر اُن کو سمجھاتا ہوں کہ ایک ایسے شخص کے ساتھ کہ اپنی ذکر کردہ میعاد کی بنیاد الہام ٹھیراتا ہے۔ ضد کرنا حماقت ہے۔ صاحب الہام کے لئے الہام کی پوری ضروری ہوتی ہے۔ اُن اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ چند ہفتہ میں اُن پر عذاب نازل کرے مگر بہادی طرف سے ایک برس کی ہی میعاد ہوگی۔ اب

اس سے اُن کا منہ پھیرنا اپنے درونگو ہونے کا اقرار کرنا ہے۔

اسے شیخ بٹالوی صاحب۔ آپ تسلی رکھیں کہ اگر آپ اپنی قسم میں پتے ہوں گے تو کوئی عذاب نازل نہیں ہوگا۔ لیکن اگر قسم میں کوئی پھپی ہوئی ہے ایسا ہی ہوگی تو خدا تعالیٰ آپ کو ضرور سزا دے گا۔ تا دوسرے مولوی عبرت پکڑیں۔ مگر یہ شرعا ضروری ہوگی کہ قسم کھانے سے پہلے آپ جلسہ قسم میں چُپ بیٹھ کر برابر دو گھنٹے تک میری وہ وجوہات سنیں جو میں اپنے لہام اور پیشگوئی کے صحت و وقوع کے بارے میں بیان کر دینگا اور آپ کو اختیار نہیں ہوگا کہ کچھ چون و چرا کریں بلکہ میت کی طرح عالم خاموشی میں رہ کر سُنتے رہیں گے اور پھر اُسٹھ کر اسی عبارت کے ساتھ جو آپ اشتہار میں لکھ چکے ہیں عین مرتبہ قسم کھائیں گے اور ہم آمین کہیں گے۔ صرف اس قدر عبارت میں تبدیلی ہوگی کہ بجائے فوراً کے ایک برس کا نام لیں گے۔ اور اگر اب آپ نے پہلو تہی کی اور یہ ہودہ شرائط اور بیچ در بیچ حیلہ حوالے کی باتوں کو شروع کر دیا جیسا کہ آپ کی عادت ہے تو یہ بے پرکھل بجائے گا کہ آپ کی نیت صحیح نہیں ہے اور آپ اپنی پہلی شامت اعمال کی محافظت میں لگے ہوئے ہیں۔

غرض یہ ہمارا آخری اشتہار ہے۔ اگر آپ اپنی ملتان حیلہ بازیوں سے باز نہ آئے تو ہم آپ کے ساتھ وقت ضائع نہیں کرنا چاہتے اور نہ پھر ہم آپ کو مخاطب لے اے شیخ صاحب! یہ سزا اور عذاب جو قسم کے بعد ایک برس تک آپ پر وارد ہوگا اس میں ہجرانہ شرما ہم نے دیکھ دی ہے کہ وہ ایسا عذاب ہو کہ آپ نے اپنی پہلی زندگی میں اس کا مزہ نہ چکھا ہو۔ خواہ زمین سے ہو خواہ آسمان سے اور خواہ آپ کی مالی حالت پر وارد ہو اور خواہ عزت پر اور خواہ جانی پر۔ اور خواہ اس عمر میں ہمارے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی اور عظیم الشان اور فوق العادت نشانی ظاہر ہو جائے جس سے ہر انسان لوگ آپ پر لعنت بھیجیں اور آپ کے منہ پر تھوکیں کہ اس نے شرارت اور خیانت سے صادق کا ثناء کیا۔ گو ہر ایک عذاب فوق العادت ہونا ضروری ہوگا۔ منہ۔ یکم مئی ۱۳۹۷ھ

کریں گے۔ مجھے بہت افسوس ہوا کہ آپ بھی گنگا بشن کی طرح روپیہ کے لالچ میں پڑ گئے۔ غالباً آپ پہلے ایسے نہیں ہوں گے۔ نہ معلوم کیا کیا حاجتیں پیش آئیں۔

اس جگہ یہ لکھنا بھی اپنے احباب کے لئے وصایا ضروریہ میں سے ہے کہ ہم نے نہ محمد حسین کے لئے اور نہ گنگا بشن کے لئے کوئی ایسی شرط لگائی جو ہماری گریز اور بدعتی پر محمول ہو سکے۔ ہم خوب جانتے ہیں اور یقین کامل سے جانتے ہیں کہ ان تمام مخالفوں کو خدا تعالیٰ ایک دن ذلیل کرے گا۔ اگرچہ خدا تعالیٰ محمد حسین اور گنگا بشن کو چند ہفتہ تک جزائے بیباکی دے سکتا ہے۔ لیکن ایک سال کی شرط بوجہ رعایتِ سنت اور الہامات متواترہ کے ہے۔ اور محمد حسین کے لئے جو یہ شرط ٹھیرائی گئی کہ قسم کھانے سے پہلے دو گھنٹے تک ہمارے الہام اور پیش گوئی لیکھرام والی کے متعلق دلائل سُنئے یہ گریز نہیں ہے۔ بلکہ یہ امر مسنون ہے کہ تا خدا تعالیٰ کی حجت بالمواہر پوری ہو جائے ممکن ہے کہ بہاؤت اس زنگ کے جو اس کے دل پر ہے کوئی امر اُس پر مشتبہ ہو۔ پس بالمواہر بیان کرنے سے یہ تمام دلائل اس کے سامنے رکھے جائیں گے اور اس طرح پر خدا تعالیٰ کا الزام اس پر پورا ہو جائے گا۔

بیشک خدا تعالیٰ مفسدوں کو ہلاک کرتا ہے۔ لیکن جب تک کوئی مفسد صریح جھوٹ بول کر اس کے قانون کے نیچے نہ آدے یا صریح طور پر کسی ظلم کا ارتکاب نہ کہے تب تک خدا تعالیٰ اس دُنیا میں اس کو نہیں پکڑتا اور اس کا حساب عالمِ آخرت کے سپرد ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے محمد حسین کے بارے میں دو گھنٹے تبلیغ کی شرط لگائی گئی۔ اور ایک سال کی میعاد مقرر کی گئی اور گنگا بشن کے معاملہ میں جو ہم نے لاشِ یسینہ کی شرط لگائی۔ یہ اس کی شرط کے بعد لگائی گئی یعنی جبکہ اس نے ہماری لاشِ یسینہ کے لئے شرط پیش کی۔ پس ہمیں انصافاً حق تھا کہ اس کی اس وجہ کی سخت گیری اور توہین کے ساتھ ہم بھی لاش کی شرط لگاتے۔ اگر فرض کر لیں کہ اس نے صرف شیعہ کیا لیکن

توہین تو کی اس لئے خدا نے اس کی واقعی توہین کا ارادہ کیا۔ یہ اس کی سزا تھی جس کی ابتداء اسی نے کی۔

یہ بھی خوب یاد رہے کہ میں بار بار لکھ چکا ہوں کہ لاش لینے کی شرذنگا بشن نے خود کی ہمتی اور ایسا کلمہ منہ پر لانا نہ میری توہین بلکہ دینت اسلام کی توہین تھی۔ اور اس کی سزا بھی تھی کہ فتنیابی کی حالت میں اس کی لاش ہمیں ملے تاہم کلمہ جو شوخی سے وہ ہمارے لئے منہ پر لایا وہ واقعی طور پر اس پر واقع ہوا اس میں احماری کیا زیادتی تھی اور کونسی ہم نے گریز کی۔ کیا ہم نے ابتداء یہ شرط ٹھیکرائی۔ تھی۔ عین کا دل پاک ہو اور کسی نجاست سے آلودہ نہ ہو وہ سمجھ سکتا ہے کہ خدا کی یہ حادثہ ہے کہ توہین کرنے والے کی توہین اسی پر ڈال دیتا ہے۔

دیکھو جب محمد حسین بٹالوی نے میری نسبت یہ کہنا شروع کیا کہ یہ جاہل ہے عربی کا ایک جھوٹہ نہیں جانتا تو خدا تعالیٰ نے کیسی اس کی جہالت ثابت کی۔ ہزاروں روپیہ کے انعام کی عربی کتابیں شائع کی گئیں۔ وہ بول نہ سکا گویا زندہ ہی مر گیا۔ ایسا ہی جب گنگا بشن نے لاش مانگی اور لکھا کہ میں جو کام چاہوں گا اس لاش سے کوڑنگا ضرور کوڑا پسند نہ آیا اس لئے میں نے نہ اپنے نفس سے بلکہ الہی جوش سے اس کی لاش کو مانگا اس بات کو یاد کر رکھو کہ اگر وہ میدان میں آیا تو یہ سب کام اس کی لاش سے ہوں گے جو میری لاش کی نسبت اس نے بیان کئے تھے۔ یہی تو وہ بات ہے کہ مَکْرُوْدًا مَکْرُوْدًا اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَدَّوْا اِلْمَا کَرِیْمَہ پس ان لوگوں کی حالت پر افسوس ہے کہ جو خدا کے کاروبار پر اعتراض کرتے ہیں اور ان کے دل بے حس و ہوا ہونے کو طیار ہو جاتے ہیں۔

یہ بھی سوچنا چاہیے کہ پیشگوئی کا اثر پڑنے کے لئے کسی قدر قوم کا دخل ضروری ہے۔ پس اگر یہ قوم گنگا بشن کو ایسا ہی ذلیل جانتی ہے کہ باوجودیکہ وہ ان کے لئے

جان دینے کو تیار ہے۔ مگر وہ قوم اس کو اس قدر عزت بھی نہیں دے سکتی کہ دہزار روپیہ اس کے لئے جمع کرا دیں تو کیا ایسا ذلیل مقابلہ کے لائق ہے۔

پھر میں کہتا ہوں کہ اگر آریہ قوم درحقیقت گنگا بشن کو اپنی قسم میں سمجھتی ہے تو اس رقم کا جمع کرانا ان کے لئے کیا مشکل ہے لیکن اگر جھوٹا سمجھتی ہے تو پھر ایسے جھوٹے کو مقابلہ کی عزت دینا مصلحت سے بعید ہے اور نیز گورنمنٹ بھی ہمارے

چہ فوٹ لے لے یہ صاحب آپ لوگ متوجہ ہو کر سنیں کہ گنگا بشن بہت عزت دینے کے لائق ہے اس لئے آپ کے لئے اپنی دوزی کو جس پر تمام ذریعہ معاش کا تھکا بھٹہ سے دیا۔ اس نے آپ کے لئے فقرو فاقہ کو منظور کیا۔ اس آپ کے لئے اس بات کی بھی پروا نہ رکھی کہ علامہ ایک شخص کو قاتل لیکھرام ٹھیکر اکو فانی کو اذیت کئے نیچے آجائیں گے پھر سب زیادہ بات یہ ہے کہ اس نے اُریہ کو عزت دینے کے لئے ہالارادہ اپنی جان قربان کرنا پسند کیا اور پھر یہ کہ اپنی وحش کی ذلت کو بھی منظور کیا کیا ابھی آپ لوگوں کا دل اس کے لئے نرم نہیں ہوا۔ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ آپ دس ہزار روپیہ اس کے سر پر سے قربان کر دیں۔ آپ انصاف نگاہیں کر یہ خوبیاں اور جانتشیاں اور آریہ دھرم کے لئے یہ قدم صدق جو گنگا بشن نے دکھلایا لیکھرام میں کہاں تھا۔ کھ تو یہ ہے کہ اندھی دنیا مُردہ کا قدر کرتی ہے زندہ کا کوئی قدر نہیں کرتا۔ آپ لوگوں کو مناسب ہے کہ بلا توقف دس ہزار روپیہ گنگا بشن کی وحش کی ضمانت کے لئے جمع کرا دیں اور باضابطہ سرکاری سند ہم کو دلا دیں۔ گنگا بشن نے آپ لوگوں کے لئے تمام کا دو بار اپنے بہادر کر دیئے۔ اب صرف ایک جان باقی ہے وہ بھی آریہ دھرم پر قربان کرنے کے لئے آمینٹی پر رکھے کھڑا ہے۔ اگر ایسے بہادرتا کا قدر نہ کرو تو پھر آپ لوگوں میں مردم شناسی کا مادہ ہی نہیں۔ اور نیز اب اگر آپ نے اس قوم کے بہادر کی مدد نہ کی اور اس کا ساتھ نہ دیا تو صاف سمجھا جانے گا کہ اس کا سبب بکواس کے اور کچھ نہیں کہ آپ لوگوں کے دلوں میں کامل یقین کے ساتھ لے لیکھرام صرف پیشگوئی کے اثر سے خدا تعالیٰ کے حکم سے اپنی مزا کو پہنچا ہے لے کی مدد دینے سے روکتا ہے ورنہ کچھ سمجھ میں نہیں لے

لئے اپنی معاش کو بھی تباہ لے

لے، لے، لے، لے، اس اشتہار کا حاشیہ پٹا ہوا ہے اس لئے بعض جگہ سے پڑھا نہیں گیا جس کی وجہ سے کچھ میں جہاں سے نہیں پڑھا گیا جگہ چھوڑ دی ہے۔

(الترتب)

کاموں کو دیکھتی ہے کہ کیا ہم ادفے ادفے آدمی کے مقابل پر سبک مزاجی کے طوط پر لڑنے کو تیار ہو جاتے ہیں یا ایسے شخصوں کے ساتھ جو اُن کا مقابلہ قوم کے مقابلہ کے حکم میں ہوتا ہے اور ہتیار انہیں سے ہوتی ہے۔

اور پھر یہ بھی بات ہے کہ آریہ صاحبوں کو دس ہزار روپیہ جمع کرانے میں کچھ دقت بھی نہیں۔ ہم تو صرف فتح کے نشان کے لئے گنگا بشن کی لاش کے خواستگار ہیں۔ اور دس ہزار روپیہ تو صرف اس صورت میں تادان کی طرح لیا جائے گا کہ جب لاش دینے سے انکار کریں۔ کیا خوب ہو کہ آریہ لوگ اس اپنے وفادار جان نثار گنگا بشن کو اس ناچیز امداد سے محروم نہ رکھیں۔ کیا جان دینے سے کوئی اور نشان آریہ ہونے کا ہو گا۔ روز کے جھگڑوں کے طے ہونے کے لئے یہ نہایت عمدہ تقریب پیدا ہوئی ہے۔ اگر آریہ صاحبوں نے اس موقعہ کو اتھ سے دیا تو پھر آئندہ اُن کو حق نہیں ہو گا کہ اخباروں میں میری نسبت شایع کریں کہ یہی شخص لیکھرام کا قاتل ہے۔

اور لاکھ گنگا بشن یاد رکھیں کہ اب بغیر اس طریق کے اُن کے لئے کوئی چارہ نہیں۔ ان کے لئے دس ہزار روپیہ ایک ادفے ہندو جمع کرا سکتا ہے۔ اور قوم اگر چاہے تو دس لاکھ جمع کرا سکتی ہے۔ یہ فیصلہ نامق ہے۔ آریہ صاحبان صرف مُنہ سے مجھے لیکھرام کا قاتل نہ بتادیں۔ اگر میں قاتل ہوں تو وہ عالم الغیب جس سے ان کو بھی انکار نہیں۔ اس کا فیصلہ دیکھ لیں۔ زیادہ کیا لکھا جائے۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی اَمْتِ اَقْبَحِ الْمَدٰی

المشترخا کسار میزاعلام احمد قادیانی

یکم مئی ۱۹۰۷ء

(یہ اشتہار ۲۰ × ۲۶ کے ایک صفحہ کال پر ہے)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّيْكَ عَلَى رَسُوْلِكَ الْكَرِيمِ

اشتہار قطعی فیصلہ کیلئے

یہ خدا کی قدرت ہے کہ جس قدر مخالف مولویوں نے چاہا کہ ہماری جماعت کو کم کریں وہ اور بھی زیادہ ہوئی اور جس قدر لوگوں کو ہمارے سلسلہ میں داخل ہونے سے روکنا چاہا وہ اور بھی داخل ہوئے یہاں تک کہ ہزار ہا تک نوبت پہنچ گئی۔ اب ہر روز سرگرمی سے یہ کارروائی ہو رہی ہے اور خدا تعالیٰ اچھے پودوں کو اُس طرف سے اکھاڑتا اور ہمارے باغ میں لگاتا جاتا ہے۔ کیا منقول کی رد سے اور کیا معقول کی رد سے اور کیا اسمانی شہادتوں کی رد سے بدن بدن خدا تعالیٰ ہماری تائید میں ہے۔ اب بھی اگر مخالف مولوی یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم حق پر ہیں اور یہ لوگ باطل پر اور خدا ہمارے ساتھ ہے اور ان لوگوں پر لعنت اور غضب الہی ہے تو باوجود اس کے کہ ہماری حجت ان پر پوری ہو چکی ہے پھر دوبارہ ہم ان کو حق اور باطل پر کھنکھنے کیلئے موقیع دیتے ہیں۔ اگر وہ فی الواقع اپنے تئیں حق پر سمجھتے ہیں اور ہمیں باطل پر اور چاہتے ہیں کہ حق کھل جائے اور باطل معدوم ہو جائے تو اس طریق کو اختیار کر لیں۔ اور وہ یہ ہے کہ وہ اپنی جگہ پر اور میں اپنی جگہ پر خدا تعالیٰ کی جناب میں دُعا کریں۔ اُن کی طرف سے یہ دُعا ہو کہ یا الہی اگر یہ شخص جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تیرے نزدیک مجھوٹا اور کاذب اور مغتری ہے اور ہم اپنی دائے میں سچے اور حق پر اور تیرے مقبول بندے ہیں تو ایک سال تک کوئی فوق العادت

از غیب بطور نشان ہم نظر ہر فرما اور ایک سال کے اندر ہی اُس کو پورا کر دے۔ اور
میں اس کے مقابل پر یہ دُعا کروں گا کہ یا الہی اگر تُو جانتا ہے کہ میں تیری طرف سے ہوں
اور درحقیقت مسیح موعود ہوں تو ایک اور نشان پیشگوئی کے ذریعہ سے میرے لئے ظاہر
فرما اور اس کو ایک سال کے اندر پُر کر۔ پھر اگر ایک سال کے اندر اُن کی تائید میں
کوئی نشان ظاہر ہوا۔ اور میری تائید میں کچھ ظاہر نہ ہوا تو میں جھوٹا ٹھیروں گا اور اگر میری
تائید میں کچھ ظاہر ہوا مگر اس کے مقابل پر اُن کی تائید میں بھی ویسا ہی کوئی نشان ظاہر
ہو گیا تب بھی میں جھوٹا ٹھیروں گا لیکن اگر میری تائید میں ایک سال کے عرصہ تک کھلا کھلا
نشان ظاہر ہو گیا اعدائے اُن کی تائید میں نہ ہوا تو اس صورت میں میں سچا ٹھیروں گا اور
شرط یہ ہوگی کہ اگر تصریحات متذکرہ بالا کی دُعا سے فریق مخالفت سچا نکلا تو میں اُن
کے ہاتھ پر توبہ کروں گا اور جہان تک ممکن ہو گا میں اپنی وہ کتابیں جلادوں گا جن میں
ایسے دعویٰ یا الہامات ہیں۔ کیونکہ اگر خدا نے مجھے جھوٹا کیا تو پھر میں ایسی کتابوں کو پاک
اور مقدس نہیں کر سکتا۔ اور نہ صرف اسی قدر بلکہ اپنے موجودہ اعتقاد کے برخلاف
یقینی طور پر سمجھوں گا کہ محمد شہین شاہی اور عبد الجبار غزنوی اور عبد الحق غزنوی
اور شہید احمد گنگوہی اور محمد حسین کا پیارا دوست محمد بخش جعفر زلمی اور دوسرا
پیارا دوست محمد علی بوچکی یہ سب اولیاء اللہ اور عباد اللہ الصالحین ہیں۔ اور جس
قدر ان لوگوں نے مجھے گالیاں دیں اور لعنتیں بھیجیں۔ یہ سب ایسے کام تھے کہ جن
میں خدا نے ان پر بہت راضی ہوا۔ اور قرب اور اصطفیٰ اور اعتبار کے مراتب
مکمل ان کو پہنچا دیا۔

میں اللہ جلّ شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ایسا ہی کروں گا۔ اگر خدا
کی مرضی مجھے عزت دینے کی نہیں تو میرے پر لعنت ہے اگر میں اس کے برخلاف
کروں۔ لیکن اگر تصریحات بالا کی دُعا سے خدا نے مجھے سچا کر دیا تو چاہئے کہ محمد حسین

بٹالوی اور عبدالحق غزنوی اور عبد الجبار غزنوی اور رشید احمد گنگوہی میرے ہاتھ پر توبہ کریں اور میرے دعویٰ کی تصدیق کر کے میری جماعت میں داخل ہوں تا یہ تفرقہ دُور ہو جائے۔ اندرونی تفرقہ نے مسلمانوں کو تباہ کر دیا ہے۔ یہ خدا کا سیدھا سادھا فیصلہ ہوگا جس میں کسی فریق کی چوں چو اپیش نہیں جائے گی۔

اس اشتہار کے مخاطب محمد حسین بٹالوی، عبد الجبار غزنوی، عبد الحق غزنوی، رشید احمد گنگوہی ہیں۔ یہ چاروں اپنے تئیں مومن ظاہر کرتے ہیں۔ اور مومن خدا کے نزدیک دلی ہوتا ہے اور بہر حال کافر اور دجال کی نسبت مومن کی دُعا جلد قبول ہوتی ہے۔ اسی لئے خدا کے نیک بندے قبولیت دُعا سے مخالفت کئے جاتے ہیں اور ان دُعاؤں کے لئے ضروری نہیں کہ بالموافقہ کی جائیں بلکہ چاہیئے کہ فریق مخالف مجھے خاص اشتہار کے ذریعہ سے اطلاع دے کر پھر اپنے گمروں میں دُعا میں کئی شروع کر دیں اور ابتداء سال کا اشتہار کی تاریخ اشاعت سے سمجھا جائے گا۔ یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ چاروں مولوی مقابلہ کریں بلکہ جو شخص اُن میں سے ڈر کر بھاگ جائے اس نالائق کو جانے دو۔ وہ اس بات پر ٹھہر لگا گیا کہ وہ جھوٹا ہے اور گریز کی اخذ اس کے سر پر ہے۔

اور یہ ضروری ہوگا کہ جو امر غیب ان چاروں میں سے کسی پر ظاہر ہو اس کو بذریعہ اشتہارات مطبوعہ لوگوں پر ظاہر کر دے اور ان میں سے ایک اشتہار بذریعہ رجسٹری میرے پاس بھیج دے۔ اور جو امر مجھ پر ظاہر ہو جو پہلے ظاہر نہیں کیا گیا، مجھ پر بھی لازم ہوگا کہ بذریعہ اشتہار اس کو شائع کروں اور ایک ایک اشتہار بذریعہ رجسٹری چاروں صاحبوں کی خدمت میں یا جس قدر اُن میں سے مقابلہ پر آویں بھیج دوں اس طریق سے روز کے جھگڑے طے ہو جائیں گے۔ ہم دونوں فریقوں میں سے جو صلح ہوئے ہے

۴ ایک سال انگریزی مہینوں کے حساب سے سمجھائیگا۔ منہ

اس کا طعن ہونا ثابت ہو جائے گا۔ اور جو مقصود ہے اس کا مقرون ہونا ثابت ہو جائے گا۔ اور اگر امرت سر اور لاہور کے لیس اس فیصلہ کے لئے مولویان مذکورین کو متفق کریں تو ان کی ہمدردی اسلامی قابلِ شکر گزاری ہوگی۔ اور بالخصوص انجمن اسلامیہ کے سکریٹری خان بہادر برکت علی خاں صاحب اور انجمن حمایت اسلام کے سکریٹری منشی شمس الدین صاحب اور انجمن نعمانیہ کے سکریٹری منشی تاج الدین صاحب کی خدمت میں رشاد التماس ہے کہ ضرور اس طرف توجہ فرماویں۔ ہزاروں مسلمان کافر سمجھے گئے اور سخت تفرقہ پڑ گیا ہے۔ آپ صاحبوں کے اہول کچھ ہی ہوں۔ ہمیں اس سے بچت نہیں لیکن آپ صاحبوں کی بڑی مہربانی ہوگی جو آپ مدد دیویں۔

والسلام

المشتر مرزا غلام احمد قادیانی۔ ۱۹ مئی ۱۸۹۷ء بمبئی

(۱۹ اکتوبر ۱۹۰۲ء کے ایک صفحہ پر ہے)

ضیاء الاسلام پریس قادیان

(۱۷۲)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حَمْدٌ وَفُضِّلَ عَلَى سَائِرِ الْحَمْدِ

حُسَيْنِ كَامِي سَفِيرُ سُلْطَانِ رُومِ

بدیعہ اخبار محلہ ممبئی ۱۸۹۷ء ناظم الہند لاہور میں بھی ایک شیعہ اخبار ہے سفیر مذکور العنوان کا ایک خط چھپا ہے جو بالکل گندہ اور خلاف تہذیب اور انسانیت ہے اور اس خط کے عنوان

میں یہ لکھا ہے کہ سفیر صاحب متواتر درخواستوں کے بعد قادیان میں تشریف لے گئے۔ اور پھر متانت اور مکتدر اور ملول خاطر واپس آئے۔ اور پھر یہی ایڈیٹر لکھتا ہے کہ یہ سنا گیا تھا کہ سفیر صاحب کو اس لئے قادیان بلایا تھا کہ اُن کے ہاتھ پر توبہ کریں کیونکہ وہ نائب حضرت خلیفۃ المسلمین ہیں۔ ان افتر اول کا بجز اس کے کیا جواب دیں، کہ لعنة الله على الكاذبین۔ اللہ تعالیٰ اس بات پر گواہ ہے کہ مجھے دُعا داروں اور منافقوں کی ملاقات سے اس قدر بیزاری اور نفرت ہے جیسا کہ نجاست سے۔ مجھے نہ کچھ سلطان روم کی طرف حاجت ہے اور نہ اس کے کسی سفیر کی ملاقات کا شوق ہے میرے لئے ایک سلطان کافی ہے جو آسمان اور زمین کا حقیقی بادشاہ ہے۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ قبل اس کے کہ کسی دوسرے کی طرف مجھے حاجت پڑے اس عالم سے گزر جاؤں۔ آسمان کی بادشاہت کے آگے دُنیا کی بادشاہت اس قدر بھی مرتبہ نہیں کھتی جیسا کہ آفتاب کے مقابل پر ایک کیڑا مڑا ہوا۔ پھر جب کہ ہمارے بادشاہ کے آگے سلطان روم بیکھا ہے تو اس کا سفیر کیا چیز!

میرے نزدیک واجب التعلیم اور واجب الملامت اور مشکر گزاردی کے لائق گورنمنٹ انگریزی ہے جس کے زیر سایہ امن کے ساتھ یہ آسمانی کارروائی میں کردار ہوں۔ ترکی سلطنت آج کل تاریکی سے بھری ہوئی ہے اور وہی شامت اعمال بھگت رہی ہے اور ہرگز ممکن نہیں کہ اس کے زیر سایہ رہ کر ہم کسی راستی کو پھیلا سکیں۔ شاید بہت سے لوگ اس فقرہ سے ناراض ہوں گے مگر یہی حق ہے۔ یہی باتیں ہیں کہ سفیر مذکور کے ساتھ خلوت میں کی گئی تھیں جو سفیر کو بُری معلوم ہوئیں۔ سفیر مذکور نے خلوت کی ملاقات کے لئے خود التجا کی اور اگرچہ مجھ کو اس کی اول ملاقات میں ہی دُنیا پرستی کی پھر بُرائی تھی اور منافقانہ طریق دکھائی دیا تھا مگر حسن اخلاق نے مجھے بوجہ مہمان ہونے کے اس کی اجازت دینے کے لئے مجبور کیا۔ تا مگر وہ نے خلوت کی ملاقات میں سلطان روم کے لئے ایک خاص دُعا

کرنے کے لئے درخواست کی اور یہ بھی چاہا کہ آئندہ اس کے لئے جو کچھ آسمانی قضاء قدر سے آنے والا ہے اس سے وہ اطلاع پاوے میں نے اس کو صاف کہہ دیا کہ سلطان کی سلطنت کی کوئی حالت نہیں ہے اور میں کشفی طریق سے اُس کے ارکان کی حالت اچھی نہیں دیکھتا اور میرے نزدیک ان حالتوں کے ساتھ انجام اچھا نہیں۔ یہی وہ باتیں تھیں جو سفیر کو اپنی بد قسمتی سے بہت بُری معلوم ہوئیں۔ میں نے کئی اشارات سے اس بات پر بھی زور دیا کہ رومی سلطنت خدا کے نزدیک کئی باتوں میں قصور وار ہے اور خدا سچے تقویٰ اور طہارت اور نوع انسان کی ہمدردی کو چاہتا ہے اور روم کی حالت موجود بربادی کو چاہتی ہے۔ تو یہ کہ وہ تانیک پھل پاؤ۔ مگر میں اُس کے دل کی طرف خیال کر رہا تھا کہ وہ ان باتوں کو بہت ہی بُرا مانتا تھا اور یہ ایک صریح دلیل اس بات پر ہے کہ سلطنت روم کے اچھے دن نہیں ہیں۔ اور پھر اُس کا بد گوئی کے ساتھ واپس جانا یہ اور دلیل ہے کہ زوال کی علامات نمودار ہیں۔ ماسوا اُس کے میرے دعویٰ مسیح موعود اود مہدی موعود کے بارے میں بھی کئی باتیں درمیان آئیں۔ میں نے اُس کو بار بار سمجھایا کہ میں خدا کی طرف سے ہوں اود کسی خونِ مسیح اور خونِ مہدی کا انتظار کرنا جیسا کہ عام مسلمانوں کا خیال ہے یہ سب یہودہ قہقہے ہیں۔ اس کے ساتھ میں نے یہ بھی اس کو کہا کہ خدا نے یہی ارادہ کیا ہے کہ جو مسلمانوں میں سے مجھ سے علیحدہ رہے گا وہ کاٹا جائے گا بادشاہ ہو یا غیر بادشاہ۔ اور میں خیال کرتا ہوں کہ یہ تمام باتیں تیر کی طرح اس کو لگتی تھیں اور میں نے اپنی طرف سے نہیں بلکہ جو کچھ خدا نے الہام کے ذریعہ فرمایا تھا وہی کہا تھا۔ اور پھر ان تمام باتوں کے بعد گورنمنٹ برطانیہ کا بھی ذکر آیا اود جیسا کہ میرا قدیم سے عقیدہ ہے میں نے اس کو بار بار کہا کہ ہم اس گورنمنٹ سے دلی خلاص رکھتے ہیں اور دلی وفادار اور دلی شکر گزار ہیں کیونکہ اس کے زیر سایہ اس قدر امن سے زندگی بسر کر رہے ہیں کہ کسی دوسری سلطنت کے نیچے ہرگز امید نہیں کہ وہ امن

حاصل ہونے لگے۔ کیا میں اسلام بول میں امن کے ساتھ اس دعویٰ کو پھیلایا سکتا ہوں کہ میں مسیح موعود اور ہندی معبود ہوں اور یہ کہ تلوار چلانے کی سب روایتیں جھوٹ ہیں۔ کیا یہ سن کر اس جگہ کے درندے مولوی اور قاضی حملہ نہیں کریں گے اور کیا سلطانی انتظام بھی تقاضا نہیں کرے گا کہ ان کی مرضی کو مقدم رکھا جائے۔ پھر مجھے سلطان روم سے کیا فائدہ۔

ان سب باتوں کو سفیر مذکور نے تعجب سے سنا اور حیرت سے میرا منہ دیکھتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے خط میں بوناظم الہندہ ارمی سے ملنے میں چھپا ہے۔ میرا نام ضرور اور شہداد اور شیطان رکھتا ہے اور مجھے جھوٹا اور مزور اور مورد غضب الہی قرار دیتا ہے۔ لیکن یہ سخت گوئی اس کی جائے افسوس نہیں کیونکہ انسان نابینائی کی حالت میں سورج کو بھی تاریک خیال کر سکتا ہے۔ اس کے لئے بہتر تھا کہ میرے پاس نہ آتا۔ میرے پاس سے ایسی بدگوئی سے واپس جانا اس کی سخت بدقسمتی ہے۔ اور مجھے کچھ ضرور نہ تھا کہ میں اس کی یادہ گوئی کا ذکر کرتا مگر اس نے بپاداش نیکی ہر ایک شخص کے پاس بدی کرنا شروع کیا اور مثالہ اور امرت سرا اور لاہور میں بہت سے آدمیوں کے پاس وہ دل آزار باتیں میری نسبت اور میری جماعت کی نسبت کہیں کہ ایک شریف آدمی باوجود اختلاف رائے کے کبھی زبان پر نہیں لاسکتا۔ افسوس کہ میں نے بہت شوق اور آرزو کے بعد گورنمنٹ روم کا نمونہ دیکھا تو یہ دیکھا۔ اور میں مکرر ناظرین کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ مجھے اس سفیر کی ملاقات کا ایک ذرہ شوق نہ تھا۔ بلکہ جب میں نے سنا کہ لاہور کی میری جماعت اس سے ملی ہے تو میں نے بہت افسوس کیا اور ان کی طرف ملامت کا خط لکھا کہ یہ کارروائی میرے منشاء کے خلاف کی گئی۔ پھر آخر سفیر نے لاہور سے ایک انکساری خط میری طرف لکھا کہ میں ملتا چاہتا ہوں سو اس کے الحاح پر میں نے اس کو قادیان آنے کی اجازت دی۔ لیکن اللہ جل شانہ جانتا ہے

جس پر جھوٹ باندھنا لعنت کا داغ خریدتا ہے کہ اس عالم الغیب نے مجھے پہلے سے اطلاع دے دی تھی کہ اس شخص کی سرشت میں نفاق کی رنگ آمیزی ہے۔ سو ایسا ہی ظہور میں آیا۔

اب میں سفیر مذکور کا انکساری خط جو میری طرف پہنچا تھا اور پھر اس کا وہ مرا خط جو ناظم الہند میں چھپا ہے ذیل میں لکھتا ہوں۔ ناظرین خود پڑھ لیں اور نتیجہ نکال لیں اور ہماری جماعت کو چاہیے کہ آئندہ ایسے اشخاص کے ملنے سے دستکش رہیں۔ آسمانی سلسلہ سے دنیا پیار نہیں کر سکتی۔

المشہد خاکسار میرزا غلام احمد قادیانی

نقل اس خط کی جو سفیر نے لاہور سے ہماری ملاقات کی درخواست کے لئے بھیجا تھا۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب مستطاب معلى القاب قدوة المحققین قطب العارفين حضرت
میرزا سنگیر میرزا غلام احمد صاحب دام کرمانہ۔ بھول اوصاف جمیلہ و اخلاق حمیدہ آن
ذات ملکوتی صفات در شہر لاہور لسمیع منونیت و از مریدان سعادت انتسابان تعادیر و
تصانیف عالیہ آن نجستہ مقام برست احترام و منونیت رسید۔ لہذا سودائے زیارت
ویدار ساطع الانوار سویدائے دل ثنا و درید البریز اشتیاق کردہ است۔ انشاء اللہ نقلے
از لاہور بطریق امرت سر بہ خاکپائے روحانیت احتوی سامی خواہم رسید و دریں خصوص
تلفرات بر حضور میرا سر فور مقدس خواہم کشید۔ فقط

حسین کامی سفیر سلطان اعظم (۱۸۹۶ء)

نقل اس خط کی جو سفیر کی طرف سے ناظم الہند ۱۸۹۶ء میں چھپا ہے۔

بمختور ستید السادات العظام و فخر النخبا و اکرام مولانا سید محمد ناظر حسین صاحب
ناظم اہام اللہ فیوضہ و نخل عافقہ۔ رسیدی و مولائی و التفات نامہ ذات سامی شمس
و خود کرنے کے لائق ہے کہ یہ القاب کس درجہ کے شخص کے لئے لکھا ہے و منہ

بدست تحجیل و احترام ما رسید الحق ممنونیت غیر مترقبہ غلطی بخشید۔ فدایت شوم کہ استفسار احوال غرائب اشتمال کا دیان و کا دیانی (قاویان و قاویانی) را فرمودہ بودید۔ اکنون ما بکمال تکلیف ذیلاً بخدمت والا نہمت و عالی بیان و افادہ می کنم کہ این شخص عجیب و غریب از صراط المستقیم اسلام برگشتہ قدم بردائرہ علیہم و آلہم السلام گذارشتہ و تزویر بجهت حضرت خاتم النبیین را در پیش گرفته و بزعم باطل خویش باب رسالت را مفتوح دانستہ است شایستہ ہزاران خند است کہ فرق در بین ثبوت و رسالت پیدا شدہ است و معاذ اللہ تعالیٰ می گوید کہ خداوند عالم رسول صلعم را گاہے در فرقان حمید و قرآن مجید بعنوان خاتم المرسلین معین نکرده است فقط بخطاب خاتم النبیین اکتفا فرمودہ است۔ القصد اینکہ اول خود را ولی مہم می گفت بعدہ مسیح و خود گشتہ۔ آہستہ آہستہ بقول مجروح و معود بہ مرتبہ عالیہ ہمد ویت کردہ است عین ذالہ تعالیٰ خود را از خود را ئی پیاپی مصلحت رسالت رساندہ است۔ بنا علی ہذا ظن غالب ما بران است کہ ترقی پنجمین قدم بر سریر شریعہ شداد و نمود نہادہ ظاہر الوہیت بر سر کرسی خود کہ گال خیالات فاسدہ و معدن مایخولیا و ہذیانات باطل است میگذازد و عجب مت کہ شاعر معجز بیان در حق این ضعیف الاعتقاد و البنیان چندیاں سال قبل ازین گویا بطور پیشگوئی قدوین این شعر در دیوان اشعار آبدار خود کردہ است۔ سال اول مطلب آمد سال دوم خواہ شد با بخت گریاری کند امسال سیدی شود۔

خلاصہ این سخنان در گذرید و او را بر شیطانش پسید و ما را از پریشان نویسی معاف داوید عزیز اسلام ما را بجانب شریعت دار مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب و جناب داروغہ عبد الغفور خان صاحب برسانید و سائنہ شریائی خود را گرفته بصوب ما روانہ کنید تا کہ از دار الخلافہ ملا ہو کفش مسجدے مطابق آن بطلم و در ہر خصوص بذات عالی شما تقدیم مرا کم احترام کاری کردہ مسدحت بر استنبای طبع عالی می نمایم والسلام۔

مطبوعہ غیاث السام قادیان ۳۰ ہجری ۱۳۰۰

الراقم حسین کامی

(یہ اشتہار ۳۰۰۲۰ کے صفحہ پر ہے)

(۷۳)
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فَحَمْدٌ وَتَصْلٰةٌ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

جلت شکرہ

جشن جوہلی شصت سالہ حضرت قیصر ہند دام ظلہا

قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ
 وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

خدا کی نعمت کا لوگوں کے پاس بکثرت رکھنا ساتھ ذکر کر

ہم نے بار بار اپنی کتابوں میں اس بات کا ذکر کیا ہے کہ وجود حضرت قیصر ہند دام ظلہا
 ہمارے لئے ایک خدا کی نعمت ہے۔ ہم اس محسن گورنمنٹ کے سایہ کے نیچے امن کے ساتھ
 زندگی بسر کرتے ہیں اور آزادی کے ساتھ اپنی رائے کی اشاعت کر رہے ہیں۔ اور خدا نے
 ہماری جان اور مال اور آبرو کے لئے اس گورنمنٹ کو محافظ بنا دیا ہے۔ پس ان تمام وجوہ
 سے ہم پر واجب ہے کہ ہم سچے دل سے نہ نفاق سے اس گورنمنٹ کے شکر گزار ہوں اور
 جناب قیصر ہند دام ظلہا کی عمر و اقبال و دولت اور اس خاندان کے دوام اور بقا کے
 لئے تہ دل سے دُعا کریں۔ سو خدا تعالیٰ نے اس شکر اور ان دُعاؤں کے لئے جشن جوہلی
 کا ہمیں ایک موقعہ دیا ہے۔ اور یہ دن حقیقت میں ایک عظیم الشان خوشی کا موجب ہے
 کیونکہ خدا تعالیٰ نے ہماری ملکہ معقلہ قیصر ہند دام ظلہا کے شصت سالہ زمانہ تخت نشینی کو
 امن اور عافیت اور ترقی و اقبال کے ساتھ پورا کیا۔ اور اس زمانہ میں بے شمار فوائد اپنے
 بندوں کو پہنچائے۔ سو میری رائے ہے کہ اس خوشی کے اظہار اور شکر اور دُعا کے لئے
 میری جماعت کے دوست اور احباب جو پنجاب اور ہندوستان کے مختلف شہروں میں مقیم

ہیں، انیسویں جون ۱۸۹۷ء کو بمقام قادیان جمع ہوں۔ اور جیسا کہ اس بارے میں ہدایات از جانب وائس پریذیڈنٹ جنرل کمیٹی اہل اسلام ہند بتا دیں، یکم جون ۱۸۹۷ء شائع ہوئی ہیں اُن کے مطابق ۲۰، ۲۱ اور ۲۲ جون ۱۸۹۷ء کو اظہار شکر اور دُعا اور خوشی کی جائے۔ چونکہ ہماری جماعت کی طرف سے اظہار خوشی اور شکر اور دُعا کے لئے یہ ایک عام جلسہ ہے جس کی مدد مصارف میں ہر ایک کو شریک ہونا واجب ہے لہذا تاکید کے طور پر یہ بھی لکھا جاتا ہے کہ جس جس صاحب کو یہ اشتہار پہنچے وہ اپنی طاقت اور قدرت کے موافق اس جلسہ کے مصارف کے لئے بلا توقع چندہ روانہ کریں۔ ہر ایک شخص اپنی حیثیت کے موافق اس ہدایت پر کار بند ہو۔ اس جلسہ کے لئے جس قدر صاحب چندہ دینے میں شریک ہوں گے اور ۲۰ جون ۱۸۹۷ء سے پہلے قادیان میں آکر تمام جماعت کے ساتھ جلسہ کریتہ کے مراسم ادا کریں گے ان تمام صاحبوں کے نام تفصیل رقم چندہ اور نیز باظہار اس تمام سرگرمی اور مستعدی کے جو اُن سے ظاہر ہوئی لکھ کر بذریعہ طبع شائع کئے جائیں گے اور ایک کاپی اُن کی جنرل کمیٹی کو بھی بھیجی جائے گی تا جیسا کہ جنرل کمیٹی اہل اسلام ہند کی طرف سے وعدہ ہے ان کے نام قومی تاریخ میں یادگار کے واسطے درج ہوں۔

اگر کسی کے دل میں یہ وسوسہ گزرے کہ یہ تمام امور و نیاداری اور خوشامد میں داخل ہیں اور الہی سلسلہ سے مناسبت نہیں رکھتے تو اس کو یقیناً سمجھنا چاہیے کہ یہ شیطانی وسوسہ ہے۔ ہم اس شکر گزاری کے جلسہ میں سرکار انگریزی سے کسی جاگیر کی درخواست نہیں کرتے اور نہ کوئی لقب چاہتے ہیں اور نہ کسی انعام کے خواستگار ہیں اور نہ یہ خیال ہے کہ وہ ہمیں اچھا کہیں۔ بلکہ یہ جلسہ محض اس بارے سے سبکدوش ہونے کے لئے ہے جو ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کے احسانات کا بار ہمارے سر پر ہے۔

غوب یاد رکھو کہ جو شخص انسان کا شکر ادا نہیں کرتا اس نے خدا کا بھی شکر نہیں

کیا۔ ہمارے کسی کام میں نفاق نہیں۔ ہم خوب جانتے ہیں کہ نیکی کرنے والوں کی نیکی کو ضائع کرنا بددلتی ہے۔

بعض نادان مسلمانوں نے ہم پر اعتراض کیا ہے کہ جو ترکی سفیر کے خط کا رد بذریعہ اشتہار شائع کیا گیا ہے اس میں سلطان روم کی بے ادبی کی گئی ہے اور وہ خلیفۃ المومنین ہے اور نیز اس اشتہار میں ملائمت کے طور پر انگریزوں کی تعریف کی گئی ہے۔ لیکن واضح رہے کہ یہ تمام باتیں کوترا اندیشی اور بخل کی وجہ سے ہمارے مخالفوں کے مُنہ سے نکل رہی ہیں۔ ہم نے سلطان کو کچھ بُرا نہیں کہا اور نہ بے ادبی کی۔ بلکہ ہمیں افسوس ہے کہ جس شخص کے ایسے سفیر اور ایسے ارکان ہیں اس کی حالت قابلِ رحم ہے۔ ہم نے اس سفیر کو بچشمِ خود دیکھا ہے کہ بجائے نماز تمام روز شطرنج اور کھٹھا اور ہنسی میں گزارتا تھا۔ وہ قادیان میں آکر ایک ایسی جماعت کے اندر آگیا تھا جو اس کی بے قیدی کی طرز اور طریق سے بالکل مخالفت تھی۔ خدا جانتا ہے کہ ہمارا دل اس بات سے جلتا اور کباب ہوتا ہے اور بے اختیار جوش اُٹھتا ہے کہ ایسے دنوں میں اس سلطنت کے ارکان کو چاہیئے تھا کہ تقویٰ میں ترقی کرتے۔ منہیات سے باز آتے۔ نماز کی پابندی اختیار کرتے۔ خدا تعالیٰ سے ڈرتے اور بے قیدوں اور بد روشوں کی طرح زندگی بسر نہ کرتے۔ کیونکہ اسلام کی تمام ترقی تقویٰ سے شروع ہوئی ہے اور پھر جب اسلام ترقی کرے گا تقویٰ سے کرے گا۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغَيِّرُ مَا بِتَقْوٰی وَحَتّٰی يَغَيِّرَ مَا لَا بِاِنْفٰسٍۭہُمْ۔ یہی بات کہ سلطان روم خلیفۃ المومنین ہے اس کے ارکان کی نسبت ایسے سُوءِ ادب کے الفاظ مُنہ پر لانا بیباکی اور گستاخی میں داخل ہے۔ سو یہ سراسر ناکمبی ہے اور درحقیقت جو شخص مجھے ایک کافر و جال بے ایمان کا ذب خیال کرتا ہے وہ بیشک میری اُس تقریر سے سخت ناراض ہوگا جو میں نے اشتہار ۲۴ مئی ۱۹۰۸ء میں شائع کی ہے۔ لیکن

نیں پوچھتا ہوں کہ ذرہ اپنے دلوں میں فرض کر لو کہ اگر یہ تقریر اس شخص کی طرف سے ہے جو خدا کی طرف سے تیرہ سو برس کے وعدہ کے موافق مسیح موعود ہو کر آیا ہے اور خدا کا نائب ہے جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کہا ہے۔ تو کیا سلطان روم کی عظمت کو اس کے مقابل یاد کرنا اور اس کی عظمت کو بالکل بھلا دیتا ہے ایمانی ہے یا نہیں۔ جن دلوں پر خدا کی لعنت ہے اُن کا تو کچھ علاج نہیں۔ لیکن عقلمند اور ایماندار جانتے ہیں کہ ایسے شخص کے ساتھ جس کو خدا آسمانی خلافت دے کر ایک عظیم نشان کام کے لئے بھیجتا ہے روم کے ایک ظاہری فرمانروا کو کیا نسبت ہے؟

یاد رکھو کہ خدا کے فرستادہ کی توہین خدا کی توہین ہے۔ چاہو تو مجھے گالیاں دو۔ تمہارا اختیار ہے۔ کیونکہ آسمانی سلطنت تمہارے نزدیک حقیر ہے سلطان کا خلیفہ الامین ہونا صرف اپنے مُنہ کا دعویٰ ہے لیکن وہ خلافت جس کا آج سے سترہ برس پہلے براہین احمدیہ اور نیز ازالہ اہام میں ذکر ہے حقیقی خلافت وہی ہے۔ کیا وہ البام یا انہیں اُردت ان استخلفت فخلقت ادم۔ خلیفۃ اللہ السلطان۔ ہاں ہماری خلافت رُوحانی ہے اور آسمانی ہے نہ زمینی۔

یہ قاعدہ ہے کہ جس شخص کو انسان حقیر اور ذلیل جانتا ہے اس کو ایسے شخص کے مقابل پر بات کرنے سے بے ادب خیال کرتا ہے جس کو وہ عظیم الشان سمجھتا ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ جب یسوع مسیح نے سردار کاہن کے سامنے ایک بات کہی جو سردار کاہن کو بُری معلوم ہوئی تو ایک سپاہی نے مسیح کے مُنہ پر طمانچہ مار کر کہا کہ کیا تو سردار کاہن کی بیعت الٰہی سیرین رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ مہدی موعود بعض نبیوں سے بھی افضل ہے پس ایسے لوگوں کی حالت پر سخت افسوس ہے جو ایک بادشاہ کے لئے جو دنیوی زندگی رکھتا ہے مجھ کو جو اپنے مہدی موعود ہونے کا دلائل کے ساتھ ثبوت دیتا ہوں گالیاں دیتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ سرِ مہدی کے کیزے ہو گئے ہیں۔ خدا اور رسول پر ان کا ایمان نہیں رہا۔ منہ ۴

یہ ادبی کرتا ہے، کیونکہ اس وقت اُن لوگوں کی نظر میں حضرت عیسیٰ مسیح ایک حقیر اور ذلیل
تھی تھا جو کاذب اور کافر خیال کیا گیا۔ پس جبکہ سردار کاہن کی دنیوی عزت کے لئے مسیح نے
ایک اذیت پسندی کے ماتھے سے طمانچہ کھایا تو پھر وہ شخص جو مسیح کے نام پر آیا ہے۔ اگر
سلطان روم کے جاہل حاکموں کے مُنہ سے گالیاں سُنے تو کیا بعید ہے۔

یہی بات کہ اشتہار مذکور میں انگریزی سلطنت کی تعریف کی گئی ہے۔ سو یاد رہے
کہ یہ ہرگز منافقانہ تعریف نہیں۔ لعنة الله على من نافق۔ بلکہ ہم سچے دل
سے کہتے ہیں اور صحیح صحیح کہتے ہیں کہ اس گورنمنٹ کے ذریعہ سے ہم نے بہت امن پایا
ہے۔ اس لئے اس کا شکر ہم پر واجب ہے۔ اور مجھے ان شیرازہ فروشوں کی حالت پر نہایت
تعجب ہے کہ اب تک وہ اس بات کو نہیں سمجھتے کہ جو اہل احسان احسان ہے۔ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے: **هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ**۔

فقط

اشتہار میزاعلام احمد قادیانی

۴ جون ۱۸۹۷ء

مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان دارالاحقان

۱۔ یہ اشتہار ۲۰۶۲۰ کے دو صفحوں پر ہے

(۱۴۴۰ھ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مُحَمَّدٌ كَا وَفَصَلِّ

جلالِ احباب

بر تقربِ جن جو بی بغرض دُعا و شکر گزاری جنابِ ملکہ معظمہ

قیصہ ہند دام ظلہا

ہم بڑی خوشی سے اس بات کو ظاہر کرتے ہیں کہ جنابِ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام ظلہا کے ششِ جوہری کی خوشی اور شکر کے ادا کرنے کے لئے میری جماعت کے اکثر احباب دُعا و دُور کی مسافت قطع کر کے ۱۹ جون ۱۸۹۶ء کو ہی قادیان میں تشریف لائے۔ اور یہ مسد ۲۲ آدمی تھے اور اس جگہ کے ہمارے خیر اور مخلص بھی اُن کے ساتھ شامل ہوئے جن سے ایک گروہ کثیر ہو گیا اور وہ سب ۲۰ جون ۱۸۹۶ء کو اس مبارک تقریب میں باہم مل کر دُعا اور شکر باری تعالیٰ میں مصروف ہوئے اور جیسا کہ اشتہارِ وائس پرنسپل ڈنٹ جنرل کیٹی اہل اسلام ہند جنابِ خاندانِ حب محمد حیات خاندانِ حب سی۔ ایس۔ آئی میں اس بارے میں ہدایتیں تھیں۔ بفضلہ تعالیٰ اسی کے موافق سب ۲۱ جون ۱۸۹۶ء کو ہماری طرف سے مبارکباد کی یاد دہانی بحضورِ وائس پرنسپل ڈنٹ جنرل کیٹی کو فرما کر تمام شملہ روانہ کی گئی۔ اور اسی روز ۲۲ جون ۱۸۹۶ء تک غریبوں اور درویشوں کو برابر کھانا دیا گیا۔ مگر ۱۹ جون ۱۸۹۶ء کی اطلاع نہ ملنے کے باعث ایک بڑی حکومت کا سامان ہوا۔ اور اس قصہ کے غبار

اور درویش دعوت کے لئے بلائے گئے اور جیسا کہ شادیوں کے موقع پر کھانے پکائے جاتے ہیں۔ ایسا ہی بڑے تکلف سے کھانے تیار ہوئے اور تمام حاضرین کو کھلائے گئے۔ اس روز تین سو سے زیادہ آدمی تھے جو دعوت میں شریک ہوئے۔ پھر ۲۲ جون کی رات کو چوڑیاں ہوئی اور کوچوں اور گھیلوں اور مسجدوں اور گھروں میں شام ہوتے ہی نظر گاہ عام پر چراغ روشن کر لئے گئے اور غریبوں کو اپنے پاس سے تیل دیا گیا۔ اور علاوہ اس کے اظہار مسرت کے لئے عام دعوت میں لوگوں کو شامل کیا گیا۔

غرض یہ مبارک جلسہ تمام احباب کا جنہوں نے بڑی خوشی سے باہم چندہ کر کے اس کا اہتمام کیا۔ ۲۰ جون ۱۸۹۷ء سے شروع ہوا۔ اور ۲۲ جون ۱۸۹۷ء کی شام تک بڑی دھوم دھام سے اس کا اہتمام رہا۔ چنانچہ پہلے روز میں تمام جماعت نے جو ہمارے مریدوں کی جماعت ہے جن کے ذیل میں نام درج ہوں گے بڑے صدق دل سے حضورِ قیصرہ اور خاندانِ شاہی اور پُرش گورنمنٹ کے حق میں اقبال اور شمول فضل الہی کی دعائیں کیں اور پھر جیسا کہ بیان کیا گیا وقتاً فوقتاً تمام مراسم ادا کئے گئے اور خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہماری جماعت نے جس میں معزز ملازم سہ کار بھی شامل تھے ایسے صدق دل اور محبت اور پوری ارادت اور پورے شوق اور انبساط سے دعائیں کیں اور شکر گزاری ظاہر کی اور اہتمام غریبوں کی دعوت میں چندے دیئے اور ایک رقم کثیر باہمی چندہ سے جمع کر کے بڑی سرگرمی اور مستعدی اور دلی خوشی سے تمام تجاویز جنرل کمیٹی کو انجام تک پہنچایا کہ اس سے بڑھ کر خیال میں نہیں آسکتا۔

اور وہ تقریر جو دعا اور شکر گزاری جنابِ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند میں سنائی گئی جس پر لوگوں نے بڑی خوشی سے آمین کے نعرے مارے وہ چھ زبانوں میں بیان کی گئی تاہم پنجاب کے ملک میں جس قدر مسلمان کسی زبان میں دسترس رکھتے ہیں اُن تمام زبانوں سے شکر ادا ہوا۔ اُن میں سے ایک اردو میں تقریر تھی جو شکر ادا دعا پُرمثل تھی جو عام جلسہ

میں سنائی گئی اور پھر عربی اور فارسی اور انگریزی اور پنجابی اور پشتو میں تقریریں
 قلمبند ہو کر پڑھی گئیں۔ اُردو میں اس لئے کہ وہ عدالت کی بولی اور شاہی تجویز کے
 موافق دفتروں میں رواج یافتہ ہے اور عربی میں اس لئے کہ وہ خدا کی بولی ہے جس سے
 دنیا کی تمام زبانیں نکلیں اور جو اتم کلاسز اور دنیا کی تمام زبانوں کی ماں ہے جس میں
 خدا کی آخری کتاب قرآن شریف خلقت کی ہدایت کے لئے آیا۔ اور فارسی میں اس لئے
 کہ وہ گذشتہ اسلامی بادشاہوں کی یادگار ہے جنہوں نے اس ملک میں قریباً سات سو
 برس تک فرمانروائی کی۔ اور انگریزی میں اس لئے کہ وہ ہماری جناب ملک منظمہ قیصر ہند
 اور اس کے معزز ارکان کی زبان ہے جس کے عدل اور احسان کے ہم شکر گوہر ہیں۔
 اور پنجابی میں اس لئے کہ وہ ہماری مادری زبان ہے جس میں شکر کرنا واجب ہے اور
 پشتو میں اس لئے کہ وہ ہماری زبان اور فارسی زبان میں ایک برزخ اور سرحدی قبل
 کا نشان ہے۔

اسی تقریب پر ایک کتاب شکر گزاری جناب قیصر ہند کے لئے تالیف کر کے اور
 چھاپ کر اُس کا نام تحفہ قیصریہ رکھا گیا اور چند جلدیں اس کی نہایت خوبصورت
 جلد کرا کے اُن میں سے ایک حضرت قیصر ہند کے حضور میں بھیجنے کے لئے بندھمت
 صاحب ڈپٹی کمشنر بھیجی گئی۔ اور ایک کتاب بحضور دایہ رائے گورنر جنرل کشور ہند روانہ
 ہوئی اور ایک بحضور جناب نواب قلعہ گورنر پنجاب بھیج دی گئی۔ اب وہ دعائیں جو
 چھ زبانوں میں کی گئیں۔ ذیل میں لکھی جاتی ہیں۔ اور بعد اس کے اُن تمام دوستوں کے
 نام درج کئے جائیں گے جو تکالیف سفر اٹھا کر اس جلسہ کے لئے قادیان میں تشریف
 لائے اور اس سخت گرمی میں اس خوشی کے برش میں مشتاقیں اُٹھائیں یہاں تک کہ باعث
 ایک گروہ کثیر جمع ہونے کے اس قدر چار پائیاں نہ بل سکیں تو بڑی خوشی سے تین دن
 تک اکثر احباب زمین پر سوتے رہے۔ جس اخلاص اور محنت اور صدق دل کے ساتھ

میری جماعت کے معزز اصحاب نے اس خوشی کی رسم کو ادا کیا میرے پاس وہ الفاظ نہیں کہ میں بیان کر سکوں۔

میں پہلے اپنے بیان میں یہ ذکر بھول گیا تھا کہ اس تقریب جلسہ میں ۲۲ جون ۱۹۹۷ء کو ہماری جماعت کے چار مولوی صاحبان نے اٹھ کر عام لوگوں کو جناب ملک معظمہ قیصو ہند کی مطاعت اور سچی وفاداری کی ترغیب دی۔ چنانچہ پہلے انوریم مولوی عبدالکریم صاحب نے اٹھ کر اس باب میں بہت تقریر کی۔ پھر انوریم حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب بھیروی نے تقریر کی اور پھر بعد اُن کے انوریم مولوی برہان الدین صاحب جلیلی اُٹھے اور انہوں نے پنجابی میں تقریر کر کے عام لوگوں کو مطاعت ملک معظمہ کے لئے بہت ترغیب دی۔ بعد اُن کے مولوی جمال الدین صاحب سید دالام ضلع منٹگری نے اٹھ کر پنجابی میں تقریر کی۔ مگر انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جن کو نادان مسلمان اُن تک خونریز کی صورت میں انتظار کر رہے ہیں وہ درحقیقت فوت ہو گئے ہیں۔ یعنی ایسے خیال کہ کسی وقت ہمدی اور مسیح کے آنے سے مسلمان خونریزیاں کریں گے صحیح نہیں ہے۔ اور عام لوگوں کو نیک بختی اور نیک چلنی کی ترغیب دی گئی۔ اور اس مبارک موقع پر سطح ستر آدمیوں نے ہر ایک گناہ اور بد چلنی سے رو رو کر توبہ کی۔ یہاں تک کہ اُن کی گریہ و زاری سے مسجد گونج رہی تھی۔

اب ذیل میں وہ دُعائیں شہد زبانوں میں درج کی جاتی ہیں

الراقم میرزا غلام احمد قادیانی

۲۳ جون ۱۹۹۷ء

بلکہ اس مجموعہ میں صرف اردو دُعائیں (اگلے صفحہ پر نقل کی گئی ہے۔ اصل رپورٹ میں سب درج ہیں۔
(الترتیب)

دُعا اور آمین اُردو زبان میں

اے مخلصانِ باصدق و صفا و محبانِ بے ریا جس امر کے لئے آپ سب صاحبِ ان تکلیف فرما ہو کہ اس عاجز کے پاس قاتلان میں پہنچے ہیں وہ یہ ہے کہ ہم جنابِ ملکِ معظمہ قیصر ہند کے احسانات کو یاد کر کے اُن کی سلطنت و رازِ شصت سالہ کے پوری ہونے پر اُس خدا نے عز و جل کا شکر کریں جس نے محض لطف و احسان سے ایک عجیبے زمانہ تک ایسی ملکِ محسنہ کے زیرِ سایہ ہمیں ہر ایک طرح کے امن سے دکھا جس سے ہماری جان و مال و ہموار جابروں اور غلاموں کے حملہ سے امن میں رہی۔ اور ہم تمام تر آزادی سے خوشی اور راحت کے ساتھ زندگی بسر کرتے رہے۔ اور نیز اس وقت ہمیں بغرضِ ادائے فرض شکر گوئی جنابِ ملکِ معظمہ قیصر ہند کے لئے جنابِ الہی میں دُعا کرنی چاہیے کہ جس طرح ہم نے اُن کی سلطنت میں امن پایا اور اُن کے زیرِ سایہ وہ کہ ہر ایک شہر کی شرارت سے محفوظ رہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ جنابِ ممد و جہ کو بھی جزا و ثمر بخشے اور اُن کو ہر ایک بلا اور صدمہ سے محفوظ رکھے اور اقبال اور کامیابی میں ترقیات عطا فرمائے اور ان سب مُرادوں اور اقبالوں اور خوشیوں کے ساتھ ایسا فضل کرے کہ انسان پرستی سے ان کے دل کو چھوڑا دیوے۔ اے دوستو! کیا تم خدا کی قدرت سے تعجب کرتے ہو اور کیا تم اس بات کو بعید سمجھتے ہو کہ ہماری ملکِ معظمہ قیصر ہند کے دین اور دُنیا دونوں پر خدا کا فضل ہو جائے۔ اے عزیزو! اس ذاتِ قادرِ مطلق کی عظمتوں پر کمال ایمان لاؤ جس نے دُشمنِ آسمانوں کو بنایا اور زمین کو ہمارے لئے بچھایا اور دوپچکتے ہوئے چراغِ ہمارے آگے رکھ دیئے جو آفتاب اور ماہتاب ہے۔ سو پتے دل سے حضرتِ احدیت میں اپنی محسنہ ملکِ قیصر ہند کے دین اور دُنیا دونوں کے لئے دُعا کرو۔ میں سچ کہتا ہوں کہ جب تم پتے دل سے اور رُوح کے جوش کے ساتھ اور پوری امید کے ساتھ دُعا کرو گے تو خدا تمہاری سُنے گا۔ سو ہم دُعا کرتے ہیں اور تم آمین کہو کہ اے قادرِ توانا

جس نے اپنی حکمت اور مصلحت سے اس محنہ مکہ کے زیر سایہ ایک مباحثہ ہماری زندگی کا بسر
 کر لیا اور اس کے ذریعہ سے ہمیں صدائے آفتوں سے بچایا اس کو بھی آفتوں سے بچا کہ توہر چیز پر قادر
 ہے۔ اس قدر توانا جیسا کہ ہم اس کے زیر سایہ رہ کر کئی صدیوں سے بچائے گئے اس کو بھی صدائے
 سے بچا کہ کچھ بادشاہی اور قدرت اور حکومت تیری ہی ہے۔ اسے قادر توانا ہم تیری بے انتہا
 قدرت پر نظر کر کے ایک اور دُعا کے لئے تیری جناب میں جُرات کرتے ہیں کہ ہماری محنتِ قیصرہ ہند
 کو مخلوق پرستی کی تاریکی سے چھوڑا کر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر اس کا خاتمہ کر
 اسے عجیب قدر توں والے اسے عمیق تعریفوں والے! ایسا ہی کر۔ یا الہی یہ تمام دُعا میں قبول
 فرما تمام جماعت کہہ کہ آمین۔ اسے دوستو سے پیار و خدا کی جناب بڑی قدرتوں والی جناب ہے
 دُعا کے وقت اس سے نوید ملت ہو کہ چونکہ اس ذات میں بے انتہا تقدیریں ہیں اور مخلوق کے ظاہر
 اور باطن پر اس کے عجیب تعارف ہیں سو تم نہ منافقوں کی طرح بلکہ سچے دل سے یہ دُعا میں
 کرو۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ بادشاہوں کے دل خدا کے تعارف سے باہر ہیں؟ نہیں بلکہ ہر ایک امر
 اس کے ارادہ کے تابع اور اس کے ماتہ کے نیچے ہے سو تم اپنی محنتِ قیصرہ ہند کے لئے سچے
 دل سے دُنیا کے آرام بھی چاہو اور عاقبت کے آرام بھی۔ اگر وفادار ہو تو راتوں کو اٹھ کر دُعا میں
 کرو اور صبح کو اٹھ کر دُعا میں کرو۔ اور جو لوگ اس بات کے مخالف ہوں اُن کی پروا نہ کرو
 چاہیے کہ ہر ایک بات تمہاری صدق اور صفائی سے ہو اور کسی بات میں نفاق کی آمیزش
 نہ ہو تقویٰ اور راستبازی اختیار کرو اور بھلائی کرنے والوں سے سچے دل سے بھلائی چاہو
 تا کہ تم خدا جلہ دے کیونکہ انسان کو ہر ایک نیکی کے کام کا نیک بدلہ ملے گا اب زیادہ الفاظ
 حیح کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہی دُعا ہے کہ خدا ہماری یہ دُعا میں سنے۔ و السلام ۵

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قلیان۔ ۲۵ جون ۱۸۹۹ء

{ یہ اشتہار ۲۶-۲۷ کے ۳۲ صفحات پر ہے اس میں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا }
 { مضمون نقل کیا گیا ہے اور حاضرین جل کے نام چھوڑ دیئے ہیں۔ (المترجم) }

(۱۷۵)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَرَحْمَتِهِ

کیا وہ جو خدا کی طرف سے ہے لوگوں کی بد گوئی اور سخت عداوت سے ضائع ہو سکتا ہے؟

تا دل مرد خدا نام بدد
بیچ قوسے را خدا رُئوا کرد

یہ کچھ قضا و قدر کی بات ہے کہ بد اندیش لوگوں کو اپنے پوشیدہ کینوں کو ظاہر کرنے
لئے کوئی نہ کوئی بہانہ اٹھاتا ہے۔ چنانچہ آج کل ہمارے مخالفوں کو گالیاں دینے کے لئے
یہ نیا بہانہ اٹھ آگیا ہے کہ انہوں نے ہمارے ایک اشتہار کے اُلٹے معنی کر کے یہ شور
کرایا ہے کہ گویا ہم سلطانِ اہم اور اس کی سلطنت اور دولت کے سخت مخالف ہیں۔ اور
اُس کا زوال چاہتے ہیں اور انگریزوں کی حد سے زیادہ خوشامد کرتے ہیں۔ اور انگریزی
سلطنت کی دولت اور اقبال کے لئے دعائیں کر رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ پنجاب اور
ہندوستان کے اکثر حصوں میں بعض پُرافتراد اشتہاروں اور اخباروں کے ذریعے سے
یہ خیال بہت پھیلا یا گیا ہے اور عوام کو دھوکہ دینے کے لئے ہمارے اشتہار کی بعض
عبارتیں محرف اور مبتذل کر کے لکھی گئی ہیں۔ اور اس طرح پر بے وقوفوں کے دلوں کو جوش
دلانے اور اُبھارنے کے لئے کارروائی کی گئی ہے۔ اور ہم اگرچہ جعلی سازوں اور دروغگوؤں
کا منہ تو بند نہیں کر سکتے اور نہ اُن کی ہڈ بانی اور گالیوں اور ڈراموں کی طرح تسخیر اور
شیشے کا مقابلہ کر سکتے ہیں تاہم مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اُن کی ظالمانہ بد زبانی کو خدا تعالیٰ

کی غیرت کے حوالہ کر کے اُن کے اہل مدعا کو جو دھوکہ دہی ہے نادانوں پر اثر ڈالنے سے روکا جائے۔ پس اسی غرض سے یہ اشتہار نفاذ کیا جاتا ہے۔

ہر ایک مسلمان عقلمند بھلا مانس نیک فطرت جو اپنی شرافت سے سچی بات کو قبول کرنے کے لئے حیار ہوتا ہے اس بات کو متوجہ ہو کر سُنئے کہ ہم کسی ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان کلمہ گو سے بھی کیسے نہیں دیکھتے جو ہائیکہ ایسے شخص سے کلمہ گو جس کی ظاہر حالت میں کوڑا م اہل قبلہ زندہ گی بسر کرتے ہیں اور جس کی حفاظت کے نیچے خدا تعالیٰ نے اپنے مقدس مکانوں کو سپرد کر رکھا ہے سلطان کی شخصی حالت اور اُس کی ذاتیات کے متعلق نہ ہم نے کبھی کوئی بحث کی اور نہ اب ہے بلکہ اللہ جل شانہ جانتا ہے کہ ہمیں اس موجود سلطان کے بارے میں اُس کے باپ دادا کی نسبت زیادہ چُسن نظر ہے۔ اہل ہم نے گزشتہ اشتہار میں تُرکی گورنمنٹ پر بلحاظ اُن کے بعض عظیم الذل اور خراب اندرون ارکان اور عیال اور وزراء کے نہ بلحاظ سلطان کی ذاتیات کے ضرور اس خدا اور خدائے خداست خدا الہام کی تحریک سے جو ہمیں عطا ہوا ہے چند ایسی باتیں لکھی ہیں جو خود اُن کے مفہوم کے خوفناک اثر سے ہمارے دل پر بیک عجیب رقت اور درد طاری ہوتی ہے۔ سو ہماری وہ تحریر جیسا کہ گذرے خیال والے سمجھتے ہیں کسی نفسانی بوجھل پر مبنی نہ تھی۔ بلکہ اس روشنی کے چشمہ سے نکلی تھی جو رحمت الہی نے ہمیں بخشا ہے۔ اگر ہمارے تنگ نظر مخالفانہ لفظی پست رنگوں نہ ہوتے تو سلطان کی حقیقی خیر خواہی اس میں نہ تھی کہ وہ جو بطرون اور چاروں کی طرح گامیوں چکر بندھتے بلکہ چاہتے تھا کہ آیت و لا تقف ما بین الیک وبلدہ پر عمل کر کے اور نیز آیت ان بعض الظن اثم کو یاد کر کے سلطان کی خیر خواہی اس میں دیکھتے کہ اس کے لئے صدق دل سے دعا کرتے۔ میرے اشتہار کا بجز اس کے کیا مطلب تھا کہ وہی لوگ تقویٰ اور طہارت اختیار کریں کیونکہ آسمانی فضل و غرر اور نقاب سماوی رکھنے کے لئے تقویٰ اور توبہ اور اعمال صالحہ جیسی اور کوئی چیز قوی تر نہیں۔ مگر سلطان کے خلاف

خیر خواہوں نے بھائے اس کے مجھے گالیاں دینی شروع کر دیں اور بعضوں نے کہا کہ کیا سارے گناہ سلطان پر ٹوٹ پڑے اور یورپ مقدس اولیٰ پاک ہے جس کے عذاب کے لئے کوئی پیشگوئی نہیں کی جاتی۔ مگر وہ نادان نہیں سمجھتے کہ سنت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ کفار کے فسق و فجور اور بُت پرستی اور انسان پرستی کی سزا دینے کے لئے خدا تعالیٰ نے ایک دوسرا عالم لکھا ہوا ہے جو مرنے کے بعد پیش آئے گا اور ایسی قوموں کو جو خدا پر ایمان نہیں رکھتیں اسی دنیا میں مورد عذاب کرنا خدا تعالیٰ کی عادت نہیں ہے ہر اس صورت کے کہ وہ لوگ اپنے گناہ میں حد سے زیادہ تجاوز کریں اور خدا کی نظر میں سخت ظالم اور موزی اور مفسد ٹھہریں جیسا کہ قوم نوح اور قوم لوط اور قوم فرعون وغیرہ مفسد قومیں متواتر بے باکیاں کر کے مستوجب سزا ہو گئی تھیں۔ لیکن خدا تعالیٰ مسلمانوں کی بیباکی کی سزا کو دوسرے جہان پر نہیں چھوڑتا بلکہ مسلمانوں کو اپنے اذنی قصور کے وقت اسی دنیا میں تنبیہ کی جاتی ہے۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے آگے اُن پچوں کی طرح ہیں جن کی والدہ ہر دم جھڑکیاں دے کر اُنہیں ادب سکھاتی ہے اور خدا تعالیٰ اپنی محبت سے چاہتا ہے کہ وہ اس ناپائدار دنیا سے پاک ہو کر جائیں۔ یہی باتیں تھیں کہ میں نے نیک نیتی سے سفیر روم پر ظاہر کی تھیں۔ مگر افسوس کہ یقوت مسلمانوں نے اُن باتوں کو اور طرف کھینچ لیا۔ ان نادانوں کی ایسی مثال ہے کہ جیسے ایک حاذق ڈاکٹر کہ جو تشخیص امراض اور قواعد حفظہ تقدیم کو بخوبی جانتا ہے وہ کسی شخص کی نسبت کمال نیک نیتی سے یہ رائے ظاہر کرے کہ اس کے ہیٹ میں ایک قسم کی رسولی نے بڑھنا شروع کر دیا ہے اور اگر ابھی وہ رسولی کافی نہ جائے تو ایک عرصہ کے بعد اس شخص کی زندگی اُس کے لئے وبال ہو جائے گی تب اس بیمار کے وراثت اس بات کو سن کر اُس ڈاکٹر پر سخت ناراض ہوں اور اُس ڈاکٹر کے قتل کر دینے کے درپے ہو جائیں مگر رسولی کا کچھ بھی فکر نہ کریں۔ یہاں تک کہ وہ رسولی بڑھے اور

بھولے اور تمام پریٹ میں پھیل جائے اور اُس بچارے بیلہ کی زندگی کا خاتمہ ہو جائے
 سو یہی مثال ان لوگوں کی ہے جو اپنی دانست میں سلطان کے خیر خواہ کہلاتے ہیں۔
 پھر یہ بھی سوچو کہ جس حالت میں ہیں وہ شخص ہوں جو اس مسیح موعودؑ ہونے کا دعویٰ
 کرتے ہوں جس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا ہے کہ ”وہ تمہارا امام اور
 خلیفہ ہے اور اس پر خدا اور اس کے نبی کا سلام ہے اور اس کا دشمن لعنتی اور اس کا
 دوست خدا کا دوست ہے اور وہ تمام دنیا کے لئے حکم ہو کر آئے گا اور اپنے تمام قول
 اور فعل میں عادل ہوگا“ تو کیا یہ تقویٰ کا طریق تھا کہ میرے دعویٰ کو سن کر اور میرے
 مخالفوں کو دیکھ کر آدمی میرے ثبوتوں کا مشاہدہ کر کے مجھ پر حملہ دیتے کہ گندی گالیاں اور
 بھٹے اور نہی سے پیش آتے؟ کیا نشان ظاہر نہیں ہوئے؟ کیا آسمانی تائیدیں ظہور میں
 نہیں آئیں؟ کیا ان سب وقتوں اور موسموں کا پتہ نہیں لگ گیا جو احادیث اور آثار
 میں بیان کی گئی تھیں؟ تو پھر اس قدر کیوں عیب کی دکھلائی گئی؟ ہاں اگر میرے دعویٰ
 میں اب بھی شک تھا یا میرے دلائل اور نشانوں میں کچھ شبہ تھا تو غربت اور فیکسیتی
 اور خدا ترسی سے اُس شبہ کو دودھ کر دیا ہوتا۔ مگر انہوں نے بجائے تحقیق اور تفتیش کے
 اس قدر گالیاں اور لعنتیں بھیجیں کہ شیعوں کو بھی پیچھے ڈال دیا۔ کیا یہ ممکن نہ تھا کہ جو کچھ
 میں نے رومی سلطنت کے اندونی نظام کی نسبت بیان کیا وہ دراصل صحیح ہو اور ترکی
 گو نہ صرف کے شیرازہ بین ایسے دھاگے بھی ہوں جو وقت پر ٹوٹنے والے اور غداری و شہرت
 ظاہر کرنے والے ہوں۔

پھر ماسوا اس کے میرے مخالفت اپنے دلوں میں آپ ہی سوچیں کہ اگر میں درحقیقت
 وہی مسیح موعود ہوں جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ایک بازو قرار دیا
 ہے اور جس کو سلام بھیجا ہے اور جس کا نام حکم اور عدل اور امام اور خلیفہ اللہ
 رکھا ہے تو کیا ایسے شخص پر ایک معمولی بادشاہ کے لئے لعنتیں بھیجنے اس کو گالیاں

دینا چاہتا تھا؟ ذرا اپنے گوش کو تھام کے سوچیں نہ میرے لئے بلکہ اللہ اور رسول کے لئے کہ کیا ایسے مدعی کے ساتھ ایسا کرنا روا تھا؟ میں زیادہ کہنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ میرا حقد مہ تم سب کے ساتھ آسمانی ہے۔ اگر میں وہی ہوں جس کا وعدہ نبی کے پاک لبوں نے کیا تھا تو تم نے نہ میرا بلکہ خدا کا گناہ کیا ہے۔ اور اگر پہلے سے آثارِ صمیم میں یہ وارد نہ ہوتا کہ اُس کو دکھ دیا جائے گا اور اُس پر لعنتیں بھیجی جائیں گی تو تم لوگوں کی فحشال نہ تھی جو تم مجھے وہ دکھ دیتے جو تم نے دیا۔ پر ضرور تھا کہ وہ سب نوشتہ پورے ہوں جو خدا کی طرف سے لکھے گئے تھے اور اس تک تمہیں ملزم کرنے کے لئے تمہاری کتابوں میں موجود ہیں جن کو تم نہ مالا سے بڑھتے اور پھر تکفیر اور لعنت کر کے ہر گادیتے ہو کہ وہ بد علماء اور اُن کے دوست جو مہدی کی تکفیر کریں گے اور مسیح سے مقابلہ سے پیش آئیں گے وہ تم ہی ہو۔

میں نے بار بار کہا کہ آؤ اپنے شکوک مثلاً پر کوئی نہیں آیا۔ میں نے فیصلہ کے لئے ہر ایک کو بلایا پر کسی نے اس طرف رخ نہیں کیا۔ میں نے کہا کہ تم استخارہ کرو اور رو کر خدا تعالیٰ سے چاہو کہ وہ تم پر حقیقت لکھ لے پر تم نے کچھ نہ کیا اور تکذیب سے بھی باز نہ آئے۔ خدا نے میری نسبت لکھا کہ دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور اور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ایک شخص درحقیقت سچا ہو اور منہ لٹ کیا جائے؟ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص خدا کی طرف سے ہو اور بر باد ہو جائے؟ پس اسے لوگوں خدا سے مت لڑو۔ یہ وہ کام ہے جو خدا تمہارے لئے اور تمہارے ایمان کے لئے کرنا چاہتا ہے اس کے خاتمِ ملت ہو۔ اگر تم بکلی کے سامنے کھڑے ہو سکتے ہو مگر خدا کے سامنے نہیں ہو سکتے طاقت نہیں۔ اگر یہ کاروبار انسان کی طرف سے ہوتا تو تمہارے حملوں کی کچھ بھی حاجت نہ تھی۔

خدا اس کے غیرت و تابعدار کرنے کے لئے خود کافی تھا۔ افسوس کہ آسمان کو ایسی بے رحمی ہے اور تم نہیں سننے اور زمین ضرورت ضرورت بیان کر رہی ہے اور تم نہیں دیکھتے! اسے بد بخت قوم اٹھ اور دیکھ کہ اس مصیبت کے وقت میں جو اسلام پیروں کے نیچے پکڑا گیا اور مجرموں کی طرح بے عزت کیا گیا۔ وہ جھوٹوں میں شمار کیا گیا وہ ہاپا کوں میں لکھا گیا تو کیا خدا کی غیرت ایسے وقت میں جوش نہ مارتی۔ اب سمجھ کہ آسمان جھکتا پہلا آتا ہے اور وہ دن نزدیک ہیں کہ ہر ایک کان کو "انا الموجود" کی آواز آئے۔

ہم نے کفار سے بہت کچھ دیکھا۔ اب خدا بھی کچھ دکھانا چاہتا ہے سو اب تم دیدہ و دانستہ اپنے تئیں مورد غضب مت بناؤ۔ کیا صدی کا سرمہ نے نہیں دیکھا؟ جن پر چودہ برس اور بھی گزر گئے۔ کیا خسوف و کسوف رمضان میں تمہاری آنکھوں کے سامنے نہیں ہوا؟ کیا ستارہ ذوالسنین کے طلوع کی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی؟ کیا تمہیں اس ہولناک لڑائی کی کچھ خبر نہیں جو مسیح کی پیشگوئی کے مطابق ان ہی دنوں میں وقوع میں آئے اور بہت سی بستیوں کو برباد کر گیا۔ اور خبر دی گئی تھی کہ اسی کے متصل مسیح بھی آئے گا! کیا تم نے اہم کی نسبت وہ قشاق نہیں دیکھا جو ہمارے حیدر ولی و مولانا علی علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق ظہور میں آیا جس کی خبر سترہ برس پہلے کتاب براہین احمدیہ میں دی گئی تھی؟ کیا ایک کھرام کی نسبت پیشگوئی اب تک تم نے نہیں سنی؟ کیا کبھی اس سے پہلے کسی نے دیکھا تھا کہ پہلوانوں کی کشتی کی طرح مقابلہ ہو کر اور لاکھوں انسانوں میں شہرت پا کر اور صد اشتہارات اور رسائل میں چھپ کر ایسا کھلا کھلا نشان ظاہر ہوا جو جیسا کہ ایک کھرام کی نسبت ظاہر ہوا؟ کیا تمہیں اس خدا سے کچھ بھی ختم نہیں آتی جس نے تمہاری تیرہویں صدی کے ختم اور صدی کے دیکھ کر جو وہیں صدی کے آتے ہی تباہی ٹانڈی کی؟ کیا ضرور نہ تھا کہ خدا کے وعدے میں وقت میں پورے

ہوتے؟ بتلاؤ کہ ان سب نشانوں کو دیکھ کر پھر تمہیں کیا ہو گیا؟ کس چیز نے تمہارے دلوں پر ٹھہر گادی؟ اے کچھ دل قوم خدا تیری ہر ایک تسلی کر سکتا ہے اگر تیرے دل میں صفائی ہو، خدا تجھے کھینچ سکتا ہے اگر تو کھینچے جانے کے لئے طیار ہو، دیکھو یہ کیسا وقت ہے کبھی ضرورتیں ہیں جو اسلام کو پیش آئیں گی۔ کیا تمہارا دل گواہی نہیں دیتا کہ یہ وقت خدا کے رحم کا وقت ہے؟ آسمان پر بنی آدم کی ہدایت کے لئے ایک جوش ہے اور توحید کا مقدمہ حضرت احدیت کی پیشانی میں ہے مگر اس زمانہ کے اندر سے اب تک بے خبر ہیں۔ آسمانی سلسلہ کی ان کی نظر میں کچھ بھی عزت نہیں۔ کاش ان کی آنکھیں کھلیں اور دیکھیں کہ کس کس قسم کے نشان اُتر رہے ہیں اور آسمانی تائید پوری ہے اور نود پھیلتا جاتا ہے مہلک وہ جو اس کو پاتے ہیں۔

افسوس کہ پچھ چودھویں صدی ہجری میں بھی بہت سی جوع فزع کے ساتھ سلطان روم کا بہانہ رکھ کر نہایت ظالمانہ توہین و تحقیر و استہزاء اس عاجز کی نسبت کیا گیا ہے اور گندے اور ناپاک اور سخت دھوکہ دینے والے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں اور سراسر شرارت و تمیز و افتراء سے کام لیا گیا ہے۔ مگر کچھ ضرور نہیں کہ میں اس کے رد میں تقبیح اوقات کروں۔ کیونکہ وہ دیکھ رہا ہے جس کے ہاتھ میں حق ہے۔ لیکن ایک عجیب بات ہے جس کا اس وقت ذکر کرنا نہایت ضروری ہے اور وہ یہ کہ جب یہ اخبار چودھویں صدی ہجری پر پڑھا گیا تو میری رُوح نے اس مقام میں بدھوئے کے لئے حرکت کی جہاں لکھا ہے کہ ایک بزرگ نے جب یہ اشتہار (یعنی اس عاجز کا اشتہار) پڑھا تو بے اختیار اُن کے مُنہ سے یہ شعر نکل گیا ہے

”جول خدا خواہد کہ پودہ کس دَرْدِ یارِ میلش اندر طعنہ پاکان برد“

میں نے ہر چند اس روحی حرکت کو رد کیا اور دہرایا اور بار بار کوشش کی کہ یہ بات میری رُوح میں سے نکل جائے مگر وہ نکل سکی تب میں نے سمجھا کہ وہ خدا کی طرف سے

ہے۔ جب میں نے اس شخص کے بارے میں دُعا کی جس کو بزرگ کے لفظ سے اخبار میں لکھا گیا ہے اور میں جانتا ہوں کہ وہ دُعا قبول ہو گئی۔ اور وہ دُعا یہ ہے کہ یا الہی اگر تو جانتا ہے کہ میں کذاب ہوں اور تیری طرف سے نہیں ہوں اور جیسا کہ میری نسبت کہا گیا ہے ملعون اور مردود ہوں اور کاذب ہوں اور تجھ سے میرا تعلق اور تیرا مجھ سے نہیں تو میں تیری جناب میں عاجزانہ عرض کرتا ہوں کہ مجھے ہلاک کر ڈال۔ اور اگر تو جانتا ہے کہ میں تیری طرف سے ہوں اور تیرا بھیجا ہوا ہوں اور مسیح موعود ہوں تو اس شخص کے پردے پھاڑ دے۔ جو بزرگ کے نام سے اس اخبار میں لکھا گیا ہے۔ لیکن اگر وہ اس عرصہ میں قادیان میں اگر مجمع عام میں قوبہ کرے تو اُسے معاف فرما کہ تو رحیم و کریم ہے۔

یہ دُعا ہے کہ میں نے اس بزرگ کے حق میں کی مگر مجھے اس بات کا علم نہیں ہے کہ یہ بزرگ کون ہے اور کہاں رہتے ہیں اور کس مذہب اور قوم کے ہیں جنہوں نے مجھے کذاب ظہیر کہ میری پردہ دہی کی پیشگوئی کی اور مجھے جاننے کی کچھ ضرورت ہے مگر اس شخص کے اس کلمہ سے میرے دل کو دکھ پہنچا اور ایک جو شخص پیدا ہوا تھا میں نے دُعا کر دی اور یکم جولائی ۱۸۹۸ء سے یکم جولائی ۱۸۹۹ء تک اس کا فیصلہ کرنا تھا اُن سے مانگا۔

اس دُعا میں شاید ایک یہ بھی حکمت ہو گی کہ جو کہ آج کل ایک فرقہ پیغمبرِ مسلمانوں کی گردنیں ایام سے اسلام میں پیدا ہو گیا ہے اور یہ لوگ قبولیت دُعا سے منکر اور اس پر برہمنیت کی بے انتہا قدرت سے انکاری ہیں جو عجائب کام دکھاتا اور اپنے بندوں کی دُعا میں قبول کر لیتا ہے۔ گویا نیم دم یہ ہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے چاہا کہ ان کو پھر ایک استجاب دُعا کا ثبوت دکھائے جس کا برکات اللہ عا کے ایک کشف میں وعدہ بھی ہو چکا ہے اور میرے صدق اور کذب کے لئے یہ ایک اور نشان ہو گا۔ اگر میں خدا تعالیٰ کی جناب میں حقیقت ایسا ہی دلیل اور دُعا اور کذاب ہوں جو اس بزرگ نے مجھ

ہے تو میری دعا بے اثر چھوٹے گی اور سال عیسوی کے گزرنے کے بعد میری ذلت ظاہر ہوگی اور دُعا کی سیاحت ہی ناقابلِ زوال مجھے بھٹائی پڑے گی۔ میں اس بات کا تصور کرتا ہوں کہ کسی کے اہل اللہ ہونے میں اس کی دُعا کا قبول ہونا شرط ہے۔ ہر ایک دلی مستجابِ دعا ہوتا ہے اور اس کو وہ حالت میسر آجاتی ہے جو استجابِ دُعا کے لئے ضروری ہے۔ اُن جب کبھی وہ حالت میسر نہ ہو تب دُعا کا قبول ہونا ضروری نہیں۔ وہ حالت یہ ہے کہ کسی کی نسبت نیک دُعا یا بد دُعا کے لئے اہل اللہ کا دل چشمہ کی طرح یک دفعہ چھوٹتا ہے اور فی القدر ایک شعلہ نور آسمان سے گرتا اور اس سے اتصال پاتا ہے اور ایسے وقت میں جب دُعا کی جاتی ہے تو ضرور قبول ہو جاتی ہے۔ سو یہی وقت مجھے اس بزرگ کے لئے میسر آیا۔ میں ان لوگوں کی روز کی تکذیبوں اور لعنت اور ٹھٹھے اور سنسی کے دیکھنے سے شک گیا۔ میری دُعا اب رب العرش کی جناب میں مدد و رو کو فیصلہ چاہتی ہے۔ اگر میں درحقیقت خدا تعالیٰ کی نظر میں مردود اور مخدول ہوں جیسا کہ ان لوگوں نے سمجھا تو میں خود ایسی زندگی نہیں چاہتا جو لعنتی زندگی ہو۔ اگر میرے پر آسمان سے بھی لعنت ہے جیسا کہ زمین سے لعنت ہے تو میری دُعا اور پر کی لعنت کی بدولت نہیں کہہ سکتی اگر میں سچا ہوں تو اُس بزرگ کی خدا تعالیٰ سے ایسے طور سے پردہ دہی چاہتا ہوں جو بطور نشان ہو اور جس سے چھائی کو مدد ملے ورنہ لعنتی زندگی سے میرا مرنا بہتر ہے میرے صادق یا کاذب ہونے کا یہ آخری معیار ہے جس کو فیصلہ ناطق کی طرح سمجھنا چاہیے۔ میں خدا سے دونوں ائمہ اٹھا کر دُعا کرتا ہوں کہ اگر میں اُس کی نظر میں عزیز ہوں تو وہ اس بزرگ کی ایسے طور سے پردہ دہی کرے جو اتنا کسی کے خیالِ گمان میں نہ ہو۔ میں جانتا ہوں کہ میرا خد افسار اور ہر ایک قوت کا مالک ہے وہ اُن کے لئے جو اُس کے ہوتے ہیں بڑے بڑے عجائبات دکھاتا ہے۔

ایڈیٹر خود مولید صدی کی جس قدر شرمی ہے اُس بزرگ کی حمایت سے ہے

اور اس کی تمام قوانین اور تحقیر کی تقریریں اسی بھگ کی گردن پر ہیں۔ وہ ہنسی سے لکھتا ہے کہ "میں مخالفت سے نہ کاٹا جاؤں" خدا سے ہنسی کرنا کسی نیک انسان کا کام نہیں انسان ہر ایک وقت اس کے قبضہ قدرت میں ہے۔

اور گورنمنٹ انگریزی کی خیر خواہی کی نسبت جو میرے پر حملہ کیا گیا ہے۔ یہ حملہ بھی محض شرارت ہے۔ سلطان روم کے حقوق بجائے خود ہیں۔ مگر اس گورنمنٹ کے حقوق بھی ہمارے سر پر ثابت شدہ ہیں اور ناشکر گزاری ایک بے ایمانی کی قسم ہے۔ اے نادانوں! گورنمنٹ انگریزی کی تعریف تمہاری طرح میری قلم سے منافقانہ نہیں نکلتی بلکہ میں اپنے اعتقاد اور یقین سے جانتا ہوں کہ درحقیقت خدا تعالیٰ کے فضل سے اس گورنمنٹ کی پناہ ہمارے لئے بالواسطہ خدا تعالیٰ کی پناہ ہے۔ اس سے زیادہ اس گورنمنٹ کی پُر امن سلطنت ہونے کا اور کیا میرے نزدیک ثبوت ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے یہ پاک سلسلہ اسی گورنمنٹ کے ماتحت برپا کیا ہے۔ وہ لوگ میرے نزدیک سخت منکرم ہیں جو حکام انگریزی کے روبرو ان کی خوشامدی کرتے ہیں۔ ان کے تانگے گتے ہیں اور چوگر میں آکر کہتے ہیں کہ جو شخص اس گورنمنٹ کا شکر کرتا ہے وہ کافر ہے۔ یاد رکھو، اور خوب یاد رکھو کہ ہماری یہ کال دوائی جو اس گورنمنٹ کی نسبت کی جاتی ہے منافقانہ نہیں ہے و لعنة الله على المنافقين۔ بلکہ ہمارا بھی عقیدہ ہے جو ہمارے دل میں ہے۔

اور بزرگ مذکور جس نے ہماری پروردہ دری کے لئے پیشگوئی کی اس بات کو یاد رکھو کہ ہماری طرف سے اس میں کچھ زیادت نہیں۔ انہوں نے پیشگوئی کی اور ہم نے بددعا کی۔ تین دن بعد اتر ان کا خدا تعالیٰ کی جناب میں فیصلہ ہے۔ اگر ان کی رائے سچا ہے تو ان کی پیشگوئی پوری ہو جائے گی اور اگر جناب الہی میں اس عاجز کی کچھ عزت ہے تو میری دعا قبول ہو جائے گی۔ تاہم میں نے اس دعا میں یہ شرط رکھ لی ہے کہ اگر بزرگ مذکور قادیان میں آکر اپنی بیباکی سے ایک مجمع میں توبہ کریں تو خدا تعالیٰ یہ حرکت ان کو معاف

کہے جہذا اب یہ عظیم الشان مقدمہ مجھ میں انور اس بزرگ میں داخل ہو گیا ہے۔ اب حقیقت
 میں جو دوسیاہ ہے وہی دوسیاہ ہو گا۔ اس بزرگ کو روم کے ایک ظاہری فرماں بردار کے
 لئے جوش آیا اور خدا کے قائم کردہ سلسلہ پر تھوکا اور اس کے مامور کو پلید قرار دیا حالانکہ
 سلطان کے بارے میں میں نے ایک لفظ بھی منہ سے نہیں نکالا تھا۔ صرف اس کے بعض
 ارکان کی نسبت بیان کیا تھا اور یا اس کی گورنمنٹ کی نسبت جو مجموعہ ارکان سے مراد ہے
 طہانہ خبر تھی۔ سلطان کی ذاتیات کا کچھ بھی ذکر نہ تھا لیکن پھر بھی اس بزرگ نے وہ شعر
 میری نسبت پڑھا کہ شاید شبنوی کے مرحوم مصنف نے فرود اور شاد اور ابوبہل اور ابوالہب
 کے حق میں بنایا ہو گا۔ اور اگر میں سلطان کی نسبت کچھ نکستہ جینی بھی کرتا تب بھی میرا حق
 تھا کیونکہ اسلامی دنیا کچھ مجھے خدا نے حکم کر کے بھیجا ہے جس میں سلطان بھی داخل
 ہے۔ اور اگر سلطان خوش قسمت ہو تو یہ اس کی سعادت ہے کہ میری نکتہ جینی پر نیک تہی
 کے ساتھ قہر کرے اور اپنے ملک کی اصلاحوں کی طرف جتد و جہد کے ساتھ مشغول ہو۔
 اور یہ کہنا کہ ایسے ذکر سے کہ زمین کی سلطنتیں میرے نزدیک ایک کجاست کی مانند ہیں
 اس میں سلطان کی بہت بے ادبی ہوئی ہے یہ ایک دوسری طاقت ہے۔ یہ ایک دنیا
 خدا کے نزدیک مہوار کی طرح ہے اور خدا کو ڈھونڈنے والے ہرگز دنیا کو جھٹکیں گے
 یہ ایک اصلاح بات ہے جو روحانی لوگوں کے دلوں میں پیدا کی جاتی ہے کہ وہ بھی باوجود
 احسان کی بادشاہت سمجھتے ہیں اور کسی دوسرے کے آگے سجدہ نہیں کر سکتے۔ البتہ ہم
 ہر ایک منعم کا شکر کریں گے۔ ہمدردی کے عوض ہمدردی دکھائیں گے۔ اپنے غمخسوں کے حق
 میں دُعا کریں گے۔ جادل بادشاہ کی خدا تعالیٰ سے سلامتی چاہیں گے۔ گوہ غیر قوم کا ہو مگر
 کسی بغلی عنایت اور بادشاہت کو اپنے لئے ثمرت نہیں بنائیں گے۔ ہمارے یہاں رسول
 سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اذ اوقع العبد فی العانیۃ الودع و
 مہینۃ الصدیقین و رجائیۃ الامرار لم یجد احداً یاخذ بقلبہ۔

یعنی عجب کسی بندہ کے دل میں خدا کی عظمت اور اس کی محبت بیٹھ جاتی ہے اور خدا اس پر محیط ہو جاتا ہے جیسا کہ وہ صدیقیوں پر محیط ہوتا ہے اور اپنی رحمت اور خاص عنایت کے اندر اس کو لے لیتا ہے اور ابرار کی طرح اس کو غیروں کے تعلقات سے چھوڑا دیتا ہے تو ایسا بندہ کسی کو ایسا نہیں پاتا کہ اپنی عظمت یا وجاہت یا خوبی کے ساتھ اس کے دل کو کھٹکے کیونکہ اس پر ثابت ہو جاتا ہے کہ تمام عظمت اور وجاہت اور خوبی خدا میں ہی ہے پس کسی کی عظمت اور جلال اور قدرت اس کو تعجب میں نہیں ڈالتی اور نہ اپنی طرف ٹھکا سکتی ہے۔ سو اس کو دوسروں پر صرف رحم باقی رہ جاتا ہے خواہ بادشاہ ہوں یا مشہور ہوں۔ کیونکہ اس کو ان چیزوں کی طمع باقی نہیں رہتی جو ان کے ہاتھ میں ہیں۔ جس نے اس حقیقی مشہور کے تدبار میں بار پایا جس کے ہاتھ میں ملکوت اسماوت و الارض ہے۔ پھر قافی اور مٹوٹی بادشاہی کی عظمت اس کے دل میں کیونکر بیٹھ سکے؟ میں جو اس ایک عقیدہ کو پہچانتا ہوں تو اب میری روح اس کو چھوڑ کر کہاں اور کدھر جائے؟ یہ نوع تو ہر وقت پھلاش مار رہی ہے کہ اے شاہ ذوالجلال ابدی سلطنت کے مالک سب ملک اور ملکوت تیرے لئے ہی مسلم ہے، تیرے سوا سب عاجز بندے ہیں۔ بلکہ کچھ بھی نہیں۔

اُس کس کہ تو رسد شہاں را چہ کند ۔ بافسر تو فتر خسرواں را چہ کند
چوں بندہ شہنشاہت ہاں عزوجل ۔ بعد از تو حلال دیگران را چہ کند
دریاد کنی ہر مدجہاںش بخشی ۔ دیوانہ تو ہر دو جہاں را چہ کند

الراقم میرزا غلام احمد از قادیان ۲۵ جون ۱۸۹۶ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام قادیان

(یہ اشتہار ۲۰ × ۲۶ کے ۱۲ صفحات پر ہے)

(۱۷۹)



پنجاب اور ہندوستان کے مشائخ اور صلحاء اور اہل اللہ
باصفا سے حضرت عزت اللہ جل شانہ کی قسم دے کر ایک

درخواست

اے بزرگان دین و عباد اللہ الصالحین میں اس وقت اللہ جل شانہ کی قسم دے کر
ایک ایسی درخواست آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں جس پر توجہ کرنا آپ صاحبوں پر اپنے
فتنہ و فساد کے لئے فرض ہے کیونکہ آپ لوگ خواص و عوام پر بصیرت رکھتے ہیں اور نہ
صرف اہل سنت بلکہ قرآن و حدیث سے دیکھتے ہیں اور اگرچہ ایسے ضروری امور میں جس میں تمام
مسلمانوں کی ہمدردی ہے اور اسلام کے ایک بڑے بھاری فرقہ کو نشانہ ہے قسم کی
کچھ بھی ضرورت نہیں تھی مگر چونکہ بعض صاحب ایسے بھی جوتے ہیں کہ اپنے بعض مصالح
کی وجہ سے عاجز رہنا پسند کرتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ سچی عبادت میں علم لوگوں
کی ناکامی مقصود ہے اور غیور بولنے میں معصیت ہے اور انہیں سمجھے کہ اختلاف و جدوجہد
بھی ایک معصیت ہے۔ ان لوگوں کو توجہ دلانے کے لئے قسم دینے کی ضرورت پڑی۔

اے بزرگان دین وہ امر جس کے لئے آپ صاحبوں کو اللہ جل شانہ کی قسم دے کر
اس کے کرنے کے لئے آپ کو مجبور کرتا ہوں یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے عین صفا و

فتنہ کے وقت میں اس عاجز کو چودھویں صدی کے سر پر اصلاح خلقی اللہ کے لئے مجتہد
 کر کے بھیجا۔ اور چونکہ اس صدی کا بھارا فتنہ جس نے اسلام کو نقصان پہنچایا تھا عیسائی
 پادریوں کا فتنہ تھا اس لئے خدا تعالیٰ نے اس عاجز کا نام مسیح موعود رکھا۔ اور یہ
 نام یعنی مسیح موعود ہی نام ہے جس کی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی تھی۔ اور
 خدا تعالیٰ سے وعدہ مقرر ہو چکا تھا کہ تسلیت کے غلبہ کے زمانہ میں اس نام پر ایک مجدد
 آئے گا جس کے لئے پیکر صلیب مقرر ہے۔ اس لئے مسیح بخاری میں اس مجتہد کی یہی تقریب
 لکھی ہے کہ وہ امت محمدیہ میں سے اُن کا ایک امام ہوگا اور صلیب کو توڑے گا۔ یہ اسی
 بات کی طرف اشارہ تھا کہ وہ صلیبی مذہب کے غلبہ کے وقت آئے گا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ
 نے اپنے وعدہ کے موافق ایسا ہی کیا اور اس عاجز کو چودھویں صدی کے سر پر بھیجا اور
 وہ آسمانی حربہ مجھے عطا کیا جس سے میں صلیبی مذہب کو توڑ سکوں، مگر افسوس کہ اس
 ملک کے کئی اندیش علماء نے مجھے قبول نہیں کیا اور نہایت یہودہ عذرات پیش کئے
 ہیں کہ ہر ایک پہلو سے تھا گیا۔ انہوں نے یہ ایک لغو خیال پیش کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 زندہ مع جسم نصری آسمان پر چلے گئے تھے اور پھر منارہ دمشق کے پاس آخری زمانہ میں
 اُتریں گے اور وہی مسیح موعود ہوں گے۔ ہیں ان کو صلیب دیا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 کا جسم نصری کے ساتھ زندہ آسمان پر چلے جانا ہرگز صحیح نہیں ہے۔ ایک حدیث بھی جو
 صحیحہ و قویہ متصل ہو ایسی نہیں ملے گی جس سے ان کا زندہ آسمان پر چلے جانا ثابت ہوتا
 ہو بلکہ قرآن شریف صریحاً ان کی وفات کا یہاں فرماتا ہے اور ہٹے ہٹے کا یہ علماء
 مجھے اتنے حرم اور امام مالک رضی اللہ عنہما الہی کی وفات کے قائل ہیں۔ پھر جبکہ انہوں
 قطعیہ سب ان کا وفات پانا ثابت ہوتا ہے تو پھر یہ امید رکھنا کہ وہ کسی وقت دمشق
 کے شرقی منارہ کے پاس نازل ہوں گے کس قدر غلط خیال ہے بلکہ اس صودت میں
 دمشق صوفیہ کے وہ محقق نے چار سئیں جو قرآن اور دوسری احادیث سے مخالفت نہ رکھتے

ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ مسیح موعود کا نزول اجمال و اکرام جو ایک مذہبی نزول ہے و شوق
 کے مشرقی مذاہب اپنے انوار دکھائے مگر چونکہ مشق تثلیث کے خمیشت و رخت کا اصل
 منبت ہے اور اسی جگہ سے اس خراب عقیدہ کی پیدائش ہوئی ہے اس لئے اشلہ فرمایا
 گیا کہ مسیح موعود کا نور نزول فرما کر اس جگہ تک پھیلے گا جہاں تثلیث کا مستقطر اس
 ہے۔ مگر افسوس کہ علماء ارحامین نے اس صاف اور صریح مسئلہ کو قبول نہیں کیا۔ پھر
 یہ بھی نہیں سوچا کہ قرآن شریف اس لئے آیا ہے کہ تا پہلے اختلافات کا فیصلہ کرے۔ اور
 عہود انصاری نے جو حضرت عیسیٰ کے رفع الی السماء میں اختلاف کیا تھا جس کا
 قرآن نے فیصلہ کرنا تھا وہ رفع جسمانی نہیں تھا بلکہ تمام جھگڑا اور متنازع روحانی رفع
 کے بارے میں تھا۔ یہود کہتے تھے کہ نعوذ باللہ عیسیٰ لعنتی ہے یعنی خدا کی ورگاہ سے
 رو کیا گیا اور خدا سے دور کیا گیا اور رحمت الہی سے بے نصیب کیا گیا جس کا رفع الی
 ہرگز نہیں ہو سکتا بلکہ وہ مصلوب ہوا۔ اور مصلوب تو ریت کے حکم کے رو سے رفع الی اللہ سے
 بے نصیب ہوتا ہے جس کو دوسرے عقول میں لعنتی کہتے ہیں۔ تو ریت کا یہ منشاء تھا کہ سچا
 نبی کسی مصلوب نہیں ہوتا۔ اور جب مصلوب مجبوراً طغیر تو با صلب وہ لعنتی ہوا تب اس کا رفع
 الی اللہ غیر ممکن ہے اور اسلامی عقیدہ کی طرح یہود کا بھی عقیدہ تھا کہ مومن مرنے کے
 بعد آسمان کی طرف اٹھایا جاتا ہے اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھولے جاتے
 ہیں اور حضرت عیسیٰ کے کافر ٹھہرانے کے لئے یہود کے اٹھ میں یہ دلیل تھی کہ وہ مولی
 دیا گیا ہے اور جو شخص مولی دیا جائے اس کا تو ریت کی رو سے رفع الی السماء نہیں
 ہوتا یعنی وہ مرنے کے بعد آسمان کی طرف نہیں اٹھایا جاتا بلکہ طعون ہو جاتا ہے لہذا
 اُس کا کافر ہونا لازم آیا اور اس دلیل کے ماننے سے عیسائیوں کو چارہ نہ تھا کیونکہ تو ریت
 میں وہی لکھا ہوا تھا تو انہوں نے اس بات کو ماننے کے لئے دیکھا نہ بلکہ ایک
 یہ کہ اس بات کو مان لیا کہ یسوع مومن جس کا دوسرا نام عیسیٰ ہے مصلوب ہو کر لعنتی

ہوا۔ مگر وہ لعنت مومنین دن تک رہی۔ پھر بجائے اس کے رفیع الی اللہ اس کو حاصل
 ہوا۔ اور وہ صراطِ یہاں نہ بنایا گیا کہ چند ایسے آدمیوں نے جو حواری نہیں تھے گو ابھی بھی
 دی کہ ہم نے یسوع کو آسمان پر چڑھتے بھی دیکھا گو یا رفیع الی اللہ ہو گیا جس سے مومن
 ہونا ثابت ہوتا ہے۔ مگر یہ گو ابھی بھٹوٹی تھی جو نہایت مشکل کے وقت بنائی گئی۔

بات یہ ہے کہ جب یہود نے حواریوں کو ہر روز ق کرنا شروع کیا کہ بوجہ مصلویت
 یسوع کا لعنتی ہونا ثابت ہو گیا یعنی رفیع الی اللہ نہیں ہوا تو اس اعتراض کے جواب
 سے عیسائی نہایت تلک آگئے اور ان کو یہودیوں کے سامنے منہ دکھانے کی جگہ نہ رہی
 تب بعض مفتری جملہ سازوں نے یہ گو ابھی دے دی کہ ہم نے یسوع کو آسمان پر چڑھتے
 دیکھا ہے پھر کہیں کو اس کا رفیع نہیں ہوا۔ مگر اس گو ابھی میں گویا نکل جھوٹ سے کام لیا
 تھا مگر پھر بھی ایسی شہادت کو یہودیوں کے اعتراض سے کچھ تعلق نہ تھا کیونکہ یہودیوں کا
 اعتراض رفیع روحانی کی نسبت تھا جس کی بنیاد تورات پر تھی اور رفیع جسمانی کی کوئی
 بحث نہ تھی۔ اور ماسوا اس کے جسمانی طور پر اگر کوئی بغرض محال پرندوں کی طرح پرواز
 بھی کرے اور آنکھوں سے غائب ہو جائے تو کیا اس سے ثابت ہو جائے گا کہ وہ
 درحقیقت کسی آسمان پر جا پہنچا ہے؟

عیسائیوں کی یہ سادہ لوحی تھی جو انہوں نے ایسا منصوبہ بنایا اور نہ اس کی کچھ
 ضرورت نہ تھی۔ ساری بحث روحانی رفیع کے متعلق تھی جس سے لعنت کا مفہوم روکتا تھا
 افسوس اُن کو یہ خیال نہ آیا کہ تورات میں جو لکھا ہے جو مصلوب کا رفیع الی اللہ نہیں ہوتا
 تو یہ تو سچے نبیوں کی عام علامت رکھی گئی تھی اور یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ
 صلیبی موت جرائم پیشہ کی موت ہے اور سچے نبیوں کے لئے یہ پیشگوئی تھی کہ وہ جرائم
 پیشہ کی موت سے نہیں مرے گئے۔ اسی لئے حضرت آدم سے لے کر آخر تک کوئی سچا نبی
 مصلوب نہیں ہوا۔ پس اس امر کو رفیع جسمانی سے کیا علاقہ تھا۔ ورنہ لازم آتا ہے کہ

ہر ایک پچانچی جسم منہری آسمان پر گیا ہو اور جو جسم منہری کے ساتھ آسمان پہنچ گیا ہو وہ جھوٹا ہو۔ غرض تمام جھگڑا رفع روحانی میں تھا جو چھ سو برس تک فیصلہ نہ ہو سکا۔ آخر کسوں شریعت نے فیصلہ کر دیا۔ اسی کی طرف اللہ جل شانہ نے اشارہ فرمایا ہے یا عیسیٰ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَ اَفْعَلُ اِلَیَّ۔ یعنی اے عیسیٰ میں تجھے طبیعتاً دُعا کا اور اپنی طرف تیرا رفع کروں گا یعنی تو مصلوب نہیں ہوگا۔ اس آیت میں یہود کے اس قول کا رد ہے کہ وہ کہتے تھے کہ عیسیٰ مصلوب ہو گیا اس لئے ملعون ہے اور خدا کی طرف اس کا رفع نہیں ہوا۔ اور عیسیٰ کہتے تھے.....

..... کہ تین دن لعنتی رہ کر پھر رفع ہوا۔ اور اس آیت نے یہ فیصلہ کیا کہ بعد وفات بلا توقف خدا تعالیٰ کی طرف عیسیٰ کا رفع روحانی ہوا۔ اور خدا تعالیٰ نے اس جگہ اَفْعَلُ اِلَیَّ السَّمَاءِ نہیں کہا بلکہ اَفْعَلُ اِلَیَّ فرمایا تا رفع جسمانی کا شبہ نہ گزرے۔ کیونکہ جو خدا کی طرف جاتا ہے وہ رُوح سے جاتا ہے نہ جسم سے۔ ارجحی اِلَیَّ دُعا اس کی تفسیر ہے۔

غرض اس طرح پر یہ جھگڑا فیصلہ پایا۔ مگر ہمارے خدا ان مخالف جو رفع جسمانی کے قائل ہیں وہ اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ جسمانی رفع امر متنازع فیہ نہ تھا۔ ادا اگر اس بے تعلقی امر کو بغرض محال قبول کر لیں تو پھر یہ سوال ہوگا کہ جو روحانی رفع کے متعلق یہود اور نصاریٰ میں جھگڑا تھا اس کا فیصلہ قرآن کی کن آیات میں بیان فرمایا گیا ہے۔ آخر لوٹ کر اسی طرف آنا پڑے گا کہ وہ آیات یہی ہیں۔

یہ تو عقلی طور پر ہمارا الزام مخالفین پر ہے۔ اور ایسا ہی عقلی طور پر بھی وہ ملزم ٹھہرتے ہیں کیونکہ جب سے دُنیا کی بنا ڈالی گئی ہے یہ عادت اللہ نہیں کہ کوئی شخص زندہ اسی جسم منہری کے ساتھ کئی سو سال آسمان پر رہاں اختیار کرے اور پھر کسی دوسرے وقت زمین پر اُتر آوے۔ اگر یہ عادت اللہ ہوتی تو دُنیا میں کئی نظیریں اس کی پائی جاتیں۔

یہودیوں کو یہ گمان تھا کہ ایلیا دہسمان پر گیا اور پھر آئے گا مگر خود حضرت مسیح نے اس گمان کو باطل ٹھہرایا اور ایلیا کے نزول سے مراد یوحنا کو لے لیا جو اسلام میں یحییٰ کے نام سے موسوم ہے حالانکہ ظاہر نص یہی کہتا تھا کہ ایلیا واپس آئے گا۔ ہر ایک فوق العادہ عقیدہ کو ظہیر طلب کرنا محققوں کا کام ہے تا کسی گمراہی میں نہ پھنس جائیں۔ کیونکہ جو بات خدا کی طرف سے جو اُس کے اور بھی نظائر پائے جاتے ہیں۔ اور یہ بات سچ ہے کہ اس دُنیا میں حقائق صحیحہ کے لئے ظہیریں ہوتی ہیں مگر باطل کے لئے کوئی ظہیر نہیں ہوتی۔ اسی اصول حکم سے ہم عیسائیوں کے عقیدہ کو رد کرتے ہیں۔ خدا نے دُنیا میں جو کام کیا وہ اُس کی عادت اور سنت قدیم میں ضرور داخل ہونا چاہیئے۔ سو اگر خدا نے دُنیا میں ٹھون اور مصلوب ہونے کے لئے اپنا بیٹا بھیجا تو ضرور یہ بھی اس کی عادت ہوگی کہ کبھی بیٹا بھی بھیج دیتا ہے۔ پس ثابت کرنا چاہیئے کہ پہلے اس سے اس کے کتنے بیٹے اس کام کے لئے آئے، کیونکہ اگر اب بیٹا بھیجنے کی ضرورت پڑی ہے تو پہلے بھی اس ازلی خالق کو کسی نہ کسی زمانہ میں ضرورت پڑی ہوگی۔ غرض خدا تعالیٰ کے سامنے کام سُنت اور عادت کے دائرہ میں گھوم رہے ہیں اور جو امر عادت اللہ سے باہر بیان کیا جائے تو عقل ایسے عقیدہ کو دُور سے دھکے دیتی ہے۔

باقی رہی کشفی اور الہامی گواہی سو کشف اور الہام جو خدا تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا ہے وہ یہی بتا رہا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام و حقیقت قوت ہو گئے ہیں اور اُن کا دوبارہ دُنیا میں آنا یہی تھا کہ ایک خدا کا بندہ ان کی قوت اور طبع میں ہو کر ظاہر ہو گیا۔ اور میرے بیان کے صدق پر اللہ جل شانہ نے کئی طرح کے نشان ظاہر فرمائے اور چاند سورج کو میری تصدیق کے لئے خسوف کسوف کی حالت میں رمضان میں جمع کیا اور مخالفوں سے کُشتی کی طرح مقابلہ کرا کے آخر ہر ایک میدان میں اچھڑی طور پر مجھے فتح دی اور دوسرے بہت سے نشان دکھائے جن کی تفصیل رسالہ سراج منیر اور دوسرے رسالوں میں درج

ہے لیکن باوجود ان خصوص قرآنیہ و حدیثیہ و شواہد عقلیہ و آیات سماویہ پھر بھی ظالم طبع مٹا اپنے ظلم سے باز نہ آئے اور طرح طرح کے اختراؤں سے مدد لے کر محض ظلم کی رو سے تکذیب کر رہے ہیں۔ لہذا اب مجھ اتمام حجت کے لئے ایک اور تجویز خیال میں آئی ہے اور امید رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس میں برکت ڈال دے اور یہ تفرقہ جس نے ہزار مسلمانوں میں سخت عداوت اور دشمنی ڈال دی ہے رو بہ اصلاح ہو جائے

اور وہ یہ ہے

کہ پنجاب اور ہندوستان کے تمام مشائخ اور فقراء اور صلحاء اور مردان باصفا کی خدمت میں اللہ جل شانہ کی قسم دے کر التجا کی جائے کہ وہ میرے بارے میں اور میرے دعویٰ کے بارے میں دُعا اور تفریع اور استخارہ سے جناب الہی میں توجہ کریں۔ پھر اگر ان کے الہامات اور کشوف اور دیامصدقہ سے جو حلقہ شائع کریں، کثرت اس طرف نہکے کہ گویا یہ عاجز کذاب اور مفتری ہے تو بیشک تمام لوگ مجھے مردود اور مخذول اور ملعون اور مفتری اور کذاب خیال کر لیں اور جس قدر چاہیں لعنتیں بھیجیں ان کو کچھ بھی گناہ نہیں ہوگا اور اس صودت میں ہر ایک ایماندار کو لازم ہوگا کہ مجھ سے پرہیز کرے اور اس تجویز سے بہت آسانی کے ساتھ مجھ پر اور میری جنت پر وبال آجائے گا۔ لیکن اگر کشوف اور الہامات اور دیامصدقہ کی کثرت اس طرف ہو کہ یہ عاجز منجانب اللہ اور اپنے دعویٰ میں سچا ہے تو پھر ہر ایک خدا ترس پر لازم ہوگا کہ میری پیردی کو دے اور تکفیر اور تکذیب سے باز آوے۔

ظاہر ہے کہ ہر ایک شخص کو آخر ایک دن مرنا ہے۔ پس اگر حق کے قبول کرنے کے لئے اس دنیا میں کوئی ذلت بھی پیش آئے تو وہ آخرت کی ذلت سے بہتر ہے لہذا میں تمام مشائخ اور فقراء اور صلحاء پنجاب اور ہندوستان کو اللہ جل شانہ کی قسم دیتا ہوں جس کے نام پر گردن رکھ دینا چاہئے دینداروں کا کام ہے کہ وہ میرے بائیں

میں ملکِ الہی میں کم سے کم اکیسؑ روز قیامت کریں۔ یعنی اس صورت میں کہ اکیسؑ روز سے پہلے کچھ معلوم نہ ہو سکے اور خدا سے انکشاف اس حقیقت کا چاہیں کہ میں کون ہوں؟ آیا کتابِ جون یا جنیاب اللہؑ نہیں بار بار بزرگانِ دین کی خدمت میں اللہ جل شانہ کی قسم دے کر یہ سوال کرتا ہوں کہ ضرور اکیسؑ روز تک اگر اس سے پہلے معلوم نہ ہو سکے۔ اس تفرقہ کے دو کرنے کے لئے دُعا اور توجہ کریں۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی قسم سن کر سچہ التفات نہ کرنا راستبازوں کا کام نہیں * اور میں جانتا ہوں کہ اس قسم کو سن کر ہر ایک پاک دل اور خدا تعالیٰ کی عظمت سے ڈرنے والا ضرور توجہ کرے گا پھر ایسی الہامی شہادتوں کے صحیح ہونے کے بعد جس طرف کثرت ہوگی وہ امر جنیاب اللہؑ سمجھا جاوے گا۔

اگر میں حقیقت میں کتاب اور دجال ہوں تو اس اُمت پر بڑی مصیبت ہے کہ ایسی ضرورت کے وقت میں اور فتنوں اور بدعات اور مفاسد کے طوفان کے زمانہ میں بجائے ایک مُصلح اور مجدد کے چودھویں صدی کے سر پر دجال پیدا ہو۔ یاد رہے کہ ایسا ہر ایک شخص جس کی نسبت ایک جماعت اہل بصیرت مسلمانوں کی صلاح اور تقویٰ اور پاک دلی کا ظن رکھتی ہے وہ اس اشتہار میں میرا مخاطب ہے۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ جو صلحا و شہرت کے لحاظ سے کم درجہ پر ہیں میں اُن کو کم نہیں دیکھتا ممکن ہے کہ وہ شہرت یافتہ لوگوں سے خدا تعالیٰ کی نظر میں زیادہ اچھے ہوں۔ اسی طرح میں صالحہ عقیفہ عورتوں کو بھی مردوں کی نسبت تحقیر کی نظر سے نہیں دیکھتا۔ ممکن ہے کہ وہ بعض شہرت یافتہ صالحہ مردوں سے بھی اچھی ہوں لیکن ہر ایک صاحبِ جو میری نسبت کوئی روایا کشف یا الہام لکھیں ان پر ضروری طور پر واجب ہوگا کہ وہ حلقہ اپنی چہ میں علاوہ قسم کے مشایخِ وقت کی خدمت میں ان کے پیرانِ خاندان کا واسطہ ڈالتا ہوں کہ وہ ضرور میری تصدیق یا تکذیب کے لئے خدا تعالیٰ کی جناب میں توجہ کریں۔ منہ ۶

دستخطی تحریر سے مجھ کو اطلاع دیں تا ایسی تحریریں ایک جگہ جمع ہوتی جائیں اور پھر حق کے طالبوں کے لئے شائع کی جائیں۔

اس تجویز سے انشاء اللہ بندگان خدا کو بہت فائدہ ہوگا اور مسلمانوں کے دل کثرتِ شواہد سے ایک طرف تسلی پا کر فتنہ سے نجات پا جائیں گے اور آثارِ نبویہ میں بھی اسی طرح معلوم ہوتا ہے کہ اول ہندی آخر ان زمان کی تکفیر کی جائے گی اور لوگ اس سے دشمنی کریں گے اور نہایت درجہ کی بدگوئی سے پیش آئیں گے اور آخر خدا تعالیٰ کے نیک بندوں کو اس کی سچائی کی نسبت بذریعہ رویار و ابہام وغیرہ اطلاع دی جائیگی اور دوسرے آسمانی نشان بھی ظاہر ہوگی تب علماء وقت طوعاً و کرہاً اس کو قبول کریں گے سوائے عزیز و اور بزرگوں برائے خدا عالم الغیب کی طرف توجہ کرو۔ آپ لوگوں کو اللہ جلّ شانہ کی قسم ہے کہ میرے اس سوال کو مان لو میں قدیر ذوالجلال کی تمہیں سوگند ہے کہ اس عاجز کی یہ درخواست رد مت کرو

عزیزانِ مے دم صد بار سوگند

بروئے حضرت دادار سوگند

کہ درکارم جواب از حق بگوئید

بہ محبوب دل ابرار سوگند

ہذا ما اردنا لازالۃ الدُّبے والسلام علی من اتبع الهدی

الملتس

نماکسار میرزا غلام احمد از قادیان

ضلع گورداسپورہ۔ پنجاب۔ ۱۵ جولائی ۱۸۹۶ء

مطبوعۃ ضیاء الاسلام پریس قادیان

(یہ اشتہار ۲۶۸۲۰ کے آٹھ صفحات پر ہے)

(۱۷۷)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ * حَمْدًا وَنُصْرَةً عَلَى سَيِّدِ الْكَرِيمِ

قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ

تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ

چونکہ ہماری وہ مسجد جو گھر کے نزدیک ہے جس میں پانچ وقت کی نماز پڑھی جاتی ہے بہت تنگ ہے اور نماز کے وقت اکثر یہ تکلیف رہتی ہے کہ نمازی یا تو دوسری مسجد کی طرف دوڑتے ہیں اور یا اگر کم ہوں تو گھر کی کسی کو ٹھڑی میں یا دوسری چھت پر کھڑے ہو کر بہ نہایت دقت نماز ادا کرتے ہیں۔

میرے دل میں مدت کا خیال تھا کہ اگر اس مسجد کی دہنی طرف جو زمین خالی پڑی ہے ایک مکان تیار ہو کر مسجد کے ساتھ ملا دیا جائے تو کم سے کم چالیس آدمی اس میں نماز کے لئے کھڑے ہو سکتے ہیں۔ اور اگر اوپر ایک اور چھت ہو تو اسی آدمی نماز پڑھ سکتے ہیں۔ یہ خیال مدت کا تھا مگر بیاعث کمزوری اپنی جماعت کے اس کے اظہار میں قائل تھا۔ آج میں نے سوچا کہ ہر ایک کام خدا کرتا ہے نہ کہ انسان کیا تعجب ہے کہ چندہ سے یہ کام نکل سکے اور اس کار خیر کی برکت سے خدا ایسے لوگوں کو بھی توفیق دے دے جو بے توفیق ہوں اور ثواب آخرت اور خوشنودی الہی کا موجب ہو۔ کیونکہ یہ وہ مسجد ہے جس کی نسبت اس عاجز کو الہام ہوا تھا وَمَنْ دَخَلَهَا كَانَ آمِنًا۔ اور جس کی نسبت الہام ہوا تھا مُبَارَكٌ وَ مُبَارَكٌ وَ كُلُّ أَمْرٍ مُبَارَكٌ يَجْعَلُ فَيْدًا۔ اور جس پر فرشتوں کو تحریر کرتے دیکھا تھا۔ سو تو کلام علی اللہ اس حصہ مسجد کے لئے یہ اشتہار دیتا ہوں۔ اور امید رکھتا ہوں کہ ہر ایک دوست اور مخلص اس

یست اللہ کی امداد میں شریک ہو جائے گو کیسی ہی کم درجہ کی شراکت ہو۔ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو امور خیر کی امداد میں دلی زور و امداد توفیق بخشنے۔

بالآخر واضح رہے کہ پانسو روپیہ اس عمارت کا تخمینہ لگایا گیا ہے۔ والسلام

الراق

خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان ۲۹ جولائی ۱۳۲۹ھ

مطبع منیلہ الاسلام پریس قادیان

(یہ اگستہار ۲۰۳۶ کے ایک صفحہ پر ہے)

(۱۷۸)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الْحَمْدُ وَفَضْلُهُ

ایک ضروری فرض کی تبلیغ

اگرچہ ہم دن رات اسی کام میں لگے ہوئے ہیں کہ لوگ اس سچے معبود پر ایمان لائیں جس پر ایمان لانے سے نور ملتا اور نجات حاصل ہوتی ہے لیکن اس مقصد تک پہنچانے کے لئے علاوہ ان طریقوں کے جو استعمال کئے جاتے ہیں ایک اور طریق بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک مدرسہ قائم ہو کر بچوں کی تعلیم میں ایسی کتابیں ضروری طور پر لازمی ٹیچرائی جائیں جن کے پڑھنے سے ان کو ہمت لگے کہ اسلام کیا شے ہے اور کیا کیا خوبیاں اپنے اندر رکھتا ہے اور جن لوگوں نے اسلام پر حملہ کئے ہیں وہ حملے کیسے خیانت اور جھوٹ اور بے ایمانی سے بھرے ہوئے ہیں۔ اور یہ کتابیں نہایت سہل اور آسان عبارتوں میں

تالیف ہوں۔ اور تین حصوں پر مشتمل ہوں۔ پہلا حصہ ان اعتراضات کے جواب میں ہو جو عیسائیوں اور آریوں نے اپنی نادانی سے قرآن اور اسلام اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کئے ہیں اور دوسرا حصہ اسلام کی خوبیوں اور اس کی کامل تعلیم اور اس کے ثبوت میں ہو۔ اور تیسرا حصہ اُن مذاہب باطلہ کے بطلان کے بیان میں ہو جو مخالفت اسلام ہیں۔ اور اعتراضات کا حصہ صرف سوال اور جواب کے طور پر ہوتا ہے آسانی سے اس کو سمجھ سکیں اور بعض مقامات میں نظم بھی ہوتا ہے اس کو حفظ کر سکیں۔ ایسی کتابوں کا تالیف کرنا میں نے اپنے ذمہ لے لیا ہے اور جو طرز اور طریق تالیف کا میرے ذہن میں ہے اور جو غیر مذاہب کی باطل حقیقت اور اسلام کی خوبی اور فضیلت خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر فرمائی ہے میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر ایسی کتابیں جو خدا تعالیٰ کے فضل سے میں تالیف کروں گاجن کو پڑھائی گئیں تو اسلام کی خوبی آفتاب کی طرح چمک اُٹھے گی اور دوسرے مذاہب کے بطلان کا نقشہ ایسے طور سے دکھایا جائے گا جس سے اُن کا باطل ہونا کھل جائیگا اسے دو تو یقیناً یاد رکھو کہ دنیا میں سچا مذہب جو ہر ایک غلطی سے پاک اور ہر ایک عیب سے منزہ ہے صرف اسلام ہے یہی مذہب ہے جو انسان کو خدا تک پہنچاتا اور خدا کی عظمت دلوں میں بٹھاتا ہے۔ ایسے مذہب ہر کو خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں میں جن میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اپنے جیسے انسان کو خدا کر کے مان لو یا جن میں یہ تعلیمیں ہیں کہ وہ ذات جو مہذب و پاک فیض ہے وہ تمام جہان کا خالق نہیں ہے بلکہ تمام ارواح خود بخود قدیم سے پہلے گتھیں۔ گویا خدا کی بادشاہت کی تمام بنیاد ایسی چیزوں پر ہے جو اُس کی قدرت سے پیدا نہیں ہوئیں بلکہ قدامت میں اُس کے شریک اور اُس کے برابر ہیں۔ سو جس کو علم اور معرفت عطا کی گئی ہے اس کا فرض ہے جو ان تمام اہل مذاہب کو قابل رحم تصور کر کے سچائی کے دلائل اُن کے سامنے رکھے اور ضلالت کے گڑھے سے اُن کو نکالے اور خدا سے بھی دعا کرے کہ یہ لوگ اُن ہلک بیماریوں سے شفا پادیں اس لئے میں مناسب دیکھتا ہوں کہ

بچوں کی تعلیم کے ذریعہ سے اسلامی روشنی کو ملک میں پھیلاؤں اور جس طریق سے میں اس مسئلہ کو انجام دوں گا۔ میرے نزدیک دوسروں سے یہ کام ہرگز نہیں ہو سکے گا۔ ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ اس طوفان ضلالت میں اسلامی ذریت کو غیر مذہب کے دساؤں سے بچانے کے لئے اس ارادہ میں میری مدد کرے۔ سوئیں مناسب دیکھتا ہوں کہ بالفعل قادیان میں ایک بڈل سکول قائم کیا جائے اور علاوہ تعلیم انگریزی کے ایک حصہ تعلیم کا وہ کتابیں رکھی جائیں جو میری طرف سے اس غرض سے تالیف ہوں گی کہ مخالفوں کے تمام اعتراضات کا جواب دے کہ بچوں کو اسلام کی خوبیاں سکھائی جائیں اور مخالفوں کے عقیدوں کا بے اصل اور باطل ہونا سمجھایا جائے۔ اس طریق سے اسلامی ذریت نہ صرف مخالفوں کے حملوں سے محفوظ رہے گی بلکہ بہت جلد وہ وقت آئیگا کہ حق کے طالب سچ کی روشنی اسلام میں پا کر باپوں اور بیٹوں اور بھائیوں کو اسلام کے لئے چھوڑ دیں گے۔ مناسب ہے کہ ہر ایک صاحب توفیق اپنے دائمی چندہ سے اطلاع دیوے کہ وہ اس کا ذخیرہ کی امداد میں کیا کچھ ماہواری مدد کر سکتا ہے۔ اگر یہ سرمایہ زیادہ ہو جائے تو کیا تعجب ہے کہ یہ سکول انٹر فیس تک ہو جائے۔

واضح رہے کہ اول بنیاد چندہ کی انجمن مخدومی مولوی حکیم نور الدین صاحب نے ڈالی ہے کیونکہ انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ میں اس سکول کے لئے دس روپیہ ماہواری دوں گا۔ اور مرزا خاندانش صاحب اہل حق و لب محمد علی خان صاحب نے دو روپیہ اور محمد اکبر صاحب نے ایک روپیہ ماہواری اور میر ناصر فواب صاحب نے ایک روپیہ ماہواری اور اللہ داد صاحب کلرک شاہ پور نے ۸ روپیہ ماہواری چندہ دینا قبول کیا ہے۔

المشاہد

میرزا غلام احمد از قادیان ۱۵ ستمبر ۱۸۹۷ء

(یہ اشتہار ۲۶ ستمبر ۱۸۹۷ء کے ایک صفحہ پر ہے)

مطلبہ ضیاء الاسلام قادیان

نوٹ - ہر ایک صاحب کا اختیار ہوگا کہ اپنے لڑکے قادیان میں تعلیم کے لئے بھیجیں۔ بورڈنگ اور انتظامی امور کی کارروائی فہرست چندہ کے مرتب ہونے کے بعد شروع ہوگی۔



جو خاص اس غرض سے شائع کیا جاتا ہے کہ گورنمنٹ عالیہ
قیصر ہند توجہ سے اس کو ملاحظہ فرماوے اور نیز اپنے
مریدوں کی آگاہی اور ہدایت کے لئے شائع
کیا گیا ہے

میں اپنے دوستوں اور حامی لوگوں کو اطلاع دیتا ہوں کہ جو میرے پر یہ الزام لگایا
گیا تھا کہ گویا میں نے ایک شخص عبدالحمید نام کو ڈاکٹر کلاڈک کے قتل کرنے کے لئے بھیجا
تھا۔ وہ مقدمہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بے اصل متصور ہو کر ۲۳ اگست ۱۸۹۶ء
کو عدالت کپتان ایم ڈبلیو ڈگلز صاحب ڈپٹی کمشنر بہار و ضلع گورداسپورہ سے خارج
کیا گیا چونکہ اللہ تعالیٰ کو اس مقدمہ کی اصلیت ظاہر کرنی منظور تھی اس لئے اُس نے
ایک ایسے حاکم بیدار مغز اور محنت کش اور نصف مزاج حتیٰ پسند خدا ترس یعنی جناب
کپتان ایم ڈبلیو ڈگلز صاحب ڈپٹی کمشنر بہار و ضلع گورداسپورہ کے ماتھے میں یہ
مقدمہ دیا۔ جس کا پاک کائنات اس بات پر مطمئن نہ ہو سکا کہ جو اظہار یعنی ہدایا عبدالحمید نے
اترے جبریل کے سامنے اور نیز اس عدالت میں دیا تھا وہ صحیح ہے۔ سو صاحب موصوف

نے مزید تفتیش کے لئے جناب پکتان لیما چنڈ ڈسٹرکٹ سپرائنڈنٹ پولیس کو حکم دیا کہ بطور خود عبدالمجید سے اصلیت مقدمہ دریافت کریں۔ پھر بعد اس کے جس احتیاط اور نیک نیتی اور فراست اور غور اور طریق عدل اور انصاف سے جناب پکتان لیما چنڈ صاحب نے اس مقدمہ کی تفتیش میں کام لیا۔ وہ بھی بجز خاص منصف مزاج اور نیک نیت اور بیدار و محکم کے ہر ایک کا کام نہیں۔ سو ان حکام کا نیک مزاج ان نیک نیت اور انصاف پسند ہونا اور قیام سے عدالت اور انصاف پسندی کا عادی ہونا اور پوری تحقیق اور تفتیش سے کام لینا یہی وہ سبب تھے جو خدا نے میری بریت کے لئے پیدا کئے اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر اور صاحب ڈسٹرکٹ سپرائنڈنٹ پولیس کی نیک نیتی اور انصاف پسندی اور بھی زیادہ کھلتی ہے جبکہ اس بات پر غور کی جائے کہ یہ مقدمہ درحقیقت ایک عیسائی جراثیم کی طرف سے تھا اور گویا ہران میں سے ایک ہی شخص پیروکار تھا مگر مشورہ اور امداد میں کئی دہائیوں کو دخل تھا۔ درحقیقت پہلک کے دلوں میں اس عدالت اور انصاف نے صاحبان موصوفت کی بہت ہی خوبی اور عدل قابل تعریف جمادی ہے کہ ایسا مقدمہ جو مذہبی رنگ میں پیش کیا گیا تھا اس میں کچھ بھی اپنی قوم اور مذہب کی رعایت نہیں کی گئی اور نہ ہیایت منصفانہ روش سے وہ طریق اختیار کیا گیا جس کو عدالت چاہتی تھی۔ میرے خیال میں یہ ایک ایسا عمدہ نمونہ ہے کہ جو صفحہ تاریخ میں ہمیشہ کے لئے یادگار رہے گا۔

صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی نیک نیتی اور حق پسندی پر ایک اور بھی بڑی بھاری دلیل ہے اور وہ یہ ہے کہ باوجودیکہ انہوں نے عبدالمجید مخبر کا پہلا بیان تمام و کمال قلمبند کر لیا تھا۔ اور اس کی تائید میں پانچ گواہ بھی گزر چکے تھے اور صاحب بہادر ہر طرح پر اختیار رکھتے تھے کہ ان بیانات پر اعتبار کر لیتے مگر محض انصاف اور عدالت کی کشش نے ان کے دل کو پوری تسلی سے روک دیا اور ان کا حق پسند کا نشن بول اٹھا کہ ان بیانات میں سچائی کا نور نہیں ہے۔ لہذا انہوں نے پکتان صاحب پولیس کو مزید

تحقیقات کے لئے اشارہ فرمایا۔ ایسا ہی جب صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ کو پولیس کے افسروں نے خبر دی کہ عبد الحمید مخبر اپنے پہلے بیان پر اصرار کر رہا ہے اس کو نصحت کیا جائے تو صاحب موصوف کے کاشنس نے یہی تقاضا کیا کہ وہ بذات خود بھی اس سے دریافت کریں۔ اگر حکام کی اس وجہ تک نیک نیتی اور توجہ اور محنت کشی نہ ہوتی تو ہرگز ممکن نہ تھا کہ اس مقدمہ کی اصلیت کھلتی۔ ہم تہ دل سے دُعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ایسے حکام کو جو ہر ایک جگہ انصاف اور عدل کو مد نظر رکھتے ہیں اور پوری تحقیق سے کام لیتے ہیں اور احکام کے صادر کرنے میں جلدی نہیں کرتے ہمیشہ خوش رکھے اور ہر ایک بلا سے ان کو محفوظ رکھ کر اپنے مقاصد میں کامیاب کرے۔

یہ بات بھی اس جگہ بیان کر دینے کے لائق ہے کہ ڈاکٹر کلارک صاحب نے محض غم اور جھوٹ کی راہ سے اپنے بیان میں کئی جگہ میرے چال چلن پر نہایت شرمناک حملہ کیا تھا اگر ایسے منصف مزاج مجسٹریٹ کی عدالت میں ان تمام حملوں کے بارے میں میرا جواب لیا جاتا تو ڈاکٹر صاحب کے منصوبوں کی حقیقت کھل جاتی۔ مگر چونکہ حاکم انصاف پسند کے دل پر اس مقدمہ کی مصنوعی بنیاد کی تمام حقیقت کھل گئی تھی جس کی تائید میں یہ تمام الزامات پیش کئے گئے تھے لہذا عدالت نے مقدمہ کو طول دینے کی ضرورت نہیں سمجھی۔ اگرچہ ڈاکٹر صاحب کے اکثر کلمات جو نہایت دل آزار اور سراسر جھوٹے اور افتراء اور کم سے کم ازالہ حیثیت عرفی کی حد تک پہنچ گئے تھے۔ مجھے یہ حق دیتے تھے کہ ان بے جا اور باطل الزاموں کا عدالت کے ذریعہ سے تدارک کروں۔ مگر میں باوجود مظلوم ہونے کے کسی کو آزار دینا نہیں چاہتا اور ان تمام باتوں کو حوالہ بخدا کرتا ہوں

یہ بھی ذکر کے لائق ہے کہ ڈاکٹر کلارک صاحب نے اپنے بیان میں کہیں اشارہ اور کہیں صراحتاً میری نسبت بیان کیا ہے کہ گویا میرا وجود گورنمنٹ کے لئے خطرناک ہے مگر میں اس اشتہار کے ذریعہ سے حکام کو اطلاع دیتا ہوں کہ ایسا خیال میری نسبت

ایک ظلم عظیم ہے۔ میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد میرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا۔ جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر سرگربین صاحب کی تاریخ ہریانہ پنجاب میں ہے اور ۱۸۵۵ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی۔ یعنی پچاس سوار اور گھوڑے ہم پہنچا کر عین زمانہ غلہ کے وقت بنگلہ انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔ اُن خدمات کی وجہ سے جو چھٹیاں خوشنودی نظام اُن کو ملی تھیں مجھے افسوس ہے کہ بہت سی اُن میں سے کم ہو گئیں۔ مگر تین چھٹیاں جو مدت سے چھپ چکی ہیں اُن کی نقلیں حاشیہ میں درج کی گئی ہیں۔ پھر میرے والد صاحب کی وفات کے بعد میرا بڑا

نقل مراسلہ
(ولسن صاحب)
نمبر ۳۵۳

تہور پناہ شجاعت و سنگاہ مرزا
غلام مرتضیٰ رئیس قادیان حفظہ
عرفیہ شمسچریا درانی
خدمات و حقوق خود و خاندان
خود بلا حلقہ حضور میں بجانب
در آمد مانوبی دانیم کہ بلا حلقہ
شما و خاندان شما از ابتداء
دخول حکومت مکرانگیزی جانند
و فائیش ثابت قدم ماندہ اید۔

Translation of Certificate of J. M. Wilson
کو

Mirza Ghulam Murtaza Khan,

Chief of Qadian.

I have perused your application reminding me of your and your family's past services and rights. I am well aware that since the introduction of the British Govt. you and your family have certainly remained devoted faithful and steady subjects and that your

بھائی میرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا۔ اور جب تمول کے گزرنے پر مفید
کام سرکار انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا تو وہ سرکار انگریزی کی طرف سے لڑائی میں شریک

و حقوق شمار حاصل قابل قدر اند
بہر پنج تسی و تشفی و اذید۔
سرکار انگریزی حقوق و خدمات
خاندان شما را ہر گز فراموش
نخواہد کرد۔ بموجب مناسب
بر حقوق و خدمات شما غور و
توجہ کردہ خواہد شد۔ باینکہ
ہمیشہ ہوا خواہ و جانشان سرکار
انگریزی بمانند کہ دین امر خوشنودی
سکار و بہبودی شما مقصود است
فقط۔

المقام لا محالہ
۱۸۶۹ء مقام لاہور
ادار کلی

rights are really worthy of regard,
In every respect you may rest
assured and satisfied that the
British Govt. will never forget
your family's rights and services
which will receive due consideration
when a favourable opportunity
offer itself. You must continue
to be faithful and devoted sub-
jects as in it lies the satisfaction
of the Govt. and your welfare.

H. C. 1849 Lahore.

نقل مراسلہ

دراپٹ کسٹ صاحبان ہادی کشن دہوں
تہود و شجاعت دستگاہ
مرزا غلام مرتضیٰ رئیس قادری
باعتیت باشند

Translation of Mr. Robert Castles
Certificate.

To

Mirza Ghulam Muntaza Khan,
Chief of Qadian.

تھا۔ پھر میں اپنے والد اور بھائی کی وفات کے بعد ایک گوشہ نشین آدمی تھا۔ تاہم سترہ برس سے ہیکار انگریزی کی امداد و تائید میں اپنی قلم سے کام لیتا ہوں۔ اس سترہ برس

از انجا کہ ہنگام فتنہ

موجود ۱۸۵۷ء از جناب آپ کی نجات

خیر خواہی و مدد دی ہو کر درود و تحنن

درباب نگہداشت سعاد و بہرمانی

اسپان بخوبی انتہا پہنچائی۔ اور

شروع فتنہ سے آج تک آپ بدل

ہوا خواہ ہو کر رہے اور باعث

خوشنودی ہو کر ہوا لہذا بجلد دی

اس خیر خواہی اور خیر گمانی کے خلعت

محبت و درود ربیہ کا سہکار سے

آپ کو عطا ہوتا ہے اور حسب منشاء

چٹھی صاحب چیت کشر بہادر

نبری ۵۶۹ مورخہ ۱۸ اگست ۱۸۵۷ء

بروانہ ہذا باظہار خوشنودی ہو کر

دنیک نامی و وفاداری بنام

آپ کے لکھا جاتا ہے۔

موجود تاریخ ۲۰ ستمبر ۱۸۵۷ء

As you rendered great help in enlisting sowers and supplying horses to Govt. in the Mutiny of 1857 and maintained loyalty since its beginning up-to-date and thereby gained the favour of Govt. a Khilat worth Rs. 200/- is presented to you in recognition of good services and as a reward for your loyalty.

Moreover in accordance with the wishes of Chief Commissioner as conveyed in his No 576 dated 10th August 58 this farwana is addressed to you as a token of satisfaction of Govt. for your fidelity and reputa.

کی مدت میں جس قدر میں نے کتابیں تالیف کیں اُن سب میں سرکار انگریزی کی اطاعت اور
ہمدردی کے لئے لوگوں کو ترغیب دی اور جہاد کی ممانعت کے بارے میں نہایت مؤثر
تقریریں لکھیں اور پھر میں نے قرین مصلحت سمجھ کر اسی امر ممانعت جہاد کو عام ملکوں میں

نقل مراسلہ فنانشل کمشنر پنجاب

مشفق مہربان دوستان مرزا

غلام قادر رئیس قادیان حفظہ

آپ کا خط مہرہ حال کا لکھا ہوا

ماضیہ حضور ایجناب میں گذرا۔

مرزا غلام مرتضیٰ صاحب آپ کے والد

کی وفات سے ہم کو بہت افسوس ہوا۔

مرزا غلام مرتضیٰ سرکار انگریزی کا اچھا

خیر خواہ اور وفادار رئیس تھا۔ ہم

آپ کی خاندانی حفاظت سے اسی طرح پر

عزت کریں گے جس طرح تمہارے باپ

وفادار کی کی جاتی تھی۔ ہم کو کسی

اچھے موقع کے نکلنے پر تمہارے

خاندان کی بہتری اور پابجائی کا

خیال رہیگا۔

المرقوم ۲۹ جون ۱۸۶۹ء۔

الاقام سہراہٹ ایجنٹ صاحب بہادر

فنانشل کمشنر پنجاب

Translation of Sir Robert Egerton,
Financial Commissioner's Murasla.

29 June, 1876

My dear friend Ghulam Qadir,

I have perused your letter of

the 2nd instant & deeply regret the death

of your father Mirza Ghulam Mustoga

who was a great well wisher and

faithful chief of Govt.

In consideration of your family

services I will esteem you with the

same respect as that bestowed on

your loyal father. I will keep

in mind the restoration and wel-

fare of your family when a favour-

able opportunity occurs.

پھیلانے کے لئے عربی اور فارسی میں کتابیں تالیف کیں جن کی چھپوائی اور اشاعت پر ہزار روپے خرچ ہوئے اور وہ تمام کتابیں عرب اور بلاد شام اور روم اور مصر اور بغداد اور افغانستان میں شائع کی گئیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ کسی نہ کسی وقت ان کا اثر ہوگا۔ کیا اس قدر بڑی کارروائی اور اس قدر دور دراز مدت تک ایسے انسان سے ممکن ہے جو دل میں بغاوت کا ارادہ رکھتا ہو؟ پھر میں پوچھتا ہوں کہ جو کچھ میں نے سرکار انگریزی کی امداد اور حفظ امن اور جہادی خیالات کے رد کرنے کے لئے برابر سترہ سال تک پورے جوش سے پوری استقامت سے کام لیا کیا اس کام کی اور اس خدمت نمایاں کی اور اس مدت دراز کی دوسرے مسلمانوں میں جو میرے مخالف ہیں کوئی نظیر ہے؟ اگر میں نے یہ اشاعت گورنمنٹ انگریزی کی سچی خیر خواہی سے نہیں کی تو مجھے ایسی کتابیں عرب اور بلاد شام اور روم وغیرہ بلاد اسلامیہ میں شائع کرنے سے کس انعام کی توقع تھی؟ یہ سلسلہ ایک دو دن کا نہیں بلکہ برابر سترہ سال کا ہے۔ اور اپنی کتابوں اور رسالوں کے جن مقامات میں میں نے یہ تحریریں لکھی ہیں ان کتابوں کے نام مع ان کے نمبر صفحوں کے یہ ہیں جن میں سرکار انگریزی کی خیر خواہی اور اطاعت کا ذکر ہے۔

نمبر	نام کتاب	تاریخ طبع	نمبر صفحہ
۱	براین احمدیہ حصہ سوم	۱۸۸۲ء	الف سے ب تا تک (شروع کتاب)
۲	براین احمدیہ حصہ چہارم	۱۸۸۴ء	الف سے د تا تک ایضاً
۳	آریہ دھرم (نوٹس) دربارہ توسیع دفعہ ۲۹۸	۲۲ ستمبر ۱۸۹۵ء	۵۷ سے ۶۴ تک آخر کتاب
۴	التماس شامل آریہ دھرم ایضاً	۲۲ ستمبر ۱۸۹۵ء	۱ سے ۴ تک آخر کتاب
۵	درخواست شامل آریہ دھرم ایضاً	۲۲ ستمبر ۱۸۹۵ء	۶۹ سے ۷۲ تک آخر کتاب
۶	خط دوبارہ توسیع دفعہ ۲۹۸	۳۱ اکتوبر ۱۸۹۵ء	۱ سے ۸ تک
۷	آئینہ کمالات اسلام	فروری ۱۸۹۳ء	۱۷ سے ۲۰ تک اور ۵۱۱ سے ۵۲۸ تک

۸	ذرائع حصہ اول (اعلان)	۱۳۱۱ھ	۲۳ سے ۵۴ تک
۹	شہادۃ القرآن (گورنمنٹ کی توجہ کے لئے)	۲۷ ستمبر ۱۸۹۳ء	الف سے ۶ تک آخر کتاب
۱۰	ذرائع حصہ دوم	۱۳۱۱ھ	۴۹ سے ۵۰ تک
۱۱	سراغلاف	۱۳۱۲ھ	۷۱ سے ۷۳ تک
۱۲	اتمام الحجۃ	۱۳۱۱ھ	۲۵ سے ۲۷ تک
۱۳	حماۃ البشری	۱۳۱۱ھ	۳۹ سے ۴۷ تک
۱۴	تحفہ قصیریہ	۲۵ مئی ۱۸۹۴ء	تمام کتاب
۱۵	ست بجن	نومبر ۱۸۹۵ء	۱۵۲ سے ۱۵۷ تک اور ٹائٹل پیج
۱۶	انجام آہتم	جنوری ۱۸۹۶ء	۲۸۳ سے ۲۸۶ تک آخر کتاب
۱۷	عراج منیر	۱۸۹۶ء	صفحہ ۷۷
۱۸	تکمیل تبلیغ مہد شراط بیعت	۱۲ جنوری ۱۸۹۹ء	صفحہ ۱۷ حاشیہ اور صفحہ ۶ شرط چہارم
۱۹	اشتہار قابل توجہ گورنمنٹ اور عام اطلاع کیلئے	۴ فروری ۱۸۹۵ء	تمام اشتہار یکطرفہ
۲۰	اشتہار دوبارہ سفیر سلطان روم	۲۲ مئی ۱۸۹۶ء	۱ سے ۳ تک
۲۱	اشتہار برائے برونش جو بی بقیہ مقام قادیان	۲۳ جون ۱۸۹۶ء	۱ سے ۴ تک
۲۲	اشتہار حاکم علیہ حبش جو بی بقیہ قصیر دام ظہار	۷ جون ۱۸۹۶ء	تمام اشتہار یک ورق
۲۳	اشتہار متعلق بزرگ	۲۵ جون ۱۸۹۶ء	صفحہ ۱۰
۲۴	اشتہار لائق توجہ گورنمنٹ اور محکمہ اعلیٰ	۱۰ دسمبر ۱۸۹۶ء	تمام اشتہار ۱ سے ۷ تک

اور حال میں جب حسین کامی سفیر روم قادیان میں میری ملاقات کے لئے آیا اور اس نے مجھے اپنی گورنمنٹ کے اغراض سے مخالفت پا کر ایک سخت مخالفت ظاہر کی وہ تمام حال بھی میں نے اپنے اشتہار مورخہ ۲۲ مئی ۱۸۹۶ء میں شائع کر دیا ہے۔ وہی اشتہار تھا جس

کی وجہ سے بعض مسلمان ایڈیٹروں نے بڑی مخالفت ظاہر کی اور بڑے جوش میں آکر مجھ کو گالیاں دیں کہ یہ شخص سلطنت انگریزی کو سلطان روم پر ترجیح دیتا ہے اور رومی سلطنت کو قصور دار ٹھہراتا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ جس شخص پر خود قوم اُس کی ایسے ایسے خیالات رکھتی ہے اور نہ صرف اختلاف امتداد کی وجہ سے بلکہ سرکار انگریزی کی خیر خواہی کے سبب سے بھی ملامتوں کا نشانہ بن رہا ہے۔ کیا اُس کی نسبت یہ ظن ہو سکتا ہے کہ وہ سرکار انگریزی کا بدخواہ ہے؟

یہ بات یک ایسی واضح تھی کہ ایک بڑے سے بڑے دشمن کو بھی جو محمد حسین بیٹا لوی ہے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے حضور میں اسی مقدمہ ڈاکٹر ہنری کلاک میں اپنی شہادت کے وقت میری نسبت بیان کرنا پڑا کہ یہ سرکار انگریزی کا خیر خواہ اور سلطنت روم کے مخالف ہے۔ اب اس تمام تقریر سے جس کے ساتھ میں نے اپنی سترہ سالہ مسلسل تقریروں سے ثبوت پیش کئے ہیں صاف ظاہر ہے کہ سرکار انگریزی کا بدلہ جان خیر خواہ ہوں۔ اور میں ایک شخص امن دوست ہوں اور اطاعت گورنمنٹ اور ہمدردی بندگان خدا کی میرا اصول ہے۔ اور یہ وہی اصول ہے جو میرے مریدوں کی شرائط بیعت میں داخل ہے چنانچہ پورے شرائط بیعت جو ہمیشہ مریدوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اس کی دفعہ چہارم میں ان ہی باتوں کی تصریح ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ میں نے بعض اشخاص کی موت و فیروہ کی نسبت پیشگوئی کی ہے۔ لیکن نہ صرف اپنی طرف سے بلکہ اُس وقت اور اُس حالت میں کہ جبکہ اُن لوگوں نے اپنی رضا و رغبت سے ایسی پیشگوئی کے لئے مجھے تحریری اجازت دی چنانچہ اُن کے ہاتھ کی تحریروں اب تک میرے پاس موجود ہیں جن میں سے بعض ڈاکٹر کلاک کے مقدمہ میں شامل مسل کی گئی ہیں مگر چونکہ باوجود اجازت دینے کے پھر بھی ڈاکٹر کلاک صاحب نے ان پیشگوئیوں کا ذکر کیا اور اصل واقعات کو چھپایا اس لئے آئندہ میں پسند نہیں کرتا کہ ایسی درخواستوں پر کوئی اندازہ پیشگوئی کی جائے بلکہ

آئینہ ہمدردی طرف سے یہ اصول رہے گا کہ اگر کوئی ایسی اندازی پیشگوئیوں کے لئے درخواست کرے تو اس کی طرف ہرگز توجہ نہیں کی جائے گی جب تک وہ ایک تحریری حکم اجازت صاحب مجسٹریٹ ضلع کی طرف سے پیش نہ کرے۔ یہ ایک ایسا طریق ہے جس میں کسی ملک کی گنجائش نہیں رہے گی۔

یہ بات بھی تسلیم کرنا ہوں کہ مخالفوں کے مقابل پر تحریری مباحثات میں کسی قدر تیسرے الفاظ میں سختی استعمال میں آئی تھی لیکن وہ ابتدائی طور پر سختی نہیں ہے بلکہ وہ تمام تحریریں نہایت سخت حملوں کے جواب میں لکھی گئی ہیں۔ مخالفوں کے الفاظ ایسے سخت اور دشنام دہی کے رنگ میں تھے جن کے مقابل پر کسی قدر سختی مصلحت تھی۔ اس کا ثبوت اس مسئلہ سے ہوتا ہے جو ہم نے اپنی کتابوں اور مخالفوں کی کتابوں کے سخت الفاظ اکٹھے کر کے کتاب محل مقدمہ مطبوعہ کے ساتھ شامل کئے ہیں جس کا نام بین کتاب البریت رکھا ہے اور ہمیں پھر میں نے ابھی بیان کیا ہے کہ میرے سخت الفاظ جوابی طور پر ہیں۔ ابتدا سختی کی مخالفت کی طرف سے ہے۔

اور میں مخالفوں کے سخت الفاظ پر بھی سہر کر سکتا تھا لیکن رد مصلحت کے سبب سے میں نے جواب دینا مناسب سمجھا تھا۔ اول یہ کہ تا مخالف لوگ اپنے سخت الفاظ کا سختی میں جواب دیا کہ اپنی روش بدلا لیں اور آئندہ تہذیب سے گفتگو کریں۔ دوم یہ کہ تا مخالفوں کی نہایت تنگ آمیز اور غصہ دلائے والی تحریروں سے عام مسلمان جو شس میں نہ آویں حاشیہ متعلقہ صفحہ گذشتہ: بعض ہمدرد مخالفین کو افترار اور جھوٹ بولنے کی عادت ہے لوگوں کے پاس کہتے ہیں کہ صاحب ڈی کشنر نے آئندہ پیشگوئیاں کرنے سے منع کر دیا ہے۔ خاص کر ڈالنے والی پیشگوئیوں اور مذاہن کی پیشگوئیوں سے سخت ممانعت کی ہے۔ سو واضح رہے کہ یہ باتیں سراسر جھوٹی ہیں ہم کو کوئی ممانعت نہیں ہوئی اور مذاہن پیشگوئیوں میں جس طریق کو ہم نے اختیار کیا ہے یعنی مضامین کے ساتھ کوئی کن اس طریق پر عدالت اور قانون کا کوئی اعتراض نہیں۔ منہ ۷

اور سخت الفاظ کا جواب بھی کسی قدر سخت پا کر اپنی پُرکوش طبیعتوں کو اس طرح سمجھا لیں کہ اگر اس طرف سے سخت الفاظ استعمال ہوئے تو ہماری طرف سے ابھی کسی قدر سختی کے ساتھ ان کو جواب مل گیا اور اس طرح وہ وحشیانہ انتقاموں سے دستکش رہیں۔ میں خوب جانتا ہوں کہ ایسی مذہبی تحریروں سے جیسا کہ لیکچرام اور اندر من اور دیانند اور پادری عماد الدین کی کتابیں اور پرچہ نور افشاں لودیانند کے اکثر مضمون ہیں فتنہ اور اشتعال کا سخت احتمال تھا مگر چونکہ ان کتابوں کے مقابل پر کتابیں تالیف ہوئیں اور سخت باتوں کا جواب کسی قدر سخت باتوں کے ساتھ ہو گیا اس لئے مسلمانوں کے عوام کا جوش اندر ہی اندر دب گیا۔ یہ بات بالکل سچ ہے کہ اگر سخت الفاظ کے مقابل پر دوسری قوم کی طرف سے کچھ سخت الفاظ استعمال نہ ہوں تو ممکن ہے کہ اس قوم کے جہالوں کا غیظ و غضب کوئی اور راہ اختیار کرے۔ مظلوموں کے بخارات نکلنے کے لئے یہ ایک حکمت عملی ہے کہ وہ بھی مباحثات میں سخت عملوں کا سخت جواب دیں۔ لیکن یہ طرز پھر بھی کچھ بہت قابل تعریف نہیں بلکہ اس سے تحریرات کا روحانی اثر گھٹ جاتا ہے اور کم سے کم نقصان یہ ہے کہ اس سے ملک میں بد اخلاقی پھیلتی ہے۔ یہ گورنمنٹ کا فرض ہے کہ عام طور پر ایک سخت قانون جاری کر کے ہر ایک مذہبی گروہ کو سخت الفاظ کے استعمال سے ممانعت کر دے تاکہ کسی قوم کے پیشوا اور کتاب کی توہین نہ ہو۔ اور جب تک کسی قوم کی معتبر اور مسلم کتابوں سے واقعات صحیحہ معلوم ہوں جن سے اعتراض پیدا ہو سکتا ہو کوئی اعتراض نہ کیا جائے۔ ایسے قانون سے ملک میں بہت امن پھیل جائیگا۔ اور مفسد طبع فتنہ انگیز لوگوں کے ہنڈ بندوق جالیں گے اور تمام مذہبی بحثیں علمی و تنقیدی آجائیں گی۔ اسی غرض سے میں نے ایک درخواست گورنمنٹ میں پیش کرنے کے لئے تیار کی ہے۔ اس کے ساتھ کئی ہزار مسلمانوں کے دستخط بھی ہیں مگر چونکہ اب تک کافی دستخط نہیں ہوئے اس لئے ابھی تک توقف ہے۔ مگر درحقیقت یہ ایسا کام ہے کہ ضرور اس

حزب گدگنت کی قوجا چاہیئے۔ جفا اس کے لئے اس سے بہتر اور کوئی تدبیر نہیں کہ ہتک
 آئینہ اور فتنہ انگیز الفاظ سے ہر ایک قوم پر ہیز کرے اور کسی مذہب پر وہ الزام نہ
 لگائے جس کو اس مذہب کے حامی قبول نہیں کرتے اور نہ اُن کی مُسلم اور معتبر کتابوں
 میں اس کا کوئی اصل صحیح پایا جاتا ہے اور نہ ایسا الزام لگائے جو اس کی مسلم کتابوں یا
 نبیوں پر بھی عائد ہوتا ہے۔ اور جو شخص اس ہدایت کی خلافت ورزی کرے۔ اُس
 کے لئے کوئی سزا مقرر ہو۔ بے شک بغیر اس تدبیر کے مذہبی فتنوں کا زہر پلائیج بکلی
 دُور نہیں ہو سکتا۔

میں افسوس سے لکھتا ہوں کہ ڈاکٹر کلارک نے میری بعض مذہبی تحریروں پیش کر کے
 عدالت میں یہ خلافت واقعہ بیان کیا ہے کہ یہ سخت لفظ خود بخود اُن کی نسبت کہے گئے
 ہیں۔ میں حکام کو یقین دلاتا ہوں کہ ہرگز یہ میری عادت میں داخل نہیں کہ خود بخود کسی
 کو آزار دوں اور نہ ایسی عادت کو میں پسند کرتا ہوں بلکہ جو کچھ سخت الفاظ میں لکھا گیا
 وہ سخت الفاظ کا جواب تھا مگر مخالفوں کی سختی سے نہایت کم۔ تاہم یہ طریق بھی میری
 طبیعت اور عادت سے مخالف ہے اور جیسا کہ صاحب ڈپٹی کشنر بہادر نے مقدمہ کے
 فیصلہ پر مجھے یہ ہدایت کی ہے کہ اُٹھہ اشتعال کو روکنے کے لئے مباحثات میں نرم اور
 مناسب الفاظ کو استعمال کیا جائے میں اسی پر کار بند رہنا چاہتا ہوں اور اس اشتہار
 کے ذریعہ سے اپنے تمام مریدوں کو جو پنجاب اور ہندوستان کے مختلف مقامات میں
 سکونت رکھتے ہوں نہایت تاکید سے سمجھاتا ہوں کہ وہ بھی اپنے مباحثات میں اس
 طرز کے کار بند رہیں اور ہر ایک سخت اور فتنہ انگیز لفظ سے پرہیز کریں۔ اور جیسا کہ میں
 نے پہلے اس سے شرائط بیعت کی دفعہ چہارم میں سمجھایا ہے سرکار انگریزی کی سچی
 غیر خواہی اور بنی نوع کی سچی ہمدردی کریں۔ اور اشتعال دینے والے طریقوں سے
 اجتناب رکھیں اور پرہیزگار اور صالح اور بے شر انسان بن کر پاک زندگی کا نمونہ

دکھائیں۔ اور اگر کوئی ان میں سے ان وصیتوں پر کاربند نہ ہو یا بیجا خوش اور دشمنانہ
 حرکت اور بد زبانی سے کام لے تو اس کو یاد رکھنا چاہیے کہ وہ ان صورتوں میں ہماری
 جماعت کے سلسلہ سے باہر منظور ہوگا اور مجھ سے اس کا کوئی تعلق باقی نہیں
 رہے گا۔ دیکھو! آج میں کھلے کھلے غلطوں سے آپ لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ آپ
 لوگ ہر ایک مفسدہ اور فتنہ کے طریق سے مجتنب رہیں اور صبر اور برداشت کی عادت
 کو اور بھی ترقی دیں اور بدی کی تمام راہوں سے اپنے تئیں دور رکھیں اور ایسا نمونہ دکھائیں
 جس سے آپ لوگوں کی ہر ایک نیک خلق میں زیادت ثابت ہو۔ اور میں امید رکھتا
 ہوں کہ آپ لوگ جو اہل علم اور فاضل اور تربیت یافتہ اور نیک مزاج ہیں ایسا ہی کیونکر
 منکر یا درہے اور خوب یاد رہے کہ جو شخص ان وصیتوں پر کاربند نہ ہو۔ وہ ہم میں سے
 نہیں ہے۔

ہماری تمام نصیحتوں کا خلاصہ تین امر ہیں۔ اول یہ کہ خدا تعالیٰ کے حقوق کو یاد
 کر کے اس کی عبادت اور اطاعت میں مشغول رہنا۔ اس کی عظمت کو دل میں بٹھانا۔
 اور اس سے سب سے زیادہ محبت رکھنا اور اس سے ڈر کر نفسانی جذبات کو چھوڑنا
 اور اس کو واحد لا شریک جاننا اور اس کے لئے پاک زندگی رکھنا اور کسی انسان یا دوسرے
 مخلوق کو اس کا مرتبہ نہ دینا۔ اور درحقیقت اس کو تمام رُوحوں اور جسموں کا پیدا
 کرنے والا اور مالک یقین کرنا۔ دوم یہ کہ تمام بنی نوع سے ہمدردی کے ساتھ پیش
 آنا اور حتی المقدور ہر ایک سے بھلائی کرنا اور کم سے کم یہ کہ بھلائی کا ارادہ رکھنا۔
 سوم یہ کہ جس گورنمنٹ کے زیر سایہ خدا نے ہم کو کر دیا ہے یعنی گورنمنٹ برطانیہ جو
 میری جماعت میں بڑے بڑے معزز اہل اسلام داخل ہیں جن میں بعض تحصیلدار اور بعض اکثر
 اسسٹنٹ اور ڈپٹی کلرک اور بعض وکلاء اور بعض تاجر اور بعض رئیس اور جاگیردار اور قواب
 اور بعض بڑے بڑے فاضل اور ڈاکٹر اور بی آئی اے اور ایم آئی اے اور بعض سجادہ نشین ہیں ہر

ہمدی بکرو اور جان اور مال کی محافظ ہے، اُس کی سچی خیر خواہی کرنا اور ایسے مخالف امن امور سے دُور رہنا جو اُس کو تشویش میں ڈالیں۔ یہ اصول شلشہ ہیں جن کی محافظت ہماری جماعت کو کرنی چاہیئے اور جن میں اعلیٰ سے اعلیٰ نمونے دکھانے چاہئیں۔

اور یاد رہے کہ یہ اشتہاد مخالفین کے لئے بھی بطور فوٹس ہے۔ چونکہ ہم نے حساب ڈیڑھی کسٹرو ہمداد کے سامنے یہ عہد کر لیا ہے کہ آئندہ ہم سخت الفاظ سے کام نہ لیں گے اس لئے حفظ امن کے مقاصد کی تکمیل کے لئے ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے تمام مخالف بھی اس عہد کے کاربند ہوں۔ اور یہی وجہ تھی کہ ہم نے عدالت کے سامنے اس بحث کو طول دینا نہیں چاہا۔ حالانکہ ہمارے تمام سخت الفاظ جوابی تھے اور نیز اُن کے مقابل پر نہایت کم۔ سو ہم نے جوابی طور کے سخت الفاظ کو بھی چھوڑنا چاہا۔ کیونکہ ہمارا مدت سے یہ ارادہ تھا کہ تمام قومیں مباحثات میں الفاظ کی سختی کو استعمال نہ کریں۔ اسی ارادہ کی وجہ سے ہم نے اس درخواست پر دستخط مسلمانوں کے کرائے ہیں جس کو عنقریب مجبور جناب نواب گونو جنرل بہادر بھیجنے کا ارادہ ہے۔ سو مخالفین مذہب کو بذریعہ اس نوٹس کے عام اطلاع دی جاتی ہے کہ اس فیصلہ کے بعد وہ بھی مباحثات میں لونی روشیں بدلائیں اور آئندہ سخت اور جوش پیدا کرنے والے الفاظ اور ہتک آمیز الفاظ اپنے اخباروں اور رسالوں میں ہرگز استعمال نہ کریں۔ اور اگر اب بھی اس نوٹس کے شائع ہونے کے بعد انہوں نے اپنے سابق طریق کو نہ چھوڑا تو انہیں یاد رہے کہ ہمیں یا ہم میں سے کسی کو حق حاصل ہوگا کہ بذریعہ عدالت چارہ جوئی کریں۔ حفظ امن کے لئے ہر ایک قوم کا فرض ہے کہ فتنہ انگیز تحریروں سے اپنے تئیں بچائے۔ پس جو شخص اس نوٹس کے شائع ہونے کے بعد بھی اپنے تئیں سخت الفاظ اور بدذہانی اور توہین سے روک نہ سکے ایسا شخص حقیقت گورنمنٹ کے مقاصد کا دشمن اور فتنہ پسند آدمی ہے اور عدالت کا فرض ہوگا کہ امن کو قائم رکھنے کے لئے اس کی گوشمالی کرے۔

بحث کرنے والوں کے لئے یہ بہتر طریقہ ہوگا کہ کسی مذہب پر بیہودہ طوہ پر اعتراض نہ کریں بلکہ اُن کی مسلم اور معتبر کتابوں کی رو سے ادب کے ساتھ اپنے شہادت پیش کریں اور ٹھٹھے اور سنسی اور توہین سے اپنے متین بچا دیں اور مباحثات میں حکیمانہ طرز اختیار کریں اور ایسے اعتراض بھی نہ کریں جو اُن کی کتابوں میں پائے جاتے ہیں مثلاً اگر ایک مسلمان عیسائی عقیدہ پر اعتراض کرے تو اس کو چاہیئے کہ اعتراض میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان اور عظمت کا پاس رکھے اور اُن کی وجاہت اور مرتبہ کو نہ بھلا دے۔ اُن وہ نہایت نرمی اور ادب سے اس طرح اعتراض کر سکتا ہے کہ خدا نے جو بیٹے کو دُنیا میں بھیجا تو کیا یہ کام اُس نے اپنی قدیم عادت کے موافق کیا یا خلاف عادت؟ اگر عادت کے موافق کیا تو پہلے بھی کئی بیٹے اُس کے دُنیا میں آئے ہوں گے اور مصلوب بھی ہوئے ہوں گے یا ایک ہی بیٹا بار بار آیا ہوگا اور اگر یہ کام خلاف عادت ہے تو خدا کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا کیونکہ خدا اپنی ازلی ابدی عادتوں کو کبھی نہیں چھوڑتا۔ یا مثلاً یہ اعتراض کر سکتا ہے کہ یہ عقیدہ صحیح نہیں ہے کہ نفوذ باللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کے گناہوں کے سبب سے خدا کی نظر میں لعنتی ٹھہر گئے تھے کیونکہ لعنت جیسے معنی لعنت کی رو سے یہ ہیں کہ خدا اُس شخص سے جس پر لعنت کی گئی ہے میزار ہو جائے اور وہ شخص خدا سے ہیرا ہو جائے اور دونوں میں باہم دشمنی واقع ہو جائے اور شخص ملعون خدا کے قرب سے دور جا پڑے اور یہ ذیلس حالت ایسے شخص کی کبھی نہیں ہو سکتی جو درحقیقت خدا کا پیارا ہے اور جبکہ لعنت جائز نہ ہوئی تو کھانا باطل ہوا۔ غرض ایسے اعتراض جن میں معقول تقریر کے ساتھ کسی فرقہ کے عقائد کی غلطی کا اظہار ہو ہر ایک محقق کا حق ہے جو نرمی اور ادب کے ساتھ پیش کرے اور حقیقی اوسح یہ کوشش ہو کہ وہ تمام اعتراضات علمی رنگ میں ہوں تا لوگوں کو اُن سے قائمہ بہنچ سکے اور کوئی منفسہ اور اشتعال پیدا نہ ہو۔

اور یہ خدا تعالیٰ کا شکر کہنے کا مقام ہے کہ ہم لوگ جو مسلمان ہیں ہمارے اصول

نمایہ داخل ہے کہ گذشتہ غیوں میں سے جن کے فرقے اور قومیں اور امتیں بکثرت دنیا میں پھیل گئی ہیں کسی نبی کی تکذیب نہ کریں کیونکہ ہمارے اسلامی اصول کے موافق خدا تعالیٰ معذرتی کو ہرگز یہ عزت نہیں بخشا کہ وہ ایک سچے نبی کی طرح مقبول غلاتی ہو کر ہزار ہا فرقے اور قومیں اُس کو مان لیں اور اُس کا دین زمین پر جم جاوے اور مٹ جائے۔ لہذا ہمارا یہ فرض ہونا چاہیے کہ ہم تمام قوموں کے نبیوں کو جنہوں نے خدا کے الہام کا دعویٰ کیا اور مقبول غلاتی ہو گئے اور اُن کا دین زمین پر جم گیا خواہ وہ ہندی تھے یا فارسی، عیسائی تھے یا عبرانی خواہ کسی اور قوم میں سے تھے وہ حقیقت سچے رسول مان لیں۔ اور اگر ان کی امتوں میں کوئی خلاف حق باتیں پھیل گئی ہوں تو اُن باتوں کو ایسی غلطیاں قرار دیں جو بعد میں داخل ہو گئیں یہ اصول ایک ایسا دکش اور پیرا ہے جس کی برکت سے انسان ہر ایک قسم کی بدزبانی اور بد تہذیبی سے نکال جاتا ہے اور وہ حقیقت واقعی امر یہی ہے کہ مجھوٹے نبی کو خدا تعالیٰ اپنے کریم بندوں میں ہرگز قبولیت نہیں بخشا اور اس کو وہ عزت نہیں دیتا جو بچوں کو دی جاتی ہے اور صدیوں اور زمانوں میں اُس کی قبولیت ہرگز قائم نہیں ہو سکتی بلکہ بہت جلد اس کی جماعت متفرق ہو جاتی اور اس کا سلسلہ وہم برہم ہو جاتا ہے۔

سوائے دوستو۔ اس اصول کو محکم پیکر۔ ہر ایک قوم کے ساتھ فری سے پیش آؤ۔ فری سے عقل بڑھتی ہے اور برکبادی سے گہرے خیال پیدا ہوتے ہیں اور جو شخص یہ طریق اختیار نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اگر کوئی ہماری جماعت میں سے مخالفوں کی گالیوں اور سخت گوئی پر صبر نہ کر سکے تو اُس کا اختیار ہے کہ عدالت کی رُو سے چارہ چوٹی کرے مگر یہ مناسب نہیں ہے کہ سختی کے مقابل سختی کر کے کسی مفسد کو پیدا کریں۔ یہ تو وہ وصیت ہے جو ہم نے دینی جماعت کو کو دی۔ اور ہم ایسے شخص سے بیزار ہیں اور اُس کو اپنی جماعت سے خارج کرتے ہیں جو اس پر عمل نہ کرے۔

مگر ہم دینی عادل گورنمنٹ سے یہ بھی امید رکھتے ہیں کہ جو لوگ آئندہ مخالفانہ

میلے توہین اور بدزبانی کے ساتھ ہم پر کریں یا ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یا قرآن شریف پر یا اسلام پر تو ان کی بدزبانی کا تدارک بھی واجب طود پر کیا جائے۔ اور ہم کچھ چکے ہیں اور پھر دوبارہ لکھتے ہیں کہ ہمدی یہ جماعت گورنمنٹ انگریزی کی سچی خیر خواہ ہے اور ہمیشہ خیر خواہ رہے گی اور میری تمام جماعت کے لوگ درحقیقت غریب مزاج اور اسوہ پسند اور اقل درجہ کے خیر خواہ مسکدار انگریزی ہیں اور ایسا ہی ہمہ معترف اور شریف ہیں۔

اللہ بعض نادانوں کا یہ خیال کہ گویا میں نے افتراء کے طور پر ابہام کا دعویٰ کیا ہے غلط ہے بلکہ درحقیقت یہ کام اس قادر خدا کا ہے جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا اور اس جہان کو بنایا ہے جس زمانہ میں لوگوں کا ایمان خدا پر کم ہو جاتا ہے اس وقت میرے جیسا ایک انسان پیدا کیا جاتا ہے اور خدا اس سے ہمکلام ہوتا ہے اور اس کے ذریعہ سے اپنے عجائب کام دکھاتا ہے یہاں تک کہ لوگ سمجھ جاتے ہیں کہ خدا ہے۔ میں عام اطلاع دیتا ہوں کہ کوئی انسان خواہ ایشیائی ہو خواہ یورپین اگر میری صحبت میں رہے تو وہ ضرور کچھ عرصہ کے بعد میری ان باتوں کی مستحاشی معلوم کر لے گا۔

یاد رہے کہ یہ باتیں حفظ امن کے محتاج نہیں ہیں دنیا میں فروتنی کے ساتھ زندگی بسر کرنے آئے ہیں اور بنی نوع کی ہمدردی اور اس گورنمنٹ کی خیر خواہی جس کے ہما تحت ہیں یعنی گورنمنٹ برطانیہ ہمارا اصول ہے۔ ہم ہرگز کسی مفسدہ اور نقص امن کو پسند نہیں کرتے اور اپنی گورنمنٹ انگریزی کی ہر ایک وقت میں مدد کرنے کے لئے تیار ہیں اور خدا تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں جس نے ایسی گورنمنٹ کے زیر سایہ عین دکھا ہے فقط المرقوم ۱۰ ستمبر ۱۸۷۹ء

میرزا غلام احمد از قادیان

(یہ اشتہار ۲۶۲۲ کے ۱۶ صفحات پر ہے)

اخبار چودھویں صدی والے بزرگ کی توبہ

علاوہ اور نشانوں کے یہ بھی ایک عظیم الشان نشان ہے جو حال میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہوا۔ ناظرین کو یاد ہو گا کہ ایک بزرگ نے جو ہر ایک طرح سے دنیا میں معزز اور رئیس اور اہل علم بھی ہیں اس عاجز کے حق میں ایک دل آزاں کلمہ یعنی مثنوی رومی کا یہ شعر پڑھا تھا جو پُرچہ چودھویں صدی ماہ جون ۱۸۸۵ء میں شائع ہوا تھا اور وہ یہ ہے۔

پول خدا خواہد کہ پردہ کس دردِ میلش اندر طعنہ پاکاں برد
سو اس رنج کی وجہ سے جو اس عاجز کے دل کو پہنچا اس بزرگ کے حق میں دعا کی گئی تھی کہ یا تو خدا تعالیٰ اس کو توبہ اور پشیمانی بخشے اور یا کوئی تنبیہ نازل کرے سو خدا نے اپنے فضل اور رحم سے اُس کو توفیق توبہ عنایت فرمائی اور اس بزرگ کو الہام کے ذریعہ سے اطلاع دی کہ اس عاجز کی دعا اس کے بارے میں قبول کی گئی اور ایسا ہی معافی بھی ہوگی۔ سو اُس نے خدا سے یہ الہام پا کر اور آثارِ خوف دیکھ کر نہایت افسوس اور تذلل سے معذرت کا خط لکھا۔ وہ خط کسی قدر اختصار سے پُرچہ چودھویں صدی ماہ نومبر ۱۸۸۵ء میں چھپ بھی گیا ہے۔ مگر چونکہ اس اختصار میں بہت سے ایسے ضروری امور نہ گئے ہیں جن سے یہ ثبوت ملتا ہے کہ کیونکہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کی دعاؤں کو قبول کرتا اور اُن کے دلوں پر رُعب ڈالتا اور اُنہیں خوف ظاہر کرتا ہے۔ اس لئے میں مناسب دیکھتا ہوں کہ اُس خط کو جو میرے پاس پہنچا تھا بعض ضروری اختصار کے ساتھ شائع کر دوں۔ اور بزرگ موصوف کا یہ اصل خط اس وجہ سے بھی شائع کرنے کے لائق ہے کہ میں

اس اصل خط کو بہت سے لوگوں کو سنا چکا ہوں اور ایک جماعت کثیر اس کے مضمون سے اطلاع پا چکی ہے اور بہت سے لوگوں کو بذریعہ خطوط اس کی اطلاع بھی دی گئی ہے اب جبکہ چودھویں صدی کے پرچہ کو وہ لوگ پڑھیں گے تو ضرور اُن کے دل میں یہ خیال پیدا ہوں گے کہ جو کچھ زبانی ہمیں سنا یا گیا اس میں کئی ایسی باتیں ہیں جو شائع کردہ خط میں نہیں ہیں۔ اور ممکن ہے کہ ہمارے بعض کوثر اندیش مخالفوں کو یہ بہانہ آجائے کہ گویا ہم نے بیخ کے خط میں اپنی طرف سے کچھ زیادت کی تھی۔ لہذا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس اصل خط کو چھاپ دیا جائے۔ مگر یاد رہے کہ پودھویں صدی کے خط میں جس قدر اختصار کیا گیا ہے یہ کسی کا قصور نہیں ہے۔ اختصار کے لئے میں نے ہی اجازت دی تھی مگر اس اجازت کے استعمال میں کسی قدر غلطی ہو گئی ہے لہذا اب اس کی اصلاح ضروری ہے۔

اس تمام قصبے کے لکھنے سے غرض یہ ہے کہ ہماری جماعت اور تمام حق کے طالبوں کے لئے یہ بھی ایک خدا کا نشان ہے اور جناب میر سید احمد خان صاحب بالقابہ کے غور کرنے کے لئے یہ تمیز ائمہ ہے کہ کیونکر اللہ جل شانہ اپنے بندوں کی دعائیں قبول کر لیتا ہے سید صاحب موصوف کا یہ قول تو نہایت صحیح ہے کہ ہر ایک دعا منظور نہیں ہو سکتی۔ بعض دعائیں منظور ہو جاتی ہیں مگر کاش سید صاحب کی پہلی تحریریں اس آخری تحریر کے مطابق ہوتیں اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ بزرگ موصوف جن کا خط ذیل میں لکھا جاتا ہے کچھ عام لوگوں میں سے نہیں ہیں بلکہ جہانگیر میرا خیال ہے وہ ایک بڑے ذی علم اور علما وقت میں سے ہیں اور کئی لوگوں سے میں نے سنا ہے کہ اُن کو الہام بھی ہوتا ہے اور اس خط میں انہوں نے اپنے الہام کا ذکر بھی کیا ہے۔ علاوہ ان سب باتوں کے وہ بزرگ پنجاب کے معزز رئیسوں اور جاگیرداروں میں سے ہیں اور ایک مرت سے گورنمنٹ عالیہ انگریزی کی طرف سے ایک معزز عہدہ حکومت پر بھی ممتاز ہیں۔ چونکہ پرچہ پودھویں صدی میں بھی اس بزرگ کے منصب اور مرتبت کا اس قدر ذکر ہو چکا ہے لہذا اس قدر یہاں بھی لکھا گیا اور بزرگ

موصوت نے جو میرے نام بغرض معذرت ۲۹ اکتوبر ۱۸۹۹ء کو خط لکھا تھا جس کا خلاصہ
چودھویں صدی میں چھپا ہے اس خط کو بغرض مصلحت مذکورہ بالا بخدش بعض فقرات
ذیل میں لکھتا ہوں اور وہ یہ ہے۔

نقل مطابق اصل

”اخبار چودھویں صدی والا مجملہ“

”بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم“

”سیدی دہلوی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ“

”ایک خطا کار اپنی غلط کاری سے اعتراف کرتا ہوا (اس نیاز نامہ کے ذریعہ سے)

قادیان کے مبارک مقام پر (گویا) حاضر ہو کر آپ کے رحم کا خواستگار ہوتا ہے۔

یہ چوٹی سترہ سے بیس چوٹی سترہ تک جو اس گنہگار کو مہلت دی گئی اب

آسمانی بادشاہت میں آپ کے مقابلہ میں اپنے آپ کو مجرم قرار دیتا ہے (اس موقع پر

مجھے اتفاقاً کہ جس طرح آپ کی دُعا مقبول ہوئی اسی طرح میری التجا و عاجزی قبول ہو کر

حضرت اقدس کے حضور سے معافی و رفاہی دی گئی) مجھے اب زیادہ معذرت کرنے کی

ضرورت نہیں تاہم اس قدر ضرور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں ابتداء سے آپ کی اس دعوت

پر بہت غور سے جوئے حال رہتا رہا اور میری تحقیق ایمان داری و صاف دلی پر مبنی تھی

حقیقی کہ (۹۰) فیصد یقین کا مدارج پہنچ گیا۔

(۱) آپ کے شہر کے آریہ مخالفوں نے گواہی دی کہ آپ بچپن سے صادق و پاکہا ز تھے۔

(۲) آپ جوانی سے اپنے تمام اوقات خدائے واحد حقی و قیوم کی عبادت میں لگاتار

صرف فرماتے رہے۔ اِنَّ اللہَ لَا یُضِیْعُ اِجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ۔

وہ بخوانی بیک موصوت نے اپنے خد کے سر پر لکھا تھا۔ چونکہ اس عنوان میں نہایت انکسار ہے جو انساؤ کو

بوجہ اس کے کمال تذل کے مورد رحمت الہی بناتا ہے اس لئے ہم نے اس کو عیا کہ اصل خط میں تھا لکھ دیا ہے۔

(۳) آپ کا حسن بیان تمام عالمانِ نباتی سے صاف صاف علیحدہ نظر آتا ہے آپ کی تمام تصنیفات میں ایک زندہ رُوح ہے (فیہا ہدی و نوسا)

(۴) آپ کا مشن کسی فساد اور گورنمنٹ موجودہ کی (جو تمام حالات سے اطاعت و شکر گزاری کے قابل ہے) بغاوت کی راہ نمائی نہیں کرتا۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِدَ

صحیح کی میرے بہت سے مہربان دوستوں نے جو اُن سے آپ کے معاملات پر میں ہمیشہ بحث کرتا رہتا تھا۔ مجھے خطاب سے مخاطب کیا۔

پھر یہ کہ بائیں ہمہ کہوں؟ میرے مُنہ سے وہ بیتِ مثنوی کا نکلا۔ اس کی دہر یہ تھی کہ میں جب لاہور میں اُن کے پاس گیا تو مجھ کو اپنے معتبر دوستوں کے ذریعہ سے (جن پہلے میری بحث دہتی تھی) خبر ملی کہ آپ سے ایسی باتیں ظہور میں آئی ہیں جس سے کسی مسلمان ایماندار کو آپ کے مخالف خیال کرنے میں کوئی تاثر نہیں رہا

(۱) آپ نے دعویٰ رسول ہونے کا کیا ہے اور ختم المرسلین ہونے کا بھی ساتھ ساتھ ادعا کر دیا ہے جو ایک سچے مسلمان کے دل پر سخت چوٹ لگانے والا فقرہ تھا کہ جو عزت ختم رسالت کی بارگاہِ الہی سے محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ (فداک رُوحی یا رسول اللہ) کو مل چکی ہے اس کا دوسرا کب حقدار ہو سکتا ہے۔

(۲) آپ نے فرمایا ہے کہ ترک تباہ ہوں گے اور اُن کا سلطان بڑی ہیز تزی سے قتل کیا جائے گا اور دُنیا کے مسلمان مجھ سے التجا کریں گے کہ میں اُن کو ایک سلطانِ مقدس کر دوں۔ یہ ایک خوفناک بربادی بخش پیشگوئی اسلامی دُنیا کے واسطے تھی کیونکہ آج تمام مقدس مقامات پر جو خداوند کے عہدِ قدیم و جدید سے چلے آتے ہیں۔ اُن کی خدمت ترکوں و اُن کے سلطان کے ہاتھ میں ہے۔ ان مقامات کا ترکوں کی مغلوبی کی حالت میں نکل جانا ایک لازمی اور یقینی امر ہے جس کے خیال کرنے سے ایک ہیستاکِ مفلکِ نظارہ دکھائی دیتا ہے کہ اس موقع پر دُنیا کے ہر ایک مسلمان پر فرض ہو

جائے گا کہ ان مجددوں کو ناپاک ہاتھوں سے بچانے کے واسطے اپنی جان و مال کی قربانی
 چڑھائے کیسا مصیبت اور امتحان کا وقت مسلمانوں پر آپڑے گا کہ یا تو وہ بال بچہ
 گھر بار پیارے وطن کو الوداع کہہ کے ان پاک مجددوں کی طرف چل پڑیں یا اُس ابدی اور
 جاوید زندگی ایمان سے دست بردار ہو جائیں۔ رتنا ولا تحتلنا ملا طاقۃ لنا بہ
 واعف عنا و اغفر لنا۔ یہی ماز ہے جو مسلمان ترکوں سے محبت کرتے ہیں کہ اُن کی
 خیر میں اُن کے دین و دنیا کی خیر ہے۔ ورنہ ترکوں کا کوئی خاص احسان مسلمانان ہند پر
 نہیں بلکہ ہم کو سخت لگہ ہے کہ ہماری پچھلی صدی کی عالمگیر تباہی میں (جبکہ مہلوں سکوں
 کے اتھ سے مسلمانان ہند برباد ہو رہے تھے ہماری کوئی خبر انہوں نے نہیں لی۔ اس شکریہ
 کی مستحق صرف سرکار انگریزی ہے جس کی گورنمنٹ نے مسلمانوں کو اس سے نجات دلائی
 تو ہماری ہمدردی کی وہی خاص وجہ ہے جو اوپر ذکر کی گئی۔

اللہ اس کو خیال کر کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ ایسی سخت ترین مصیبت کے وقت
 تو مسلمانوں کے ایک سچے راہ نما کا یہ کام ہوتا کہ وہ عاجزی سے گڑ گڑا کر خدا کے حضور میں
 اس تباہی سے بیڑے کو بچاتا۔ کیا حضرت نوح کے فرزند سے زیادہ ترک گنہگار تھے تو بچاؤ
 اس کے کہ اُن کے حق میں خدا کے حضور شفاعت کی جاتی ہے نہ اُلٹا ہنسی سے ایسی بات
 بنائی جاتی۔

(۳) و نیز یہ کہ حضرت ولانے حضرت مسیح کے بارے میں اپنی تصانیف میں سخت
 محاورات آمیز الفاظ لکھے ہیں جو ایک مقبول بارگاہ الہی کے حق میں شایان شان نہ تھے
 جس کو خداوند اپنی رُوح و کلمہ فرمائے جن کے حق میں یہ خطاب ہو وجہاً فی الدنیا و
 الآخرۃ و من المقتبیین۔ پھر اس کی توہین اور امانت کیونکر ہو سکتی۔

یہ باتیں میرے دل میں بھری تھیں اور اُن کے تجسس کے واسطے میں پھر کوشش
 کر رہا تھا کہ یہ کہاں تک صحیح ہیں کہ ناگاہ حضور کا اشتہار ترکی سفیر کے بارے میں جو نکلا۔

پیش ہوا تو بیاختہ میرے منہ سے (سوا کسی اور کلام کے) شہنوی کا بیت نکل گیا جس پر آپ
کو رنج ہوا (اور رنج ہونا چاہیئے تھا)

(۱) رسالت کے دعویٰ کے بارے میں مجھ کو خود انا لہ اوام کے دیکھنے سے و نیز آپ
کی وہ روحانی اور مردہ دلوں کو زندہ کرنے والی تقریر سے جو جملہ مذاہب لاہور میں پیش
ہوئی میری تسلی ہو گئی جو محض افتراء و بہتان ذات والا پر کسی نے بانٹھا۔
(۲) بابت ترکوں کے آپ کے اسی اشتہار (میرے عرضی دعویٰ کے) میری تسلی ہو
گئی جس قدر آپ نے نکتہ چینی فرمائی وہ ضروری اور واجب تھی۔

(۳) بابت حضرت مسیح کے بھی ایک بے وجہ الزام پایا گیا۔ گو یسوع کے حق میں آپ
نے کچھ لکھا ہے جو ایک الزامی طور پر ہے جیسا کہ ایک مسلمان شاعر ایک شیعہ کے مقابل میں
حضرت مولانا علی کے بارے میں لکھتا ہے۔

آں جوانے پروت مالیدہ • بہر جنگ و وفا سگالیدہ
بر خلافت دلشایے مائل • لیک بوبکر شرمیاں حائل
تو بھی حضرت اگر ایسا نہ کرتے میرے خیال میں تو اچھا ہوتا۔ جَلَّوْلَهُمُ بِالْحَقِّ
رَحَّیْ اَحْسَن۔

مگر ان باتوں کے علاوہ جس سے میرا دل توپ اٹھا اور اس سے یہ صدا آنے لگی کہ
اٹھ اور صفائی طلب کرنے میں جلدی کہ ایسا نہ ہو کہ تو خدا کے دوستوں سے لڑنے والا ہو۔
خداوند کریم تمام رحمت ہے۔ کتب علیٰ نفسہ الرحمۃ دُنیا کے لوگوں پر جب عذاب
نازل کرتا ہے تو اپنے بندوں کی ناراضی کی وجہ سے۔ مَا کُنَّا مَعَهُ حَتَّىٰ نَبْعَثَ
رَسُولًا۔ آپ کا خدا کے ساتھ معاملہ ہے تو کون ہے جو الہی سلسلہ میں داخل دیوے خداوند
کی اُس آخری عظیم الشان کتاب کی ہدایت یا د آئی جو عوں آل فرعون کے قصہ میں بیان فرمائی
گئی کہ جو لوگ خدائی سلسلہ کا ادعا کریں اُن کی تکذیب کے واسطے دلیری اور پیش دستی نہ

کرفی چاہیے نہ یہ کہ اُن کا انکار کرنا چاہیے، اِن یلک کا ذبا فعلیہ کنذیہ وان یلک
صادقا یصبرکم بعض الذی یعدکم

مگر یہ صریح میرا دلی خیال ہی نہیں رہا بلکہ اس کا ظاہری اثر محسوس ہونے لگا۔ کچھ
ایسی سنائیں خدایع میں پڑنے لگیں جس میں (اعوذ باللہ) مصداق
ہو جانے لگا (یعنی آثار خوف) (ظاہر ہوئے) چودہ سو برس ہونے کو اتنے ہیں کہ خدا کے
ایک برگزیدہ کے مُنہ سے یہ لفظ ہماری قوم کے حق میں نکلے تو کیا؟ قدرت کو ہبلا منشورا
کرنے کا خیال ہے (تثبت الیلک یارب) کہ پھر ایک مقبول الہی کے مُنہ سے وہی کلمہ
سُن کر مجھے کچھ خیال نہ ہو۔

پس یہ ظاہری خطرات مجھ کو اس خطا کے تحریر کرتے وقت سب کے سب اڑتے
ہوئے دکھائی دیئے (جن کی تفصیل کبھی میں پھر کروں گا) اس وقت تو میں ایک مجسم
گنہگاروں کی طرح آپ کے حضور میں کھڑا ہوتا ہوں اور معافی مانگتا ہوں (مجھ کو حاضر ہونے
میں بھی کچھ عذر نہیں مگر بعض حالات میں ظاہر حاضری سے معاف کئے جانے کا مستحق ہوں
شاید جولائی ۱۸۹۷ء سے پہلے حاضری ہو جاؤں۔

امید کہ بانگاہ قدس سے بھی آپ کو راضی نامہ دینے کے لئے تحریک فرمائی جائے
کہ قسسی ولہ نجدلہ عزما۔ قانون کا بھی یہی اصول ہے کہ جو جرم عہدا و جان بوجہ
کو نہ کیا جائے وہ قابل راضی نامہ و معافی کے ہوتا ہے۔ فاعفوا واصفحوا الحق
اللہ یحب المحسنین۔

میں ہوں حضور کا مجرم

(درخت بزرگ) راولپنڈی۔ ۲۹ اکتوبر ۱۸۹۷ء

یہ خط بزرگ موصوت کا ہے جس کو ہم نے بعض الفاظ تہلیل و انکسار کے حذف کر کے
چھپ دیا ہے۔ اس خط میں بزرگ موصوت اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ اُن کو اس عاجز

کی قبولیت دُعا کے بارے میں الہام ہوا تھا۔ اور نیز اس بات کا اقرار بھی کرتے ہیں کہ انہوں نے خواہنا بھی آثارِ خوف دیکھے جن کی وجہ سے زیادہ تر دہشت اُن کے دل پر طاری ہوئی اور قبولیت دُعا کے نشان دکھائی دیئے۔ پس اس جگہ یہ بات ظاہر کرنے کے لائق ہے کہ ڈپٹی آئٹم کی نسبت جو کچھ شرعی طور پر بیان کیا گیا تھا وہ بیان بالکل اس بیان سے مشابہ ہے جو اس بزرگ کی نسبت کیا گیا یعنی جیسا کہ اس عذابی پیشگوئی میں ایک شرط رکھی گئی تھی ویسا ہی اس میں بھی ایک شرط تھی اور ان دونوں شخصوں میں فرق یہ ہے کہ یہ بزرگ ایمانی روشنی اپنے اندر رکھتا تھا اور سچ سے محبت کرنے کی سعادت اس کے جوہر میں تھی۔ لہذا اُس نے آثارِ خوف دیکھے کہ اور خدا تعالیٰ سے الہام پا کر اس کو پوشیدہ کرنا نہ چاہا اور نہایت تذلّل اور انکسار سے جہانک کہ انسان تذلّل کر سکتا ہے تمام حالات صفائی سے لکھ کر اپنا مصحف نامہ بھیج دیدیا مگر آئٹم چونکہ فوراً ایمان اور جوہرِ سعادت سے بے بہرہ تھا اس لئے باوجود سخت خوفناک اور ہراساں ہونے کے بھی یہ سعادت اس کو میسر نہ آئی اور خوف کا اقرار کر کے پھر افتراء کے طور پر اس خوف کی وجہ اُن ہمارے فرضی حملوں کو ٹھیکرایا جو صرف اسی کے دل کا منصوبہ تھا حالانکہ اس نے پندرہ چھیڑے تک یعنی مبعاد کے اندر کبھی ظاہر نہ کیا کہ ہم نے یا ہماری جماعت میں سے کسی نے اُس پر حملہ کیا تھا۔ اگر ہماری طرف سے اس کے قتل کرنے کے لئے حملہ ہوتا تو سختی یہ تھا کہ مبعاد کے اندر اسی وقت جب حملہ ہوا تھا شروع مچاتا اور حکام کو خبر دیتا۔ اگر ہماری طرف سے ایک بھی حملہ ہوتا تو کیا کوئی قبول کر سکتا ہے کہ اُس حملہ کے وقت عیسائیوں میں شور نہ مچ جاتا۔ پھر جس حالت میں آئٹم نے مبعاد گزرنے کے بعد یہ بیان کیا کہ میرے قتل کرنے کے لئے مختلف وقتوں اور مقاموں میں تین حملے کئے گئے تھے یعنی ایک امرتسر میں اور ایک لدھیانہ میں اور ایک فیروزپور میں تو کیا کوئی منصف سمجھ سکتا ہے کہ باوجود ان تینوں حملوں کے جو خون کرنے کے لئے تھے آئٹم اور اُس کا داماد جو اکثر اسٹنٹ تھا اور اس کی تمام جماعت پُپ میٹھی رہتی اور حملہ کرنے والوں کا کوئی

بھی تملک نہ کراتی اور کم سے کم اتنا بھی نہ کرتی کہ اخباروں میں چھپوا کر ایک شور ڈال دیتی اور اگر نہایت نرمی کرتی تو سرکار سے باضابطہ میری ضمانت سنگین طلب کرواتی۔ کیا کوئی دل قبول کر لے گا کہ میری طرف سے تین حملے ہوں اور اہتم اور اس کی جماعت سب کے سب چُپ رہیں۔ بات تک باہر نہ نکلے؛ کیا کوئی عقلمند اس بات کو قبول کر سکتا ہے خاص کر جس حالت میں میرے حملوں کا ثبوت میری پیشگوئیوں کی ساری قطعی کھولتا تھا اور عیسائیوں کو نمایاں فتح حاصل ہوتی تھی۔ پس اہتم نے یہ جھوٹے الزام اسی لئے لگائے کہ پیشگوئی کی میعاد کے اندر اس کا خائف اور ہراساں ہونا ہر ایک پر کھل گیا تھا۔ وہ مارے خوف مزا جاتا تھا۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ آثار خوف اُس پر اس طرح ہی ہر ہوئے ہوں جیسا کہ یونس کی قوم پر ظاہر ہوئے تھے غرض اُس نے الہامی مشورے قائم اٹھایا مگر دُنیا سے محبت کر کے گواہی کو پوشیدہ رکھا اور قسم نہ کھائی اور نالاش نہ کرنے سے ظاہر بھی کر دیا کہ وہ ضرور خدا تعالیٰ کے خوف اور اسلامی عظمت سے ڈرتا رہا۔ لہذا وہ اخفائے شہادت کے بعد دوسرے الہام کے موافق جلد تر فوت ہو گیا۔ بہر حال یہ مقدمہ کہ جو اس خوش قسمت اور نیک فطرت بزرگ کا مقدمہ ہے اہتم کے مقدمہ سے بالکل ہم شکل ہے اور اس پر دشمنی ڈالتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس بزرگ کی خطا کو معاف کرے اور اس سے راضی ہو۔ میں اس سے راضی ہوں اور اس کو معافی دیتا ہوں۔ چاہیے کہ ہماری جماعت کا ہر ایک شخص اس کے حق میں دُعا ئے خیر کرے۔ اللہم احفظہ من البلیا والافات۔ اللہم صمہ من المکر وحات۔ اللہم ارحمہ وانت خیر الراحمین۔ آمین ثم آمین +

الرفق

خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان ۲۰ نومبر ۱۸۹۷ء

(یہ اشتہار ایام الصلح اور وطبع اول کے صفحہ ۸۵ سے ۲۹ تک ہے۔ المرقبہ)